تاریخ بلوچ و بلوچستان
جلد سوم
تصنیف
میر نصیر خان احمد زئی
(کمبرانی بلوچ)
نوری نصیر خان مرکز اشاعت
A-18، سریاب روڈ۔ کوئٹہ

تاریخ بلوچ و بلوچستان

جلد سویم

تصنیف

میر نصیر خان احمد زئی (کمبرانی) بلوچ، بی اے

سابق وزیر دربار ریاست عالیہ قلات بلوچستان

سابق ڈپٹی کمشنر بلوچستان اسٹیٹس یونین

سابق چیئرمین ٹیکسٹ بک بورڈ صوبہ بلوچستان

سابق چیئرمین سیکنڈری اینڈ انٹرمیڈیٹ بورڈ صوبہ بلوچستان

طباعت دوئم ـــــــ
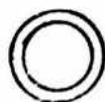
طابع ـــــــ نوری نصیر خان مرکز اشاعت
۱۸ - A، سریاب روڈ کوئٹہ

مطبع ـــــــ یونائیٹڈ پرنٹرز کوئٹہ

کتابت ـــــــ فیاض احمد ریحان، محمد ایاز ۹۲ء

تعداد ـــــــ ایک ہزار

قیمت ـــــــ -/۲۵۰

مُصنّف

میر نصیر خان احمد زئی (کمبرانی) بلوچ۔ بی۔ اے

مسودہ کا نظر ثانی کنندہ

واجہ غوث بخش صابر بلوچ

سابق سیکرٹری جنرل بلوچی اکیڈیمی

انتساب -

حضرت امیر احمد ثالث کمبرانی بلوچ

ملقب بہ احمد کبیر

کے نام

جن کی تدبر - وفراست وسیاست نے

خطہ بلوچستان کو

بین الاقوامی حیثیت دیا

۱۶۶۶ء تا ۱۶۹۵ء

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۳۹۰	باب چہاردہم اکراد بلوچ توران و مکران	۱۴
۴۰۷	باب پانزدہم رباط دیر کچھین کا واقعہ	۱۵
۴۲۴	باب شانزدہم صلیبی جنگوں کا آغاز	۱۶
۴۳۵	باب ہفدہم غوری خاندان کا تاریخی پس منظر	۱۷
۴۶۷	باب ہشدہم خوارزمی حکومت کا قیام	۱۸
۴۹۰	باب نوزدہم خلافت عباسیّہ کے خاتمہ کے بعد	۱۹
۵۲۷	باب بستم بلوچ ملّت کی نشاۃ ثانیہ ۔	۲۰

دیباچہ

قارئین گرامی کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ یہ بلوچ اور بلوچستان کی تاریخ کی تیسری جلد ہے۔ جو دوسری جلد کے تاریخ واقعات کی تسلسل ہے تاریخ بلوچستان کی جلد دوئم۔ باب دہم میں بلوچستان کی اسلامی سلطنت کے زیرِ نگین آنے کے تاریخی واقعات بنی اُمیہ کے چھٹے خلیفہ ولید بن عبدالملک (۷۰۵ء تا ۷۱۵ء) کے دور تک تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ چونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ اور امیر معاویہ کے دورِ خلافت میں خلافت کے مسئلہ پر جھگڑا اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور مسلمان اُمت گروہوں میں بٹ کر۔ سیاسی اقتدار حاصل کرنے کی جدوجہد شروع کی۔ جس کے نتیجے میں مسلمان کئی سیاسی گروہوں میں منقسم ہو گئے۔ لہٰذا ان واقعات کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ جلد سوئم میں ضروری ہے۔ کیونکہ آئندہ ادوار میں انہی۔ مذہبی۔ سیاسی۔ فرقوں کے رجحانات بلوچ قوم پہ کافی حد تک اثر انداز ہوئے۔ جو بلوچستان کے اصل مکیں تھے۔ بعض جگہ ان رجحانات کی وجہ سے بلوچ ملّت کو فائدہ پہنچا۔ اور بعض دفعہ انہی رجحانات نے اُن کو آلام اور مصیبتوں سے دوچار کیا۔

اسلام میں سیاسی فرقوں کا آغاز۔ سیاسی امور سے ہُوا۔ چونکہ دینِ اسلام۔ میں سیاست کوئی الگ چیز نہیں۔ بلکہ دین کا مغز اور قوام ہے

یہی وجہ ہے کہ سیاسی مذاہب کے اصول و مبادی کا مرکز اور محور ہمیشہ ہی دین اسلام رہا ہے۔ چنانچہ جس دور کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ اُس دور کے سیاسی مذاہب کی تعداد تین ہیں۔ ۱۔ شیعان علی۔ ۲۔ شیعان بنی اُمیہ۔ ۳۔ خوارج۔ ان میں خاص کر دو مذاہب کے نظریات۔ شیعانِ علی۔ اور جماعت خوارج۔ بلوچ اور بلوچستان کی سیاست پر کافی اثر انداز رہے ہیں۔ جب بنی اُمیہ کے خاندانی دورِ خلافت میں خوارج کی شورشوں کا قلع قمع کیا گیا تو ان کے سردار مع اپنے گروہوں کے عربی علاقوں کو چھوڑ کر۔ عجمی علاقوں کے دُور دراز۔ ریگستانی علاقوں میں اپنے بچاؤ کی خاطر سکونت پذیر ہوئے۔ یہ وہی علاقے تھے۔ جن میں افراد بلوچ سکونت پذیر تھے۔ جیسے زابلستان (موجودہ سیستان) توران (موجودہ سطح مرتفع قلات کا خطہ) مکران۔ کرمان۔ چنانچہ ان علاقوں میں رہائش کی وجہ سے افراد بلوچ کے گہرے سیاسی۔ مُعاشی۔ سماجی روابط۔ شیعانِ علی اور خوارج کی جماعت کے ساتھ قائم ہوئے۔ یہ وہ عجمی علاقے ہیں۔ کہ جہاں افراد بلوچ (۸۵۳ء) سال قبل از مسیح کے دور میں ماد کرد قبیلہ کے بادشاہ کیقباد جو اُن کا سردار اعظم تھا۔ کے ہمراہی میں سلطنت توران پر حملہ کر کے اُس کے خطہ توران ومکران کو فتح کرنے کے بعد کرد بادشاہ کیقباد کی خواہش کے مطابق انہی علاقوں میں مُستقلاً بود و باش اختیار کر کے۔ زیر سرپرستی۔ کیقباد ماد کرد بادشاہ۔ زابلستان۔ توران (سطح مرتفع قلات) مکران میں اپنی عمارتیں قائم کیں۔

اسلامی سلطنت کے تینوں ادوار۔ یعنی دورِ خلفائے راشدین،

دور خان دان بنی اُمیہ ۔ دور خاندان بنی عباس میں ۔ اکراد بلوچ توران و مکران کے انتہائی طور پر دوستانہ مراسم ان ادوار کے حکمرانوں کے ساتھ رہے ہیں۔ اُسکی بڑی وجہ یہ تھی ۔ کہ حضرت عُمر کے دور (۶۳۴ء تا ۶۴۴ء) خلافت میں اکراد بلوچ توران و مکران من الحیثیت ایک قوم کے رضا کارانہ طور پر سب دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے تھے ۔ اور حضرت عُمر اُن سے یہ عہد و پیماں بھی کر چکے تھے ۔ کہ اُن کو اُنکے علاقوں سے دوسرے علاقوں میں منتقل نہیں کیا جائیگا اور اُن کے علاقائی الاؤنس بھی باقاعدہ دیا جائیگا ۔ لہٰذا بلوچ ملّت نے اسلام کے اِن تینوں ادوار میں ۔ نظام اسلام کی سربلندی ۔ اور بقا کے لئے ۔ عربوں کے دوش بدوش نمایاں خدمات سرانجام دیئے ۔ خاص کر جب سندھ ۔ اسلامی حکومت کے زیرِ نگین آگیا ۔ تو اکراد بلوچ توران و مکران نے مسلسل سندھ کی اسلامی حکومت کو ہر آڑے وقت میں مدد دی ۔ اسی دور میں اکراد بلوچ توران و مکران کے کافی قبائلی طائفے ۔ فوجی خدمات کے دوران سندھ میں مستقلاً سکونت اختیار کی ۔ جسکا نتیجہ یہ نِکلا ۔ کہ موجودہ دور میں سندھ کی تقریباً ساٹھ فی صد آبادی بلوچ ہے ۔ ان تمام اسلامی ادوار میں عرب مُسلمان بلوچوں کے متعلق حسنِ ظن رکھتے تھے ۔ اُن سے رشتہ ناطہ بھی کرتے تھے ۔ جسکی وجہ سے آج تک یہ بات مشہور ہے ۔ کہ بلوچ عرب نسل سے تعلق رکھتے ہیں ۔ حالانکہ یہ رائے تواریخی لحاظ سے صحیح نہیں ہے ۔ بلوچ نسلاً عجمی ہیں ۔

بلوچ ملّت کی نشاۃ ثانیہ کی ابتداء اُمیر میرواول کیکانی براخوئی کُرد بلوچ کے دور سے شروع ہوتی ہے ۔

جب اَمیر میرداوّل کیکانی براخوئی کرد بلوچ ۔ توران میں اکراد بلوچ کی قبائیلی کونسل پنجگانہ کا امیر تھا۔ تو اس دور میں ایران پر (ال خان) خاندانِ تاتاری کی حکومت تھی ۔ ہلاکو خان نے ایران میں اپنی خاندانی حکمرانی ۔ آخری عباسی خلیفہ مستعصم باللہ کے قتل کے بعد ۱۲۵۸ء میں قائم کی ۔ امیر میرداول اُنکے ساتویں جانشین گزن (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) کے ہم دور تھے ۔ چنانچہ اسی دور میں توران و مکران کے اُمرائے قبائیلی کونسل پنجگانہ نے یہ محسوس کیا۔ کہ بلوچوں کا ایک جامع اور وسیع اتحاد ہونا چاہئیے ۔ جسے انگریزی زبان میں کنفیڈریشن کہتے ہیں ۔ لہٰذا اسی دور کے اکراد بلوچ کے اُمرانے بلوچ کنفیڈریشن کی تشکیل کی ۔ جس نے بڑھتے بڑھتے بلوچستان کے تمام خطوں کو اپنے میں سمولیا ۔ اور کنفیڈریشن کی ہائی کمان نے بلوچستان کے متحدہ خطوں کو انتظامی لحاظ سے ۔ توران (سراوان جھالاوان) مکران ۔ خاران ۔ چاغی ۔ لس بیلہ ۔ کے پانچ خطوں میں منقسم کیا۔ ان خطوں کے رکن اَمیر اندرونی طور پر اپنے قبائیلی نظام کو قبائیلی دستور کے مطابق ۔ خود آزادانہ طور پر چلاتے تھے ۔ مرکزی معاملات میں صدر کنفیڈریشن ۔ کنفیڈریشن کے مجلس شوریٰ کی مشاورت کے بعد فیصلے صادر کرتے تھے ۔ اسی دور میں خطہ بلوچستان کا نام ۔ بلوچوں کی تقریباً تین ہزار سالہ مدّت سکونت کی مناسبت سے بلوچستان کے نام سے موسوم ہوا ۔ چونکہ یہ تاتاریوں کا دورِ حکومت تھا ۔ ہلاکو خان ۔ تاتاری حکومت کا بنیاد گزار تھا ۔ اس نے تمام اسلامی سلطنت میں اسقدر تباہی مچائی تھی ۔ کہ اس کے دور اور اُس کے بعد کے ادوار میں ۔ ایسا کوئی علمی شاہکار تخلیق نہ ہو سکا جس میں کہیں کسی کتاب میں خطۂ بلوچستان کا تذکرہ ہوتا ۔

ہمارے اس دلیل کے تائید میں۔ جب ظہیرالدین بابر ہندوستان میں برسر اقتدار آیا۔ انہوں نے۔ پہلی بار اپنے (۱۵۲۶ء تا ۱۵۳۶ء) میں تزک بابری میں بلوچستان کے خطہ کو بلوچستان کے نام سے یاد کرکے۔ اُسکا تذکرہ کرتا ہے۔

پھر بابر بادشاہ کے پوتے۔ جلال الدین اکبر ۱۵۵۶ء تا ۱۶۰۵ء کے دور میں اُنکا ایک وزیر علامہ ابوالفضل۔ اکبر کے دور کی تاریخی واقعات کو کتاب آئین اکبری میں قلمبند کرتا ہے۔ وہ ہندوستان میں مختلف زبانوں کا تذکرہ کرتے ہوئے بلوچستان کے خطہ کا نام لیکر لکھتا ہے۔ کہ بلوچستان کی اپنی جدا زبان تھی۔ اسی دور میں اکراد بلوچستان توران ومکران کی قبائیلی کونسل پنجگانہ کے رُکن اُمرا کے کئی ایک بیٹے تولد ہوئے۔ جن کی نسلوں سے مرور زمانہ کے ساتھ نئے قبیلے نئے ناموں سے موسوم ہوکر وجود میں آئے۔ جنکی تفصیلات ہم نے اِسی جلد کے بیسویں باب میں بیان کئے ہیں۔ یہ قبائل آج کے دور تک انہی ناموں سے موسوم چلے آرہے ہیں۔

لہٰذا بلوچی رسم ورواج۔ کی ابتدار بھی اسی دور سے ہوتی ہے۔ جس پہ بلوچ مِلّت آج تک کاربند ہے۔

بلوچ سوسائیٹی میں قبائیلی نظام کی تشکیل اسی دور میں ہوتا ہے۔ جس پہ ہم آج تک کاربند ہیں۔ اسلامی دور میں بھی جو تقریباً گزنِ تاتاری کے دور تک (۶۶۰) سال پہ محیط ہے بلوچ ملّت کی جنگ جُویانہ فطرت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ اَمیر میرداول کی چھٹی پشت میں اَمیر میروتانی نے اپنے دور (۱۴۱۰ء تا ۱۴۴۰ء) میں خطہ بلوچستان کی مربوط خطوں۔ توران

(سراوان۔ جھالاوان) مکران۔ خاران۔ چاغی اور لس بیلہ پر مشتمل ایک بلوچ برادری کی حکومت کو تشکیل دیا۔ جبکی تفصیلات تاریخ بلوچ و بلوچستان کی چوتھی جلد میں نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ لہٰذا یہاں ہم اپنے تاریخ بلوچ و بلوچستان کی تیسری جلد کے دیباچہ کو ختم کرتے ہیں۔

مورخہ ۲۲/۹/۹۲ قارئین کا دُعاگو۔

میر نصیر خان احمدزئی کمبرانی بلوچ
۱۸۔ سریاب روڈ کوئٹہ

باب اوّل

اکراد بلوچ کی صورتحال بدورِ خلافت حضرت علی (۶۵۶ء تا ۶۶۰ء) و امیر معاویہ ۶۶۰ء تا ۶۸۰ء۔

خلیفہ حضرت علیؓ (۶۵۶ء تا ۶۶۰ء) اور بنی اُمیہ خاندان کے پہلے خلیفہ امیر معاویہ (۹۶۰ء تا ۶۸۰ء) کے خلافت میں قدیم بلوچستان کے دو خطے توران (سطح مرتفع قلات) اور مکران میں کرد بلوچوں کی قبائلی انتظامیہ کے کونسل پنجگانہ کے یہ اُمراء تھے۔

۱۔ امیر مردان براخوئی ۲۔ امیر خلف زنگنہ ۳۔ امیر آلاک اورگانی ۴۔ امیر تاکول مالی ۵۔ امیر آکول کرمانی انہی اُمرا کے دور میں قدیم بلوچستان کے آدھے حصّے مکران پر مسلمانوں کا مکمل قبضہ تھا۔ جسے عمرو بن تغلبی نے حضرت عمرؓ خلیفہ دوئم (۶۳۴ء تا ۶۴۴ء) کے دورِ خلافت میں فتح کیا تھا۔ اور قدیم بلوچستان کا بقایا حصّہ توران (سطح مرتفع قلات) بدستور۔ ہندو سیوا حکمران۔ سیوا زوراک کے قبضہ میں تھا۔ بلوچستان کا
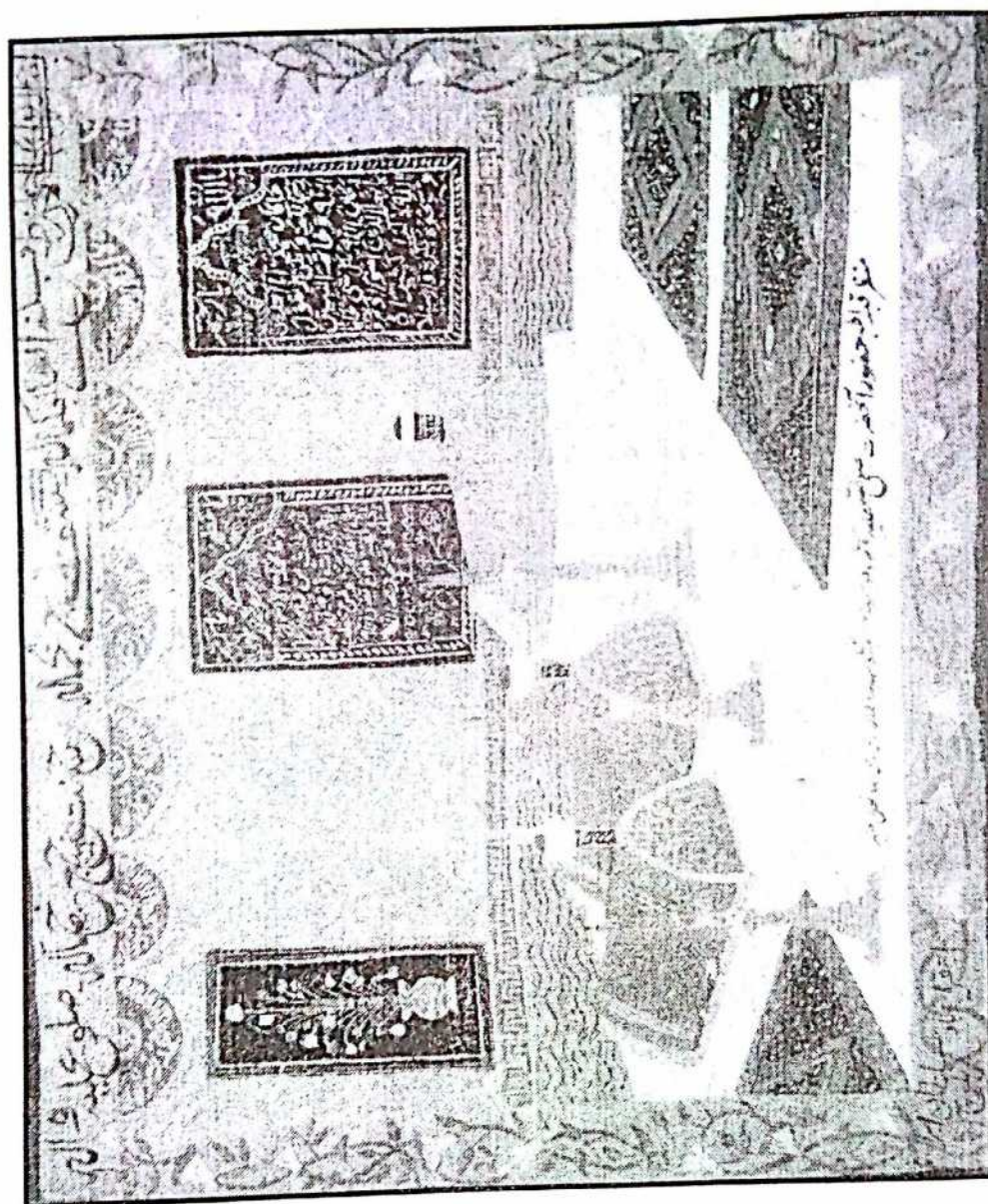
یہ خطہ اسلامی حکومت کی سیادت سے باہر تھا۔ اگرچہ اکراد بلوچ من الحیثیت القوم مسلمان ہوچکے تھے۔ اور مسلمانوں کی طرف داری کرتے تھے۔ اور جنگوں میں اُن کو کمک پہنچاتے تھے۔ مگر خاص کر اکراد بلوچ توران کے باشندوں کو جو براہوئی کرد بلوچ تھے۔ بعض دفعہ معاشی وجوہات کے بناء پر غیر جانب دار رہنا پڑتا تھا۔ کہ توران کے حکمران جو ہندو تھے۔ اور سیوا کے لقب سے ملقب تھے۔ اُن کے املاک کو نقصان نہ پہنچائیں۔ چنانچہ جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علی تخت خلافت پر بیٹھے۔ تو انہوں نے اپنے طرف سے (ذَعَر بن ذَعَر) کو والی مکران بنا کر۔ مکران بھیجا۔ وہ مکران پہنچا۔ اور فوراً توران پر حملہ کی تیاریاں شروع کیں مکران سے متصل کردان کی پہاڑی سلسلوں کو عبور کر کے توران کے دارالخلافہ کیکان پر حملہ آور ہوا۔ اور وقتی طور پر اسے فتح حاصل ہوئی۔ توران کا ہندو حکمران سیوا زوراک مقابلے کی تاب نہ لا کر، سندھ کی طرف گیا۔ یہاں سے ذَعَر بن ذَعَر کو کافی مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ وہ کچھ عرصہ توران میں مقیم رہا۔

والی ذَعَر بن ذَعَر کی توران کے دارالخلافہ کیکان میں دو یادگاریں

والی ذَعَر بن ذَعَر توران کے دارالخلافہ کیکان (موجودہ قلات) میں

اپنے قیام کے دوران شہر کی فصیل کے باہر مشرق کی طرف رُود شہر[۱]
کے سامنے ایک جامع مسجد تعمیر کروائی۔ جو موجودہ قلات کے شہر
میں اس وقت بھی موجود ہے۔ کوئٹہ سے جو سڑک قلات کے شہر
کی طرف جاتی ہے۔ اسی سڑک کے مشرقی جانب مسجد واقع ہے۔
جو رود شہر کی جامع مسجد ہے

قلات کا قدیم شہر جو ۱۹۳۵ء کے زلزلے میں تباہ ہوا۔
ایک پہاڑ کے ڈھلوان پر آباد ہے۔ اس پہاڑ کو شاہِ مردان کا پہاڑ
کہتے ہیں۔ اس پہاڑ کے نام کے بارے میں یہ روایت مشہور ہے کہ
حضرت علی کے خلافت کے دور میں ان کے۔ مکران کے گورنر
(ذغر بن ذعر) نے توران کے دارالخلافہ کیکان پر حملہ کیا۔ تو پہلے
اسی پہاڑ کے چوٹی پر اپنے فوج کے ساتھ قبضہ کیا۔ بعد میں ڈھلوان پر
آباد شہر پر حملہ آوڑ ہوا لہٰذا بہ حوالہ کور دگال نامک۔ بعد کے ادوار میں حضرت
علی کے عجمی لقب شاہِ مردان کے نام سے یہ پہاڑ موسوم ہو کر شہرت
پایا۔ ڈھلوان پر جو فصیل کے اندر شہر اور خان آف قلات کا محل تھا۔

۱۔ موجودہ قلات شہر کے سامنے ایک شہری آبادی اب بھی آباد ہے۔ جسکو رُود شہر کہتے ہیں
یہ شہر ۱۹۳۵ء کے زلزلے میں تباہ ہوگیا۔

وہ تو ۱۹۳۵ء کے زلزلے میں تباہ ہوا۔ تو یہاں سے شہر کو قلات کی وادی کے مشرقی جانب منتقل کر دیا گیا۔ اور یہ حصّہ بدستور غیر آباد پڑا ہوا ہے۔ اسی ڈھلوان کے جنوبی جانب شہر کا ایک حصہ جو فصیل سے باہر تھا۔ اب دوبارہ آباد ہو گیا ہے۔

ہندو حکمران سیوا زوراک کی واپسی

۶۶۰ء میں سیوا۔ زوراک۔ سندھ سے بیس ہزار کا لشکر لے کر دوبارہ توران کے دارالخلافہ کیکان پر حملہ آور ہوا۔ جنگ جاری تھی۔ کہ والی مکران ذَغَر بن ذَعَر کو اطلاع ملی کہ حضرت علی پر حملہ ہوا ہے۔ اور وہ زخموں کا تاب نہ لاکر فوت ہوئے ہیں۔ اس خبر کو سنتے ہی۔ والی مکران ذَغر نے پسپائی اختیار کی۔ مکران پہنچ کر بطرف کوفہ روانہ ہوا۔ سیوا زوراک فتح کے شادیانے بجاتا ہوا۔ توران کے دارالخلافہ میں داخل ہوا۔ بہرحال اس جنگ اور عارضی فتح سے مسلمانوں کو کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ سیوا۔ زوراک بدستور اپنی حکمرانی کو چند مدت کے لئے چلاتا رہا۔ اس دور میں جبکہ خلافت اسلامیہ کے اقتدار کو حاصل کرنے کے لئے حضرت علی اور امیر معاویہ کے

درمیان سیاسی کشمکش جاری تھی۔ لہٰذا اسی دور کے اسلامی سلطنت کی سیاسی حالات تفصیل سے بیان کئے جائیں گے۔ جو بعد میں کرد بلوچوں کی سیاسی زندگی پر کافی اثر انداز ہوئے۔ اور ہوتے رہے۔

اسلام کے سیاسی فرقے

تاریخ بلوچستان کی جلد دویم۔ باب دہم میں بلوچستان کی اسلامی سلطنت کے زیرِ نگیں آنے کے تاریخی واقعات۔ بنی اُمیہ کے چھٹے خلیفہ ولید بن عبدالملک (۷۰۵ء تا ۷۱۷ء) کے دور تک تفصیلی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ چونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ کے دورِ خلافت میں۔ خلافت کے مسئلہ پر جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا اور مسلمان اُمت گروہوں میں بٹ کر۔ سیاسی اقتدار حاصل کرنے کی جدوجہد شروع کردی۔ جسکے نتیجے میں مسلمان کئی سیاسی گروہوں میں منقسم ہوگئے لہٰذا ان واقعات کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ جلد سوئم میں ضروری ہے۔ کیونکہ آئندہ ادوار میں۔ انہی مذہبی سیاسی فرقوں کی رجحانات بلوچ قوم پر کافی اثر انداز ہوئے۔ جو بلوچستان کے اصل مکین تھے۔ بعض جگہ ان رجحانات کی وجہ سے بلوچ ملّت کو فائدہ پہنچا

اور بعض دفعہ انہی رجحانات نے اُن کو آلام اور مصیبتوں سے دوچار کیا۔

اسلام میں سیاسی فرقوں کا آغاز۔ سیاسی امور سے ہوا۔ چونکہ دین اسلام میں سیاست کوئی الگ چیز نہیں بلکہ دین کا مغز اور قوام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیاسی مذاہب کے اصول و مبادی کا مرکز اور محور ہمیشہ ہی دین اسلام رہا ہے۔ چنانچہ جس دور کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ اُس دور کے سیاسی مذاہب کی تعداد تین ہیں۔ (۱) شیعانِ علی، (۲) شیعانِ بنی اُمیہ۔ (۳) خوارج۔ ان میں خاص کر دو مذاہب کے نظریات۔ شیعانِ علی اور جماعت خوارج۔ بلوچ اور بلوچستان کی سیاست پر کافی اثر انداز رہے ہیں۔

جب بنی امیہ کے خاندانی دور خلافت میں خوارج کی شورشوں کا قلع قمع کیا گیا۔ تو اُن کے سردار یا امیر مع اپنے گروہوں کے عربی علاقوں کو چھوڑ کر۔ عجمی علاقوں کے دُور دراز ریگستانی علاقوں میں اپنے بچاؤ کی خاطر سکونت پذیر ہوئے یہ وہی علاقے تھے جن میں اکراد بلوچ سکونت پذیر تھے۔ جیسے زابلستان (موجودہ سیستان) توران (موجودہ سطح مرتفع قلات) مکران، کرمان چنانچہ ان علاقوں میں رہائش کی وجہ سے اکراد بلوچ کے گہرے سیاسی، معاشی، سماجی روابط۔ شیعانِ علی اور خوارج کی جماعت کے ساتھ قائم ہوئے یہ وہ عجمی علاقے ہیں۔ کہ جہاں اکراد بلوچ (۸۵۳) سال قبل از مسیح کے

دور میں ماد کرد قبیلہ کے بادشاہ کیقباد۔ (جو اُن کا سردار اعظم تھا) کے ہمراہی میں سلطنت توران پر حملہ کر کے۔ اس کے خطہ توران و مکران کو فتح کرنے کے بعد کرد بادشاہ کیقباد کے خواہش کے مطابق انہی علاقوں میں مستقلاً بود و باش اختیار کر چکے تھے۔ اور اسی بادشاہ کی زیرِ سرپرستی میں زابلستان۔ توران (سطح مرتفع قلات) مکران میں اپنی امارتیں قائم کی تھیں۔

سیاسی فرقوں کے وجود میں آنے کے اسباب

حضرت عثمان بن عفان اسلامی خلیفہ سویم (۶۴۴ء تا ۶۵۶ء) کی شہادت کے بعد حضرت علی بن ابی طالب (۶۵۶ء تا ۶۶۰ء) کے کرم اللہ وجہہ کے مسندِ خلافت پر آنے کے بعد۔ اُنکے پورے دورِ خلافت میں خانہ جنگی کا سلسلہ جاری رہا اُنکی مُلکی نظم و نسق کو مضبوط بنیادوں پر کھڑا کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ اور نہ ہی اندرون سلطنت۔ ان متذبذب حالات کی وجہ سے وہ بیرونی فتوحات پر توجہ دے سکے۔ اس لئے تعمیری کاموں کی وجہ سے ان کا عہد۔ انکے پیش روؤں کے مقابلے میں ناکام رہا۔ لہٰذا ان سیاسی حالات پر نظر ڈالنا ضروری ہے۔ کیونکہ انہی کی وجہ سے

اسلام میں مختلف مذہبی فرقے وجود میں آئے ان میں بعض اسباب، تو وہی تھے ۔ جنہوں نے عثمانی خلافت کے دور میں ۔ نظام حکومت کو درہم برہم کیا تھا اور بعض نئے حالات حضرت حضرت علی کے دورِ خلافت میں وجود میں آئے ۔ اس صورت کا صحیح اندازہ ۔ حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اوّل (۶۳۲ء تا ۶۳۴ء) کے دورِ خلافت کی ابتدائی حالات کے موازنہ سے زیادہ صحیح صورت میں سامنے آئیگا۔

حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت ۶۳۲ء تا ۶۳۴ء

جب حضرت ابوبکر نے تخت خلافت پر قدم رکھا (۱) تو سارا عرب دوبارہ پُرآشوب ہوگیا۔ (۲) بہت سے قبیلے دوبارہ مُرتد ہوگئے بعض نے اسلام کے بڑے رُکن زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا۔ (۴) جھوٹے مدعیان نبوت نے اپنی نبوت کا اعلان کردیا۔

لیکن ان حالات کے مقابلہ کا پورا سامان موجود تھا۔ (۱) سب کے سب زعمائے اسلام۔ ایک تعرض۔ اور مقصد اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے متحد تھے، حصولِ مقصد کے وسائل پر اختلاف رائے ہوسکتا تھا۔ لیکن اصل مقصد پر سب متفق تھے۔(۲) خلافت کا نظام۔ صاحب تدبیر اور سیاست مدار صحابہ کے مشورہ سے چلتا تھا (۳) عرب دل

یں غیر عرب عُنصر کی آمیزش نہیں ہوئی تھی۔ کیونکہ غیر عرب قومیں قلیل تعداد میں مسلمان ہوئی تھیں۔ انہوں نے عرب مسلمانوں میں اتنا رسوخ پیدا نہیں کیا تھا۔ کہ ان کے نظام شوریٰ میں دخیل ہوسکیں (۴) اسلامی فوجوں میں غیر قوموں یعنی غیر عرب کا عنصر شامل نہ تھا۔ (۵) عرب مسلمانوں کی حکومت کے باگ ڈور۔ اکابر صحابہ کے ہاتھوں میں تھی۔ جو غیر عرب اقوام کے مقابلے میں متحد تھے۔ دکسی پہلو سے بھی غیر قوموں کو دخل اندازی کا موقع ہی نہیں ملتا تھا لہٰذا انہی وجوہات کے بنا پر حضرت ابوبکر خلیفہ اول بہت جلد مخالف حالات پر قابو حاصل کر لیا حضرت عمر خلیفہ دوئم کے دور خلافت تک یہ خصوصیات قائم رہیں اسلئے نظام خلافت میں کوئی بحران نہیں آیا۔ جب حضرت عثمان۔ خلیفہ سویم بر سر اقتدار آئے تو یہ خصوصیات مٹنے لگیں۔ جس کے نتائج انقلاب کی شکل میں ظاہر ہوئے یہ قضیہ حضرت عثمان کی شہادت پر منتج ہوا۔ حضرت علی خلیفہ چہارم کے دور خلافت میں یہ خصوصیات قریب قریب سب ختم ہوگئیں تھیں۔ جنکی وجوہات یہ ہیں۔

(۱) بہت سے مدبر اور سیاست مدار۔ اکابر صحابہ جو خلافت کے رُکن تھے۔ فوت ہو چکے تھے۔ (خلیفہ حضرت علی کے ساتھی بہت کم صاحب تدبر و سیاست تھے۔ (۲) حضرت علی اپنے ضمیر کی آواز کے مقابلے میں۔ صاحب تدبر و سیاست مدار بزرگوں کا مشورہ

قبول نہیں کرتے تھے۔ (۴) تمام عثمانی عمال کو معزول کر کے اپنے خلاف بنالیا۔ (۵) آپکے حاشیہ نشینوں میں نومسلم عجمی شامل تھے۔ جو اپنی غرض کے لئے آپ کے ساتھ تھے۔ ان حالات کا یہ نتیجہ برآمد ہوا۔ کہ مسلمان تین بڑے سیاسی جماعتوں میں بٹ گئے (۱) شیعان علی (۲) شیعان بنی اُمیّہ (۳) جماعت خوارج۔ ان تینوں گروہوں کی خلافت کے بارے میں نظریئے میں اختلاف تھا۔ جو نیچے بیان کئے گئے ہیں۔

شیعانِ علی کا نظریۂ خلافت

اس گروہ کے علماء کہتے ہیں۔ کہ حکومت و خلافت کا منبع خود۔ خدائے تعالیٰ ہے۔ امام کو زمین پر حکومت کرنے کا الٰہی حق ( ) حاصل ہے۔ اور امام مامور خود نگران ہیں۔ عوام کی نمائندگی کو ایک ذات میں مذکور کر دینے سے مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔

گروہ سوئم۔ خوارج کا نظریہ خلافت

خوارج کا تیسرا گروہ اس نظریئے کا قائل ہے کہ ادارہ خلافت وحکومت کی بالکل ضرورت ہی نہیں ہے۔ انہی گروہ کے سرکردگان سے حضرت علی نے خطاب کرتے ہوئے۔ کہا تھا کہ تم کسی نظام حکومت پر ایمان نہیں رکھتے ہو۔ مگر نظامِ حکومت کے بغیر چارہ بھی نہیں۔ خواہ اچھا ہو یا بُرا ہو)

شہادت خلیفہ حضرت عثمان امیرالمومنین ۶۴۴ھ تا ۶۵۶ھ

آخر کار ۶۵۶ھ میں حضرت عثمان کے دور خلافت میں، باغی حضرت عثمان کے جائے قیام کے۔ قرب وجوار کے مکانوں پر چڑھ کر اُن کے جائے قیام پر پہنچ گئے۔ تو اس وقت آپ تلاوت قرآن میں مصروف تھے۔ محمد بن ابی بکر۔ کنانہ بن بشر، عمرو بن الحمق۔ سوادان بن حمران نے جو باغیوں کے سرغنہ تھے۔ اور حضرت عثمان کے سخت دشمن تھے۔ اُن پر حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔

حضرت علی امیر المومنین کے حالات خلافت ۶۵۶ء تا ۶۶۱ء

حضرت عثمان کی شہادت کے بعد۔ ممتاز صحابہ نے حضرت علی کو مدینہ منورہ میں خلیفہ مقرر کیا۔ چونکہ وہ حضرت عثمان کے قاتلوں کو پکڑنے میں ناکام ہو گئے معاویہ کا جو بنی اُمیہ خاندان سے تھا۔ اور حضرت عثمان کے رشتہ دار ہونے کے علاوہ ملک شام کا گورنر بھی تھا۔ حضرت علی کی اس ناکامی کے بناء پر ان کے ساتھ اختلاف پیدا ہو گیا۔ اس نے حضرت علی کو خلیفہ ماننے سے انکار کر دیا۔ اس اختلاف کی وجہ سے جنگ جمل اور جنگ صفین کے واقعات پیش آئے۔

جنگ جمل کی مختصر تفصیل

حضرت عائشہ حج کی غرض سے مدینہ تشریف لے گئی تھیں۔ وہاں انہیں معلوم ہوا۔ کہ حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے ہیں۔ اور حضرت علی خلیفہ ہو گئے ہیں۔ تو وہ حضرت عثمان کے قصاص کے لئے لوگوں کو بھڑکانے لگیں۔ بصرہ چلی گئیں۔ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بھی آپ کے ساتھ ہو گئے

۔ یہ لوگ بھی حضرت علی سے ناراض تھے

کہ انہوں نے عثمان کے قاتلوں سے قصاص کیوں نہیں لیا۔ یہ جب بصرہ پہنچے تو وہاں کے گورنر عثمان بن حنیف نے انہیں روکا۔ مگر گورنر عثمان کو شکست ہوئی اور حضرت عائشہ کے ساتھیوں نے بصرہ پر قبضہ کر لیا۔ اسی دوران حضرت علی بصرہ پہنچے۔ آخر کار دونوں فریقوں میں لڑائی ہوئی۔ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر شہید ہوئے اور کوئی دس ہزار مسلمان کام آئے۔ بالآخر حضرت عائشہ کو شکست ہوئی۔ یہ واقعہ ۴۔ دسمبر ۶۵۶ء کو ظہور پذیر ہوا۔ حضرت علی نے احترام سے حضرت عائشہ کو مدینہ روانہ کر دیا۔ چونکہ اس جنگ میں حضرت عائشہ اونٹ پر سوار تھیں۔ اس لئے اسے جنگ جُمل کہتے ہیں۔ حضرت علی نے دیکھا جب تک یہ اونٹنی قائم ہے۔ حضرت عائشہ کو شکست نہیں ہوگی۔ چنانچہ آپ نے حکم دیا اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی جائیں۔ جب حکم کی تعمیل ہو گئی۔ اونٹنی بیٹھ گئی۔ بصری بھاگ کھڑے ہوئے۔ یہ لڑائی شہر کوفہ سے باہر خریبہ کے مقام پر ہوئی تھی۔

جنگ صفین کی مختصر تفصیل۔

جنگ جمل سے فارغ ہو کر۔ حضرت علی۔ امیر مُعاویہ کی طرف

متوجہ ہوئے۔ کیونکہ۔ امیر معاویہ نے حضرت علی کی بیعت سے انکار کر دیا تھا۔ حضرت عثمان کے خون آلودہ کپڑے اور انکی زوجہ حضرت نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں دِکھا دِکھا کر لوگوں کو ابھارنے کی کوشش کر رہے تھے حضرت علی نے قاصد بھیج کر امیر معاویہ سے بیعت لینے کی ایک اور کوشش کی۔ مگر ناکامی ہوئی اب اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ تھا۔ کہ فوج کشی کر کے انہیں بیعت پر مجبور کیا جائے۔ حضرت علی کوفہ سے ایک لشکر جرار کے ساتھ روانہ ہوئے۔ امیر معاویہ ساٹھ ہزار شامیوں کو لے کر مقابلے کے لئے نکلے۔ صفین کے مقام دریائے فرات کے کنارہ خیمہ زن ہوئے ۶۵۷ء میں خونریز جنگ شروع ہو گئی۔ کئی مہینے تک جاری رہی شامی مغلوب ہو رہے تھے۔ معاویہ کو جب اپنی فوج کی شکست کا یقین ہو گیا۔ تو انہوں نے عمرو بن العاص کے مشورہ سے ایک عجیب چال چلی۔ ایک صبح دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا۔ تو نظر آیا کہ شامی فوجوں نے نیزوں پر قرآن اٹھائے ہیں۔ اور اعلان کر رہے کہ ہمارے تمہارے درمیان کتاب اللہ کا فیصلہ درست ہوگا۔ اس پر عراقیوں نے لڑائی سے ہاتھ روک لیا۔

تحکیم کی تجویز اور حَکَم کا اِنتخاب

ثالثی کے فیصلے کے لئے ۔ حضرت علی اس واسطے تیار ہوئے کہ خود انکی فوج میں پھوٹ پڑ رہی تھی ۔ لہٰذا وہ تحکیم کے لئے آمادہ ہو گئے ۔ امیر معاویہ کے طرف سے عمرو بن العاص ثالث مقرر ہوئے حضرت علی نے ابن عباس کو ثالث بنانے کی تجویز پیش کی اس پر اعتراض ہوا کہ وہ حضرت علی کے خاص عزیز ہیں ثالث غیر متعلق شخص ہونا چاہیئے حضرت علی نے کہا کہ پھر اشتر نخعی کو ثالث بنایا جائے ۔ اس پر اعتراض ہوا کہ وہ اُس گروہ سے تعلق رکھتا ہے ۔ جنہوں نے اس جنگ کی آگ بھڑکائی ہے ۔ آخر حضرت علی چارو ناچار ابوموسیٰ الاشعری کی ثالثی پر راضی ہو گئے ۔ ان دونوں فریقوں کے درمیان حسب ذیل معاہدہ طے پایا۔ جو کہ عہد نامہ تحکیم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۔

(۱) فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق ہوگا (۲) فیصلہ فریقین کے لئے واجب التسلیم ہوگا ۔ (۳) فیصلہ تک جنگ بند رہیگی (۴) فیصلہ چھ ماہ کے اندر اندر کرنا ہوگا (۵) فیصلہ شام اور عراق کی سرحد پر سنایا جائیگا ۔ چنانچہ یہ فیصلہ (دومۃ الجندل) کے مقام پر سُنایا گیا

حکمین کا اعلان فیصلہ

عمرو بن العاص اور ابو موسیٰ الشعری نے طویل گفتگو کے بعد خفیہ طور پر یہ فیصلہ کیا۔ کہ یہ دونوں اپنے امیدواروں کو خلافت کے منصب سے ہٹائیں گے۔ اور کسی نئے شخص کو خلیفہ منتخب کریں گے۔ مگر فیصلہ کے اعلان کے وقت ابو موسیٰ الشعری نے اپنے نمائندہ حضرت علی کو معزول کیا۔ مگر عمرو بن العاص نے فیصلے کے خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے امیدوار معاویہ کو خلافت پر بحال رکھا۔ گویا عمرو بن العاص نے ابو موسیٰ الشعری کے سادہ لوحی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے دھوکہ دیا۔

حکمین کے اعلان فیصلہ کا ردِّ عمل

عمرو بن العاص کی اس دھوکہ دہی نے حضرت علی کے حامیوں میں سخت برہمی پیدا کردی۔ شریح بن حانی نے عمرو بن العاص پر کوڑے برسائے۔ لیکن لوگوں نے درمیان میں پڑ کر اسے چھڑوا لیا۔ ابو موسیٰ الشعری صورتحال کو دگرگون دیکھ کر۔ مکہ کے طرف نکل گیا۔ اس فیصلہ کے بعد

امیر معاویہ کے حامیوں نے اُسے باقاعدہ طور پر خلیفہ تسلیم کرلیا۔

حضرت علی کے طرفداروں میں پھوٹ

حضرت علی کے ساتھیوں میں ایک گروہ میں پھوٹ پڑگئی جو بعد میں خارجی کہلائے۔ وہ تحکیم کے خلاف ہو گئے اور تحکیم کو کفر قرار دیا۔ (۱) زرعہ بن برج الطائی (۲) حرقوص بن زہیر سعدی نے حضرت علی سے کہا۔ کہ خدا کے سوا کسی انسان کو حکم نہیں بنایا جاسکتا۔ یہ کفر ہے۔ آپ اپنے اس غلطی سے توبہ کریں۔ ہمارے ساتھ ملکر دشمنوں کا مقابلہ کریں۔ حضرت علی نے کہاکہ اب عہدنامہ لکھا جا چکا ہے اسکو توڑا نہیں جاسکتا۔ زرعہ بن برج الطائی اور حرقوص بن زہیر سعدی دونوں نے اس بات پر اصرار کیا۔ کہ عہدنامہ توڑا جائے اور اس کفر سے بچ جائیں ورنہ ہم خدا کے لئے آپ سے لڑیں گے لہٰذا یہی گروہ بعد میں خوارج کہلانے لگا مگر حضرت علی نے ان کی یہ بات نہ مانی۔

خوارج کا حضرت علی کے مقابلہ میں اپنا نیا امیر مقرر کرنا

چنانچہ حضرت علی کے ساتھ اَن بن کے بعد خوارج نے عبداللہ بن

وہب راسبی کو اپنا امیر منتخب کیا۔ اس کے ہاتھوں بیعت کر کے عملاً حضرت علی کی مخالفت شروع کر دی۔ کیونکہ خوارج کا عقیدہ تھا۔ کہ معاملات دین میں انسان کو حاکم بنانا کفر ہے، اور حکم اور اس کا فیصلہ ماننے والے سب کافر ہیں اور ان سے جہاد فرض ہے۔

خوارج کا نظریہ حضرت علی اور امیر معاویہ کے متعلق

خوارج۔ حضرت علی اور امیر معاویہ کو گمراہ تصور کرتے تھے اور اُنکے حامیوں کو مباح الدم سمجھتے تھے۔ یہ اپنے عقائد میں بہت پختہ تھے۔ خوارج بہت بہادر اور جانباز تھے۔ ان کو بنی امیہ سے سخت نفرت تھی۔ بنی اُمیہ کی خلافت جو (۶۶۰ء تا ۷۵۰ء) نوے سال کے عرصہ پر محیط ہے۔ اس دور میں خوارج نے جب بھی موقع پایا۔ بنی اُمیہ کے خلاف عَلَم بغاوت بُلند کیا۔

خوارج کی حضرت سے پہلی لڑائی بمقام نہروان

مختلف علاقوں کے خوارج نہروان میں جمع ہونے لگے، حضرت علی

نے اُن سے مصالحت کرنے کی کوشش کی۔ مگر انہیں ناکامی ہوئی کیونکہ حضرت علی امیر معاویہ کے مقابلے کی تیاریاں کر رہے تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ خوارج سے جنگ ہو مگر خارجیوں کی فتنہ انگیزی حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔ کسی مسلمان کی جان ان کے ہاتھوں محفوظ نہ تھی انکے فتنہ انگیزی کو دیکھ کر حضرت علی نے امیر معاویہ کی جنگ کو ملتوی کیا۔ اور خارجیوں کے مقابلہ کے لئے نہروان روانہ ہو گئے۔

نہروان کی جنگ سے قبل حضرت علی کی کچھ تدابیر

پہلے حضرت علی نے حضرت ایوب انصاری اور قیس بن سعدی انصاری کو خوارج کے سمجھانے کے لئے بھیجا۔ مگر یہ دونوں ناکام واپس آئے۔ پھر حضرت علی نے خود اُن کے سامنے تقریر کی مگر خوارج اپنی ضد پر اڑے رہے اور کہا۔ کہ جب ہم نے حکم کی تجویز قبول کی تھی۔ اس وقت کافر ہو گئے تھے۔ اب ہم نے توبہ کر لی ہے۔ اگر علی بھی ہماری طرح توبہ کریں تو ہم اس کے ساتھ ہیں۔ ورنہ پھر وہ جنگ کے لئے تیار ہو جائیں جب جنگ ناگزیر ہو گئی تو حضرت علی نے حضرت ابوایوب انصاری کو امان کا علم دے کر۔ اعلان کرا دیا کہ جو شخص اس علم کے نیچے

آجائے ۔ یا میدان جنگ سے لوٹ جائے ۔ یا خارجیوں کے ساتھ چھوڑ جائے ۔ وہ مامون ہے ۔ اس اعلان پر ایک خارجی سردار فروہ بن نوفل اشجعی اپنے ساتھیوں کے ساتھ لوٹ گیا۔ کہ علی کے ساتھ جنگ کرنے کی کوئی دلیل نہیں ۔ ایک اور جماعت کوفہ چلی گئی ۔ ایک ہزار آدمی حضرت علی کے جھنڈے تلے آ گئے

نہروان کی جنگ کا آغاز

عبداللہ بن وہب راسبی کے ساتھ بہت تھوڑی تعداد خوارج کی رہ گئی جب جنگ کی ابتدا ہوئی تو خارجیوں نے اس زور سے حملہ کیا کہ حضرت علی کا پیدل دستہ اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ خوارج اس شجاعت اور پامردی سے لڑتے رہے ۔ کہ اُن کے اعضاء کٹ کر الگ ہوجاتے تھے۔ لیکن وہ اُسی حالت میں بھی لڑتے رہتے تھے ۔ آخر ایک خونریز جنگ کے بعد خوارج کو نہایت فاش شکست ہوئی ۔ یہ خوارج کے وجود میں آنے کے بعد ۔ اپنی مخالفین سے پہلی لڑائی تھی ۔

فریقین میں مصالحت

اس مسلسل خانہ جنگی ۔ خونریزی اور بدامنی سے گبھرا کر حضرت علی اور امیر معاویہ نے سنہ ۶۶۰ء میں صلح کر لی ۔ اس صلح کی رُو سے ۔ حجاز عراق اور مشرق کا پورا علاقہ حضرت علی کے پاس رہا۔ شام اور مصر اور مغرب کا حصّہ امیر معاویہ کے حصہ میں آیا۔

حضرت علی، امیر معاویہ عُمرو بن العاص کے قتل کا فیصلہ

چونکہ نہروان کی جنگ میں خارجیوں کو سخت نقصان پہنچا تھا ۔ اس لئے اس جماعت کے تین آدمی (۱) عبدُالرحمٰن بن ملجم (۲) بُرَک بن عبدُاللہ (۳) عمرو بن بکر ۔ نے باہم مشورہ کیا ۔ کہ معاویہ اور علی دونوں میں سے کوئی بھی حکومت کا اہل نہیں ۔ اور عمرو بن العاص بڑا شیطان فطرت انسان ہے ۔ جو امیر معاویہ کو ہر بات پر اُکساتا ہے ۔ اُنکی خانہ جنگی کی وجہ سے خلق اللہ مصیبت میں مُبتلا ہے ۔ لہٰذا ان تینوں کو ختم کرنا چاہیئے ۔ تاکہ امن و سکون ملک میں قائم ہو جائے ۔ چنانچہ یہ طے

پایا۔ کہ رمضان المبارک کے ستائیسواں تاریخ کو صبح سویرے ان پر حملہ کیا جائے۔ اور تینوں پر حملے کا عمل ایک ساتھ واقع ہونا چاہیئے چنانچہ (۱) عبدالرحمٰن بن ملجم نے حضرت علی کو (۲) برک بن عبداللہ نے امیر معاویہ کو (۳) عمرو بن بکر نے عمرو بن العاص کو قتل کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ یہ تینوں ۶۶۰ء کے رمضان المبارک کے مہینے میں اُن مقامات پر پہنچے۔ جہاں یہ زعما قیام پذیر تھے اتفاق سے عمرو بن العاص کے بجائے۔ اُس دن صبح ایک اور شخص نماز پڑھانے کے لئے آیا تھا۔ جو عمرو کے دھوکہ میں مارا گیا۔ امیر معاویہ پر اوچھا وار لگا وہ علاج معالجہ کرانے کے بعد بچ گیا۔ حضرت علی کے قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم نے حملہ کرنے سے پہلے اپنے ایک ساتھی شبیب بن بجرہ کو ساتھ ملایا۔ دونوں نے ایک ساتھ حضرت علی پر حملہ کیا۔ حضرت علی کو کاری زخم آئے۔ شبیب فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ حضرت علی زخموں کی تاب نہ لاکر تیسرے دن فوت ہو گئے۔

حضرت حسن بن علی کی بیعت

حضرت علی کی شہادت کے بعد۔ سب سے پہلے قیس بن سعد انصاری نے حسن کے ہاتھوں بیعت کی پھر انکے بعد تمام اہل عراق نے بیعت کی

اُمیرِ معاویہ کا ردِّ عمل

جب اُمیرِ معاویہ کو حضرت حسن کی بیعت کی خبر ملی۔ تو اس نے فوراً عراق پر فوج کشی کر دی۔ انکی فوج عبیدُاللہ بن عامر کی قیادت میں مدائن کی طرف بڑھی۔ تو حسن نے قیس بن انصاری کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ کے لئے آگے بھیجا۔ اور خود اُنکے عقب میں روانہ ہوئے۔

حضرت حسن کی فوج کی جنگ سے پہلوتہی

جب حضرت حسن کی فوج ساباط پہنچی تو ان کو اپنی فوج کی کمزوری اور جنگ سے پہلو تہی کا اندازہ ہوگیا۔ پہلے تو حضرت حسن نے انکے سامنے تقریر کی اور کہا۔ کہ تم میں سے اکثر لوگ جنگ سے پہلوتہی کر رہے ہیں۔ اور کمزوری دکھا رہے ہیں اس لئے میں تم لوگوں کو تمہاری مرضی کیخلاف مجبور کرنا نہیں چاہتا۔

خارجیوں کا ردِّ عمل

خارجیوں کی وہ جماعت جو حضرت حسن کی ساتھ تھی۔ کہنے لگے۔ وہ

باپ کی طرح کافر ہو گیا ہے۔ جنگ سے پہلو تہی کر رہا ہے۔ اُن کو خارجیوں نے نرغہ میں لے لیا۔ رَبیعہ اور حمَدان نے دوڑ کر خارجیوں کو ہٹایا۔ حضرت حسن ساباط سے مدائن روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک خارجی جرّاح بن قبیصہ نے لپک کر آپ پر حملہ کیا۔ آپ کی ران پر زخم آیا۔ خارجی کو پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔ حضرت حسن زخم بھرنے تک مدائن میں مقیم رہے۔

امیر معاویہ سے حضرت حسن کی مصالحت

چونکہ حضرت حسن کی فوج کمزوری دکھا رہی تھی۔ لہٰذا اُنہوں نے اُمیر معاویہ کے ساتھ لڑنا مناسب نہیں سمجھا۔ اُمیر معاویہ نے عمرو بن العاص کے مشورے سے حضرت حسن سے اپنے دست برداری کا اعلان اُنکی زبانی کروا دیا اور دونوں فریق میں مصالحت ہو گئی۔

شیعانِ علی پر حضرت حسن کی مصالحت کے اثرات

حضرت حسن کی دست برداری کے بعد شیعان علی کی ہمت بہت پست ہو گئی۔ اگرچہ یہ لوگ شدید طور پر اُمیر معاویہ کے مخالف تھے۔

اور حضرت علی کے کٹر طرف دار تھے۔ بہر حال یہ گروہ اُمیر معاویہ کے
دورِ خلافت میں زیادہ تر خاموش رہا۔ اگر کہیں کسی معمولی سازش کا پتہ
چلتا تھا تو معاویہ فوری طور پر اس کا تدراک کیا کرتا تھا۔ جس کی وجہ سے
کوئی بڑی شورش یا انقلاب کی صورت پیدا نہ ہونے پائی۔

خوارج بدستور سرگرم عمل رہے

حسن کی مصالحت کا خوارج پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ وہ بدستور سر
گرم عمل رہے وہ اُمیر معاویہ اور اُنکے خاندان سے شدت سے نفرت
کرتے تھے۔ اور اس نفرت کی آگ بجھانے کے لئے وہ اُمیر معاویہ کے
دفات تک حکومت بنی اُمیہ سے لڑتے بھڑتے رہے۔ اور کسی طرح
بھی اُن کا زور نہیں ٹوٹا۔

اہم خارجی سرداران کے اسماء

حضرت علی اور اُمیر معاویہ کے دورِ خلافت میں۔ خوارج کے اہم
قبائلی سردار اور زُعما کے اسما کی تفصیل نیچے ملاحظہ ہو۔

۱۔ زرعہ ابن البرج الطائی	نہرادن کی جنگ سے پہلے حضرت علی کے پاس آئے تحکیم کے بارے میں بحث میں حصہ لیا۔ جس کا کوئی نتیجہ بر آمد نہ ہوا۔
۲۔ حرقوص بن زہیر سعدی	انہوں نے بھی اس بحث میں حصہ لیا۔ جس کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا
۳۔ شریح بن اوفی العقیسی	جب حضرت علی اور خوارج میں مفاہمت نہیں ہوئی۔ تو خوارج شریح بن اوفی العفیسی کو حضرت علی کی جگہ اپنا لیڈر منتخب کرنا چاہتے تھے۔ مگر اُس نے خوارج کی سرداری کو قبول کرنے سے معذرت کر لی۔
۴۔ عبداللہ وہب راسبی	جب شریح بن اوفی العفیسی سرداری کے عہدہ کو قبول کرنے سے معذرت کی۔ تو خوارج نے عبداللہ وہب راسبی کو اپنا نیا امیر منتخب کیا۔ اس نے بحیثیت امیر خوارج عملاً حضرت علی کی مخالفت کی۔

۵۔ حمزہ بن سنان اسدی	نہروان کی جنگ میں خوارج کے رسالے کا کمان افسر تھا۔
۶۔ فروہ بن نوفل اشجعی	نہروان کی جنگ سے۔ حضرت علی کی تقریر کے بعد۔ جنگ سے کنارہ کش ہو گیا۔ مقام دسکرہ جا کر قیام پذیر ہوا۔
۷۔ عبداللہ بن شجرہ	نہروان کی جنگ میں خوارج کا ایک نامور سپہ سالار تھا۔
۸۔ عبدالرحمٰن بن ملجم	یہ وہ خوارج فدائیں تھا۔ جس نے حضرت علی کو قتل کرنے کا ذمہ اٹھایا۔
۹۔ برک بن عبداللہ تمیمی	یہ وہ خوارج فدائیں تھا۔ جس نے امیر معاویہ کو قتل کرنے کا ذمہ اُٹھایا۔
۱۰۔ عمرو بن بکر	یہ وہ خوارج فدائیں تھا۔ جس نے عمرو بن العاص کے قتل کرنے کا ذمہ اٹھایا

خلافتِ اسلامی کی صورتحال

حضرت علی کی خلافت کے دور میں اسلامی سلطنت دو امیروں کے ماتحت بٹ گئی حضرت علی اور امیر معاویہ کے درمیان عارضی صلح ہوگئی۔ اس معاہدہ کی رو سے حجاز ۔ عراق ۔ مشرق ممالک (ایران ۔ افغانستان ۔ بلوچستان) حضرت علی کی خلافت کے تحت رہ گئے۔ شام ۔ مصر اور مصر سے پرے شمالی افریقہ کے ممالک ۔ امیر معاویہ کی خلافت کے تحت آگئے ۔

چارٹ ۔ خلیفہ سلطنت اسلامی ۔ و ہم عصر اُمرائے کونسل پنجگانہ اکراد بلوچ ۔ توران و مکران (قدیم بلوچستان) —

نام خلیفہ اسلامی سلطنت	نام امراء کے اکراد بلوچ کونسل پنجگانہ
۱۔ خلیفہ حضرت علی ۶۵۶ء تا ۶۶۰ء	۱۔ امیر کے مردان براخوئی ۲۔ امیر خلف زنگنہ
۲۔ خلیفہ امیر معاویہ خاندان بنی اُمیہ ۶۶۰ء تا ۶۸۰ء	۳۔ امیر آلاک ادرگانی ۴۔ امیر تاکول مالی ۵۔ امیر آکولی کرمانی

باب دوئم

قبیلہ قریش کی دس اہم شاخیں

قبیلہ قریش۔ عربستان کا وہ ممتاز قبیلہ ہے۔ جسکی بادشاہت ہمیشہ اسی قبیلہ کے کسی نہ کسی طایفے کے پاس رہی ہے۔ اس کی دس اہم شاخیں یہ ہے،

۱۔ بنی ہاشم ۲۔ بنی اُمیہ ۳۔ بنی نوفل ۴۔ بنی عبدِدار ۵۔ بنی اسد (۶)۔ بنی تحیم (۷) بنی مخزوم ۸۔ بنی عدی ۹۔ بنی جملح ۱۰ بنی سہم۔

قبیلہ قریش کے یہ دس طایفے۔ نسبی اعزاز کے رُو سے سب برابر تھے۔ اور ان سب کے امرا کے پاس قریش کے نظام اجتماعی کا کوئی نہ کوئی عہدہ ہوتا تھا۔
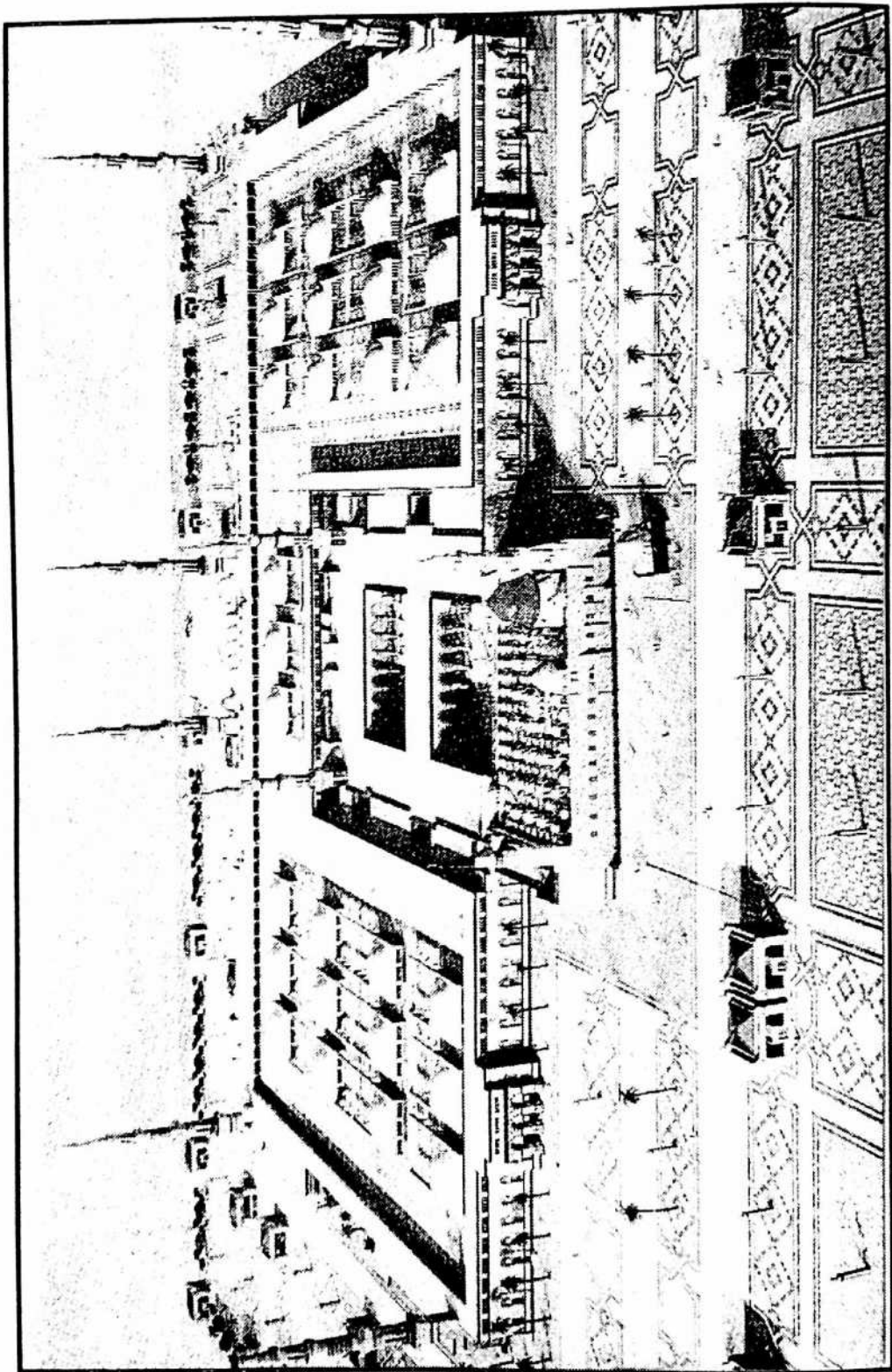
قریش کے ممتاز ترین طائفے

قریش کی یہ دو شاخیں ۱۔ بنی ہاشم اور (۲) بنی اُمیّہ دنیاوی وجاہت اورعظمت وشان میں ان دیگر سب طایفوں میں سب سے زیادہ ممتاز تھے۔ اس کی وجوہات یہ تھی۔ (۱) بنی ہاشم کے پاس تولیت خانہ کعبہ تھا۔ اس واسطے یہ طایفہ سارے عرب میں معزز اور محترم سمجھا جاتا تھا۔ (۲)۔ بنی امیہ کے پاس قبیلہ قریش کا امارت تھا۔ اور اسکی تعداد دوسرے طایفوں سے بہت زیادہ تھی۔ ان دو وجوہات کے بناء پر اس طایفے کو عظمت اور شان حاصل تھی۔

بَنی ہاشم اور بنی اُمیہ کی مختصر شجرہ

شجرہ ۔ قصیٰ سے شروع کرتے ہیں ۔

۱۔ قصیٰ کے تین فرزند تھے ۱۔ عبد مناف ۲۔ عبدالدار ۳۔ عبدالعزّیٰ عبد مناف کے چار بیٹے ۱۔ مطلب ۲۔ ہاشم ۳۔ عبدالشمس ۴۔ نوفل ۔ عبد مناف کے ان چار بیٹوں میں سے ہاشم اور عبدالشمس

بڑے نامور تھے ۔ ان دونوں خاندانوں کا شجرۂ نسب یہ ہے (ہاشم کا بیٹا عبد المطلب اور عبد الشمس کا بیٹا اُمیہ تھا۔ یہ دونوں عبد مناف کی عظمت سے وابستہ تھے ۔ ابتداء میں قریش کی سپہ سالاری کا عہدہ بنی مخزوم میں تھا۔ لیکن عبد الشمس کے زمانہ سے یہ منصب بنی اُمیہ میں منتقل ہوا۔ متذکرہ بالا شجرہ کی تفصیل کو سمجھنے کے لئے ۔ مختصر شجرہ بنی ہاشم و بنی اُمیہ تحریر کیا جاتا ہے ۔

Scanned by CamScanner
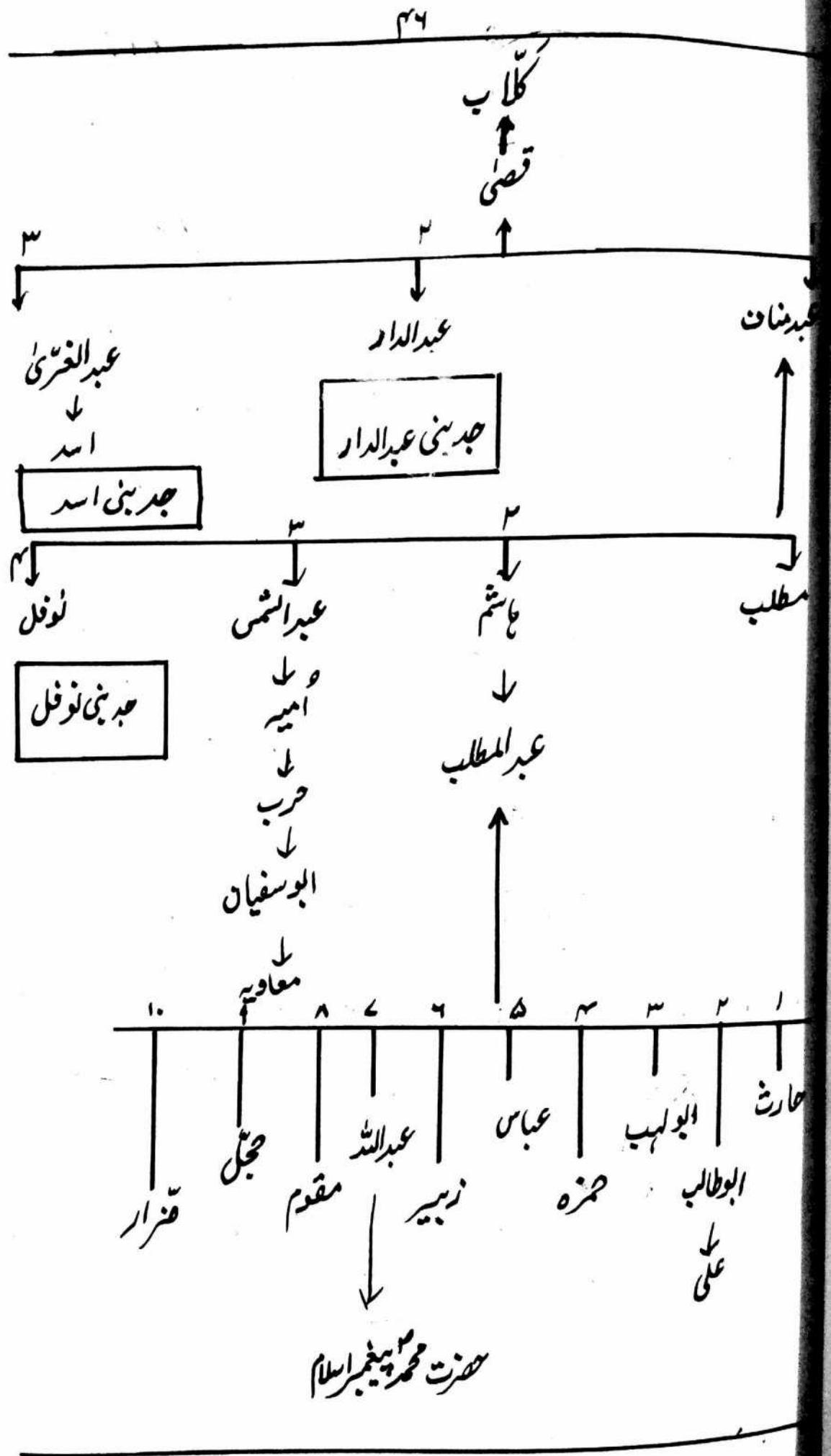
خلفائے راشدین سے مُراد

حضرت محمد مُصطفیٰ ۔ پیغمبر اسلام کے وفات کے بعد ۔ انکے چار عزیز دوست اور ساتھی جو انکے جگہ یکے بعد دیگرے انکے جانشین بنے ۔ آنحضرت کے اُن چار جانشینوں کو خلفائے راشدین کہا جاتا ہے ۔

ان کا دورِ حکمران تقریباً تیس سال کے عرصہ پہ محیط ہے ۔ اُن کے اسمائے گرامی اور میعادِ حکمرانی حسب ذیل ہے ۔

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اوّل ۔ سنہ ۶۳۲ء تا سنہ ۶۳۴ء

۲۔ حضرت عُمر بن خطاب " دویم ۔ سنہ ۶۳۴ء تا سنہ ۶۴۴ء

۳۔ حضرت عثمان بن عفان " سوئم ۔ سنہ ۶۴۴ء تا سنہ ۶۵۶ء

۴۔ حضرت علی بن ابی طالب " چہارم سنہ ۶۵۶ء تا سنہ ۶۶۰ء

خلفائے راشدین کے دورِ حکمرانی کی خوبیاں

خلفائے راشدین کے دورِ حکمرانی میں اسلامی تعلیمات پہ کما حقہٗ

عمل کرنیکی کوشش کی گئی ہے۔ بلکہ سو فیصد عمل ہوتا رہا۔ اور حکومت کے اصول۔ اسلامی قانون کے مطابق رہے۔

یہ زمانہ اسلامی فتوحات کا بھی ہے۔ جزیرۃ العرب کے علاوہ۔ عراق۔ شام۔ فلسطین۔ مصر۔ ایران۔ افغانستان، بلوچستان کے ممالک اسلامی حکومت کے زیرِ نگیں آ گئے۔

خلافت خاندان بنی امیہ کی ابتداء

حضرت علی کے شہادت کے بعد ۶۶۰ء میں خلافتِ راشدہ کا سلسلہ ختم ہوا۔ اور اسلامی سلطنت پر خاندانِ بنی اُمیّہ کی حکمرانی کی ابتداء ہوئی۔ جسکے بنیاد رکھنے والا۔ اَمیر معاویہ ہے۔ جو قبیلہ بنی اُمیہ کا سردار تھا۔ اس خاندان نے ۶۶۰ء سے لے کر ۷۵۰ء تک۔ قریب نوّے سال سلطنت اسلامی پر حکومت کی اور اس نوے سال کے عرصہ حکمرانی میں اس خاندان کے چودہ خلیفہ یا حکمران گذرے ہیں

بنی اُمیّہ خاندان کا پہلا خلیفہ اَمیر معاویہ ۶۶۰ء تا ۶۸۰ء

اَمیر معاویہ بنی اُمیہ خاندان کا ایک فرد ہے۔ اور اسی خاندان

کی حکمرانی کا بنیاد گزار بھی ہے ۔ ابو سفیان جو حرب کا بیٹا ہے ۔ ان کا نسب پانچویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب خلیفہ دوئم کے دور حکمرانی میں انکا بھائی یزید صوبہ شام کا گورنر یا والی تھا۔ اور انہی کے دور حکمرانی میں ۶۳۹ئہ میں شام کے مقام عمواس کی تاریخی طاعون کی وبا میں ان کا انتقال ہوگیا۔ تو حضرت عمرؓ نے ان کی جگہ اُن کے بھائی معاویہ کو والی شام مقرر کیا۔ اور امیر معاویہ خلیفہ سوئم حضرت عثمان بن عفان کے دور خلافت میں بھی شام کا گورنر رہا جب ۶۵۶ئہ میں حضرت عثمان کی شہادت کے بعد حضرت علی خلیفہ منتخب ہوئے۔ تو وہ حضرت عثمان کے قصاص خون کی دعوت کو لے کر اُٹھے۔ اور خلیفہ چہارم حضرت علی سے اُن کا مقابلہ ہُوا۔ دونوں میں مدتوں جنگ جاری رہی ۔ جس کے واقعات باب اوّل میں بیان کئے جا چکے ہیں۔

اور جب حضرت علی ۶۶۰ئہ میں شہید کر دیئے گئے تو ان کے صاحبزادے امام حسن جانشین ہوئے۔ امیر معاویہ نے فوج کشی کردی امام حسن مقابلے کے لئے نکلے۔ مگر اس کی فوج عراقیوں پر مشتمل تھی۔ جس نے کمزوری دکھائی۔ انہوں نے دیکھا کہ ایسے صورت حال میں ان کی خلافت قائم نہیں رہ سکتی۔ اس لئے اُمیر معاویہ سے اپنا گزارہ مقرر کرا کے۔ ان کے

حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے۔ حضرت امام حسن کی دست برداری کے بعد۔ امیر معاویہ سارے اسلامی سلطنت کے بلا شرکت غیرے خلیفہ ہو گئے۔

بلوچستان کا بقایا حصّہ توران کا فتح

امیر معاویہ نے جب ساری اسلامی سلطنت کی باگ ڈور سنبھالی تو سب سے پہلے بلوچستان کے بقایا حصّہ توران (سطح مرتفع قلات کو فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ معاویہ نے عبداللہ بن سوار بن العبدی کو مکران کا والی مقرر کر کے انکو ہدایت دی۔ کہ مکران کی زمام حکومت کو سنبھالتے ہی۔ بلوچستان کا بقایا حصّہ توران پر حملہ کر کے اُسے فتح کیا جائے۔ چنانچہ عبداللہ بن سوار نے اسی حکم کی تعمیل میں حملہ کیا۔ اور توران پر ہندو حکمران سیوا زوراک کی حکمرانی تھی۔ عبداللہ بن سوار ان سے دوران جنگ لڑتے ہوئے کام آئے۔ تو امیر معاویہ نے فوری طور پر راشد بن عمرو کو والی نامزد کر کے مکران روانہ کیا۔ اس نے مکران پہنچتے ہی۔ جنگ کے سلسلہ کو جاری رکھا۔ سیوا زوراک توران سے سیستان فرار ہوا۔ اور وہاں کے آتش پرستوں سے مل گیا۔ راشد بن عمرو سیستان پہنچا۔ کوہ مندز

اور بھرج کے مقامات پر۔ آتش پرستوں اور سیوا زوراک کی افواج کے ساتھ لڑتے ہوئے کام آیا۔ جب یہ اطلاع امیر معاویہ کو ملی تو انہوں نے سنان بن سلمہ کو مکران کا والی مقرر کرکے مکران طرف روانہ کر دیا۔ سنان بن سلمہ آتے ہی توران پر حملہ آور ہوا۔ سیوا زوراک حاکم توران۔ توران کے دارالخلافہ کیکان کے فصیل کے سامنے مسلمانوں سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ اور توران کے تمام علاقے پر سنان بن سلمہ قبضہ کر کے اُسے اسلامی سلطنت کے زیرنگیں لایا۔ اور یہاں سے توران کے زیرانتظام علاقہ بدھا (کچھی) کے علاقہ پر حملہ آور ہوا یہاں اسے دشمنوں نے دھوکہ سے مار ڈالا۔ جب یہ اطلاعات امیر معاویہ کو ملیں تو انہوں نے مَنذَر بن جارود بن بِشر کو مکران کا والی مقرر کرکے۔ مکران روانہ کر دیا۔

منذر بن جارد بن بِشر والی مکران و توران

مَنذَر بن جارود بن بِشر توران اور مکران کا پہلا والی ہے۔ جو توران کے دارالخلافہ کیکان (قلات) پہنچ کر گورنری کی مسند پر بیٹھا۔ مُنذر بن جارود موجودہ بلوچستان کے قدیم خطہ توران کے جنوبی حصہ میں دورہ کر رہے تھے۔ کہ بیمار ہوئے۔ اور

(پورالیس) کے مقام موجودہ پرالی میں دورانِ قیام فوت ہوئے۔

حکم بن مَنذَر بن جارود والی توران ومکران ،

مَنذَر بن جارود کے بعد۔ اَمیر معاویہ نے اُنکے بیٹے حکم بن مَنذر بن جارود کو توران اور مکران کے گورنری کے عہدے پر فائز کیا۔ یہ اسلامی دور میں موجودہ بلوچستان کے دو قدیم خطے مکران اور توران کا دوسرا اسلامی گورنر تھا انہی کے دَورگورنری میں امیر معاویہ فوت ہوا۔ اور ان کا بیٹا یزید اُنکے جگہ اسلامی سلطنت کے مَسند خلافت پر بیٹھے ؛

بنی اُمیہ خاندان کے پہلا خلیفہ امیر کے دَور میں اہم انقلاب

اُمیر معاویہ بنی امیہ خاندان کی حکومت کی نبیاد گزار تھے۔ انہوں نے مَسند خلافت پر بیٹھ کر اُس میں ایک تبدیلی لایا کہ خلافت اسلامی کو موروثی

اور شخصی قالب میں ڈھال دیا۔ جس سے اُسکی اصلی روح بدل گئی۔ لیکن ظاہری ڈھانچہ وہی رہا امیر معاویہ کی حکومت شخصی تھی۔ اس میں خلافت راشدہ کی طرح مہاجرین اور انصار کی مجلس شوریٰ نہ تھی۔ چونکہ امیر معاویہ بڑا سمجھدار آدمی تھا۔ اسنے اپنے لئے مشیروں کا ایک گروہ مقرر کیا تھا۔ کوئی کام اُنکے مشوروں کے بغیر نہیں کرتا تھا۔ لہٰذا اُسکی کامیابیاں ان کی ذاتی تدبر و سیاست کے علاوہ ان مدبرین کی صلاح و مشورہ کا بھی نتیجہ تھیں۔ امیر معاویہ کی حکومت گوناگوں مخالفوں کے باوجود کامیاب رہی، اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ اپنے سیاسی پالیسیوں کے کامیابی کے لئے پیسہ پانی کی طرح بہاتا تھا۔ اس سلسلے میں اس نے کبھی بخل سے کام نہیں لیا۔

امیر معاویہ کی بلوچستان کے متعلق پالیسی

امیر معاویہ کے دورِ خلافت میں بلوچستان کا دیگر نصف حصہ موسوم بہ توران موجودہ سطح مرتفع قلات۔ فتح ہوا۔ وہ اسلامی سپہ سالار جس نے توران فتح کیا۔ ان کا نام سنان بن سلمہ تھا۔ توران کی فتح کے بعد سالم خطہ بلوچستان اسلامی سلطنت کے زیرنگیں آیا تو امیر معاویہ نے مشرقی ممالک کے مہمات کے سلسلے میں بلوچستان کے خطہ کو اسلامی

افواج کا مستقل متقر بنایا تاکہ مشرقی ممالک کی مہمات کے دوران اسلامی افواج کو کوئی دقت پیش نہ آئے، اور ان کو بر وقت کمک پہنچایا جا سکے۔

اکراد بلوچ کیساتھ امیر معاویہ کا سلوک،

امیر معاویہ کے دور خلافت میں اکراد بلوچ کی قبائلی انتظامیہ (کونسل) اکراد بلوچ پنجگانہ) بدستور بحال تھی۔ اور اس کے کونسل کے امیر (۱) امیر مردان براخوئی (۲) امیر خلف زنگنہ (۳) امیر آلاک ادرگانی (۴) امیر تاکول مالی (۵) امیر آکول مالی تھے اور یہ بلوچ اُمرا امیر معاویہ کے ہم عصر تھے۔ چونکہ اکراد بلوچ توران، مکران، وسیستان نے مِنَ الحبث قوم۔ حضرت عمرؓ خلیفہ دویم ۶۳۴ء تا ۶۴۴ء کے دورِ خلافت میں رضاکارانہ طور پر مذہب اسلام قبول کیا تھا۔ لہٰذا اسلامی سلطنت کے تمام حکمران۔ اعیان سلطنت اراکین دولت۔ بلوچوں کے متعلق حُسن ظن رکھتے تھے۔ انہیں اپنا خیر خواہ اور خیر اندیش تصور کرتے تھے چونکہ اسلامی مشرقی سلطنت شروع سے ہی حضرت علیؓ کے بطور خلیفہ زیر تسلط رہا۔ اور انکے شہادت کے بعد یہ سارا اسلامی سلطنت کا حصہ امیر معاویہ کے زیر نگیں آگیا اور سلطنت کے اس حصے کے باشندے امیر معاویہ کے متعلق سوئے ظن رکھتے تھے مگر اس کے باوجود

امیر معاویہ حتی المکان عوام کو خوش رکھنے کی پالیسی پہ گام زن رہا۔ اگرچہ اکراد بلوچ توران۔ مکران۔ سیستان۔ حضرت علی اور اہلِ علی کے طرفدار تھے۔ مگر امیر معاویہ بڑا مدبر اور معاملہ فہم حکمران تھا۔ بہ حوالہ کورد گال نامک اس نے اکراد بلوچ توران اور مکران کے ساتھ بہت احسانات کئے پہلے تو اُس نے اکراد بلوچ کے نوجوان افراد کو مسلم ملیشیا، میں بھرتی کیا۔ توران کے ملیشیا کا سپہ سالار امیر مردان۔ براخوئی کو مقرر کیا اور اسی طرح مکران کے ملیشیا کی سپہ سالاری امیر آلاک ادرگانی کی سپرد کی۔ لہٰذا اس کے علاوہ توران و مکران کے تمام قبائلی مسائل۔ اسلامی والی۔ کونسل اکراد پنجگانہ کے اُمرا کے ذریعے سے تصفیہ کراتا تھا۔ اور ملکی معاملات میں اُن سے باقاعدہ مشورہ لیتا تھا۔ لہٰذا ان مراعات اور احسانات کے پیشِ نظر۔ اگر اکراد بلوچ کے دل میں امیر معاویہ کے خلاف کوئی بغض بھی ہوتا۔ تو وہ اسکے برملا اظہار سے کتراتے تھے۔ اور امیر معاویہ کو بُرا کہنے سے گریز کرتے تھے۔

امیر معاویہ اپنے دورِ خلافت میں حتی الامکان اپنے مخالفین کو تدبر۔ سوچ اور سمجھ سے۔ مراعات دے کر۔ رام کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ اگر اُن کا یہ حربہ کارگر ثابت نہیں ہوتا تھا۔ تو وہ بہ امر مجبوری دشمن پہ سختی کرتا تھا۔ لہٰذا۔ اسی پالیسی کے تحت۔ اُس نے اپنے دورِ خلافت میں اکراد بلوچ کو ہر طرح سے خوش اور مطمئن رکھنے کی کوشش کی۔ اور والیان توران و مکران نے

کو یہی ہدایات تھے۔ کہ ملکی مسائل اکراد بلوچ کے ذریعے سے طے کئے جائیں۔ اور اکراد بلوچ کے پنجگانہ کونسل کے اُمراء کو باقاعدہ حکومت کی طرف سے مراعات حاصل تھے۔ لہٰذا بلوچوں کے مسائل انکے اپنے اُمراء کے ذریعے سے حل ہوتے تھے۔

مغیرہ بن شُعبہ والی کوفہ کی امیر مُعاویہ کو عجیب تجویز

امیر معاویہ کے دور خلافت میں۔ مغیرہ بن شُعبہ کوفہ کا والی تھا۔ وہ امیر المعاویہ کا بہت زیادہ طرف دار تھا۔ چنانچہ وہ خلافت کو امیر معاویہ کے خاندان میں منتقل کر دینا چاہتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے امیر معاویہ کو یہ عجیب تجویز پیش کی۔ کہ وہ اپنے دور خلافت میں یزید اپنے بیٹے کے حق میں لوگوں سے بیعت لیں۔

تجویز کا امیر مُعاویہ پر اثر

امیر معاویہ خود یہی دلی آرزو رکھتا تھا۔ کہ یذید کے حق میں بیعت لے چنانچہ امیر معاویہ نے ڈرانے۔ دھمکانے۔ اور لطف وکرم کی پالیسی کو اختیار

کر کے ۔ اہلِ عراق اور اہلِ شام سے اپنے بڑے بیٹے یزید کے حق میں ولی عہدی کی بیعت لے لی ۔ اب مسئلہ حجاز کا تھا ۔ جہاں مہاجرین اور انصار کے باقیات صحابہ اور صحابہ زادے سب اسی علاقے میں رہتے تھے ۔

امیرِ معاویہ کا سفرِ مدینہ

اس غرض کے لئے امیر معاویہ نے مدینہ کا سفر کیا ۔ اس وقت وہاں پانچ اہم اور بزرگ شخصیات ایسے تھے ۔ جن کی جانب سے امیر معاویہ کو مخالفت کا خطرہ تھا ۔ ان شخصیات کی تفصیل اس طرح ہے ۔ ۱ ۔ عبداللہ بن عمرؓ ۲ ۔ عبداللہ بن عباس ۳ ۔ عبداللہ بن زُبیر ۴ ۔ حسینؓ بن علی ۔ ۵ ۔ عبدالرحمٰن بن ابوبکر ۔ امیر معاویہ کی مدینہ آمد کی خبر سن کر یہ پانچوں آدمی مدینہ سے مکہ چلے گئے ۔ انہوں نے فرداً فرداً گفتگو کرنے کی بجائے ۔ عبداللہ بن زبیر کو ۔ جو سب میں تجربہ کار اور سیاسی بصیرت رکھنے والا تھا ۔ اپنا نمائندہ بنا کر امیر معاویہ کے پاس مدینہ بھیجا ۔

امیر معاویہ اور عبداللہ بن زُبیر کی گفتگو

جب امیر معاویہ اور عبداللہ بن زبیر ملے تو معاویہ نے اُن سے

کہا۔ کہ یزید تمہارا بھائی اور ابن عم ہے۔ تم اسے خلیفہ کا لقب دو۔ باقی حکومت کا پورا انتظام تمہارے ہاتھوں میں رہے گا۔ عبداللہ بن زبیر نے امیر معاویہ کے جواب میں تین تجاویز پیش کئے۔ ۱۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کسی کو نامزد نہ کریں۔ مسلمان جسے پسند کریں اپنا خلیفہ منتخب کریں ۲۔ یا ابوبکر کی طرح ایسے شخص کو نامزد کریں۔ جسکا آپ سے کوئی تعلق نہ ہو۔ یا عمر کی طرح چند آدمیوں میں سے ایک کا انتخاب شوریٰ پر چھوڑ دیں۔

امیر معاویہ کی سیاسی چال

عبداللہ بن زبیر سے گفتگو کے بعد معاویہ سمجھ گیا۔ کہ یہ لوگ آسانی کے ساتھ بیعت نہیں کریں گے۔ چنانچہ اسنے باہر نکل کر مسلمانوں میں اعلان کردیا۔ کہ حجاز کے یہ پانچ بزرگ شخصیات نے یزید کی بیعت کرلی۔ اسلیئے آپ بھی بیعت کرلیں۔ امیر معاویہ کے واپسی کے بعد اہل حجاز کو پتہ چلا کہ اصل واقعہ کیا تھا۔ اور معاویہ نے انہیں دھوکہ دیا ہے۔

امیر معاویہ کی وفات

چنانچہ ۶۸۰ء میں معاویہ مرض الموت میں مبتلا ہوا۔ اس وقت اُسکی عمر ۷۸ سال تھی۔ اس وقت یزید دمشق میں موجود نہیں تھا۔ اس لئے امیر معاویہ نے اُس آئندہ خطرات و طرزِ عمل کے متعلق وصیت نامہ لکھوایا۔

وصیّت نامے کا مختصر متن

"اے جان پدر۔ سب سے پہلے اہم معاملہ خلافت کا ہے۔ اس میں۔ حسین بن علی۔ عبداللہ بن عمرؓ، عبدالرحمٰن بن ابی بکر۔ اور عبداللہ بن زبیر کے علاوہ کوئی حریف نہیں ہے۔ عبداللہ بن عمر سے کوئی خطرہ نہیں۔ انہیں زہد و عبادت کے علاوہ اور کسی چیز سے واسطہ نہیں۔ عام مسلمانوں کے بیعت کے بعد۔ انہیں بھی کوئی عذر نہ ہوگا۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر میں کوئی ذاتی حوصلہ و ہمت نہیں ہے۔ جو ان کے ساتھی کریں گے۔ وہ اس کی پیروی کریں گے۔ البتہ حسین بن علی کی جانب سے خطرہ ہے۔ اہلِ عراق انہیں تمہارے مقابلے میں لاکر چھوڑیں گے۔ تم کو ان پر قابو حاصل ہو جائے

تو درگذر سے کام لینا۔ وہ قرابت دار بڑے حقدار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز ہیں۔ البتہ جو شخص لومڑی کی طرح کاوے دے کر شیر کی طرح حملہ کرے گا۔ وہ عبداللہ بن زبیر ہے۔ اگر وہ صلح کرلیں تو بہتر ورنہ قابو پانے کے بعد ان کو ہرگز زندہ نہ چھوڑنا اور انکے ٹکڑے اڑا دینا۔“

یہ تھا وہ وصیت نامہ جو امیر معاویہ نے اپنے موت سے پہلے یزید کے راہنمائی کیلئے لکھوایا۔

چنانچہ ۶۸۰ء میں امیر معاویہ کا انتقال ہوا۔ اور انہیں دمشق کی سرزمین میں سپرد خاک کیا گیا۔

تاریخ کی پہلی کتاب

تاریخ اسلام میں۔ خاندان بنی امیہ کے اقتدار میں آنے سے پہلے فن تاریخ کے اوراق بالکل خالی تھے۔ جب بنی امیہ کا خاندان۔ خلیفہ حضرت علی کی شہادت کے بعد۔ برسر اقتدار آیا۔ تو امیر معاویہ نے جو بنی امیہ خاندان کا بنیاد گذار تھا۔ ایک ممتاز عالم دین عبید بن شریہ سے قدیم تاریخ کی داستانیں، سلاطین عجم کے حالات اور دنیا کی زبانوں کی ابتدا، اور ان کے پھیلنے کی تاریخ لکھائی۔

اسلامی دور میں ۔ یہ تاریخ[۱] کی سب سے پہلی کتاب تھی ۔

چارٹ ۔ نام خلیفہ سلطنت اسلامی ۔ وہم عصر والیاں توران ومکران وہم عصر اُمرائے کونسل پنجگانہ اکراد بلوچ ۔ توران ومکران (قدیم بلوچستان)

نام خلیفہ سلطنت اسلامی خاندان بنی اُمیہ	نام والی توران ومکران (قدیم بلوچستان)	نام اُمرائے کونسل پنجگانہ اکراد بلوچ توران ومکران
۱۔ خلیفہ امیر معاویہ خاندان بنی امیہ سنہ ۶۶۰ء تا سنہ ۶۸۰ء	۱۔ عبداللہ بن سوار بن العبدی توران کی جنگ میں شہید ہوا ۲۔ راشد بن عمرو ۔ توران کی جنگ میں کام آئے ۔ ۳۔ سنان بن سلمہ توران فتح کیا ۔ بدھا (کچھی) میں دشمنوں نے دھوکہ سے مار ڈالا	۱۔ امیر مردان براخوئی ۲۔ امیر خلف زنگنہ ۳۔ امیر آلاک آدرگانی ۴۔ امیر تاکول مالی ۵۔ امیر آکول کرمانی

[۱] ۔ بخاری مناقب معاویہ (۱۱) کتاب العمدہ ، صفحہ ۱۰
(۱۱) کتاب البیان والتبیین جلد اول صفحہ (۱۱۲ - ۱۱۳)

	۴۔ منذر بن جارود بن لبشر پہلا والی توران و مکران ۵۔ حکم بن منذر بن جارود بن لبشر۔ دوسرا والی توران و مکران۔	نوٹ: سیوا زوارگ کا بیٹا۔ سیوا سنگین سنان بن سلمہ سے لڑتے ہوئے۔ جنگ میں کام آئے۔

بابِ سوئم

خلافت یزید بن معاویہ ۶۸۰ء تا ۶۸۳ء

جب یزید بن مُعاویہ (۶۸۰ء تا ۶۸۳ء) امیر معاویہ کے انتقال کے بعد مسندِ خلافت پر بیٹھا۔ تو اکراد بلوچ توران و مکران کے قبائلی کونسل پنجگانہ کے اُمرائ کی تفصیل اس طرح ہے۔ ۱۔ اَمیر شیراک براخوئی۔ ۲۔ امیر بُجر زنگنہ۔ ۳۔ اَمیر بازوک اادرگانی ۴۔ اَمیر حوبرکان مالی ۵۔ اَمیر حوسہ کرمانی۔ اور انہی اُمرا کے دور میں خطہ توران اور مکران کا والی حکم بن مَنذر بن جارود۔ جسے اَمیر معاویہ نے اپنے دورِ خلافت میں اُن کے والد مَنذر بن جارود کی وفات کے بعد توران اور مکران کا والی مقرر کیا تھا۔ لہٰذا یزید نے بھی اپنے دورِ خلافت میں حُکم بن مَنذر بن جارود کو ہی توران اور مکران کا والی رہنے دیا اور یزید کے دورِ خلافت میں امیر شیراک براخوئی سپہ سالار ملیشیا، توران۔ اور اَمیر بازوک ادرگانی سپہ سالار ملیشیا، مکران کے عہدوں پر بدستور قائم رہے۔ بہ حوالہ کورد گال نامک یزید نے بحیثیت خلیفہ۔ بلوچوں کے ساتھ وہی مشفقانہ سلوک جاری رکھا جو اس کے والد نے اپنے دورِ خلافت میں روا رکھا تھا بلکہ یزید نے اپنے دور میں اکراد بلوچ کے مواجب میں اضافہ کیا تاکہ اکراد بلوچ بدستور سابق اپنے ملک کی سرحدات کی حفاظت مزید تندہی اور جانفشانی سے کریں۔ لہٰذا اسی باب سوئم میں یزید ولد معاویہ کے دورِ

خلافت کے حالات تفصیل سے بیان کئے جائیں گے۔ جس کے دور کا اہم واقعہ حضرت امام حسینؑ علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ ہے۔ جبکی وجہ سے سلطنت اسلامی میں ایک عظیم انقلاب برپا ہو گیا۔

چونکہ امیر معاویہ اپنی زندگی میں اپنے بیٹے یزید کے حق میں لوگوں سے بیعت لے چکے تھے۔ لہٰذا اُن کے انتقال کے بعد یزید تخت خلافت پر بلا تردّد بیٹھے۔ جن لوگوں نے امیر معاویہ کی زندگی میں ان کے بیٹے یزید کی بیعت سے انکار کیا تھا۔ ان شخصیات کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ امام حسینؑ بن علی ۲۔ عبداللہ بن زبیر ۳۔ عبداللہ بن عمرؓ ۴۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر۔ جب یزید تخت خلافت پر بیٹھا تو اُن کو ان حضرات سے بہر قیمت اپنے حق میں بیعت لینا تھا۔ جیسے کہ ان کے والد نے ان کو وصیت نامے میں ہدایت دیئے تھے۔ اُن پر وہ کار بندرہ کر ان حضرات سے بیعت لینے کے لئے سلسلہ جنبانی شروع کر دی۔ اور یزید کو ان دو شخصیات۔ حسین بن علی اور عبداللہ بن زبیر سے بہت خطرہ تھا۔

والی مدینہ کو خلیفہ یزید کی ہدایات دربارہ بیعت لینے از حسین اور عبداللہ

یزید خلیفہ ہوتے ہی والی مدینہ ولید بن عتبہ کو حسین بن علی اور عبداللہ بن زبیر سے بیعت لینے کی ہدایت کی۔ حضرت حسین بن علی نے کہا کہ میرا جیسا آدمی چھُپ کر بیعت نہیں کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی میرے

لئے ایسا کرنا زیبا ہے۔ جب عام لوگوں کو بیعت کے لئے بلاؤ گے اس وقت میں بھی آجاؤں گا۔ اس بات پر ولید حاکم مدینہ راضی ہوگیا۔ عبداللہ بن زُبیر نے ایک دن کی مہلت لے لی۔ راتوں رات مکہ نکل گیا۔ اور مکہ میں پہنچ کر حرم میں پناہ گزین ہوگیا۔

حسین بن علی کی مکہ کو روانگی

حضرت حسین بن علی یزید کی غیر شرعی اور موروثی بادشاہت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ بغیر بیعت کے قیام بھی ناممکن تھا۔ اس لئے محمد بن حنیفہ کے مشورہ کے مطابق وہ مع اہل و عیال مکہ روانہ ہوئے۔

اہل کوفہ کے دعوتی خط

جب حضرت حُسین مکہ پہنچے تو عراق کے شیعانِ علی نے اُنکو کوفہ آنے کی دعوت دی کیونکہ وہ ابتداء سے معاویہ کے خلاف تھے۔ اور امیر معاویہ کی وفات کے بعد انہوں نے خلافت کا منصب اہل بیت میں منتقل کرنے کی کوشش کی۔ دعوت دینے کے بعد پھر عمائد کوفہ نے خود آکر کوفہ چلنے کی درخواست کی۔

مُسلم بن عقیل کی کوفہ کو روانگی

حضرت حسین نے اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو حالات کی تحقیق کے لئے کوفہ بھیجا۔ مسلم بن عقیل مختار بن ابی عبید کے گھر میں قیام کیا طرفداران

علی کی آمد و رفت شروع ہو گئی۔

خلیفہ یزید کا ردّ عمل

یزید کے جاسوس نے دمشق اطلاع بھیج دی کہ مسلم بن عقیل کوفہ آ گئے ہیں اور لوگوں کو برگشتہ کر رہے ہیں۔ اس کا فوراً تدارک کیا جائے۔ اس نے عبیداللہ بن زیاد والی بصرہ کو حکم دیا۔ کہ کوفہ جا کر مسلم بن عقیل کو نکال دے یا انہیں قتل کر دے۔

عبیداللہ بن زیاد کی کوفہ میں آمد

عبیداللہ بن زیاد کوفہ پہنچا۔ اور آتے ہی ہر محلہ کے بڑے کو اس کے محلہ کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ کہ وہ اپنے محلہ کے فتنہ پرداز خوارج اور مشتبہ لوگوں کے نام سے سرکار کو اطلاع دے ان حالات کے تحت مسلم بن عقیل۔ مختار بن ابی عبید کے گھر سے دوسرے محب اہل بیت۔ عروہ مزحجی کے گھر منتقل ہو گئے۔ یہاں بھی شیعانِ علی کی آمد و رفت برابر جاری رہی۔ اٹھارہ ہزار کوفیوں نے مسلم بن عقیل کے ہاتھ پہ بیعت کی۔ انہوں نے حضرت حسینؑ کو خط لکھا۔ کہ حالات موافق ہیں۔ آپ آ جائیں۔

مسلم بن عقیل کے ٹھکانے کا پتہ چلانا

مسلم بن عقیل کے ٹھکانے کا پتہ نہیں چلتا تھا عبیداللہ بن زیاد نے

اپنے غلام متعقل کو مسلم کے پتہ لگانے پر مامور کیا۔ اور اُسنے شیعانِ علی کا بھیس بدل کر پتہ چلایا۔ کہ مسلم ہانی بن مردہ کے گھر ٹھہرا ہوا ہے۔ عبیداللہ نے ہانی کو بلایا۔ کہ مسلم بن عقیل کو ہمارے حوالے کر دو ہانی کی غیرت نے اسے گوارا نہیں کیا۔ اس کے انکار پر عبیدُاللہ بن زیاد نے اُسے قید کر دیا۔ کوفہ میں خبر پھیل گئی۔ کہ ہانی قتل کر دیئے گئے ہیں۔

مُسلم بن عقیل کا عبیدُاللہ زیاد کے قصر کا گھیراؤ

یہ افواہ سُن کر مسلم بن عقیل اپنے اٹھارہ ہزار عقیدت مندوں کو لے کر نکل پڑا۔ عبیدُاللہ بن زیاد کے قصر کو گھیرے میں لے لیا۔ اس وقت ابنِ زیاد کے پاس حفاظت کے لئے صرف پچاس آدمی تھے۔ ان میں چند پولیس کے آدمی تھے۔ اور چند اشراف کوفہ۔ عبیداللہ بن زیاد نے انہیں حکم دیا۔ کہ وہ اپنے اپنے قبیلہ اور زیرِ اثر والوں کو واپس کر دیں۔ چنانچہ کچھ لوگوں نے دھمکی کے خوف سے اور کچھ نے اشراف کے سمجھانے سے مسلم کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اس کے پاس صرف تیس آدمی رہ گئے۔ اس وقت وہ بہت گھبرا گیا۔ ایک بوڑھی عورت کے گھر میں پناہ لی۔ عبیداللہ بن زیاد نے اعلان کیا کہ مسلم جس کے گھر سے برآمد ہوگا۔ اس کو سخت سزا دی جائیگی۔ اس اعلان سے خوفزدہ ہوکر۔ بوڑھی عورت کے لڑکے نے حکومت کو اطلاع دی۔ عبیداللہ نے اسی وقت محمد بن اشعث کو گرفتاری کے لئے بھیج دیا۔ انہوں نے مکان کا محاصرہ کیا۔ مسلم بن عقیل نے تن تنہا پوری جماعت کا مقابلہ کیا۔

زخمی حالت میں گرفتار ہوا۔ اُسے عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے گئے۔ اس نے محمد بن اشعث سے کہا۔ کہ میرا بچانا تمہارے بس کی بات نہیں۔ صرف اتنا کرنا۔ کہ حسین کو میرے انجام کی خبر کر دینا۔ کہ کوفہ والوں پہ ہرگز اعتبار نہ کرنا۔ جہاں تک پہنچ چکے ہو۔ وہاں سے لوٹ جاؤ۔ بعد میں مسلم بن عقیل کو عُبیداللہ بن زیاد نے قتل کرا دیا۔

حضرت حُسین کی مکہ سے روانگی

حضرت حُسین۔ مسلم بن عقیل کے اُمید افزا اطلاع پہ کوفہ روانہ ہوا۔ روانگی سے قبل عمرو بن عبدالرحمن۔ عبداللہ بن عباس نے کوفہ جانے سے روکا۔ عبداللہ بن زبیر نے بھی کوفہ جانے سے منع کیا اور رائے دی کہ مکہ میں قیام کر کے اپنی خلافت کی کوشش کریں۔ ہم سب آپ کی مدد کریں گے۔ دوسرے دن عبداللہ بن عباس نے حضرت حسین کو جانے سے پھر منع کیا۔ اور کہا کہ اگر نہیں مانتے ہو تو کم از کم اہل و عیال کو ساتھ نہ لے جاؤ۔ مجھے ڈر ہے کہ عثمان کی طرح تم بھی بال بچوں کے سامنے ذبح کئے جاؤ گے۔ یہ ہر حال ۶۸۱ئہ میں۔ حضرت حسین مع اہل و عیال مکہ سے کوفہ روانہ ہو گئے۔ کسی دوست اور خیرخواہ کی بات نہ مانی۔

عبداللہ بن زیاد والی بصرہ کے انتظامات

خلیفہ یزید نے اپنے حکام کو حُسین کی نقل و حرکت پر کڑی نگرانی

رکھنے کا حکم صادر کیا تھا۔ عبیدُاللہ بن زیاد والی بصرہ نے اہل کوفہ کے راستوں پر پہرہ بٹھایا۔

حضرت حُسین کے قاصد قیس بن مُسہر میراوی کا قتل

دورانِ سفر۔ حضرت حُسین نے اپنے ایک قاصد قیس بن مُسہر میراوی کو کوفہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔ مگر وہ راستے میں گرفتار ہوکر قتل کر دیا گیا۔

حضرت حُسین کو مُسلم بن عقیل کے قتل کی خبر ملنا

جب حضرت حُسین مقام ثعلبیہ پر پہنچے ان کو ایک مسافر نے جو کوفہ سے آرہا تھا مسلم بن عقیل کے قتل کی خبر دی۔ اس خبر کے سُننے کے بعد آپ کے ارادہ میں کچھ تغیر پیدا ہوا۔ لیکن مسلم کے بھائیوں نے انکار کیا۔ اور کہا ہم مسلم کے خون کا بدلہ لیں گے۔ ان کے اصرار پر حضرت حسین نے کہا۔ کہ جب تم ہی لوگ نہ رہو گے۔ تو میری زندگی کس کام کی سفر جاری رکھا۔

حُر بن یزید تمیمی کی حضرت حُسین سے ملاقات

مقام (ذی حشم) پہنچنے پر حُر بن یزید تمیمی ایک ہزار سپاہ کے ساتھ موجود تھے۔ جسے عبیداللہ بن زیاد نے حضرت حُسین کو گھیر کر لانے

کے لئے بھیجا تھا۔ حُر نے حضرت حُسین سے کہا۔ کہ آپ اگر میرے ساتھ نہیں چلتے تو ایسا راستہ اختیار کریں جو عراق اور حجاز دونوں کے راستے سے جدا ہو۔ اس بات پر حضرت حسین راضی ہو گئے۔

حضرت حُسین کا کربلا میں ورود

نینوٰی میں حرُ بن یزید کو عبید اللہ بن زیاد والی بصرہ کا حکم ملا۔ کہ حسین کو ایسے چٹیل میدان میں اُتار دو۔ کہ جہاں نہ کوئی اوٹ ہو اور نہ ہی پانی (۲۔ محرم ۶۱ھ مطابق ۶۸۰ء میں حضرت حسین نے کربلا میں قافلہ اُتارا۔ (۳) محرم ۶۱ھ مطابق ۶۸۰ء کو عمر بن سعید چار ہزار فوج لے کر کربلا پہنچا۔ یہ حضرت حسین کا قریبی رشتہ دار تھا۔ اس نے مفاہمت کی کوشش کی۔ عبید اللہ بن زیاد کو شک ہوا کہ عمر بن سعد رشتہ کی وجہ سے حضرت حسین سے نرمی برت رہا ہے۔ اُس کی جگہ کسی اور کو بھیجنا چاہیئے۔

شمر ذی الجوشن کی کربلا میں آمد

لہٰذا۔ عبیدُ اللہ بن زیاد نے شمر ذی الجوشن کو عمر بن سعد کی جگہ فوج کا کمانڈر مقرر کر کے کربلا بھیجا۔ اُس نے آتے ہی حضرت حسین کو کہلا بھیجا۔ کہ یزید کی بیعت کرلو تمہاری ہر خواہش پوری کی جائیگی، حضرت حسین نے جواب دیا کہ میں ذلیل کی طرح یزید کی بیعت کر کے۔ غلام کی طرح اُسکی خلافت

تسلیم نہیں کروں گا۔

آغاز جنگ و شہادت حضرت حسینؓ

حضرت حسین کی اس جواب پر جنگ شروع ہوگئی۔ دونوں کی قوت میں کوئی تناسب نہیں تھا۔ ایک طرف چار ہزار مسلح فوج۔ دوسری طرف کُل بہتر ۷۲ آدمی۔ تاہم یہ مٹھی بھر آدمی بڑے شجاعت سے لڑے دوپہر تک حضرت حسین کے یہ ساتھی۔

علی اکبر۔ عبداللہ بن مسلم۔ جعفر تیار کے پوتے عدی۔ عقیل کے فرزند عبدالرحمٰن۔ ان کے بھائی عباس۔ عبداللہ جعفر، عثمان۔ نہایت بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ حسین فرات کی طرف بڑھے کہ پانی پی سکیں۔ حسین بن نمر نے تیر چلایا۔ چہرہ زخمی ہوگیا۔ زرعہ بن شریک تمیمی نے ہاتھ اور گردن پر تلوار کے وار کئے۔ آپ گر پڑے، سنان بن اُنس نے سر۔ تن سے جُدا کر دیا۔ یہ واقعہ ۱۰ محرم ۶۱ھ مطابق ۶۸۰ء میں رونما ہوا۔

حضرت حسینؓ اور اُنکی ساتھیوں کی تجہیز و تکفین

شہادت کے دوسرے دن بنو اسد غاضریہ کے لوگ آئے۔ اور انہوں نے حسین اور اُن کے ساتھیوں کو دفن کیا۔ حسین کا جسد بغیر سر کے دفن کیا گیا۔ سر عُبید اللہ بن زیاد۔ والی بصرہ کے ملاحظہ کے لیے بصرہ

بھیجا گیا ۔

حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد مدینہ میں ردِّ عمل

حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد ۔ مدینہ میں یزید کی مخالفت زور پکڑ گئی ۔ تو اس نے نعمان بن بشیر انصاری کو مدینہ بھیجا تاکہ وہ اہل مدینہ اور زبیر کو سمجھائیں ۔ کہ وہ فساد برپا نہ کریں ۔ مگر نعمان بن بشیر کی حکمت عملی ناکام ہوا ۔ اہلِ حجاز نے عبداللہ بن زبیر کے ہاتھوں بعیت کر لی اور تمام اموی عمال کو مدینہ سے نکالا ۔

مسلم بن عقبہ کی مدینہ میں آمد ،

خلیفہ یزید ۔ مسلم بن عقبہ کو دس ہزار فوج کے ساتھ مدینہ روانہ کر دیا تاکہ اس بغاوت کو فرد کر دیں ۔ اس فوج کے آمد کے بعد ۔ لڑائی ہوئی ۔ مدینہ والوں کو شکست ہوئی ۔ اس جنگ میں مدینہ کے بہت سے اکابر مارے گئے ۔ اور کئی اشراف قریش اور انصار بھی کام آئے ۔ باقی لوگوں نے یزید کی بعیت کر لی ۔

مکہ میں ابنِ زبیر کا محاصرہ

مسلم بن عقبہ مکہ پہنچے ۔ تو بیماری کی وجہ سے فوت ہوئے ۔ انہوں نے حصین بن نمیر کو اپنا قائم مقام کمانڈر مقرر کیا ۔ حصین نے حرم کعبہ کا محاصرہ

کیا۔ کیونکہ ز بیر حرم میں پناہ گزیں تھے۔ جنگ جاری تھی کہ یزید فوت ہوا ان حالات میں حصین بن نمیر نے عبد اللہ بن زبیر سے لڑنا مناسب نہیں سمجھا اور صلح کر لی۔

عبداللہ بن زبیر کی سیاسی غلطی

حصین بن نمیر نے عبداللہ بن زبیر کو مشورہ دیا۔ کہ اب بنی امیّہ کا معاملہ کمزور پڑ چکا ہے۔ آپ سے زیادہ کوئی خلافت کا اہل نظر نہیں آتا۔ میں آپ کے ہاتھوں پر بیعت کرنے کیلئے تیار ہوں۔ شام کے تمام عمائد میرے ہمراہ ہیں۔ آپ میرے ساتھ شام چلیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ مکہ ہی میں میری بیعت کی جائے۔ وہ خود شام نہیں جائینگے لیکن حصین نے کہا کہ شامی اس طرح بیعت نہیں کریں گے۔

خلیفہ یزید کا انتقال

ابھی حصین بن نمیر حرم کعبہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا کہ اسی دوران خلیفہ یزید کا انتقال بہ مقام حوران ہوا۔ وفات کے وقت اس کی عمر ۳۸ سال تھی۔ اور مدت خلافت ۳ سال ۹ ماہ۔

حضرت حسین کی شہادت کا ردِ عمل

حضرت حسین کی شہادت کے بعد عموماً تمام اسلامی سلطنت میں

اور خاص کر حجاز ۔ عراق اور ایران میں یزید کے خلاف سخت نفرت اور بد دلی پیدا ہو گئی ۔ اس شہادت کے نتیجے میں عبداللہ بن زبیر نے حجاز میں دعویٰ خلافت کا اعلان کیا ، ہر جگہ شیعانِ علی نے حضرت حسین کی شہادت کا ماتم کیا ۔ بہ حوالہ کوردگال نامک اکراد بلوچ توران ومکران (قدیم بلوچستان) نے بھی حضرت حسین کی شہادت کا سوگ منایا ۔ کوردگال نامک نے سوگ منانے والے قبائل کی تفصیل اس طرح بیان کی ہے کہ اکراد بلوچ کے قبائلی تنظیم پنجگانہ کی کونسل کے امراء کی سرکردگی میں اکراد بلوچ نے ماتمی اجتماعات کر کے حضرت حسین کی شہادت پہ اپنی ہمدردی کا اظہار کیا ، نیاز دے کر ۔ انکی روح کو ایصالِ ثواب پہنچایا ۔ مصنف کوردگال نامک قبائل کی تفصیل اس طرح بیان کرتا ہے ۔ جنہوں نے ماتم میں حصہ لیا ۔

۱ ۔ براخوئی ۔ ۲ ۔ ادرگانی ۳ ۔ زنگنہ ۔ ۴ ۔ سنجاوی ۵ ۔ مالمی ۔ ۶ کرمانی ، ۷ ۔ سیاہی ، ۸ ۔ سفاری ، ۹ ۔ بازیجانی ، ۱۰ ۔ سنجانی ، ۱۱ سورانی ۱۲ ۔ شاری ۔ ۱۳ شاماری ۔ ۱۴ ۔ سُریانی ۱۵ ۔ بابینی (۱۶ توکانی ۱۷ ۔ آسکانی ، ۱۸ ۔ جلابک ، ۱۹ ۔ صلاحی ۲۰ ۔ شیثوانی ۔ ۲۱ ۔ حاوی ، ۲۲ ۔ گرجیبی ، ۲۳ ۔ ہرزکاری ۲۴ ۔ شکانی ۲۵ ۔ ندامانی (۲۶ شودن ۔ ۲۷ ۔ مجارانی ۔ ۲۸ ، مراتی ۔ ۲۹ ۔ کشانی ۳۰ ۔ شمبر ۳۱ ۔ کرک (۳۲ خاوری ۳۳ ۔ دینوری ، ۳۴ ۔ جبفانی ، ۳۵ ، سویانی ۳۶ ۔ حسرانی ، ۳۷ دیگانی (۳۸ گوجاری ۔ ۳۹ ، شاہولی ، ۴۰ ۔ شبانی ، ۴۱ اُمنیزی ۔ ۴۲ ۔ شاہکی ۴۳ ۔ بیوانی ، ۴۴ سارونی ۴۵ سمدینی ، ۴۶ الزاری ۴۷ ۔ حکانی ، ۴۸ کرمانی ، ۴۹ ۔ لوزیری ، ۵۰ ۔ جلوانی ، ۵۱ ، سلاری ، ۵۲ ہوتانی

۵۳۔ ساتک ، ۵۴، روہیلی ۵۵۔ شولانی ، ۵۶ بوتانی ، ۵۷، ترحانی ،
۵۸۔ جبانی ۵۹، باجانی ، ۶۰، باہو، ۶۱۔ تیغانی ، ۶۲۔ شَملُو ، ۶۳۔ رودینی
۶۴ جَلّاب ۶۵۔ شغل ، ۶۶، شابیکی ، ۶۷۔ تیہو۔ ۶۸۔ ساوانی ، ۶۹۔
بادینی ۷۰ ، مِسکانی ۷۱، آدینی ۷۲، ہیب ۷۳۔ یلانی ، ۷۴، جینڈی
۷۵ دُرکی ۷۶، نیکبانی ، ۷۷ شامیری ۷۸، ، تورانی ، ۷۹ جیکانی ، ۸۰ کیکانی
۸۱۔ بیزن ۸۲، جلائی ۔ ۸۳، زرّینی ، ۸۴۔ سُمالی ، ۸۵ تَنکری ، ۸۶، شاہکی
۸۷۔ سنجری ، ۸۸۔ سوجانی ، ۸۹ شمبوانی ، ۹۰۔ بجیری ، ۹۱۔ کودانی ۹۲۔ توہُو
۹۳۔ زیرکی ۔ ۹۴۔ بورکی ، ۹۵۔ ہوتمانی ، ۹۶۔ ہمدانی ، ۹۷۔ حادی ، ۹۸،
عبدانی ، ۹۹۔ بجُوّری ۱۰۰ تیلگی ۱۰۱ ، شورانی ۱۰۲ ، نودو ۱۰۳ سَنگرُ ۱۰۴
شیفاک ۱۰۵ زیدوی ۱۰۶ کرتک ۱۰۷ ، کوجانی ر ۱۰۸ زرکانی ، ۱۰۹ ، جونگل
۱۱۰۔ دُرّاک ۱۱۱ ، بمبکانی ۱۱۲ ، کورانی ، ۱۱۳ ، یوائی ۔ ۱۱۴ شیک ، ۱۱۵ ، مجُار
۱۱۶ زرنان ۔

امیر معاویہ اور یزید کے دور خلافت میں ۔ اکراد بلوچ کے ساتھ مشفقانہ سلوک اور اُن کو ہرطرح سے خوش رکھنے کی باوجود ۔ حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد ۔ اکراد بلوچ کی طایفوں نے جس غم و غصّہ اور ناپسندیدگی کا حضرت حسینؓ کے ماتم کی صورت میں اظہار کیا ۔ اس سے خلیفہ یزید ۔ برہم ہونے کی بجائے اپنے والی توران و مکران کو ۔ جس کا نام حَکَم بن مَنذر بن جارود تھا ۔ اور والی سیستان یزید بن زیاد کو احکامات جاری کئے ۔ کہ اکراد بلوچ کے ساتھ کوئی تعرض نہ کیا جائے ۔ بلکہ ان کو اس غم میں اپنے دل کی بھڑاس

نکالنے کا موقع فراہم کیا جائے۔ اکرادِ بلوچ کی سرحدی ملیشیا، توران و
مکران کی تقرری کے احکام دوبارہ تجدید کی۔

بلوچی کی قدیم شاعری میں حضرت حسینؓ کی المیہ شہادت کا تذکرہ

پندرھویں صدی کی بلوچی قدیم شاعری میں حضرت حسینؓ کی المیہ شہادت کا یوں شاعر نے تذکرہ کیا ہے۔ اور یہ بلوچی زبان کی شعری داستان کوُدگال نامک کے مصنف کی اس بیان کی تصدیق کرتا ہے۔ کہ واقعتاً اکرادِ بلوچ نے حضرت حسین کی شہادت کو سخت محسوس کیا۔ اور اپنے دلی رنج کا اظہار کرتے ہوئے انکی شہادت پہ قبائلی اجتماعات کرکے۔ اُن کا سوگ منایا بلوچی اشعار اور اشعار کا اردو ترجمہ نیچے بیان کیا جاتا ہے۔

بلوچی شعر	شعر کا اردو ترجمہ
۱۔ شکر اللہؑ ۔ حمد گذاران	اللہ کا شکر ہے، اسکی حمد بیان کرتا ہوں
۲۔ بادشاہ ملکؑ وت رانت	وہ خود سارے جہاں کا مالک ہے۔
۳۔ کل جہاں حاک و گِل بیت	تمام دنیا فنا ہو کر مٹی ہو جائیگی۔
۴۔ وت کوشتی یک و تنہا	صرف اللہ کی ذات کو دوام حاصل ہے
۵۔ ما مریدوں یا علی	ہم حضرت علی کے مُرید ہیں
۶۔ دین و ایمان سیوت اِنت	ہمارا دین اور ایمان کامل ہے
۷۔ اُمت اُن پاکیں نبیؑ	ہم حضرت محمدؐ کی اُمت ہیں

۸۔ کہ جہاں ءَ واجہ اِنت	جو دنیا کے آقا ہیں۔
۹۔ اولاد اُن میریں حمزہ ءَ	ہم حضرت حمزہ کی اولاد ہیں۔
۱۰۔ از حلب پادکا یوں	ہم ملک حلب کے رہنے والے ہیں۔
۱۱۔ گون یزیدءَ جھیڑہ اِنت	ہمارا یزید کے ساتھ جھگڑا ہے۔
۱۲۔ صحب درگاہا گوررانت	فتح ہمارے نصیب میں آئی ہے

یہ بارہ اشعار۔ پندرھویں صدی کے بلوچی شعراء نے حضرت حسینؓ کی شہادت کے حوالے سے بیان کئے ہیں۔ ان اشعار سے ثابت ہوتا ہے۔ بلوچ علی اور آل علی کے طرف دار تھے۔

اب ان بلوچی اشعار پر تبصرہ بیان کیا جائیگا۔ کہ یہ حقائق کہاں تک درست ہیں۔ کہ بلوچ حضرت حمزہ۔عم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اولاد ہیں۔

۱۔ بلوچوں کے پندرھویں صدی کے ان بیان کردہ اشعار سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔کہ بلوچ قبائل حضرت علی اور اُن کے اہل خاندان کی عقیدت مند اور طرف دار تھے۔

اس طرفداری کی بڑی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ حضرت علی کے دور خلافت میں تمام مشرقی ممالک ، ایران ، افغانستان اور بلوچستان انہی کی حکمرانی کے زیر نگیں رہے۔ اور ان کی شہادت کے بعد جب امیر معاویہ تمام اسلامی

سلطنت پر بلا شرکت غیرے حاوی ہوگیا۔ تب ان کے عمل و دخل کی بلوچستان میں ابتدا ہوئی۔

۲۔ یہ بلوچی اشعار کور دگال نامک کے مصنف کے بیان کی تائید کرتے ہیں۔ کہ بلوچ قبائل۔ حضرت حسین کی عقیدت مند تھے۔" انہوں نے حضرت حسین کی شہادت کے المیہ پر بہت رنجیدہ ہوکر۔ اپنے غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے اُنکی شہادت پر سوگ منایا۔

۳۔ یہ بلوچی اشعار کور دگال نامک کے مصنف کے اس تاریخی انکشاف کی بھی تصدیق کرتے ہیں۔ کہ قبائل بلوچ و کرد قبائل ہم نسل ہیں۔ اشعار میں بلوچوں کی ابتدائی وطن کا نام حلب بیان کیا گیا ہے۔ جو ملک شام کے شمالی خطہ کا نام ہے۔ جہاں آج کے موجودہ دور میں بھی کرد قبائل آباد ہیں۔ اور بستے ہیں۔ اور شامی حکومت کے زیر تسلط ہیں۔

۴۔ جہاں تک بلوچی اشعار میں شاعر نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ بلوچ قبائل حضرت حمزہ۔ عم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہیں۔ تاریخی اسناد سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ کتاب رحمت اللعالمین تصنیف قاضی محمد سلیمان، سلمان منصور پوری۔ جو تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ جلد دویم میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیائے۔ گرامی کے شجرے تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ مصنف اسی جلد دویم میں صفحہ ۸۷ صفحہ ۸۸ پر حضرت حمزہؓ کے شجرہ کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے۔ یوں رقمطراز ہوتے ہیں۔ کہ حضرت حمزہؓ کے دو فرزند تھے۔ عمارہ اور یعلی۔ ان

کا انتقال بچپن میں ہوا۔ اور ان کی نسل آگے نہ چلی۔ البتہ ان کی دو لڑکیوں اُمّ الفضل اور امامہ کا تذکرہ تفصیل سے کیا گیا ہے۔ مگر اُن کے شجروں سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بلوچ حضرت حَمزَہ کی اولاد ہیں۔ لہٰذا ہم بلوچ شاعر کے اس قیاسی دعویٰ کو اُسکی خوش فہمی اور حسن ظن کا نتیجہ سمجھتے ہیں گمان یہی ہے کہ شاعر شعر کہتے ہوئے بعض دفعہ صنعت مبالغہ سے بھی کام لیتے ہیں ممکن ہے۔ کہ اس بلوچی شاعر نے بھی۔ اسلام سے جذبۂ عقیدت مندی کو اظہار کرتے ہوئے اپنی نسل کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے منسلک کرنے کے اعزاز سے نوازنے کے لئے یہ شعر کہہ دیئے ہوں۔ ورنہ اس کی تاریخی حقیقت کچھ بھی نہیں ہے اور یہ حقیقت بھی تاریخی لحاظ سے اظہر من الشمس ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ۱۳ھ تا ۲۳ھ کے دور خلافت میں حالات ایسے تھے۔ کہ بلوچ قبائل من الحیث القوم۔ جنوب مشرقی اسلامی کمانڈ کے کمانڈر ان چیف حضرت ابو موسیٰ اشعری کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ لہٰذا اس جذبۂ عقیدت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ بلوچ نسلاً حضرت حَمزَہ کے اولاد ہیں۔

تحفتہ الکرام تاریخ سندھ کی بلوچ نسل کے بارے میں اساطیری بیان۔

تاریخ سندھ تحفتہ الکرام تصنیف میر علی شیر قانع ٹھٹھوی۔ جو

سندھ کی ایک مستند تاریخی کتاب ہے۔ جو تاریخ معصومی کے بعد لکھی گئی ہے۔ وہ اپنے کتاب کے صفحہ ۹۲ پر بلوچوں کا شجرہ یوں بیان کرتا ہے۔

"محمد بن ہارون مکرانی جس کا مکران کے گورنروں کے سلسلہ میں نام آچکا ہے سندھ پر فوج کشی کے وقت محمد بن قاسم کے ساتھ آرمن بیلہ (لس بیلہ) تک آیا تھا وہیں وفات پائی اور وہیں مدفون ہے ماہرین انساب کے فیصلہ کے مطابق جسکی ذمہ داری انہی پر عائد ہوتی ہے محمد بن ا ۔ مان بن عبدالرحیم بن حمزہ بن عبدالمطلب" کا بیٹا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شکار کرتے ہوئے۔ دور دراز ملک میں جا نکلے۔ اور تنہا رہ گئے۔ چونکہ خدائے تعالیٰ کا اپنے خاص بندوں پر ہمیشہ کرم کرتا ہے۔ اس لئے اس بیابان میں اُن کا دل بہلانے کے لئے ایک پری نمودار ہوئی اور حکم خدا سے ان کے لئے حلالی ہوئی۔ اس کی ایک صحبت سے حضرت حمزہ کی تھکاوٹ اور احساس تنہائی کافور ہوگیا۔ چنانچہ خدا کے حکم سے وہ پری پھر نگاہوں سے غائب ہوگئی۔ اور امیر اپنے ملک میں واپس چلے گئے۔ مذکورہ پری کے بطن میں (عبدالرحیم) نے پرورش پائی۔ اور تولد ہوئے۔

بلوچوں کی نسل کے بارے میں یہ تاریخ تحفۃ الکرام کا اصلی متن تھا۔ جو بیان کر دیا گیا۔

مصنف کے اس بیان کے بعد۔ بلوچ اسلامی عرب گورنر مکرانی محمد بن ہارون کی اولاد قرار پاتے ہیں۔ جسکی تصدیق دیگر کوئی عرب مؤرخ اپنے تاریخ میں نہیں کرتا ہے۔ نیز پری والا قصہ بھی مافوق الفطرت واقعہ ہے جو قطعی طور پر بعید العقل ہے۔ چونکہ قدیم زمانے میں سائنس نے اس قدر

ترقی نہیں کی تھی۔ لہٰذا بعض لوگ الف لیلوی قصّے گھڑ کر لوگوں کو ورطۂ حیرت میں ڈالنے کی کوشش کرتے تھے۔ راوی کی پری والی کہانی بھی اسی قسم کا ایک قصّہ ہے۔

بلوچوں کے نسل کے بارے میں مختلف آرا۔

اس وقت بلوچ ملّت کی نسل کے متعلق مختلف آراء موجود ہیں۔ بعض محققین انہیں سامی النسل گردانتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں وہ ایرانی نسل سے متعلق ہیں۔ ایک تیسرے گروہ کا نظریہ ہے۔ کہ ایرانی و تورانی نسلوں کے امتزاج سے بلوچ نسل وجود میں آئی ہے۔

بہر حال تاریخ مردوخ اور کورد گال نامک کے مصنف بلوچ قوم کو من الحیث القوم۔ کرد قوم کی ایک شاخ قرار دیتے ہیں۔ اور آریہ کی وضاحت۔ تاریخ مردوخ یوں کرتا ہے۔ کہ آرین کوئی فوق البشر انسان نہیں ہیں۔ بلکہ دیگر لوگوں کی طرح حضرت یافث کی اولاد ہیں۔ چونکہ یہ لوگ آگ کی پرستش کرتے تھے۔ اس لئے آری مشہور ہوئے۔ (آر) کردی زبان میں آگ کو کہتے ہیں۔ آری سے مراد آتش پرست۔ چنانچہ آری کی جمع آریان ہے۔ جیسے یورپی زبانوں کے تلفظ میں ارین (   ) کہتے ہیں۔ لہٰذا اس وضاحت سے ثابت ہوا۔ کہ آرین کے معنی آتش پرست کے ہیں۔

کورد گال نامک کے مُصنف آخوند محمد صالح کی تشریحات کی رُو سے موجودہ دور کے بلوچ قوم کے تین بڑے قبائیلی گروہ براخوئی۔ ناروئی۔

تحیۃ من مکۃ المکرمۃ
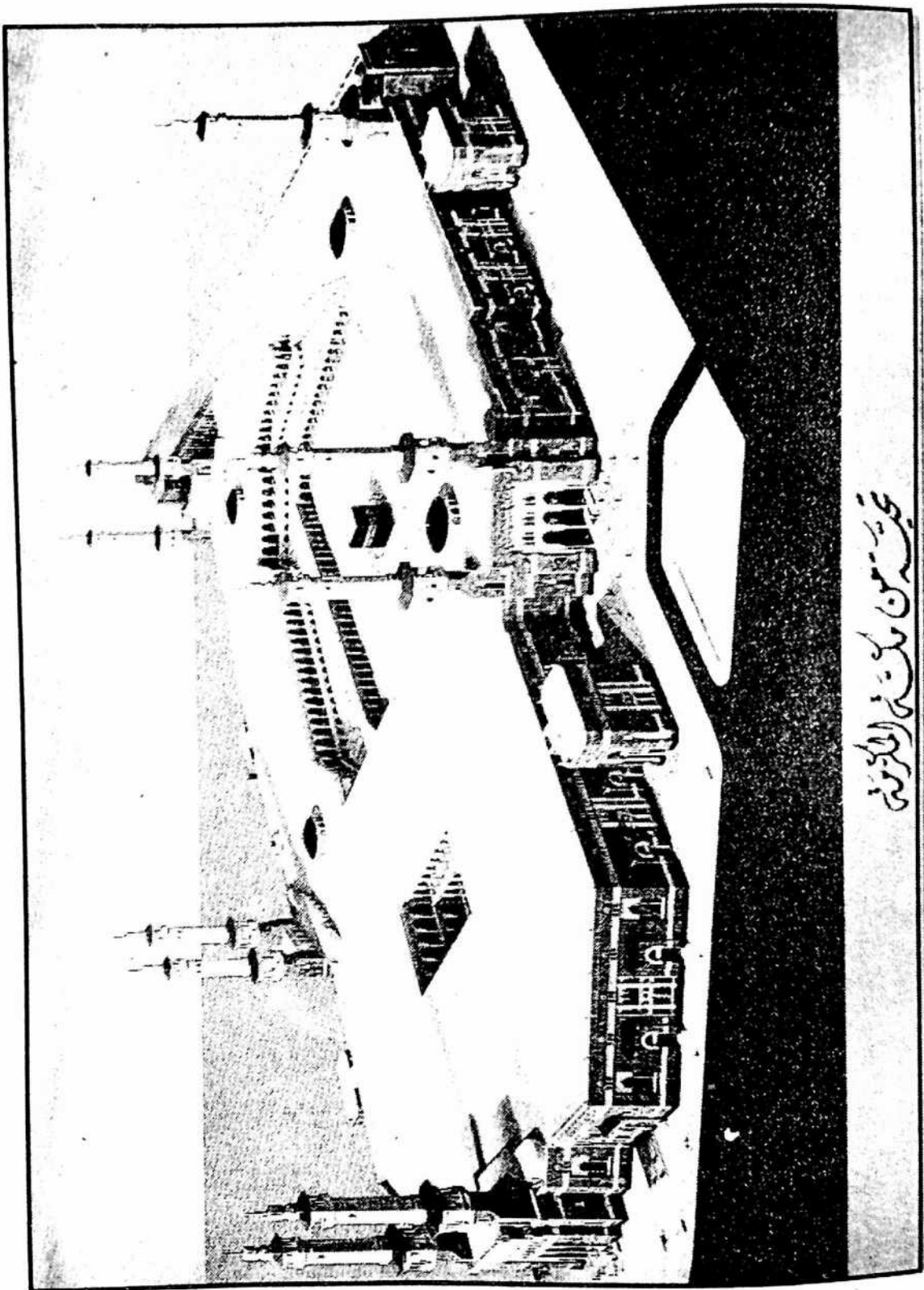
اور رندان کرد قبائل سے متعلق ہیں: ۱۔ براہوئی گروہ قبائل دراصل وہی براخوئی گروہ کرد قبائل ہے۔ جو مرورِ زمانہ ہیں کے ساتھ نام میں تغیر حرفی واقعہ ہوا۔ یعنی (خ) کی جگہ (ھ) استعمال ہونے لگی۔ یعنی براخوئی کی بجائے براہوی موسوم ہوا۔ (۲) ناروئی گروہ قبائل دراصل وہی۔ زنگنہ گروہ کرد قبائل ہے۔ جو ۸۵۳ سال قبل از مسیح براخوئی کردوں کے ساتھ آکر سیستان میں سکونت پذیر ہوئے۔ ۳۔ رند گروہ قبائل اصل میں وہی قدیم کرد قبیلہ اورگانی کی اولاد ہیں۔ جنہوں نے مادکرد بادشاہ کے ساتھ سلطنت توران کی جنگوں میں حصہ لے کر۔ اپنے دیگر ذیلی طائفے مالی اور کرمانی کے ساتھ مکران کا خطہ فتح کرکے۔ یہاں پر مستقل سکونت اختیار کی اسی دور یعنی (۸۵۳) سال قبل از مسیح میں۔ براخوئی۔ (براہوی) ۔زنگنہ (ناروئی) اور اورگانی (رند) ایک ساتھ اپنے اپنے علاقوں۔ توران (سطح مرتفع قلات) سیستان اور مکران میں سکونت پذیر ہوئے۔ اور انہیں مادکرد بادشاہ کیقباد اور اُس کے جانشینوں کی مسلسل حمایت حاصل رہی۔

بلوچوں کے حضرت حمزہ کی اولاد نہ ہونے کی ایک اور مستند دلیل

اگر واقعی بقول بلوچ شاعر۔ بلوچ امیر حمزہ عم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہیں تو بلوچ نسل کے لوگ جنکا تذکرہ مصنف شاہنامہ ابوالقاسم فردوسی ۱۰۲۰ء میں اپنی کتاب میں کرتا ہے اور انہیں ایران کی سلطنت

کے تیسرے حکمران خاندان منغامنشی (۵۵۰ ق۔م تا ۳۳۰ ق۔م) کا ہم دور بتلاتا ہے۔ تو یہ بلوچ کہاں سے وجود میں آئے۔ مصنف شاہ نامہ ھخامنشی خاندان کے بادشاہ زرکس (خاشایارشا اول) کے یورپ پر حملہ کا تذکرہ کرتے ہوئے۔ بلوچوں کی افواج کا یوں بیان کرتا ہے۔ کہ جب زرکس نے میدان جنگ میں اپنے افواج کا جائزہ لیا۔ تو اُسکی فوج میں چھبیس (۵۶) قومیں اپنے قومی لباس میں ملبوس اپنے اپنے پرچموں کے ساتھ صف بستہ کھڑی تھیں۔ اُن میں ایک قوم بلوچ بھی تھی۔ جن کی تفصیل شاہنامہ یوں بیان کرتا ہے۔

فارسی شعر	شعر کا اُردو ترجمہ
۱۔ سپاہی ز گرُدان کوچ و بلوچ	کوچ اور بلوچ کے بہادر سپاہی
۲۔ سگالیدہ جنگ مانند غوچ	لڑائی میں مینڈھے کی طرح دیوانہ وار لڑتے ہیں
۳۔ کہ کس در جہاں پُشت الشان ندید	کسی نے بھی ان کو میدان جنگ سے منہ موڑتے ہوئے نہیں دیکھا ہے
۴۔ برہنہ یک اَنگشت الشان ندید	یہ اس طرح مسلح تھے کہ اِنکی ایک انگلی بھی نظر نہیں آتی تھی
۵۔ سپاہ دار شان اَشکش تیز ہش	اُن کا سپہ سالار اَشکش تھا۔ جو اُن کی اپنی نسل سے تھا۔
۶۔ کہ بارائے دل بود و با مغز و ہوش	جو صاحب رائے اور صاحب تدبیر تھا۔

۷۔ دَرَفشے بر آورد پیکر پلنگ	اُنکے لہراتے ہوئے جھنڈے پر چیتے کی تصویر تھی
۸۔ ہمے از دَرَفش بیارند چنگ	اور جھنڈے پر چیتے کی پنجہ نمایاں تھی۔

ھخامنشی خاندان کے زوال کے تقریباً چھ سو سال بعد جب سلطنت ایران پر اردشیر اول نے ساسانی خاندان کی حکمرانی کی بنیاد رکھی۔ تو اُن کا اکیسواں جانشین نوشیروان (۵۳۱ء تا ۵۷۹ء) نے جو تاریخ میں عادل کی صفت سے موصوف ہے۔ ایلانی۔ گیلانی اور بلوچ گروہ قبائل کی طایفوں کے قتل عام کے احکام صادر کئے۔ کیونکہ وہ امام مزدک زرتشی مذہب کے اصلاح کنندہ کے پیروکار تھے۔ پہلے تو بادشاہ نوشیروان نے۔ مزدک کو ملحد گردان کر۔ قتل کی سزا دی۔ پھر اُسکے بے دین اُمرت کو کفر کامرتکب گردان کر۔ ان کا قتل عام کروایا۔ مورخین کہتے ہیں۔ کہ اس عادل بادشاہ کے دورِ حکمرانی میں اس خونریزی میں دس لاکھ جانیں تلف ہوئیں۔ اس واقع کو شاہنامے کا مصنف ابوالقاسم فردوسی یوں بیان کرتا ہے۔

فارسی شعر	شعر کا اُردو ترجمہ
۱۔ ہمے وقت آگاہی آمد بشاہ	بادشاہ کو اطلاع دی گئی۔
۲۔ کہ گشت از بلوچی جہاں تباہ	بلوچوں کے ہاتھوں دنیا تباہ ہوگئی
۳۔ زبس کُشتن و غارت و تاختن	انکے بے پناہ حملوں اور قتل و غارت سے
۴۔ زمین را بآب اندر انداختن	زمین خون کے سمندر میں ڈوب گئی۔

جب بادشاہ نوشیروان کے حکم کی تکمیل ہوتی ہے ۔ دنیا بلوچوں کے قتل و غارت سے مخلصی پاتی ہے ۔ تو اس نظارے کو فردوسی یوں بیان کرتا ہے ۔

فارسی شعر	اردو ترجمہ
۱۔ از ایشان فراوان واندک نماند	بلوچوں کے بڑے اور چھوٹے سب مارے گئے
۲۔ زن و مرد جنگی و کودک نماند	لڑاکے مرد ۔ عورتیں ۔ بچے سب تلف ہوئے ۔
۳۔ لشدا یمن از رنج ایشان جہاں	ان کے ظلم سے دنیا کو نجات ملی
۴۔ بلوچی نماند آشکارو نہاں	سارے بلوچ خواہ ظاہر تھے یا پوشیدہ مارے گئے ۔

لہٰذا شاہنامے میں ساسانی دور کے اس تذکرے سے یہ حقیقت ۔ اور بھی واضح ہو جاتی ہے ۔ کہ بلوچ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی اولاد نہیں ہیں کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۵۷۱ء میں نوشیروان کے دورِ حکومت میں تولد ہوئے ۔ اور یہ حوالہ کتاب رحمۃ اللعالمین جلد دوئم ۔ تصنیف قاضی محمد سلیمان ۔ سلمان منصور پوری ۔ حمزہ عم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کتاب کے صفحہ (۸۶) پہ یوں لکھتے ہیں ۔ "وہ ۶ھ میں اسلام لائے اور پھر ہمیشہ ناصر اسلام رہے ۔ یہ نبی صلعم کے برادر رضائی بھی تھے ۔ یعنی ہر دو نے ثوبیہ کا دودھ پیا تھا ۔" ابو عمارہ ۔ ابو یعلیٰ کنیت فرمایا کرتے تھے ۔ "

لہٰذا اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً ہم سن تھے۔

چارٹ : نام خلیفہ اسلامی سلطنت۔ ہم عصر والی مکران و توران وہم عصر امرائے کونسل پنجگانہ اکراد بلوچ توران و مکران (قدیم بلوچستان)

نمبر شمار	نام خلیفہ اسلامی سلطنت	نام والی توران و مکران	نام امرائے قبائلی کونسل پنجگانہ کرد بلوچ توران و مکران
۲	یزید اوّل ۶۸۰ء تا ۶۸۳ء	حکم بن منذر بن جارود بن بشر	۱۔ امیر شیراک براخوئی ۲۔ امیر بازوک ادرگانی ۳۔ امیر بجر زنگنہ۔ ۴۔ امیر جوبرکان مالی۔ ۵۔ امیر جوسہ کرمانی۔

باب چہارم

قبائلی کونسل پنجگانہ اُمرائے اکراد بلوچ توران و مکران

خلیفہ یزید اول (۶۸۰ء تا ۶۸۳ء) کے انتقال کے بعد اُن کا بیٹا معاویہ ثانی مسندِ خلافت پر بیٹھا۔ اور پھر تین ماہ بعد خلافت کے عہدے سے دست بردار ہو گیا۔ دست برداری کے دو ماہ بعد فوت ہوا۔ اسی دوران میں اہلِ حجاز نے عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور شام میں شامیوں نے مروان امیر بنی اُمیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ عبداللہ بن زبیر ۶۸۳ء تا ۶۹۵ء اور مروان بن حکم (۶۸۳ء تا ۶۸۷ء) کے دور خلافت حجاز اور شام میں علی الترتیب ایک ساتھ شروع ہوا۔ ان خلفاء کے دور میں اکراد بلوچ توران و مکران کے قبائلی کونسل پنجگانہ کے امیر یہ تھے۔ ۱۔ امیر شیراک براخوئی۔ ۲۔ امیر بازوک اورگانی۔ ۳۔ امیر بجہ زنگنہ ۴۔ امیر جورکان ماملی ۵۔ امیر حوسہ کرمانی۔ انہی کے بعد کے دور کے حالات اسی باب میں تفصیل سے بیان کئے جائیں گے۔ کہ اسلامی سلطنت میں کیا کیا سیاسی واقعات رونما ہوئے۔ اور اکراد بلوچ کی کیا سیاسی صورتحال رہی۔

معاویہ ثانی بن یزید کا خلیفہ ہونا ۶۸۳ء۔

خلیفہ یزید کی کئی بیویاں تھیں۔ ان سے بہت سے اولادیں تھیں۔

معاویہ۔ خالد۔ ابوسفیان، عبداللہ۔ عبداللہ اصغر، عمر۔ ابوبکر۔ عتبہ حرب اور عبدالرحمٰن۔ مگر یزید کے انتقال کے بعد۔ اُن کا بڑا بیٹا معاویہ ثانی اُنکی جگہ جانشین بنا۔ اور خلافت کی مسند پر بیٹھا۔

مُعاویہ ثانی کے خلافت سے دست برداری

جب معاویہ ثانی خلافت کے تخت پر بیٹھا تو اس کی عمر اکیس سال تھی وہ بڑا دیندار اور صالح شخص تھا۔ یزید کے زمانے میں جو حوادث اور واقعات پیش آئے انہیں دیکھ کر۔ معاویہ کا دل حکومت سے پھر گیا۔ وہ تین ماہ بعد خلافت کے عہدے سے دست بردار ہوگیا۔ اور خانہ نشینی اختیار کی اور چند ماہ بعد انتقال کرگیا۔ یہ اسلامی سلطنت میں۔ مسندِ خلافت کے منصب سے دست برداری کی دوسری مثال تھی۔ کیوں کہ ان سے پہلے حضرت حسن بھی مسندِ خلافت سے دستبردار ہوگئے تھے۔

اسلامی سلطنت میں بیک وقت دو خلیفے
۱۔ عبداللہ بن زبیر ۲۔ مردان بن حکم

یزید کے دورِ خلافت میں۔ اہل حجاز نے عبداللہ بن زبیر کے ہاتھوں پر بیعت کر لی تھی مگر یزید کا نمائندہ مسلم بن عقبہ دوبارہ اہلِ حجاز سے یزید کے حق میں بیعت لینے میں کامیاب ہوگیا۔ مگر یزید کی وفات کے بعد اہلِ حجاز دوبارہ عبداللہ بن زُبیر (۶۸۳ء تا ۶۹۵ء) کے ساتھ ہوگئے۔

شام میں مروان بن حکم (۶۸۳ء تا ۶۸۵ء) خلیفہ بنا۔

عبداللہ بن زبیر کی سیاسی غلطی

تقریباً تمام مملکت اسلامی میں عبداللہ بن زبیر کی خلافت مسلّم ہو گئی تھی۔ عین اس وقت انہوں نے ایک ایسی فاش سیاسی غلطی کی کہ بنی اُمیہ کی اُکھڑی ہوئی حکومت قائم ہوگئی عبداللہ بن زبیر نے مکہ اور مدینہ سے بنی اُمیہ کو نکلوایا تھا۔ لیکن واقعہ حرّہ کے بعد یہ لوگ پھر لوٹ آئے تھے۔ یزید کی موت کے بعد ان کی ہمت اتنی پست ہو چکی تھی کہ مروان بن حکم اموی حاکم مدینہ تھا۔ عبداللہ بن زبیر کے ہاتھوں پر بیعت کرنے کے لئے آمادہ ہو گیا تھا۔ لیکن عبداللہ بن زبیر کو بنی اُمیہ سے اتنی نفرت تھی کہ انہوں نے انجام سوچے بغیر کل بنی اُمیہ کو مدینہ سے نکلوا دیا۔ اس وقت مروان کا لڑکا عبدالملک چیچک میں مبتلا تھا۔ مروان کے لئے مدینہ چھوڑنا بھی مشکل تھا مگر عبداللہ[2] بن زبیر نے اسی حالت میں اُسے مدینہ سے نکال دیا۔ بعد میں عبداللہ بن زبیر کو غلطی کا احساس ہوا۔ اور انہوں نے اس کی تلاش میں آدمی دوڑائے۔ لیکن وہ نکل کر جا چکے تھے۔ اس واقعہ نے عبداللہ بن زبیر اور بنی اُمیہ دونوں کی تاریخ کا رُخ بدل دیا۔ اگر اس وقت بنی امیہ کو عبداللہ

---

۲ = لیعقوبی۔ ج ۲۔ ص ۳۰۴

---

۱ = ابن الثیر۔ ج ۴۔ ص ۵۳۔ ابن الثیر میں اسکی بڑی طویل تفصیل ہے مصنف کتاب نے صرف نتیجہ لکھ دیا۔

بن زبیر روک لیا ہوتا تو پھر ان کا مقابلہ کرنے والا کوئی نہ تھا۔

شام میں مروان کی بیعت

مروان مدینہ سے نکل کر شام پہنچا۔ شام پہنچنے کے بعد بھی۔ عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن اسی دوران عبیداللہ بن زیاد پہنچ گیا۔ اس نے اسے روکا کہ آپ قریش کے سردار ہو کر عبداللہ بن زبیر کی بیعت کرنا چاہتے۔ اسے بہت تسلی دی اور کہا کہ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔ چنانچہ مروان کے شام آنے کے بعد بنی اُمیہ کی طرفداروں نے مروان کو اُنکے عمر رسیدگی۔ تجربہ اور فہم فراست کی وجہ سے خلیفہ منتخب کیا۔ مروان کی بیعت سے بنی اُمیہ کی گرتی ہوئی عمارت سنبھل گئی۔ اور بنی امیہ کے کل حامی ایک مرکز پہ جمع ہو گئے۔

مروان کا شام اور مصر پہ قبضہ

مسند خلافت پر آنے کے بعد۔ مروان کی حامی فوج اور ابن زبیر کے حامی فوج کے درمیان مرج رابط ایں خونریز جنگ ہوئی۔ ضحاک قبیلہ قیس نے جو عبداللہ بن زبیر کا حامی تھا۔ لڑائی میں شکست فاش کھائی۔ ضحاک خود مارا گیا۔ اور قبیلہ قیس کی بڑی تعداد کام آئی۔ اس شکست کی خبر سے عبداللہ بن زبیر کے حامی بھاگ نکلے۔ اور شام پر دوبارہ بنی امیہ کا قبضہ ہو گیا۔ شام کے بعد مروان نے مصر پر قبضہ کر لیا۔

مروان کا انتقال

مروان اچانک ۶۳ سال کی عمر میں ۶۸۶ء میں انتقال کیا۔ مروان کو سیاسی حالات کی بنا، پر مجبور ہوکر۔ خالد بن یزید کو ولی عہد ماننا پڑا تھا اُس نے خالد کی ماں سے بعد میں شادی کی۔ مگر بعد میں اس نے خالد کی جگہ عبدالملک کو ولی عہد مقرر کیا۔ لہٰذا خالد کی والدہ نے اسے زہر دے کر مار ڈالا۔

عبدالملک بن مروان کا خلیفہ ہونا ۶۸۵ء تا ۷۰۵ء

مَروان کی طائف کی جلاوطنی سے واپسی کے بعد۔ اُس کا بیٹا۔ عبدالملک برابر مدینہ میں رہا۔ یہاں اُس نے ارباب علم اور کمال سے پورا استفادہ کیا۔ اپنے زمانہ کے اکابر علماء میں سے تھا۔ وہ دولت علم کے ساتھ بڑا مدبّر حوصلہ مَند۔ مستقل مزاج اور بہادر تھا۔ وہ مروان کی وفات کے بعد ۶۸۶ء میں مسندِ خلافت پر بیٹھا۔

توابین کا خروج اور خاتمہ

مَروان بن حَکم جب مسند خلافت پر بیٹھا تو اُسی زمانہ میں کوفہ میں ایک ممتاز بزرگ۔ سلیمان بن صَرد۔ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کے صحابی تھے۔ اور حضرت علی کے فدائیں میں سے تھے۔ جب حضرت حسینؑ کوفہ آئے۔ تو سلیمان بن صَرد اُن کے اور اُن کے ساتھیوں کی کوئی

مدد نہ کر سکے ۔ اور کربلا میں حضرت حسین اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہید ہوئے ۔ اس کمزوری کے دکھانے پر ۔ اُنکو اور اُنکی پوری جماعت کو بڑی ندامت اور شرمندگی تھی ۔ انہوں نے اس غلطی کے کفارہ میں قاتلین حسین سے انتقام لینا اپنا فرض قرار دیا ۔ اور اپنے جماعت کا نام توابین رکھا ۔ اس جماعت نے یزید ہی کے دورِ حکمرانی میں جنگ کی خفیہ تیاریاں شروع کر دی تھیں ۔ مروان کے زمانے میں جب ان کی قوت مضبوط ہوگئی تو اس دوران مروان کا انتقال ہو گیا ۔ اور ان کی جگہ ان کا بیٹا عبد الملک مسندِ خلافت پر بیٹھا ۔ چنانچہ توابین کے لیڈر سلیمان بن صَرَد چھ ہزار جمعیت کیساتھ نکلے ، حضرت امام حسین کی مزار کی زیارت کرتے ہوئے ۔ شام کی طرف بڑھے ۔ اس زمانہ میں عبید اللہ بن زیاد ۔ عراق کی بعض مہموں میں مصروف تھا ۔ اس لئے اُن کا اور توابین کا آمنا سامنا ہو گیا ۔ دونوں میں بڑی خونریز جنگ ہوئی ۔ سلیمان بن صَرَد اور اُنکے تمام بڑے بڑے ساتھی جنگ میں کام آئے ۔ اس چھ ہزار توابین سے بہت تھوڑی تعداد زندہ بچی ۔ بہ حوالہ کوردگال نامک ۔ بچنے والے میں سے اکثر روپوش ہوکر ۔ اطراف فارس ۔ کرمان سیستان ۔ توران ۔ مکران میں منتشر ہوکر اپنے مشن کو خفیہ طور پر جاری رکھا ۔

آیالت توران و مکران میں توابین کا آمد

توابین میں سے ایک شخص مُدرک بن سلیمان ۔ مخزومی ۔ اپنے چار

چار ساتھیوں صالح بن اشتر۔ طلحہ بن سعید کلابی۔ مہلب بن حبیب التیمی۔راشد بن نوفل اسدی کے ساتھ ولایت سیستان۔ توران اور مکران میں۔ وارد ہوکر خفیہ طور پر اپنے تحریک کا پرچار شروع کیا۔ اور لوگوں پر یہ امر واضح کردیا کہ وہ حضرت حسین کے خون کا بدلہ نہ لے سکے اب ہر مسلمان پر فرض ہے۔ کہ اُن کا خون کا بدلہ اُنکے قاتلین سے لیں۔

والی توران و مکران کا ردِ عمل

یہ دور حکمرانی عبدالملک بن حکم (۶۸۶ء تا ۷۰۵ء کے خلافت کا تھا چنانچہ جب توران و مکران کے والی حکم بن منذر کو۔ توران اور مکران میں تو ابین کی آمد کی خبر ہوئی۔ تو اس نے مُدرک بن سلیمان مخزومی کو مع اُسکے ساتھیوں کے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر اکراد بلوچ کو اُنکا طرفدار پاکر سیاست سے کام لیکر۔ ان توابین کے بارے میں اکراد بلوچ کے پنجگانہ کونسل کے اُمراء سے رابطہ قائم کرکے۔ گفت و شنید کی۔ اور یہ طے پایا کہ اکراد بلوچ۔ ان توابین کا فی کس ایک ہزار درہم فدیہ ادا کرکے ان کو اپنی حفاظت میں دوبارہ کوفہ پہنچادیں گے۔ چنانچہ اُمرائے اکراد بلوچ توران اور مکران نے اس فیصلے کے مطابق ان توابین کا فی کس ایک ہزار درہم فدیہ ادا کرکے اپنی ذمہ داری کے تحت انکو کوفہ پہنچا دیا۔

اکراد بلوچ کے اُمراء۔خلیفہ عبدالمالک کے دور میں۔

خلیفہ عبدالملک بن مروان جو بنی امیہ کے پانچویں خلیفہ تھے۔ اُن کے

دور میں اکراد بلوچ توران و مکران کے اُمرائے پنجگانہ کے کونسل کے اَمیر یہ تھے۔ ۱۔ اَمیر اسد براخوئی ۲۔ اَمیر بکر زنگنہ ۳۔ اَمیر لشیر ادرگانی ۴۔ اَمیر خیزان مالی۔ ۵۔ اَمیر موذان کرمانی۔ انہی اُمراء کے مداخلت سے۔ توران و مکران میں آئے ہوئے۔ توابین کی جان بچ گئی۔ اور والی توران و مکران نے ان اُمراء کے فیصلہ کو تسلیم کر کے۔ ان توابین کا فدیہ لیکر توران و مکران سے ان کو بدر کیا۔ اور اکراد بلوچ نے ان کو اپنے ذمہ داری پہ کوفہ پہنچا دیا۔ اکراد بلوچ کے امراء اور والی کی مصالحت سے۔ حکومت ایک خواہ مخواہ کے جھگڑے سے بچ گئی۔

مختار بن ابی عُبید ثقفی کا خروج

مختار بن ابی عبید ثقفی[۱]۔ ایک غریب۔ ملکہ عالی دماغ اور حوصلہ مند شخص تھا۔ توابین کے خاتمہ کے بعد۔ ۶۸۵ء میں وہ حضرت حُسین کے خون کا بدلہ لینے کی دعوت لے کر اُٹھا۔ اسکے زمانے میں عبداللہ بن زُبیر اسلامی سلطنت کے حجاز۔ عراق اور مشرق ممالک پر خلیفہ تھا۔ اور اس کا بڑا زور تھا۔ حصولِ مقصد کے لئے۔ مختار اُس کے ساتھ ہو گیا۔ اور ان کے مزاج میں بڑا رسوخ پیدا کر لیا[۱]۔ اس نے حضرت زین العابدین بن حسین سے سرپرستی قبول کرنے کی درخواست کی چونکہ امام موصوف

---

[۱]: تہا والطول۔ ج ۵۔ ص ۱۷

اُن کے گمراہ کن اختراع کئے ہوئے عقائد سے واقف تھے۔ انہوں نے اس کی درخواست رد کی۔ زین العابدین سے مایوس ہوکر۔ مختار اُن کے سوتیلے چچا محمد بن حنفیہ سے سرپرست بننے کی درخواست کی۔ محمد بن حنفیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے مشورہ کیا۔ انہوں نے ان کو سرپرستی کر لینے کا مشورہ[1] دیا۔ لیکن مختار نے تدبر سے کام لے کر عبداللہ بن زبیر سے کبھی اپنے تعلقات منقطع نہیں کئے۔

مختار بن عبید کا عراق پر قبضہ

محبان اہل بیت کا مرکز عراق تھا۔ وہاں یہ تحریک زیادہ کامیاب ہوسکتی تھی۔ اسلئے مختار نے اپنے سرپرست محمد بن حنفیہ سے عراق میں کام کرنے کی اجازت چاہی۔ بہر حال محمد بن حنفیہ نے اُنکو اجازت دی مگر اُس کی نگرانی کے لئے اپنا ایک آدمی عبداللہ بن کامل ہمدانی کو ساتھ کر دیا۔ مختار نے عبداللہ بن زبیر سے کہا۔ کہ عراق میں اُن کا قیام ابن زبیر کے لئے زیادہ مفید ہوگا۔ اور وہ وہاں جاکر شیعانِ بنی ہاشم کو بنی اُمیہ کے مقابلے میں۔ ان کی مدد پر آمادہ کریگا۔ اسی لئے عبداللہ بن زبیر نے بھی عراق جانے کی اجازت دے دی[2]۔ ان دونوں کی اجازت کے بعد مختار عراق پہنچا۔

---

[1]۔ مروج الذہب مسعودی ج ۲ ص ۸۰۔ [2]۔ الملل والنحل شہرستانی
(بقیہ اگلے صفحہ پر)

مختار نے آل فاطمہ سے محمد بن حنفیہ کیطرف تحریک کا رُخ پھیر دیا

حضرت حسین کی حقیقی جانشین۔ امام زین العابدین تھے۔ وہ مختار کے گون کے نہ تھے۔ اس نے چالاکی سے اہل بیت کی تاریخ کا رُخ آل فاطمہ سے محمد بن حنفیہ کی طرف پھیر دیا۔ انہیں حضرت علی کا جانشین۔ اُن کا وصی۔ اور مہدی وقت ظاہر کر کے۔ ان کی دعوت شروع کر دی۔ اور بہت جدوجہد کے بعد۔ عبد اللہ بن مطیع والی ابن زبیر کو شکست دے کر سارے عراق پر قابض ہو گیا۔

مختار کا قاتلین حسین سے انتقام

اس فتح یابی کے بعد۔ اس نے کوفہ کے ان تمام لوگوں کا پتہ لگا کر۔ جنہوں نے حضرت امام حسین کی شہادت میں کسی قسم کا حصّہ لیا تھا قتل کر کے۔ ان کا مال و متاع ضبط کیا۔ پھر واقعہ کربلا کی شاہی فوج کے افسروں کے قتل کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ چند دنوں میں ۱۔ شمر ذی الجوشن ۲۔ خولی اصبحی ۳۔ عمرو بن سعد ۴۔ عبید اللہ بن زیاد۔ اسکے علاوہ دیگر لوگ

بقیہ حاشیہ: ج ۱۔ ص ۱۹۹ = ان عقائد نے ایک فرقہ کیسانیہ یا مختاریہ۔ پیدا کر دیا۔ نوبختی کے بیان کیمطابق۔ کیسان مختار کا لقب تھا۔ اسی نسبت سے۔ اُسکا پیدا کردہ فرقہ کیسانیہ اور مختاریہ کہلایا تھا۔

۱ = ابن الاثیر ج ۴۔ ص ۲۰۶ - ۲۰۷

جو قتلِ حضرت حسین میں ملوث تھے۔ چُن چُن کر۔ سب کو قتل کر دیا۔ عبداللہ ابن زیاد کے سر کو قلم کر کے۔ حضرت امام زین العابدین کے ملاحظہ کے لئے مدینہ روانہ کر دیا۔

مختار بن ابی عبید ثقفی کا خاتمہ

مختار کے قوت بازو زیادہ تر عجمی لوگ گے اس لئے حصولِ اقتدار کے بعد اُس نے عجمیوں کے مراتب بڑھائے۔ ان کے مقابلے میں عربوں کے ساتھ اس کا سلوک نہایت حقارت آمیز تھا۔ اسلئے اشراف عرب اس سے بگڑ گئے۔ عبداللہ بن زبیر کے بھائی معصب نے جو بصرہ کے والی تھے۔ ان حالات کو دیکھ کر اشراف عرب کو مزید ذلت سے بچانے کیلئے مختار کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ معصب کے سپہ سالار مہلب بن ابی صفرہ اور مختار کے سپہ سالار احمد بن سلیط کے درمیان خون ریز جنگ ہوئی۔ مختار کے فوجی افسر احمد بن سلیط نے شکست کھائی۔ اس کی شکست کے بعد۔ مختار خود مقابلہ میں آیا۔ لیکن اس نے بھی نہایت فاش شکست کھائی اور اس کی فوج بری طرح مقتول ہوئی۔ کوفہ میں قلعہ بند ہوگیا آخر کار باہر نکل کر مقابلہ کیا۔ اور لڑائی میں مارا گیا۔ اور اس طرح مختار کا خاتمہ ہوگیا۔ بعد میں سب فریقوں کو معلوم ہوا۔ کہ اس نے صرف حصولِ اقتدار کے لئے حسین کے قاتلوں کے ختم کرنے کا بیڑہ اٹھایا تھا۔ دین کے خاطر نہیں لہٰذا سب فریقوں نے مل کر اس کا خاتمہ کر دیا۔

خارجی سردار نجدہ بن عامر خروری کا مکران و توران میں پناہ لینا

۶۸۴ء میں۔ جب سلطنت اسلامی میں عبداللہ بن زبیر اور عبدالملک بن مروان کے درمیان اقتدار کی جنگ جاری تھی۔ خارجی سردار نافع بن ازرق نے بصرہ پر قبضہ کیا۔ حکومتی افواج سے لڑائی ہوئی۔ نافع مارا گیا۔ اس کا ایک ساتھی سردار نجدہ بن عامر خروری۔ یمامہ۔ صنعا۔ اور عمان پر قابض ہو گیا۔ لیکن اس کی جماعت میں پھوٹ پڑ گئی۔ لوگوں نے عبداللہ بن فدیک کو اپنا سردار بنا لیا۔ نجدہ بن عامر خروری خوارج کی مخالفت کے خوف سے روپوش ہو گیا۔ اور قدیم بلوچستان کے خطہ مکران اور توران میں آکر اکراد بلوچ کے پاس پناہ لی۔ عبداللہ بن فدیک نے اس کی تلاش شروع کر دی۔ انہیں پتہ چلا کہ نجدہ توران و مکران میں پناہ گزین ہے اس نے قاصد بھیج کر۔ اسکو دھوکہ سے بلایا کہ خوارج اسے دوبارہ اپنا سردار منتخب کر رہے ہیں۔ وہ فوری طور پر عمان پہنچے۔ اکراد بلوچ کی کونسل کے امراء۔ امیر اسد براخوئی۔ امیر بکر زنگنہ۔ امیر بشیر اورگانی۔ امیر خیزان مالی۔ امیر موداں کرمانی نے اسے خبردار کیا۔ کہ یہ امیر عبداللہ بن فدیک خوارج سردار کی ایک چال ہے۔ وہ نہ جائے۔ مگر اس نے بلوچ امراء کی بات نہیں مانی۔ قاصد کے ساتھ چلا گیا۔ جونہی وہ عمان پہنچا۔ عبداللہ فدیک کے لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔

Scanned by CamScanner

عبداللہ بن زبیر کا خاتمہ

معصب والی عراق جو عبداللہ بن زبیر کا بھائی۔ عبدالملک نے عراق پر حملہ کر کے معصب کو شکست دی۔ اور معصب جنگ میں مارا گیا۔ عراق پر عبدالملک کے قبضہ کے بعد عبداللہ بن زبیر کی مالی حالت اور فوجی قوت دونوں کمزور ہو گئے۔ خلیفہ عبدالملک حجاج بن یوسف ثقفی کو ایک بڑی فوج کے ساتھ مکہ روانہ کر دیا۔ حجاج نے مکہ کا محاصرہ کیا۔ مکہ میں سخت قحط پڑ گیا۔ عبداللہ بن زبیر بڑی شجاعت کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے۔ کئی مہینے کے محاصرہ کے بعد انہوں نے مٹھی بھر ساتھیوں کے ساتھ لڑتے ہوئے۔ ۶۹۳ء میں جام شہادت نوش فرمایا۔

خلیفہ عبدالملک کا انتقال

عبدالملک ۷۰۵ء میں فوت ہوا۔ انہیں دمشق میں دفنایا گیا۔ انکی خلافت کی کل مدت اکیس ۲۱ سال تھی۔ سات سال تک انکی خلافت کے ساتھ ساتھ۔ عبداللہ بن زبیر کی متوازی خلافت بھی قائم رہی۔ ۶۹۳ء میں عبداللہ بن زبیر کے خاتمے کے بعد۔ انہوں نے مزید تیرہ سال خلافت کی۔ اور تمام اسلامی سلطنت کے واحد خلیفہ رہے۔

ولید اوّل بن عبد الملک کا خلیفہ ہونا ۸۶ھ تا ۹۶ھ

خلیفہ عبد الملک کے بعد اُن کا بڑا بیٹا۔ ولید مسند خلافت پر بیٹھا۔ وہ اپنے والد کے برعکس علم وفن سے بیگانہ تھا لیکن جہانبانی کے تمام اوصاف اُسمیں بدرجہ کمال موجود تھے۔ وہ خاندان بنی امیہ کا کامیاب ترین خلیفہ ثابت ہوا۔

ہندوستان کے خطۂ سندھ پر مسلمانوں کی حملہ کرنیکی وجوہات

ولید کے زمانہ سے پہلے لنکا کے ملک میں کچھ عرب تاجر آباد تھے۔ ان میں سے ایک تاجر کا انتقال ہو گیا۔ لنکا کے حکمران راجہ مسلمانوں سے دوستی کے تعلقات پیدا کرنیکا خواہشمند تھا۔ اس نے متوفی تاجر کے خاندان کو خلیفہ کے لئے قیمتی ہدایا وتحائف کے ساتھ ایک جہاز میں دمشق روانہ کر دیا۔ اس جہاز کو سندھ کے ساحل کے قریب۔ دیبل کے مقام پر سندھی قزاقوں نے لوٹ لیا۔ اور عرب باشندوں کو قیدی بنا دیا۔ حجاج بن یوسف نے جو اموی حکومت کی طرف سے عراق اور مشرقی ممالک کا والسرائے تھا۔ سندھ کے حکمران راجہ داہر کو عرب قیدیوں کے واپسی کے لئے خط لکھا۔ اور قزاقوں کو سزا دینے کی رائے دی۔ لیکن راجہ داہر نے خط کا جواب دیا۔ اور اس میں معذوری ظاہر کی کہ وہ اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔

اسلامی حکومت کی سندھ پر فوج کشی

چنانچہ اس جواب پر۔ حجاج بن یوسف نے عُبید اللہ بن بنہان کو فوج دے کر دیبل روانہ کر دیا۔ تاکہ عرب قیدیوں کو چھڑا کر لائے۔ مگر اسے کامیابی نہیں ہوئی۔ اور وہ جنگ میں مارا گیا۔ پھر انہوں نے اس غرض کے لئے دوسری فوجی مہم زیر سرکردگی۔ بدیل بن طہفہ بجلی کو جو عمان میں تھا۔ بھیجی۔ اور سندھ پر حملہ کرنیکا حکم دیا۔ وہ عمان سے مکران آیا۔ اور یہاں سے سندھ پر حملہ آور ہوا اور مسلمانوں کی یہ دوسری مہم بھی ناکام ہوئی۔ چنانچہ تیسرے مہم کے لئے حجاج نے خاص انتظامات کئے۔ انہوں نے اس مہم کو سر کرنے کے لئے اپنے چچا زاد بھائی محمد بن قاسم کو منتخب کیا۔ جو اس وقت فارس کا حکمران تھا۔ محمد بن قاسم چھ ہزار فوج کے ساتھ مکران کے دارالخلافہ فنزبور (موجودہ پنجگور) پہنچا یہاں عربوں کے اسلامی گورنر مکران محمد بن ہارون پہلے سے اُن کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ مکران کا والی بھی اپنی افواج کے ساتھ محمد بن قاسم کے ساتھ بطرف سندھ روانہ ہوا۔ وہ ضعیف بھی تھے اور بیمار بھی۔ چنانچہ ارمابیل میں اُن کا انتقال ہو گیا۔ محمد بن قاسم اُن کے افواج کو ساتھ لے کر دیبل پر حملہ آور ہوا۔ دیبل چند دلوں کے بعد فتح ہوا۔ پھر نیرون کوٹ فتح ہوا۔ اس طرح مسلمانوں نے سندھ کے بڑے بڑے شہر فتح کرتے چلے گئے۔ پھر اروڑ کے مقام پر راجہ داہر اور مسلمان سپہ سالار محمد بن قاسم کا آمنا سامنا ہوا۔ راجہ داہر کی فوج برابر لڑتی رہی

داہر خود شمشیر بکف میدان جنگ میں پہنچا۔ اور با پیادہ اپنے عام سپائیوں کے دوش بدوش لڑتے ہوئے۔ مارا گیا۔ اور مسلمانوں کا سارے سندھ پر قبضہ ہو گیا۔

مکران و توران کی انتظامی تبدیلیاں

جب تک سندھ فتح نہیں ہوا تھا۔ اسلامی گورنر صرف مکران کے لئے منتخب ہو کر آتے تھے۔ اور وہ مکران کے دارالخلافہ فنزبور (موجودہ پنجگور) کے شہر میں قیام پذیر ہو کر اپنے امور سلطنت کے کاموں کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ حضرت علی کی شہادت کے بعد۔ جب بنی امیہ خاندان کا بنیاد گذار امیر معاویہ تھا۔ امیر معاویہ کے دور خلافت (۶۶۰ء تا ۶۸۰ء) میں قدیم بلوچستان کا دوسرا خطہ۔ توران (سطح مرتفع قلات) بھی فتح ہوا۔ چونکہ یہ علاقہ بھی بلوچستان کا حصہ تھا۔ لہٰذا امیر معاویہ نے اس کا انتظام بھی مکران کے والی کے سپرد کر دیا۔ اب والی مکران بجائے مکران کے توران کا بھی والی ہوتا تھا۔ اور گرمیوں میں توران کے دارالخلافہ کیکان (موجودہ قلات) اور سردیوں میں کبھی قزدار (موجودہ خضدار) اور کبھی فنزبور (موجودہ پنجگور) دارالخلافہ مکران میں قیام کر کے۔ امور سلطنت کو چلاتا تھا۔ امیر معاویہ کے دور کے مکران کے والی یہ تھے۔ عبداللہ بن سوار بن العبدی۔ یہ توران کی لڑائی میں کام آئے۔ پھر امیر معاویہ نے راشد بن عمرو کو مکران کا والی نامزد کر کے مکران بھیجا یہ تسخیر توران کی جنگوں میں شہید ہوئے۔ پھر امیر معاویہ

نے سنان بن سلمہ کو مکران کا والی بنا کر۔ مکران روانہ کیا اور انہوں نے توران کا علاقہ فتح کر لیا۔ توران کے فتح کے بعد بدھار (کھی) کے علاقہ پر حملہ آور ہوئے وہاں ایک جنگ میں مارے گئے۔ بلکہ دشمنوں نے دھوکہ سے مارا۔ پھر امیر معاویہ نے منذر بن جارود بن بشر کو مکران کا والی نامزد کر کے مکران روانہ کیا۔ یہ پہلے والی تھا جس نے دونوں علاقہ۔ مکران اور توران کی گورنری کا عہدہ سنبھال لیا۔ اُن کے وفات کے بعد امیر معاویہ نے اُنکے بیٹے حکم بن منذر بن جارود کو مکران و توران کی ولایت کی حکومت سونپ دی۔ انہی کے دور گورنری میں امیر معاویہ فوت ہوئے۔ اور ان کے بیٹے یزید اُن کے جانشین مقرر ہوئے۔ چنانچہ یزید کے دور میں اور اُنکی وفات کے بعد اُنکے بیٹے معاویہ ثانی کے دور خلافت میں توران و مکران کا گورنر حکم بن منذر ہی رہا۔

مروان بن حکم کے دور خلافت میں بھی۔ مکران اور توران کا والی حکم بن منذر بن جارود تھا۔ جب مروان کا انتقال ہوا۔ اور عبدالملک اُن کا بیٹا مسندِ خلافت پر بیٹھا۔ تو انہوں نے چونکہ عراق کے لوگ سرکش تھے۔ حجاج بن یوسف ثقفی کو جو بڑا سخت گیر شخص تھا۔ عراق اور تمام مشرقی مقبوضہ علاقوں کا گورنر جنرل مقرر کیا۔ انہوں نے سعید بن اسلم کلابی کو توران اور مکران کا والی مقرر کر کے قدیم بلوچستان بھیجا اور سعید بن اسلم کلابی خلیفہ عبدالملک کے وفات تک مکران اور توران کا والی رہا۔ جب مکران کے علاقی عربوں نے سعید بن اسلم کلابی کو سفوی بن لام الحمامی کے ناجائز قتل کے عوض میں قتل کر دیا تو حجاج نے مجاعہ بن سعر بن یزید بن حذیفہ کو مکران و توران کا والی نامزد کر کے مکران بھیجا

چند مدت کے بعد حجاج نے محمد بن ہارون ذراع النمری کو توران و مکران کا والی مقرر کیا۔ اور وہ مکران آئے۔ انہی کے دور کے بعد عبدالملک خلیفہ کا انتقال ہوا۔ اور اُنکے بڑے بیٹے ولید اول تخت خلافت پر بیٹھے۔ ولید کے دورِ خلافت میں خلافت (۷۰۵ء تا ۷۱۲ء) میں۔ سندھ کے حکمران راجہ داہر کیساتھ عرب تاجروں کے جہاز کے لوٹ مار کے سلسلے میں اسلامی سلطنت کے تعلقات کشیدہ ہوئے۔ کیونکہ راجہ داہر مسلمان قیدیوں کی رہائی اور اُنکے لوٹے ہوئے مال کے واپسی میں ناکام رہا۔ حکومت سندھ سے کئی ایک لڑائیاں ہوئیں۔

آخر کار محمد بن قاسم ثقفی جو حجاج بن یوسف کا چچا زاد بھائی تھا۔ سندھ کے علاقوں کو فتح کرنے میں ۷۱۲ء میں کامیاب ہوا۔ اور سارا سندھ اسلامی سلطنت کے زیرنگیں آگیا۔ اس سیاسی تبدیلی کے بعد خلیفہ ولید کے حکم سے عراق و مشرقی ممالک کے گورنر جنرل حجاج بن یوسف نے قدیم بلوچستان کے دونوں خطوں مکران و توران (سطح مرتفع تلات) کی انتظامیہ کو محمد بن قاسم کے سپرد کر دیا۔

اکراد بلوچ توران و مکران کی والی محمد بن ہارون کو کمک

جب محمد بن قاسم ۷۱۲ء میں سندھ پر حملہ کرنے کی غرض سے مکران پہنچی۔ تو والی مکران محمد بن ہارون نے اُسکا استقبال کیا۔ انہوں نے چند دن قدیم بلوچستان کے علاقہ مکران میں قیام کرکے۔ اپنی افواج کی ترتیب بندی کی اور جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اکراد بلوچ مکران و توران کے [illegible] جنہیں امیر معاویہ نے اپنے دورِ خلافت میں ترتیب دی تھی وہ [illegible]

بحال تھے اور اس دور میں اکراد بلوچ کے قبائلی تنظیم کے "اکراد بلوچ پنجگاز" کے کونسل کے ممبر یہ اُمراتے بلوچ تھے۔ ۱۔ اَمیر اَسد براخوئی ۲۔ امیر بکر زنگنہ، ۳۔ امیر بشر ادرگانی ۴۔ اَمیر خیزان مالی۔ ۵۔ اَمیر مودان کرمانی بحوالہ کوردگال نامک۔ والی مکران و توران محمد بن ہارون کی فوج کا بیشتر حصّہ اکراد بلوچ پر مشتمل تھا۔ چنانچہ کوردگال نامک اس جنگ کی وضاحت کرتے ہوئے۔ یوں تفصیلات بیان کرتا ہے۔ کہ تورانی ملیشیا کا سپہ سالار اَمیر اَسد براخوئی تھا۔ اور مکران ملیشیا کا سپہ سالار اَمیر بشر ادرگانی تھا۔ چنانچہ اکراد کے کونسل کے دیگر تین اُمرا ۱۔ اَمیر بکر زنگنہ ۲۔ امیر خیزان مالی ۳۔ امیر مودان کرمانی، بحیثیت نائب سالار ملیشیا توران ومکران کے خدمات سرانجام دیتے تھے۔ کوردگال نامک کے حوالہ سے اس جنگ میں اکراد بلوچ کے ایک سو سولہ ۱۱۶ قبائیل میں سے ستر قبائل نے اپنے اُمرا کے تحت اور والی محمد بن ہارون کی قیادت میں فتح سندھ کی لڑائیوں میں حصّہ لیا۔ جنکے نام اس طرح ہیں۔

۱۔ براخوئی، ۲۔ ادرگانی، ۳۔ زنگنہ، ۴۔ مالی، ۵۔ کرمانی، ۶۔ سنجاوی، ۷۔ سپاہی، ۸۔ سفاری، ۹۔ سنجانی، ۱۰۔ بازیجانی ۱۱۔ سورانی، ۱۲۔ شاری، ۱۳۔ شاماری، ۱۴۔ سریانی، ۱۵۔ بابینی ۱۶۔ توکانی، ۱۷۔ آسکانی، ۱۸۔ میلایک، ۱۹۔ صلاحی، ۲۰۔ جادی ۲۱۔ گرجینی، ۲۲۔ ہوتکاری ۲۳۔ شکاکانی، ۲۴۔ ندامانی، ۲۵۔ مجارانی ۲۶۔ مُرّائی، ۲۷۔ کیشانی، ۲۸۔ شمبد ۲۹۔ کدک، ۳۰۔ جسکانی

۳۱۔ سویانی ۳۲۔حسرانی ۳۳۔ دیگانی ۳۴۔ گوجاری ۳۵۔شاہولی
۳۶۔ اُنیزری ۳۷۔ بیوانی ۳۸۔ ساردلی ۳۹۔ سمدینی ۴۰۔الزاری
۴۱۔ جکانی ۴۲۔ بوژیری ۴۳۔سلاری ۴۴۔ ہوتانی ۴۵۔ساتک
۴۶ ردہیلی ۴۷۔ شولانی، ۴۸۔ بوتانی ۴۹۔ ترحانی۔ ۵۰۔ جیسانی
۵۱۔ باجانی ۵۲۔ باہو ۵۳۔ شیفانی ۵۴ شملو ۵۵۔ مسکانی ۵۶ ہیجب
۵۷۔ یلانی، ۵۸۔ حبندی، ۵۹۔ درکی ۶۰۔ستامیری ۶۱۔ جیکانی ۶۲۔
ہمیزن ۶۳۔ توہو ۶۴ زیرکی ۶۵ ہوتمانی۔ ۶۶ لودو ۶۷۔
سنگر، ۶۸۔ شیفاک ۶۹ کرتک ۷۰۔ مجار،

جب دوران سفر محمد بن ہارون والی مکران کا آرمن بیلا (لس بیلہ) میں انتقال ہوا۔ تو انکی تدفین کے بعد، انکی فوج محمد بن قاسم کی قیادت میں سندھ کے سارے مہمات میں لڑتی رہی۔

ولید اوّل بن عبدالملک کی وفات

ولید اوّل دس سال حکمرانی کرنے کے بعد ۷۱۵ء میں دمشق میں وفات پائی۔ عبدالملک نے اپنی وفات سے پہلے ولید کے بعد سلیمان کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ چنانچہ جب ولید خلیفہ ہوا۔ تو وہ اپنے بیٹے عبدالعزیز کو ولی عہد بنانا چاہتا تھا۔ حجاج اور اُن کا سارا گروہ اس تجویز کا حامی تھا۔ لیکن ابھی یہ تجویز عملی جامہ نہ پہن سکی۔ کہ ۷۱۵ء میں ولید کا انتقال ہوا۔

سلیمان بن عبد الملک کا خلیفہ ہونا ۹۶ھ تا ۹۹ھ ،

سلیمان بن عبد الملک ۔ ولید کا حقیقی بھائی تھا۔ خود عبد الملک نے اُسے ولید کے بعد ولی عہد بنایا تھا۔ اس لئے ولید کی وفات کے بعد۔ وہ ۹۶ھ کو تخت نشین ہوا۔ سلیمان فطرتاً صالح و سعید شخص تھا۔ عمر بن عبد العزیز کے ہم نشینی نے اور اُنکی صحبت نے سلیمان کو زیادہ سنوار دیا تھا۔ یہ بنی اُمیہ خاندان کا ساتواں خلیفہ تھا۔

ولیدی دور کے عمّال کے ساتھ سلوک ،

سلیمان ولیدی دور کے تمام جابر عمال کے خصوصاً حجاج اور اُن کے ماتحت حکام جن میں قتیبہ بھی شامل تھا۔ سخت خلاف تھا۔ اس کے علاوہ ۔ حجاج اور قتیبہ دونوں نے سلیمان کو ولی عہدی سے اخراج کی تجویز میں ولید کی تائید کی تھی۔ لہٰذا ان دونوں سے سلیمان خلیفہ کو دوہری مخالفت تھی ۔ چونکہ حجاج بن یوسف خلیفہ ولید کی وفات سے کوئی آٹھ مہینے پہلے فوت ہو چکا تھا۔

لہٰذا سلیمان کے تخت نشینی کے وقت زندہ نہ تھا۔ لہٰذا اس کے غضب سے بچ گیا۔ سلیمان نے حجاج کے تمام مقرر کردہ افسروں کو معزول کر دیا۔ یا قتل کر کے اپنے راستے کی کانٹوں کو صاف کر دیا ۔ ان میں محمد بن قاسم سرِ فہرست تھے ۔

محمد بن قاسم کا انجام

سلیمان خلیفہ ہوتے ہی۔ محمد بن قاسم کو سندھ کے گورنری سے معزول کر کے۔ اُسے قید کر لیا۔ اور عراق بھیج دیا۔ صالح بن عبدالرحمٰن عراق کا والی تھا۔ اسکے بھائی آدم کو جو خارجی تھا۔ حجاج نے اپنے دورِ گورنر جنرلی میں قتل کر دیا تھا۔ لہٰذا صالح والی نے اپنے بھائی کے قتل کا انتقام محمد بن قاسم سے دوران قید میں لیا۔ اسے طرح طرح کی تکلیفیں دے کر قتل کر دیا۔

توران اور مکران کی انتظامیہ میں تبدیلی

خلیفہ سلیمان کے دورِ خلافت میں جب انہوں نے محمد بن قاسم کو سندھ کی گورنری سے معزول کیا۔ اور اسکی جگہ یزید بن ابی کبشہ کو سندھ کا والی مقرر کر کے سندھ بھیجا۔ تو بلوچستان کے دونوں خطوں توران (سطح مرتفع قلات) اور مکران کے انتظام کو زابلستان کی انتظامیہ کے ساتھ منسلک کر کے۔ زابلستان کے والی کے ماتحت کر دیا۔ لہٰذا اس لئے نئے انتظامی تبدیلی کی وجہ سے توران اور مکران کی ایالتوں کی تاریخی حالات آئندہ زابلستان کے ساتھ بیان کئے جائیں گے۔

اکراد بلوچ توران و مکران

خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کے دور میں جو بنی اُمیہ خاندان کا ساتواں

خلیفہ تھا۔ اکراد بلوچ پنجگانہ کے کونسل کے اُمرا یہ تھے۔ ١۔ امیر اسد راخوی ٢۔ امیر بشر ادرگانی ٣۔ امیر سعید زنگنہ ٤۔ امیر خیزان مالمی ٥۔ امیر موودان کرمانی، بہ حوالہ کوردگال نامک۔ اس دور میں بھی۔ امیر اسد راخوئی توران کے ملیشیا کے کمانڈر اعلیٰ تھا۔ اور اسی طرح امیر بشر ادرگانی مکران کے ملیشیا کے کماندار اعلیٰ تھے۔ اور اکراد بلوچ کے امیر معاویہ کے دور کے تمام مراعات بحال تھے۔

اکراد بلوچ توران و مکران کی بعض طائفوں کی سندھ میں سکونت

جب محمد بن قاسم ۷۱۲ء میں مکران اور توران کے گورنر محمد بن ہارون کی افواج کے ساتھ سندھ پر حملہ آور ہوا۔ تو محمد بن ہارون کی نصف فوج اکراد بلوچ پر مشتمل تھی۔ جسکا تذکرہ مصنف کوردگال نامک نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ اور ان طائفوں کی تعداد ستر بتاتی ہے لہٰذا اکراد بلوچ کے قریب اٹھارہ قبائل کے کچھ طائفے بہ سلسلہ سرانجام دہی فوجی ڈیوٹی۔ بعد میں مستقلاً علاقہ سندھ میں مامور ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔

١۔ سورانی ٢۔ شارہی ٣۔ ہزامانی ٤۔ شمبر ٥۔ بیجانی ٦۔ ساروئی ٧۔ ہوتانی ٨۔ روہیلی ٩۔ ہیجب ١٠۔ توہٹو۔

۱۱۔ نودو ۔ ۱۲ شیفاک ۱۳۔ آسکانی ۱۴ جلابک ۱۵۔ سقاری ۱۶۔ سریانی ۱۷۔ جادی ۱۸۔ ہوتکاری ۔

سلیمان بن عبدالملک کا اِنتقال

سلیمان دوسال آٹھ مہینے خلافت کرنے کے بعد سنتالیس سال کی عمُر میں ۷۱۷ء میں فوت ہوا۔ اس نے اپنے وفات سے پہلے عمر بن عبدالعزیز اور ان کے بعد یزید بن عبدالملک کو ولی عہد نامزد کیا ۔

سیستان ۔ توران مکران کا والی مُہلب بن مدّرک

جب خلیفہ سلیمان نے توران اور مکران کے خطوں کی انتظامیہ کو سیستان کی انتظامیہ کے ساتھ منسلک کیا۔ تو انہوں نے خراسان کے گورنر جنرل کے عہدے پر یزید بن مُہلب کو فائز کیا۔ تو یزید بن مُہلب نے اپنے بھائی مدرک بن مُہلب کو سیستان ۔ توران ۔ مکران کا والی مقرر کیا مدُرک کافی عرصہ اسے عہدے پر فائز رہا ۔ پھر یزید بن مہلب نے اپنے بیٹے معاویہ بن یزید بن مُہلب کو سیستان ۔ توران، مکران کی ولایت کے منصب پر فائز کیا۔
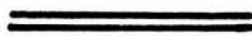
چارٹ نام خلیفہ اسلامی ۔ نام ہم عصر والی مکران و توران و نام ہم عصر اُمرائے قبائیلی کونسل پنجگانہ اکرا دبلوچ توران و مکران (قدیم بلوچستان)

شمار نمبر	نام خلیفہ اسلامی سلطنت	نام والی توران و مکران	نام امرائے قبائلی کونسل پنجگانہ توران و مکران
۱	خلیفہ معاویہ ثانی سنہ ۶۸۳ء	حکم بن منذر بن جارود بن بشر	۱۔ اَمیر شیراک براخوئی ۲۔ اَمیر بازوک ادرگانی ۳۔ اَمیر بکر زنگنہ ۴۔ اَمیر جورکان مالی ۵۔ اَمیر حوسہ کرمانی۔
۲	عبداللہ بن زبیر سنہ ۶۸۵ء تا سنہ ۶۹۵ء مروان بن حکم سنہ ۶۸۴ء تا سنہ ۶۸۵ء	ایضاً ۔	ایضاً ۔
۳	عبدالملک بن مروان سنہ ۶۸۵ء تا سنہ ۷۰۵ عبداللہ بن زبیر سنہ ۶۸۵ء تا سنہ ۶۹۷ء	سعید بن اسلم کلابی	ا۔ اَمیر اسد براخوئی ؛ ۲۔ امیر کشبر ادرگانی ۳۔ امیر بکر زنگنہ ، ۴۔ اَمیر خیزان مالی ۵ ۔ اَمیر موردان کرمانی

۴	ولید اول بن عبدالملک ۷۰۵ء تا ۷۱۵ء	۱۔ مجاعہ بن سعر بن یزید بن حذیفہ ۲۔ محمد بن ہارون بن زراع النمری	ایضاً
۵۔	سلیمان بن عبدالملک ۷۱۵ء تا ۷۱۷ء	۱۔ مُدرک بن مُہلب ۲۔ معاویہ بن یزید بن مُہلب	ایضاً۔

بابِ پنجم

عمرؒ بن عبدالعزیز کا خلیفہ ہونا ۷۱۷ء تا ۷۲۰ء

سلیمان کی وفات کے بعد ۷۱۷ء میں عمر بن عبدالعزیز مسند خلافت پر بیٹھا۔ آپ مروان بن حکم کے پوتے تھے، باپ کا نام عبدالعزیز تھا۔ آپکی ماں۔ اُم عاصم۔ حضرت عمرؓ کی پوتی تھیں خلافت سے پہلے اکیس سال تک مصر کے گورنر رہے۔ آپ عبدالملک کے بھتیجے ہونے کے علاوہ۔ اُن کے داماد بھی تھے۔ آپ بنی اُمیہ خاندان کے آٹھواں خلیفہ تھے۔ جب مسند خلافت پر بیٹھے تو اپنا تمام ذاتی حساب متعلقین سے چکا دیا۔ اورکوشش کی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے سُنّت پر چلے
چونکہ خلیفہ سلیمان نے اپنے دورِ خلافت میں توران اور مکران کے انتظامیہ کو محمد بن قاسم کی گرفتاری کے بعد سندھ سے علیحدہ کر کے۔ صوبہ سیستان کی انتظامیہ کے ساتھ منسلک کیا تھا۔ اِسلئے اب آئندہ سیستان کے والیان کے بیان کے ساتھ توران اور مکران کی انتظامیہ کی حالات بیان کئے جائیں گے۔

سباک بن المنذر شیبانی والی سیستان توران و مکران،

خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے جرّاح بن عبد اللہ الحکمی کو خراسان کا والسرائے مقرر کیا۔ تو انہوں نے سباک بن المنذر الشیبانی کو سیستان توران اور مکران کی ایالتوں کا والی مقرر کیا۔ اُس نے تمام علاقوں کی معاملات کو درست کیا خود صلح اور نیک شخص تھا۔ ظلم کا تدراک کیا یہ کافی عرصہ والی رہا۔ بلوچ کے قبائلی کونسل پنجگانہ کے یہ اُمراء تھے۔

۱۔ امیر نوذر براخوئی ۲۔ امیر سعید زنگنہ ۳۔ امیر قادر۔ ادرگانی۔
۴۔ امیر عمران مالمی ۵۔ امیر صفی کرمانی۔ یہ اُمراء اکراد بلوچ خلیفہ عمرؒ بن عبدالعزیز کے ہم عصر تھے۔ یہ اُمرائے توران و مکران حسب دستور سابق اپنی سرحدات کی نگہبانی کے فرائض انجام دیتے رہے اور اپنے قبائلی انتظامیہ کی سربراہی کرتے رہے۔ اس والی کے دور میں امن و امان قائم تھا۔ لہذا کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔

ظالم عہدہ داران کا تدارک:

اموی عمّال ظلم و جور کے عادی تھے۔ سلیمان نے اپنے خلافت کے دور میں ایک حد تک اس کا تدارک کیا تھا۔ لیکن ابھی اس کے آثار باقی تھے۔ عمر بن عبد العزیز نے دوسری اصلاحات کے ساتھ اسکی جانب بھی توجہ

دی ۔ حجاج کے پورے خاندان کو جو سب سے زیادہ ظالم تھا ۔ یمن جلا وطن کر دیا۔ اور وہاں کے والی کو لکھا ۔ کہ اس خاندان کو اپنی حدود حکومت میں منتشر کر دو حجاج سے تعلق رکھنے والے تمام عمّال کو ہر قسم کے ملکی حقوق سے محروم کر دیا۔

عبدالرحمٰن بن زیاد القیشری کا والی سیستان، توران مکران ہونا

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے جب جرّاح وائسرائے خراسان کو معزول کیا۔ اُس کے مقرر کردہ والی سیستان ۔ توران ۔ مکران ۔ سَیاک بن المنذر شیبانی کو بھی معزول کیا۔ اس کی جگہ عبدالرحمٰن بن زیاد ہ۔ القیشری کو سیستان توران اور مکران کا والی مقرر کیا۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد ان کو بھی ولایت کے منصب سے ہٹایا۔

معارک بن الصّلت والی سیستان، توران و مکران

جب خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے عبدالرحمٰن بن زیاد کو معزول کیا ۔ تو اُسکی جگہ مُعارک بن الصّلت کو والی سیستان ۔ توران و مکران کا والی مقرر کیا ۔ انہی کے دور حاکمی میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کا انتقال ہوا گویا معارک بن الصلت خلیفہ عبدالعزیز کے حین حیات تک سیستان توران اور مکران کے والی رہے

ایک بُری بدعت کا خاتمہ

بنی اُمیہ کے خلفا کے دورِ حکمرانی میں ۔ انہوں نے ایک بُری رسم

کا ابتداء کیا تھا۔ جمعہ کے روز خطبہ کے دوران حضرت علی اور آل علی کو بُرا بھلا کہا جاتا تھا۔ اور اُن پر لعن طعن کیا جاتا تھا۔ اس رسم کی ابتداء بنی امیہ کے پہلے خلیفہ امیر معاویہ نے کی اور اس لعن و طعن کو خطبہ کا جزو بنا دیا تھا۔ لہٰذا یہ سلسلہ معاویہ کے بعد۔ یزید معاویہ ثانی مروان بن حکم عبد الملک بن مروان۔ ولید اول بن عبد ملک سلیمان بن عبد الملک کے دور تک من و عن جاری رہا۔ جب بنی امیہ کا آٹھواں خلیفہ عمر بن عبد العزیز مسند پر بیٹھا۔ تو اُس نے اسے بالکل بند کیا۔ اور تمام سلطنت میں فرمان جاری کر دی۔ کہ علی اور آل علی کے متعلق جو نا ملائم الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ وہ بند کر دیں۔ چنانچہ اُسکے بعد یہ سلسلہ بند ہوا۔

توران و مکران کے شہروں میں مدارس کا قیام :-

بہ حوالہ کوردگال نامک۔ قدیم بلوچستان کے خطوں توران اور مکران کے مختلف شہروں میں دینی مدارس قائم کئے گئے۔ جہاں لوگوں کو مذہبی تعلیم دی جاتی تھی۔ مکران کے ان شہروں میں۔ فنز بور کیچ۔ تیز خاشک۔ دزک راسک اور توران کے ان شہروں میں قزدار۔ سودہ۔ کیکان۔ کرشد۔ قندابیل قنز بیلہ بندر قمبلی و بندر اکائیل میں اعلیٰ پیمانے پر مدارس قائم کئے گئے۔ یہ حوالہ کوردگال نامک جس قدر۔ اس خلیفہ کے دور میں اسلام کی تبلیغ ہوئی۔ دوسرے خلفاء کے ادوار میں اسکی مثال نہیں ملتی ہے۔

—

یزید بن عبدالملک کا خلیفہ ہونا ۱۰۲ء تا ۱۰۵ء

عمر بن عبدالعزیز کے بعد یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا۔ اسکی ماں عاتکہ یزید بن معاویہ کی لڑکی تھی ۔ یزید نے کوشش کہ عمر بن عبدالعزیز کے نقش قدم پر چلے۔ مگر ان کی پالیسی پر چالیس دن سے زیادہ نہ چل سکا۔ اُس نے عمر بن عبدالعزیز کے عمال کو معزول کر کے اپنے پسند کے عمال مقرر کیے۔ اور پرانا استبدادی دور پھر شروع ہوا۔ یہ بنی امیہ خاندان کا نواں خلیفہ تھا۔

مختلف والیاں سیستان۔ توران مکران کی تقرری و معزولی

خلیفہ یزید بن عبدالملک نے عمر بن ھُبیرہ کو عراق خراسان و دیگر مشرقی صوبجات کا گورنر جنرل مقرر کیا۔ اس دور میں مندرجہ ذیل تین والیاں سیستان۔ توران و مکران آئے اور گئے۔ جنکے نام یہ ہیں۔

۱۔ سری بن عبداللہ۔ یہ اپنے منصب پر چند ماہ تک فائز رہے اور پھر معزول کر دیئے گئے۔ ۲۔ ان کی جگہ پر حکم بن عبداللہ بطور والی مقرر ہوکر سیستان آئے۔ یہ بھی چند ماہ تک اس عہدے پر فائز رہے۔ ۳۔ پھر انکی جگہ پر قعقاع بن سوید کا بطور والی سیستان۔ توران و مکران تقرر ہوا۔ یہ والی خلیفہ یزید بن عبدالملک کے وفات تک اپنے عہدے پر قائم رہے۔

مفصل بن مہلب کا قندابیل میں پناہ لینا۔

مہلب بن ابی صفرہ ۔ اموی خاندان کا ایک نامور امیر تھا۔ اُسکی اولاد کو بڑا عروج حاصل ہوا۔ اُسکے سب لڑکے حکومت کے بڑے سے بڑے عہدوں پر فائز رہے۔ خلیفہ یزید بن عبدالملک کے زمانے میں یزید بن مہلب جسے بعد میں خلیفہ عمرؒ بن عبدالعزیز نے خیانت کے جرم میں قید کیا تھا۔ وہ کسی طرح جیل سے بھاگ گیا۔ اپنے خاندان اور ساتھیوں کے ساتھ بصرہ پہنچا۔ تو اُسے معلوم ہوا۔ کہ اُس کے تینوں بھائی ۔ مفصل۔ مردان ۔ حبیب کو والی عراق نے گرفتار کیا ہے ۔ وہ خود یعنی یزید بن مہلب انبار کے مقام پر خلیفہ یزید کے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کے ساتھ لڑتے ہوئے ہوئے ۔ مارا گیا پھر اُسکا بھائی مفصل قید سے کسی طرح چھٹکارا پاکر ۔ اپنے خاندان اور ساتھیوں کے ساتھ خطہ بلوچستان کے ایالت توران کے زیر انتظام علاقہ بدھا(کچھی) کے دارالخلافہ قندابیل میں آکر چھپ گیا۔ خلیفہ نے بلال بن احوز تمیمی کو اس کے تعاقب میں روانہ کیا۔ بلال مکران اور پھر توران پہنچ کر۔ اکراد بلوچ کے تورانی اور مکرانی ملیشیا کی زیر سرکردگی امیر نوذر براخوئیؔ اور امیر فاد۔ ادرگانی اور اُنکے نائب سالار امیر سعید زنگنہ ۔ امیر عمران مالی امیر خسفی کرمانی ۔ کو لیکر قندابیل پہنچا۔ قندابیل کے حاکم وداع بن حمید نے ان کے ساتھ مل کر قندابیل کے شہر کو محصور کیا۔ چنانچہ فریقین میں لڑائی ہوئی یزید بن مہلب کے سب بھائی مفصل ۔ عبدالملک ۔ زیاد۔ مردان

سب اس لڑائی میں مارے گئے۔ صرف چند کم عمر بچے زندہ رہ گئے۔ لہٰذا ان کو مع خواتین کے قید کر کے خلیفہ یزید بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا گیا۔

توران و مکران میں کاریزات کی احداثی۔

بہ حوالہ کورد گال نامک والی قعقاع بن سوید نے توران اور مکران کے علاقوں میں آبی وسائل سے کام لیا۔ اور کئی ایک مقامات پر کاریزات احداث کیئے۔ سہر آبادان کے علاقہ میں ایک کاریز احداث کیا۔ جسے اپنے نام سے منسوب کر کے۔ قعقاع نام رکھ دیا جسے آجکل کاریز (ککوی) کہتے ہیں اسی طرح ایک کاریز وادی کیکان میں کھودا۔ جسکا نام عثمان رکھا گیا۔ جو کہ آج کل خشک ہو چکا ہے۔ بہر حال اُسنے مکران اور توران کی بہت سی وادیوں میں کاریزات احداث کیئے۔ جن میں سے کورد گال نامک نے صرف دو کے نام مع وادیوں کے تحریر کیا ہے۔

خلیفہ یزید بن عبدالملک کی وفات

یزید بن عبدالملک چالیس سال کی عمر میں۔ مرض سل میں مبتلا ہو کر فوت ہوئے۔

ہشام بن عبدالملک کا خلیفہ ہونا ۱۲۴ھ تا ۱۴۳ھ

یزید کے انتقال کے بعد۔ اس کا بھائی ہشام بن عبدالملک

خلیفہ ہوا۔ ہشام تدبر اور حوصلہ مندی میں اپنے باپ عبدالملک کا مثنیٰ تھا اس کے تخت نشینی کے بعد۔ حکومت میں پھر ایک حرکت اور گرمی پیدا ہوگئی۔

والیاں سیستان، توران مکران کی آمد رفت

خلیفہ ہشام نے خالد عبداللہ القسریٰ کو عراق۔ خراسان و مشرقی صوبجات کا گورنر جنرل مقرر کیا۔ انہوں نے (۱) حیلہ بن حماد الفطفانی کو سیستان توران۔ مکران کا والی کر کے۔ سیستان بھیجا۔ وہ یہاں چند مدت رہے۔ پھر گورنر جنرل عراق، خراسان نے حیلہ بن حماد کی جگہ۔ یزید بن العریف الہمدانی کو والی مقرر کر کے۔ سیستان بھیجا۔

یزید بن العرفہ الہمدانی کے دور ولایت میں ایک واقعہ

یزید بن العریف کے دور میں توران اور مکران میں خوارج کا بڑا زور تھا۔ سردار عقفان خارجی کے گروہ کے پانچ آدمی۔ ایک رات آئے بشر الحوارزی کو جو سیستان کا پولیس آفسر تھا۔ اس کے گھر پر ہلہ بول کر۔ اسے قتل کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد۔ خالد بن عبداللہ گورنر جنرل نے والی یزید بن العریف کو معزول کیا۔ واصنع بن عبداللہ الشیبانی کو والی سیستان توران و مکران مقرر کیا۔

واصفح بن عبداللہ والی کے دور کے واقعات ،

واصفح بن عبداللہ کے دورِ حکمرانی میں زنبیل حکمران کابل بڑا زور پکڑ رہا تھا۔ جہاد اُس کے خلاف ضروری تھا۔ واصفح نے سیستان توران و مکران سے اکراد بلوچ کے تنظیم پنجگانہ کے قبائل سے امداد لیکر۔ زنبیل پر حملہ آور ہوا۔ بہ حوالہ کورد گال نامک امرائے اکراد بلوچ۔ اَمیر نوذر براخوئی امیر سعید زنگنہ، اَمیر قاد۔ ادرگانی۔ امیر عمران ماملی۔ اَمیر غفنی کرمانی۔ سالار محمد بن محبش کے ہمراہی ہیں۔ زنبیل کے علاقے پر حملہ آور ہوئے کئی مقامات پر خون ریز لڑائیاں ہوئیں کابل کے تنگ دروں میں زنبیل حکمران کابل نے مسلمانوں کی واپسی کا راستہ روکا۔ جسکی وجہ سے کافی مسلمان مارے گئے۔ اور نائب سالار۔ سوار بن الاشعر گرفتار ہوا۔ سپہ سالار واصفح کے سر پر چوٹ آئی۔ جس کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ اَمیر سعید زنگنہ اور اَمیر قاد ادرگانی شدید زخمی ہوئے۔ مسلمانوں کے گورنر جنرل نے محمد بن حجر الکندی کو سیستان[1] کا والی مقرر کر کے بھیجا۔

محمد بن حجر الکندی والی سیستان۔ توران، مکران

محمد بن حجر الکندی۔ چند مدت سیستان توران اور مکران کے منصب

---

[1] یہاں اختصار کی وجہ سے سیستان لکھا گیا ہے۔ ورنہ جو بھی سیستان کا والی ہوتا تھا۔ وہ لازماً توران و مکران کا بھی والی ہوتا تھا۔

ولائت پر قائم رہا۔ پھر اُسے گورنر جنرل خالد بن عبد اللہ نے معزول کر کے اُسکی جگہ عبداللہ بن بلال بردہ ابی الاشعری کو سیستان۔ توران و مکران کا والی نامزد کر کے سیستان بھیجا

عبداللہ بن بلال بردہ بن ابی موسیٰ الاشعریؒ

عبداللہ بن بلال بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری حضرت محمد کے صحابی ابو موسیٰ الاشعری کے پوتے تھے ان کے دادا کے ہاتھوں اکراد بلوچ نے من الحیث القوم اسلام قبول کیا تھا۔ انہیں اس لحاظ سے بلوچوں کے ساتھ بڑا اُنس تھا۔ انہوں نے اپنی گورنری کے دوران کیکان۔ قز دار۔ فنز بور۔ فن بیلہ کے مقامات پر مساجد تعمیر کیں۔ لوگوں سے اراضیات خرید کر۔ مساجد کے لئے وقف کیں۔

سیستان اور توران میں تباہ کُن زلزلوں کا آنا۔

انہی کے دور گورنری میں سیستان اور ولایت توران میں ۷۳۰ء میں زبردست زلزلہ آیا۔ جسکی پہلے کبھی نظیر نہیں ملتی ہے۔ یہ زلزلہ ہشام بن عبدالملک کے دور خلافت (۷۲۴ء تا ۷۴۳ء) میں آیا ہے۔

خوارج کا توران پر غلبہ حاصل کرنا۔

جب سیستان اور توران میں خوارج کا غلبہ ہو گیا۔ تو خلیفہ ہشام نے خالد بن عبداللہ القسری کو عراق۔ خراسان اور مشرقی ممالک کے گورنر

جنرل کے عہدے سے معزول کر کے۔ یوسف بن عمر کو گورنر جنرل کے عہدے پر فائز کیا۔

ابراہیم بن عاصم العقیلی بطور والی سیستان توران ومکران

اس نئے گورنر جنرل نے ابراہیم بن عاصم العقیلی کو سیستان توران ومکران کا والی مقرر کر کے سیستان بھیجا۔ خوارج کا توران میں اس واسطے غلبہ ہوا کہ قبائل اکراد بلوچ بطور حلیف اسکے ساتھ مل گئے۔ کیونکہ توران اور مکران میں کافی خوارج آباد ہو چکے تھے۔ اور اکراد بلوچ میں گھل مل گئے تھے۔ محمد بن بعیث خارجی سردار۔ نجدہ بن عامر بن عبداللہ بن حنفی کے فوجی سپہ سالار تھے۔ اور عطیہ خارجی۔ سردار کے ساتھی تھے اور یہ دور خلافت عبدالملک بن مروان (۶۸۵ء تا ۷۰۵ء) کا تھا۔ جب عراق کے گورنر جنرل۔ مہلب بن ابی صفرہ کے ہاتھوں سردار عطیہ خارجی مارا گیا تو محمد بن بعیث نے دیگر خوارج کے ساتھ بود و باش اختیار کی۔ یہ بڑا عالم آدمی تھا۔ اس نے اپنے خوارج عقائد کا باقاعدہ پرچار جاری رکھا اور سارے اکراد بلوچ توران اور مکران۔ خوارج کے ساتھ مل گئے تھے۔ گورد گال نامک نے جن اہم قبائل کے نام بیان کئے ہیں۔ ان کی تعداد صرف تیس ۳۰ ہے جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۔ براخوئی ۲۔ ادرگانی ۳۔ زنگنہ ۴۔ سنجاوی ۵۔ مالی۔ ۶۔ کرمانی۔ ۷۔ ساجی۔ ۸۔ سفاری ۹۔ بازیجانی ۱۰۔ سورانی۔ ۱۱۔ شاری

۱۲۔ سُریانی ۱۳۔ آسکانی ، ۱۴۔ ہزامانی ۱۵۔ مجاری ۱۶۔ کیشانی ۱۷۔ رکھک ۱۸۔ خاوری ۱۹۔ اُنیزی ۲۰۔ شاہی ۲۱۔ بیوانی ۲۲۔ سلاری ۲۳۔ روہیلی ۲۴ شولانی ۲۵۔ ترحانی ، ۲۶ شنکل ۲۷۔ دُرکی ۲۸۔ شکیبانی ۲۹۔ شامیری ۳۰۔ زرّینی ۔

تحریک زیدیہ فرقہ کی ابتداء

محمد بن حنفیہ کی اولاد اور بنی عباس تو اپنی خفیہ دعوت میں عرصہ سے مشغول تھے مگر اہل بیت کی اولاد اس سلسلہ میں خاموش تھے ۔ چنانچہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے دورِ خلافت ۷۲۴ء تا ۷۴۳ء میں امام زین العابدین کے بیٹے زید بن علی نے پہلی بار خلافت کا دعویٰ کیا ۔ خلیفہ ہشام نے ان کو پکڑ کر عراق کے گورنر جنرل یوسف بن عمر کے حوالہ کردیا ۔ کہ اُس کی کڑی نگرانی کی جائے ان دلوں میں کوفہ عراق کا دارالخلافہ تھا ۔ کوفی اُنکے ساتھ مل گئے ۔ ایک معرکہ میں وہ مارے گئے ۔ ان کے قتل کے بعد انکے پیروکاروں میں ایک مستقل فرقہ پیدا ہوگیا ۔ جو امام زین العابدین کے بعد امام باقر کی بجائے ۔ زید کو امام مانتے تھے یہ فرقہ آج بھی موجود ہے ۔ جو فرقہ زیدیہ کہلاتا ہے اور ملک یمن کی باشندوں کی اکثریت فرقہ زیدیہ کے پیروکار ہیں ۔

علویوں کی دعوتِ خلافت

بنی عباس کی دعوت خلافت ۔ عمر بن عبدالعزیز بنی امیہ کے آٹھویں

خلیفہ کے دورِ خلافت (۷۱۷ء تا ۷۲۰ء) میں شروع ہوگئی تھی۔ ویسے تو خلافت کے اصل دعویدار اہلِ بیتِ نبوی تھے۔ یعنی حضرت حسن اور حسین کی اولاد۔ مگر حضرت حسین کی شہادت کے بعد۔ شیعانِ علی نے امام زین العابدین حضرت حسین کے بیٹے کو منصب خلافت پیش کیا مگر وہ سیاسی میدان میں قدم رکھنا پسند نہیں کیا۔ لہٰذا شیعانِ علی نے حضرت علی کے فرزند جو حضرت فاطمہ کے بطن سے نہ تھے۔ ان کا نام محمد حنفیہ تھا۔ ان کی طرف رجوع کیا انہوں نے امامت کے عہدے کو قبول کیا۔ اس طرح امامت کا منصب آلِ بیت نبوی سے آلِ علی کی شاخ جو علوی کہلاتے ہیں۔ میں منتقل ہوگئی۔ محمد بن حنفیہ کی وفات کے بعد ان کے صاحب زادے ابو ہاشم عبداللہ اُن کے جانشین ہوگئے

ابو ہاشم عبداللہ کی خلیفہ ہشام سے ملاقات اور انتقالِ امامت از خاندانِ علوی بہ خاندانِ بنی عباس

ابو ہاشم عبداللہ۔ خلیفہ ہشام سے دمشق۔ اسلامی سلطنت کے دارالخلافہ میں ملے خلیفہ نے انکی بہت خاطر مدارت کی عزت اور احترام کے ساتھ واپس کر دیا۔ واپسی کے وقت خفیہ سازش کے ذریعے اُسے زہر دے دیا۔ دوران سفر ان کا کوئی قریب ساتھ نہیں تھا۔ چنانچہ مقام حمیمہ میں حضرت عبداللہ بن عباس کے پوتے۔ محمد بن علی بن عباس رہتے

تھے اسلئے ابو ہاشم عبداللہ وہیں چلے گئے اور قیام کیا انتقال سے پہلے ابو ہاشم عبداللہ نے منصب امامت انہیں تفویض کیا۔ اس طرح منصب امامت علویوں سے بنی عباس میں منتقل ہوگیا۔ اور محمد بن علی بن عباس ان کے جانشین بنے

بنی عباس کا مکمل نظامِ دعوتِ خلافت کا قیام

ابو ہاشم عبداللہ علوی کے انتقال کے بعد محمد بن علی بن عباس کو جب منصب امامت ملا تو انہوں نے دعوتِ خلافت کا مکمل نظام قائم کیا۔ اس کے اصول اور قواعد بنائے۔ تجربہ کار داعیوں کی ایک جماعت ترتیب دیا۔ اس نے سمجھدار داعیوں کا انتخاب کر کے انہیں عراق اور خراسان روانہ کیا۔ تاکہ یہ لوگ مختلف بھیسوں میں شہر اور گاؤں میں پھیل جائیں۔ اور بڑی احتیاط اور ہوشیاری کے ساتھ بنی امیہ کے مظالم اور ان کی برائیوں کی تشہیر کر کے بنی عباس کی دعوتِ خلافت کے حق میں لوگوں کو آواز بلند کرنے کی ترغیب دیں۔
چنانچہ جب یہ سلسلہ شروع ہوا۔ تو بعض دفعہ داعیوں کا پردہ فاش ہوتا تھا۔ پھر ان کو عمال بنی امیہ گرفتار کر کے۔ قتل بھی کر دیتے تھے۔ مگر اس سے دعوتِ خلافت بنی عباس کے سرگرمیوں میں کوئی فرق نہیں آیا۔

امرائے قبائیلی کونسل پنجگانہ اکرادِ بلوچ توران و مکران ؎

خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے دور میں توران و مکران میں اکراد بلوچ کے قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا کے نام یہ ہیں۔ جو خلیفہ وقت کے ہم عصر تھے۔

۱۔ امیر نوذر براہوئی ۲۔ امیر سعید زنگنہ ۳۔ امیر قاد ادرگانی ۴۔ امیر عمران مالی ۵۔ امیر صفی کرمانی۔ ان اُمرائے بلوچ نے۔ واصنفع بن عبداللہ الیشبانی والی سیتان۔ توران دمکران کو۔ حکمران کابل زنبیل کی لڑائی میں بھرپور مدد دی۔ جسکا تذکرہ ہوچکا ہے۔

ولید ثانی بن یزید بن عبدالملک کا خلیفہ ہونا ۱۴۳ھ تا ۱۴۴ھ

خلیفہ یزید بن عبدالملک نے۔ اپنی زندگی میں ہشام کے بعد اپنے لڑکے ولید کو خلیفہ نامزد کیا۔ اس لئے ہشام کی وفات کے بعد وہ تخت نشین ہوا۔ ولید ہر اعتبار سے خلافت کے لئے نا اہل تھا۔ ہشام نے اپنے دور خلافت میں اسے سدھارنے کی بڑی کوشش کی۔ اسکے بداخلاق ندیموں کو الگ کر دیا۔ امیر حج بنا کر مکہ بھیجا۔ آخر میں وظیفہ بند کیا۔ مگر ولید کی ضد اور بڑھتی گئی۔ ہشام سے ناراض ہوکر۔ اپنی جاگیر پر اُردن چلا گیا۔ ہشام۔ امام زہری اور دیگر اکابر سلطنت کے مشورے سے ولید کو ولیعہدی سے خارج کر کے اپنے لڑکے مسلمہ کو ولی عہد بنانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اس کا وقت آخر ہو گیا تھا۔ اس منصوبہ کی تکمیل نہ ہو سکی۔ ولید ثانی خلیفہ ہوتے ہی۔ ہشام کے وابستگان پر سختیاں شروع کیں۔ ہشام کے ماموں ہشام بن اسماعیل کو مکہ کی حکومت سے معزول کر دیا۔ اس کے دو بیٹوں محمد اور ابراہیم کو کوڑوں سے پٹوا کر والی عراق یوسف بن عمر کے پاس قید کروا دیا۔ ان مظالم کے ساتھ اسکی حکومت کا آغاز ہوا۔

یحییٰ بن زید بن علی کا خروج

ولید ثانی کی تخت نشینی کے چند دنوں بعد۔ یحییٰ بن زید بن علی۔ خراسان میں اُٹھے وہ اپنے والد زید بن علی (فرزند زین العابدین) کے قتل کے بعد خراسان چلے گئے تھے۔ اور بلخ میں ایک محب اہل بیت۔ حرلیش بن عمر بن داؤد کے ہاں مقیم تھے خلیفہ ولید ثانی نے نصر بن سیار والی خراسان کو یحییٰ بن زید کی گرفتاری کے متعلق لکھا والی خراسان نے یحییٰ بن زید کو اسکے شیعوں سے علیحدہ کر کے دو ہزار درہم دے کر شام جانیکی ہدایت کی۔ لیکن بلخ سے نکلنے کے بعد اُن کے مریدوں نے انہیں پھر ورغلایا۔ اور کہا کہ وہ کب تک ذلت برداشت کرتے رہیں گے۔ چنانچہ یحییٰ شام کی بجائے نیشاپور چلے گئے۔ والی خراسان نصر کو جب اس کا علم ہوا۔ وہ ان کے مقابلہ پر خود نکلے۔ مقام جوزجان میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ یحییٰ بن زید قتل ہوئے اور انکی پوری جماعت کام آئی۔

والیاں سیستان توران و مکران کے حالات

خلیفہ ولید بن یزید بن عبد الملک نے۔ عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز کو عراق خراسان وصوبہ جات مشرقی کا گورنر جنرل کے عہدے پر فائز کر کے عراق بھیجا۔

حرب بن قطن الہلالی والی سیستان توران و مکران

گورنر جنرل عبد اللہ بن عمرؑ نے حرب بن قطن الہلالی کو سیستان۔ توران

مکران کا والی مقرر کر کے سیستان بھیجا۔ انہی دنوں میں یحییٰ بن زید۔ امام زین العابدین کے پوتے نے بلخ میں خروج کیا۔ لعد میں وہ سیستان کے علاقے میں داخل ہوا۔ تو والی سیستان حرب بن قطن نے اُن سے لڑائی نہیں کی بلکہ اُن کو خوش آمدید کہا۔ جب اس کی اطلاع عبداللہ بن عمر گورنر جنرل کو ہوئی۔ تو انہوں نے حرب بن قطن کو معزول کر کے محمد بن عروان کو سیستان۔ توران۔ مکران کی والی کی منصب داری دی۔

محمد بن عروان والی سیستان توران مکران۔

محمد بن عروان سیستان پہنچ کر۔ حرب بن قطن کو گرفتار کر لیا۔ چونکہ حرب بن قطن لوگوں میں ہر دلعزیز تھا۔ لوگوں نے خلیفہ سے اس کی سفارش کی۔ لہٰذا خلیفہ نے اس کی غلطی معاف کی اور اسے دوبارہ سیستان۔ توران مکران کا عامل بنایا۔ چنانچہ وہ خلیفہ ولید ثانی بن یزید کے قتل تک سیستان۔ توران مکران کے منصب عاملی پر فائز رہا۔

اکراد بلوچ کی والی سندھ کو امداد

ولید ثانی بن یزید بن عبدالملک جب خلیفہ ہوا۔ تو اس نے ہشام کے زمانے کے تمام عہدہ داروں کو معزول کر دیا۔ سندھ کا والی عمرو بن محمد قاسم کا ولید کے تخت نشینی کے ساتھ ہی انتقال ہو گیا۔ چنانچہ ولید ثانی نے یزید بن عرار کو سندھ کا گورنر مقرر کیا۔ یہ بہترین صلاحیتوں کا

مالک تھا۔ اس نے سندھ کی اندرونی خلفشار کو دور کیا۔ پھر اُس نے بیرونی انتظام کی طرف توجہ کی اطراف کے راجاؤں پر پے در پے اٹھارہ حملے کئے۔ اسلامی حکومت کے رعب کو قائم کیا۔ بر حوالہ کورو گال نامک ان لڑائیوں میں اُنکے ساتھ اکراد بلوچ توران و مکران کے ملیشیاؤں نے امداد کی اکراد بلوچ کے قبائیلی کونسل پنجگانہ کے ان اُمرا۔ ۱۔ اَمیر ایراج براخوئی (۲) امیر عیسیٰ زنگنہ، ۳۔ امیر شاہون ادرگانی۔ ۴۔ امیر کوماس مالمی ۵۔ امیر حاجب کرمانی نے اپنے قبائل کے ساتھ ان جنگوں میں بھرپور حصہ لیا۔ اور اسندھ کی ان لڑائیوں میں اکراد بلوچ کی طایفوں سے جو فوج ترتیب دی گئی۔ اُن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ براخوئی ۲۔ ادرگانی (۳) مالمی ۴۔ کرمانی ۵۔ بازیجانی ۶۔ سورانی ۷۔ رشاری ۸۔ شاماری ۹۔ سنجاوی ۱۰۔ سفاری ۱۱۔ سنجانی ۱۲ اُسریانی ۱۳ بابینی ۱۴۔ توکانی ۱۵۔ آسکانی ۱۶ جَلابک ۱۷ صلاحی۔ ۱۸۔ شینوانی ۱۹ حاوی ۲۰۔ گرجینی ۲۱۔ ہوترکاری۔ ۲۲۔ شگانی ۲۳۔ ندامانی۔ ۲۴۔ ستوون ۲۵۔ مُجارانی ۲۶۔ مُرّائی ۲۷۔ کیشانی ۲۸۔ شمبتر ۲۹۔ کُندک ۳۰ خاوری ۳۱ دیپوری ۳۲ جَشقانی ۳۳۔ سویانی ۳۴ حسرانی۔ ۳۵۔ دیگانی۔

اس فوج کی کمک سے یزید بن عرار والی سندھ کی پوزیشن اور مضبوط ہوگئی۔ کیونکہ اکراد بلوچ کو نسلی طور پر سندھ کے دیگر مسلم اور غیر مسلم اقوام سے کوئی رشتہ نہ تھا۔ وہ صرف والی کے حکم کو مانتے تھے۔ اور اُن پر عرب افواج بہت کم شبہ کرتی تھی۔ کوردگال نامک کے حوالے سے جب

بھی اکراد بلوچ توران اور مکران کے فوجی یہاں جنگی سلسلوں میں آتے رہے ہیں ۔ واپسی پر ان طائفوں کے بہت سے خاندان سندھ میں رہ کر۔ عرب خاندانوں میں رشتہ ازدواج سے اپنے آپ کو منسلک کرتے رہے ہیں لہذا اسی رشتہ کی وجہ سے بعد کے ادوار میں یہ بات مشہور ہوگئی ۔ کہ بلوچ عرب نسل سے تعلق رکھتے ہیں ۔ بلکہ آج بھی مورخین اور محققین کی یہی رائے ہے ۔ کہ بلوچ کرد نسل نہیں بلکہ سامی نسل سے تعلق رکھتے ہیں ۔ اس کی وجہ یہی تاریخی واقعات ہیں ۔

ولید ثانی بن یزید بن عبدالملک کا خاتمہ

خلیفہ ولید ثانی بن یزید بن عبدالملک کے خلاف بغاوت کے وجوہات

۱۔ اسکی زندگی فاسقانہ تھی ۲۔ وہ لوگوں پر بے انتہا ظلم کرتے تھے ۳۔ اس نے خلیفہ ہشام کے بڑے لڑکے جسکا نام سلیمان تھا۔ کوڑوں سے پٹوایا۔ ۴۔ خالد بن عبداللہ القسری یمنی قبائل کا بڑا سردار تھا۔ ہشام کے زمانہ میں عراق کا گورنر جنرل تھا۔ اس نے بہت بڑی سرکاری رقم خرچ کی تھی ۔ جس کا حساب نہ دے سکا ولید نے اسے مار ڈالا ۔ جس کی وجہ سے یمنی قبائل برہم ہو گئے۔ یزید بن عبدالملک کے ساتھ مل گئے ۔ اس کی ہاتھوں پر بیعت کرلی ۔ ولید ثانی مقام بخراء میں ٹھہرا ہوا تھا۔ یمنی قبائل کو لے کر یہاں پہنچے ۔ اور ولید ثانی سے لڑائی ہوئی اور وہ لڑائی میں مارا گیا۔

یزید ثالث بن ولید بن عبدالملک کا خلیفہ ہونا

ولید ثانی کے مارے جانے کے بعد یزید بن ولید تخت نشین ہوا۔ اس نے ولید کے دور کی فوج کی تنخواہ کے اضافہ کو گھٹا کر۔ کم کر دیا۔ اسلئے یزید ناقص کے نام سے شہرت پا گیا۔

خلیفہ یزید ثالث بن ولید کی مخالفت

چونکہ یمنی قبائل کے ہاتھوں ولید ثانی بن یزید کے قتل کا واقعہ پیش آیا۔ تھا۔ لہٰذا اسکا قتل قبائلی سوال بن گیا۔ یمن اور مضر کی پرانی عصبیت اُبھر آئی وہ مضری جو ولید ثانی کی زندگی میں اُسکے خلاف تھے۔ بھی یمنیوں سے اُسکے قتل کا انتظام لینے کے لئے آمادہ ہوگئے۔ تمام مضری قبائل بنی امیہ کے خاندان کے اکثر ارکان یزید بن ولید عبدالملک کے خلاف ہوگئے۔ شام کے مختلف حصّوں۔ حمص۔ فلسطین اور اردن میں بھی بغاوت کی آگ پھیل گئی۔

یزید ثالث بن ولید بن عبدالملک کی وفات

یزید نے کل چھ ماہ حکومت کی۔ ۱۲۶ھ میں ان کا انتقال ہوگیا۔ ان کا دور خلافت بہت مختصر ہے۔ اور یہ مختصر عرصہ بھی بغاوتوں اور شوروں

۱۔ بخرا (ایک مقام ہے۔ حمص اور دمشق کے درمیان)

میں گزری۔

حرؔ بن قطن والی سیستان توران مکران

خلیفہ یزید ثالث بن ولید کے دورِ خلافت میں حرؔ بن قطن بدستور سیستان توران اور مکران کے گورنری پر فائز رہا۔ چونکہ حرؔ بن قطن بڑا نیک سیرت شخص تھا۔ اس کے دور میں سیستان۔ توران۔ مکران میں بہت سے فلاحی کام ہوئے۔ لہٰذا یہاں خلیفہ یزید ثالث بن ولید کے خلاف کوئی بغاوت برپا نہیں ہوا۔

اکراد بلوچ توران ومکران کے اُمراء

اس دور میں اکراد بلوچ توران اور مکران کے قبائلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا یہ تھے۔

۱۔ امیرا ایرج براخوئی ۲۔ امیر عیسٰی زنگنہ ۳۔ امیر شاہون اورگانی ۴۔ امیر کوماس مالی ۵۔ امیر حاجب کرمانی۔ یہ امرا خلیفہ ولید ثانی بن یزید اور خلیفہ یزید ثالث بن ولید کے ہم عصر تھے۔ اور اپنے علاقوں میں اپنے فرائض منصبی کے سرانجام دہی میں مصروف عمل تھے۔

ابراہیم بن ولید کا خلیفہ ہونا ۱۲۶ھ تا ۱۲۵ھ

یزید بن ولید کے وفات کے بعد۔ اُس کا بھائی ابراہیم تخت نشین

ہوا۔ یہ خاندان بنی اُمیہ کا تیرہواں خلیفہ تھا۔ لیکن وہ محض برائے نام خلیفہ تھا۔ عام طور پر اُسکی خلافت تسلیم نہیں کی گئی۔ اور چند ہی مہینوں میں مردان نے اُسکی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

حرب بن قطن کا بدستور سابق والی رہنا۔

خلیفہ ابراہیم بن ولید کے دورِ خلافت میں بھی حرب بن قطن والی سیستان توران اور مکران رہا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ابراہیم کی ہر طرف سے مخالفت ہو رہی تھی۔ اور مروان اسکے مقابلے میں ہر جگہ غالب آ رہا تھا۔ خلیفہ ابراہیم کو اتنا وقت نہیں ملا کہ وہ صوبوں کی انتظامیہ کی طرف توجہ مبذول کرے۔

سیستان۔ توران مکران میں بنی تمیم اور بنی بکر کی قبائلی عصبیت کا آغاز،

سیستان توران۔ مکران میں جہاں کہیں بھی بنی تمیم اور بنی بکر کے قبائلی طائفے آباد تھے انکے درمیان قبائلی عصبیت کی وجہ سے جنگ چھڑ گئی اسی طرح مقامی لوگ بھی دو گروہوں میں بٹ گئے اس قبائلی جھگڑے میں اکراد بلوچ بنی تمیم کی طرف داری میں اٹھ کھڑے ہوئے۔

سیستان۔ توران مکران میں انتظامی افراتفری،

جب سیستان۔ توران۔ مکران میں بنی تمیم اور بنی بکر کے درمیان

قبائلی عصبیت کی آگ بھڑک اُٹھی ۔ تو والی سیستان ۔ توران ۔ مکران ۔ حرب بن قطن گھبرا گیا ۔ اس نے یہاں سوار بن الاشعر کو اپنا نمائندہ مقرر کیا ۔ اور خود عراق چلا گیا ۔ لہٰذا عبداللہ بن عمرؓ گورنر جنرل عراق نے سعید بن عمرو کو سیستان توران ۔ مکران کا والی مقرر کر کے سیستان بھیجا ۔

سعید بن عمرو کا بطور والی سیستان توران مکران آنا

جب سعید بن عمرو سیستان ۔ پہنچا ۔ تو بنی تمیم اُسکے اطاعت گزاری پر آمادہ ہو گئے مگر بنی بکر بن وایل نے اسکی مخالفت کی ۔ اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۔ بحتری بن سہلب قبیلہ بکری سے تعلق رکھتا تھا ۔ اس نے خلیفہ ابراہیم کے طرف سے ایک جھوٹا فرمان عاملی سیستان تیار کیا ۔ سوار بن الاشعر نے جو تمیمی قبیلے سے تھا ۔ اُسکی مخالفت کی ۔ دونوں گروہوں میں خونریز لڑائیاں ہوئیں ۔ چونکہ اکراد بلوچ قبیلہ تمیمی کی طرفدار اور ہمنواہ تھے ۔ انہوں نے سعید بن عمرو اور بحتری کو سیستان سے نکالا اور سوار بن الاشعر تمیمی کو منصب عاملی پر فائیز کیا ۔[۸] مگر بعد میں سعید بن عمرو اور بحتری نے جو بکری قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا سوار بن الاشعری تمیمی کو قتل کر دیا اس کا ردعمل یہ ہوا ۔ کہ اکراد بلوچ ۔ سیستان ۔ توران مکران نے مل کر سیستانی علاقے کے ریگستانی خطے میں تلاش کر کے ۔ سعید بن عمر کو وہیں مار ڈالا ۔

ہشیم بن البغاث کا والی سیستان توران مکران مقرر ہونا

پھر سیستان ۔ توران ۔ مکران کے اکراد بلوچ قبائل کے اُمراء اور دیگر اقوام کے امراء نے مل کر ۔ ہشیم بن البغاث کو اس شرط پر والی سیستان ۔ توران ۔ مکران تسلیم کیا۔ کہ وہ اپنے منصب داری کے دور میں کسی بکری قبیلے کے فرد یا گروہ طایفہ کو ان علاقوں میں رہنے کی اجازت نہیں دے گا۔

مروان بن محمد بن مروان کا خلیفہ ہونا ۔ ۷۴۵ء تا ۷۵۰ء

جب خانہ جنگی نے ابتر صورت حال اختیار کی۔ تو مروان بن محمد بن مروان نے بہ مقام حرّان اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ جب مروان دمشق پہنچ گیا ابراہیم میں کوئی طاقت نہ تھی۔ وہ بھاگ نکلا۔ لہٰذا اس کے فرار کے بعد لوگوں نے مروان کے ہاتھوں پر بیعت کی ۔ مروان سن رسیدہ ۔ تجربہ کار ۔ مستقل مزاج اور بہادر خلیفہ تھا ۔ لیکن اُس وقت اُموی حکومت کا نظام اتنا بگڑ چکا تھا ۔ کہ مروان اس کو نہ سنبھال سکا ۔ خود اُموی خاندان میں اختلاف پیدا ہو چکا تھا۔ حکومت بنی اُمیہ کی فوجی قوت کا دار و مدار ۔ نزاری اور یمنی قبائل پر تھا ۔ ان دونوں کے درمیان مستقل خانہ جنگی بپا ہو گئی تھی ۔ جس کی وجہ سے حکومت بالکل کمزور پڑ گئی ۔ بنی اُمیہ کی قدیم مخالف جماعتوں کے علاوہ ان کی نئی اور خطرناک حریف عباسی تحریک کو طاقت پکڑنے کا موقع مل گیا عرب قبائلی خانہ جنگی میں مبتلا تھے اس لئے وہ عباسیوں کو نہ دبا سکے اور عباسیوں نے بڑھ کر اموی حکومت کا خاتمہ کر

دیا۔ مروان بنی اُمیّہ کا چودہواں خلیفہ تھا۔

عبداللہ بن مُعاویہ بن عبداللہ بن جعفر کا خروج

اسی زمانہ میں ایک ہاشمی بزرگ حضرت جعفر طیار کے پوتے عبداللہ بن معاویہ کوفہ میں مقیم تھے۔ مروان کی مخالفت دیکھ کر بنی ہاشم کے طرفداروں نے اُسے میدان میں لے آئے۔ مروان کی مخالفت کی وجہ سے عینی اور ربیعہ کے قبائل بھی ان کے ساتھ ہو گئے کوفہ کے والی عبداللہ بن عمرو نے مقابلہ کیا۔ عین موقع پر ایک شامی سردار نے حسن تدبیر سے قبائل ربیعہ کو الگ کیا جس کی وجہ سے عبداللہ بن معاویہ کی طاقت کمزور ہوگئی۔ انہوں نے سرڈال دی ہمدان۔ رے۔ اصفہان پر قبضہ کر کے کئی سال تک وہیں مقیم رہے ابومسلم خراسانی نے اپنے زمانہ میں ان کو قتل کیا۔

خوارج کی شورش

مروان کے عہد میں بدنظمی کی وجہ سے خوارج بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اسکی وجہ یہ ہوئی کہ مروان نے کوفہ کے والی عبداللہ بن عمر کو معزول کیا۔ نصر بن سعید حرشی کو نیا والی مقرر کیا۔ مگر عبداللہ سابق والی نے اسے حکومت تفویض نہیں کی۔ ان کے درمیان لڑائی ہوئی۔ خارجی سردار ضحاک بن قیس شیبانی دونوں کا دشمن تھا۔ اس کے مُقابلے میں دونوں والیاں کوفہ نے صلح کر لی۔ عبداللہ سابق والی نے ضحاک کا مقابلہ کیا۔ مگر اُسے شکست ہوئی۔ اُس کا بھائی مارا گیا۔ اور وہ

واسط چلا گیا۔ ضحاک خارجی کوفہ پر قابض ہو گیا۔ بعد میں سیاسی وجوہات کی بناء پر ضحاک خارجی اور عبداللہ سابق والی کے درمیان صلح ہو گئی۔

ضحاک خارجی اور مردان کا مقابلہ

اس مصالحت کے بعد۔ ضحاک امیر خوارج۔ مردان کے مقابلے کے لئے حرّان پہنچا لیکن شکست کھا کر مارا گیا۔ اس کے قتل کے بعد خوارج نے خیبری کو اپنا سردار منتخب کیا۔ اور جنگ جاری رکھی۔ یہ بھی مقتول ہو گیا۔ اس کے بعد خارجی سردار شیبان بن عبدالعزیز ابو دلف لشکری نے اس کی جگہ لی اس نے جنگ بند کر دی۔ اور خارجیوں کو لے کر موصل چلا گیا۔ خلیفہ مردان اس کے تعاقب میں موصل پہنچا۔ عمرو بن ہبیرہ والی قرقیسیا عراق کو خوارج سے صاف کرنے کے بعد۔ عامر بن ضبارہ کو سات ہزار فوج کے ساتھ خلیفہ مردان کی مدد کے لئے بھیجا شیبان خارجی سردار نے اس فوج کو روکنے کے لئے۔ سردار خارجی جون بن کلاب کو روانہ کیا۔ جون کو عامر نے شکست دی۔ اور جون خارجی مارا گیا۔ عامر۔ مردان خلیفہ کی مدد کے لئے موصل پہنچا۔ خارجی سردار شیبان ان دونوں فوجوں کے درمیان محصور ہونا۔ مناسب نہ سمجھا۔ موصل چلا گیا۔ خلیفہ مردان نے عامر کو اُسکے تعاقب میں بھیجا۔ جیرفت کے مقام پر دونوں کی لڑائی ہوئی۔ خارجی سردار شیبان کو شکست ہوئی۔ وہ سیستان کی طرف نکل گیا۔ توران و مکران کے خارجیوں کے پاس پناہ گزین ہوا۔ اسی طرح مکہ

خارجی سردار ابو حمزہ بن عقبہ اَزدی نے جو خروج کیا تھا۔ خلیفہ مروان نے عبدُالملک بن محمد کو چار ہزار فوج کے ساتھ اُس کے سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ وادی القرا میں جنگ ہوئی۔ خارجی سردار ابو حمزہ کو بڑی فاش شکست ہوئی۔ اور خارجیوں کی بڑی تعداد کام آئی۔ عبد الملک مدینہ پہنچ کر۔ خارجی سردار ابو حمزہ اور اس کے ساتھیوں کو تہ تیغ کیا۔ اور اس طرح خارجی شورش کا خاتمہ ہوا۔

عبّاسی تحریک

مروان بن محمد ملقب بہ حمار جب مسند خلافت پر بیٹھا۔ تو خراسان سیستان۔ توران مکران میں بنی اُمیّہ کے خلاف بنی عباس کی تحریک نے بہت زور پکڑا۔ بنی عباس کا مبلغ اعظم۔ ابو مسلم خراسانی تھا اُس نے بڑی دانشمندی اور سرگرمی سے کام کر کے۔ ہر جگہ عباسی دعوت کو پھیلایا اسی زمانہ میں۔ مضر۔ یمنی ربیعہ قبائل میں خانہ جنگی بھی زوروں پر تھی۔ اور اس جنگ کو ابو مسلم نے اپنے تدبر سے طوالت دینے کی کوشش کی عربوں کی اس خانہ جنگی نے ابو مسلم کا راستہ صاف کر دیا۔ اور اُسکی تحریک کو خاص کامیابی حاصل ہو گئی۔

ابو مسلم کا عراق عجم پر قبضہ

ابو مسلم نے یمنی اور ربیعہ عربی قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر خراسان

پر حملہ کیا۔ خراسان کے والی نصر بن سیار کو لڑائی میں شکست ہوئی اور خراسان پر ابو مسلم خراسانی نے قبضہ کیا۔

ابو مسلم کا عراق عجم پر قبضہ

پھر ابو مسلم کے سپہ سالار قحطبہ بن شبیب نے عراق عجم پر حملہ کیا۔ اور سارے علاقے پر قابض ہو گیا۔ کیونکہ بنی امیہ کے آخری خلیفہ مروان کے دورِ حکومت میں اسکی حکومت کی پاؤں ہر جگہ سے اکھڑ چکے تھے۔

عراق عرب پر ابو مُسلم کا قبضہ

قحطبہ نے جب عراق عجم فتح کیا۔ تو اُس نے عراق عرب کا رُخ کیا قحطبہ اور عراق عرب کے والی عمرو بن ہیرہ کی جنگ ہوئی۔ اس لڑائی میں عمرو بن ہیرہ کو شکست ہوئی۔ اور قحطبہ دریا میں ڈوب گیا۔ وہ عباسی سپہ سالار تھا۔ لیکن اس کے باوجود عباسیوں کو فتح ہوئی۔ جب خلیفہ مروان کو اس واقع کی اطلاع ملی۔ تو اُس کے زبان سے یہ جملہ نکلا۔ کہ آدبار کی آخری حد ہے۔ کہ زندہ۔ مردہ کے مقابلے میں پسپا ہو گئی۔

خلیفہ مروان کی آخری جنگ اور قتل

خلیفہ مروان دریائے زاب کے کنارے ایک لاکھ بیس ہزار فوج

کے ساتھ۔ عباسی تحریک کو کچلنے کے لئے جنگ کے لئے ڈیرہ ڈال کر۔ پڑا ہوا تھا۔ کہ ابو العباس عباسی نے اپنے چچا عبد اللہ بن علی کو مروان کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ دریائے زاب کے کنارے پر آخری معرکہ آرائی ہوئی۔ مروان نے پامردی سے مقابلہ کیا۔ مگر اسے بڑی فاش شکست ہوئی۔ اموی فوج۔ اس بدحواسی اور بے ترتیبی سے پیچھے ہٹی۔ کہ اس کا بڑا حصہ دریا میں ڈوب گیا۔ صرف اموی خاندان کے تین سو افراد غرقاب ہو گئے۔ مروان موصل لوٹ گیا۔ وہاں سے حرّان ہوتا ہوا۔ شام چلا گیا۔ عبد اللہ بن علی عباسی نے اُس کا تعاقب جاری رکھا۔ وہ حمص۔ دمشق اور فلسطین سے ہوتا ہوا۔ مصر پہنچ گیا۔ پھر عبد اللہ بن علی عباسی نے اپنے بھائی صالح اور ابو عون کو مروان کے تعاقب میں مصر روانہ کیا۔ اور خود لوٹ آیا۔ مروان مصر کے حدود میں بہ مقام بومیر ٹھیرا ہوا تھا۔ کہ صالح اور ابو عون پہنچے۔ مروان اپنی مختصر جماعت کے ساتھ مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے مارا گیا۔ اور بنی اُمیہ کے حکمرانی کا چراغ ہمیشہ کے لئے گل ہو گیا۔

بنی عباس کے نمائندہ کی سیستان توران مکران میں آمد

جب بنی امیہ خاندان کی حکمرانی کا خاتمہ ہو گیا۔ تو ابو مسلم خراسانی نے نے جو خاندان بنی عباس کا مبلغ اعظم تھا۔ مالک بن الہیثم کو تیس ہزار فوج کے ساتھ۔ سیستان۔ توران۔ مکران کے عاملی پر فائز کیا۔ جب وہ سیستان کے دار الخلافہ زرنج پہنچا۔ تو بنی اُمیہ کے طرف سے مقرر کردہ والی ہیثم

بن عبد اللہ ۔ ایک ہزار فوج کے ساتھ زرنج میں موجود تھا۔ بنی عباس کے والی مالک بن الہیثم نے سیستان ۔ توران ۔ مکران کے اکابرین سے بنی اُمیہ کے والی ہیثم بن عبداللہ کی حوالگی کا مطالبہ کیا۔ اس دور میں افراد بلوچ کے قبائیلی کونسل پنجگانہ کے یہ اُمرا تھے ۔

۱۔ امیر ایرج براخوئی ۔ ۲۔ امیر عیسٰی زنگنہ ۔ ۳۔ امیر شاہون ادرگانی ۴۔ امیر کوماس مالی ۵۔ امیر حاجب کرمانی۔ چنانچہ تمام اکابرین ۔ سیستان توران ۔ مکران نے ۔ بنی اُمیہ کے والی کو حوالہ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر عباسی والی مالک بن الہیثم نے اس کی حوالگی پر اصرار کیا۔ تو جنگ ہو گی ۔ لہٰذا عباسی والی مالک بن الہیثم نے تدبر سے کام لیتے ہوئے بنی امیہ کے والی اور افواج کی تعداد کے مطابق فدیہ لیکر ۔ ان کو سیستان سے جانیکی اجازت دے دی۔ لہٰذا سیستان ۔ توران و مکران کے اکابرین نے بنی اُمیہ کے والی ہیثم بن عبداللہ اور اس کے ایک ہزار فوجیوں کو اپنے ذمہ داری پر شام پہنچا دیا۔

خلیفہ مروان ثانی بن محمد بن مروان کے دور میں سندھ کی سیاسی حالات

خلیفہ مروان ثانی (۷۴۵ء تا ۷۵۰ء) کے دورِ خلافت میں ایک باغی منصور بن جمہور کلبی ۔ عراق سے بھاگ کر بطرف سندھ الکیو نکہ

اس دور میں سندھ کا والی یزید بن عرار اس کا رشتہ دار تھا۔ اُسے خیال تھا۔ کہ اگر وہ اسکے پاس پہنچ جائیگا تو وہ اس کا معین و مددگار ثابت ہوگا۔ لیکن جب والی زید بن عرار کو معلوم ہوا۔ کہ منصور بن جمہور کلبی سندھ میں داخل ہوچکا ہے۔ تو اُس نے اُسکو فوراً لکھا۔ کہ تم جہاں تک پہنچ چکے ہو۔ وہیں رک جاؤ یہاں آنے کا ارادہ نہ کرو۔ منصور بن جمہور کلبی کو جب یزید بن عرار کا یہ خط ملا۔ پڑھنے کے بعد اُسے بڑا غصہ آیا۔ اور منصور بن جمہور کلبی نے اُسکو جواب میں لکھا۔ کہ میں تمہیں اپنا رشتہ دار سمجھ کر تمہارے پاس آیا تھا۔ مگر تم نے جو بے مروتی کا رویہ اختیار کیا ہے اس کا انجام تمہیں عنقریب میں معلوم ہوجائیگا۔ منصور بن جمہور کلبی دریائے سندھ کے کنارے شہر سدوسان میں مقیم تھا اُس نے اس شہر پر قبضہ کیا۔ اور جنگی تیاریاں کر کے دریا کو عبور کر کے یزید بن عرار کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا۔

یزید بن عرار کو جب معلوم ہوا۔ تو اس نے اس معاملہ کو کوئی اہمیت نہ دی۔ اور معمولی سی فوج لے کر اُسکے مقابلے کے لئے نکلا۔ تھوڑے دور اس کا مقابلہ منصور سے ہوا۔ منصور بن جمہور کلبی۔ اس بہادری سے لڑا کہ یزید بن عرار اُس کے مقابلے میں ٹھہر نہ سکا۔ اور پسپا ہوکر منصورہ میں محصور ہوگیا۔ منصور بن جمہور کلبی نے بڑھ کر منصورہ کو محاصرے میں لے لیا۔ محاصرہ اتنا سخت تھا۔ کہ یزید بن عرار نے اُس سے پناہ مانگی۔ منصور بن جمہور کلبی نے مطالبہ کیا۔ کہ پہلے قلعہ حوالہ کردو۔ پھر جو مناسب ہوگا۔

تم سے سلوک کیا جائیگا ۔ چنانچہ یزید بن عرّار نے قلعہ منصورہ حوالہ کر دیا۔ منصور بن جمہور کلبی بعد قابض ہونے قلعہ ۔ حکم دیا۔ کہ یزید بن عرّار کو زندہ ستون میں چنوا دیا جائے ۔ اس کے بعد منصور نے سارے سندھ کا انتظام اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ اور اپنے بھائی منظور کو دیبل کا حاکم مقرر کیا۔ اور اسی کے دور میں بنی اُمیہ کی حکومت کا چراغ گل ہو گیا۔ بنی امیہ کے آخری خلیفہ مروان بن محمد جو خاندان بنی امیہ کا چودھواں خلیفہ تھا۔ مصر کے سرحد پر لڑتے ہوئے ۔ عباسی خاندان کے افواج کے ہاتھوں مارا گیا۔

چارٹ ہم عصر امرائے قبائیلی کونسل پنجگانہ اکراد بلوچ توران و مکران و خلفائے خاندان بنی امیہ نیچے ملاحظہ ہو ۔

نمبر شمار	نام خلیفہ خاندان بنی اُمیہ	نام اُمرائے قبائیلی کونسل پنجگانہ اکراد بلوچ توران و مکران
۱	معاویہ بن ابو سفیان سنہ ۶۶۰ء تا سنہ ۶۸۰ء	۱۔ امیر مروان براخوئی ۲۔ امیر خلف زنگنہ ۳ امیر آلاک ادرگانی ۴۔ امیر تاکول ماملی ۵ امیر آکول کرمانی ۔
۲	یزید بن معاویہ سنہ ۶۸۰ء تا سنہ ۶۸۳ء	۱۔ امیر شیراک براخوئی ۲۔ امیر بکر زنگنہ

۳	معاویہ ثانی بن یزید سنہ ۶۸۳ء	۳۔ امیر بازوک ادرگانی ۴۔ امیر جورگان مالی
۴	مروان بن حکم سنہ ۶۸۳ء تا سنہ ۶۸۵ء	۵۔ امیر حوسہ کرمانی
۵	عبدالملک بن مروان سنہ ۶۸۵ء تا سنہ ۷۰۵ء	۱۔ امیر اسد براخوئی ۲۔ امیر بکر زنگنہ
۶	ولید بن عبدالملک سنہ ۷۰۵ء تا سنہ ۷۱۵ء	۳ امیر بشر ادرگانی ۴۔ امیر خیزان مالی
۷	سلیمان بن عبدالملک سنہ ۷۱۵ء تا سنہ ۷۱۷ء	۵۔ امیر مودان کرمانی
۸	عمر بن عبدالعزیز سنہ ۷۱۷ء تا سنہ ۷۲۰ء	۱۔ امیر نوذر براخوئی ۲۔ امیر سعید زنگنہ
۹	یزید ثانی بن عبدالملک سنہ ۷۲۰ء تا سنہ ۷۲۴ء	۳۔ امیر قاد ادرگانی ۴۔ امیر عمران مالی
۱۰	ہشام بن عبدالملک سنہ ۷۲۴ء تا سنہ ۷۴۳ء	۵۔ امیر صفی کرمانی

۸	عمر بن عبدالعزیز سنہ ۷۱۷ء تا سنہ ۷۲۰ء	۱۔ امیر نوذر براخوئی
		۲۔ امیر سعید زنگنہ
۹	یزید ثانی بن عبدالملک سنہ ۷۲۰ء تا سنہ ۷۲۴ء	۳۔ امیر قادر ادرگانی
		۴۔ امیر عمران ماللی
۱۰	ہشام بن عبدالملک سنہ ۷۲۴ء تا سنہ ۷۴۳ء	۵۔ امیر صفی کرمانی
۱۱	ولید ثانی بن یزید بن عبدالملک سنہ ۷۴۳ء تا سنہ ۷۴۴ء	۱۔ امیر ایرج براخوئی
		۲۔ امیر عیسٰی زنگنہ
۱۲	یزید ثالث بن ولید سنہ ۷۴۴ء	۳۔ امیر شاہون ادرگانی
		۴۔ امیر کوماس مالی
		۵۔ امیر حاجب کرمانی
۱۳	ابراہیم بن ولید سنہ ۷۴۴ء تا سنہ ۷۴۵ء	
۱۴	مروان ثانی بن محمد بن مروان۔ ملقب بہ حمار سنہ ۷۴۵ء تا سنہ ۷۵۰ء	

چارٹ : نام ہم عصر خلفائے خاندان بنی اُمیہ و والیان سیستان ۔ توران و مکران ۔ نیچے ملاحظہ ہو ۔

نمبر شمار	نام خلیفہ خاندان بنی اُمیہ	نام والی سیستان۔ توران و مکران
۱	معاویہ بن ابوسفیان سنہ ۶۶۰ء تا سنہ ۶۸۰ء	۱۔ ربیع الحارثی ۲۔ عبیداللہ بن ابی بکرہ ۳ عباد بن زیاد ۴۔ یزید بن زیاد
۲	یزید بن مُعاویہ سنہ ۶۸۰ء تا سنہ ۶۸۳ء	۱۔ یزید بن زیاد ۲۔ طلحہ بن عبدُاللہ ۳۔ اسود بن سعید ۴۔ عبداللہ بن طلحہ
۳	معاویہ بن یزید سنہ ۶۸۳ء	۱۔ عبداللہ بن طلحہ
۴	مروان بن حَکم سنہ ۶۸۳ء تا سنہ ۶۸۵ء	۱۔ عبدالعزیز بن عبداللہ بن عامر بن کریز

۵۔	عبد الملک بن مروان ۶۸۵ء تا ۷۰۵ء	۱۔ عبد اللہ بن اُمیہ ۲۔ موسیٰ بن طلحہ بن عبد اللہ ۳۔ عبید اللہ بن ابی بکرہ ۴۔ عبد الرحمٰن بن محمد الاشعث ۵۔ عمارہ بن تمیم ۶۔ مسمع بن مالک
۶	ولید اول بن عبد الملک ۷۰۵ء تا ۷۱۵ء	۱۔ قتیبہ بن مسلم ۲۔ اشعث بن بشر ۳۔ قتیبہ بن مسلم ۴۔ مدرک بن مہلب
۷	سلیمان بن عبد الملک ۷۱۵ء تا ۷۱۷ء	نام والیاں سیستان۔ توران و مکران ۱۔ مدرک بن مہلب ۲۔ معاویہ بن یزید بن مہلب
۸	عمر بن عبد العزیز ۷۱۷ء تا ۷۲۰ء	۱۔ سماک بن المنتذر شیبانی ۲۔ عبد الرحمٰن بن زیاد القشیری ۳۔ معارک بن الصلت
۹	یزید ثانی بن عبد الملک ۷۲۰ء تا ۷۲۴ء	۱۔ سری بن عبد اللہ ۲۔ حکم بن عبد اللہ ۳۔ قعقاع بن سوید

۱۰	ہشام بن عبد الملک ۷۲۴ء تا ۷۴۳ء	۱۔ حیلہ بن ہماد الفطفانی۔ ۲۔ یزید بن حریف ہمدانی۔ ۳۔ دامفع بن عبداللہ شیبانی ۴۔ محمد بن حجر الکزی ۵۔ عبداللہ بن بلال بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری ۶۔ ابراہیم بن عاصم عقیلی
۱۱	ولید ثانی بن یزید بن عبدالملک ۷۴۳ء تا ۷۴۴ء	۱۔ حرب بن قطر الہلالی ۲۔ محمد بن عروان ۳۔ حرب بن قطر الہلالی
۱۲۔	یزید ثالث بن ولید المعروف بہ یزید ناقص ۷۴۴ء	۱۔ حرب بن قطر الہلالی
۱۳۔	ابراہیم بن ولید ۷۴۴ء تا ۷۴۵ء	۱۔ حرب بن قطر الہلالی ۲۔ سعید بن عمرو ۳۔ سوار بن الاشقر ۴۔ ہیثم بن عبداللہ البغات ۵۔ بختری بن شہلب
۱۴	مروان بن محمد بن مروان	۱۔ ہیثم بن عبداللہ البغات

چارٹ ہم عصر خلفائے خاندان بنی اُمیہ و مسلمان والیان سندھ،

نمبر شمار	نام خلیفہ خاندان بنی اُمیہ	نام مسلمان والی سندھ
	ولید بن عبدالملک سنہ ۷۰۵ء تا سنہ ۷۱۵ء چھٹا خلیفہ خاندان بنی اُمیہ	ان کے دور خلافت میں محمد بن قاسم ثقفی نے سندھ فتح کیا۔ لہٰذا وہ سندھ کے پہلے والی تھے ۱۔ محمد بن قاسم ثقفی
۲	سلیمان بن عبدالملک سنہ ۷۱۵ء تا سنہ ۷۱۷ء ۷۔ ساتواں خلیفہ خاندان بنی اُمیہ	۱۔ یزید بن ابی کبشہ سکسکی ۲۔ عامر بن عبداللہ۔ ۳۔ حبیب بن مُہلب
۳	عمر بن عبدالعزیز سنہ ۷۱۷ء تا سنہ ۷۲۰ء ۸۔ آٹھواں خلیفہ خاندان بنی اُمیہ	۱۔ عمرو بن مُسلم باہلی
۴	یزید ثانی بن عبدالملک سنہ ۷۲۰ء تا سنہ ۷۲۴ء	۱ بلال بن آحور تمیمی۔

	نام خلیفہ خاندان بنی امیہ	نام مسلمان والی سندھ
۵	ہشام بن عبد الملک سنہ ۱۲۴ھ تا سنہ ۱۴۳ھ ۱۰۔ دسواں خلیفہ خاندان بنی اُمیہ	۱۔ جنید بن عبدالرحمٰن ۲۔ تحیم بن زید عتبی ۳۔ حکم بن عوام کلبی ۴۔ عمرو بن محمد بن قاسم
۶	ولید ثانی بن یزید بن عبدالملک سنہ ۱۴۳ھ تا سنہ ۱۴۴ھ ۱۱۔ گیارہواں خلیفہ خاندان بنی اُمیہ	۱۔ یزید بن حرّار
۷	یزید ثالث بن ولید المعروف بہ یزید ناقص سنہ ۱۴۴ھ ۱۲۔ بارہواں خلیفہ خاندان اُمیہ	۱۔ یزید بن حرّار
۸	ابراہیم بن ولید	۱۔ یزید بن حرّار

نمبر	خلیفہ	والی
	سنہ ۷۴۴ء تا سنہ ۷۴۵ء ۱۳۔ تیرہواں خلیفہ خاندان بنی اُمیہ	۱۔ یزید بن حرّار
۹	مروان بن محمد بن مروان سنہ ۷۴۵ء تا سنہ ۷۵۰ء ۱۴۔ چودہواں خلیفہ خاندانِ بنی اُمیہ	۱۔ یزید بن حرّار یزید بن حرّار کا ایک رشتہ دار منصور بن جمہور کلبی سندھ آیا۔ سندھ پر قبضہ کر کے والی بن گیا اور یزید بن حرّار کو جان سے مار ڈالا۔

اسلامی سلطنت بدور خلفائے خان بنی عباس
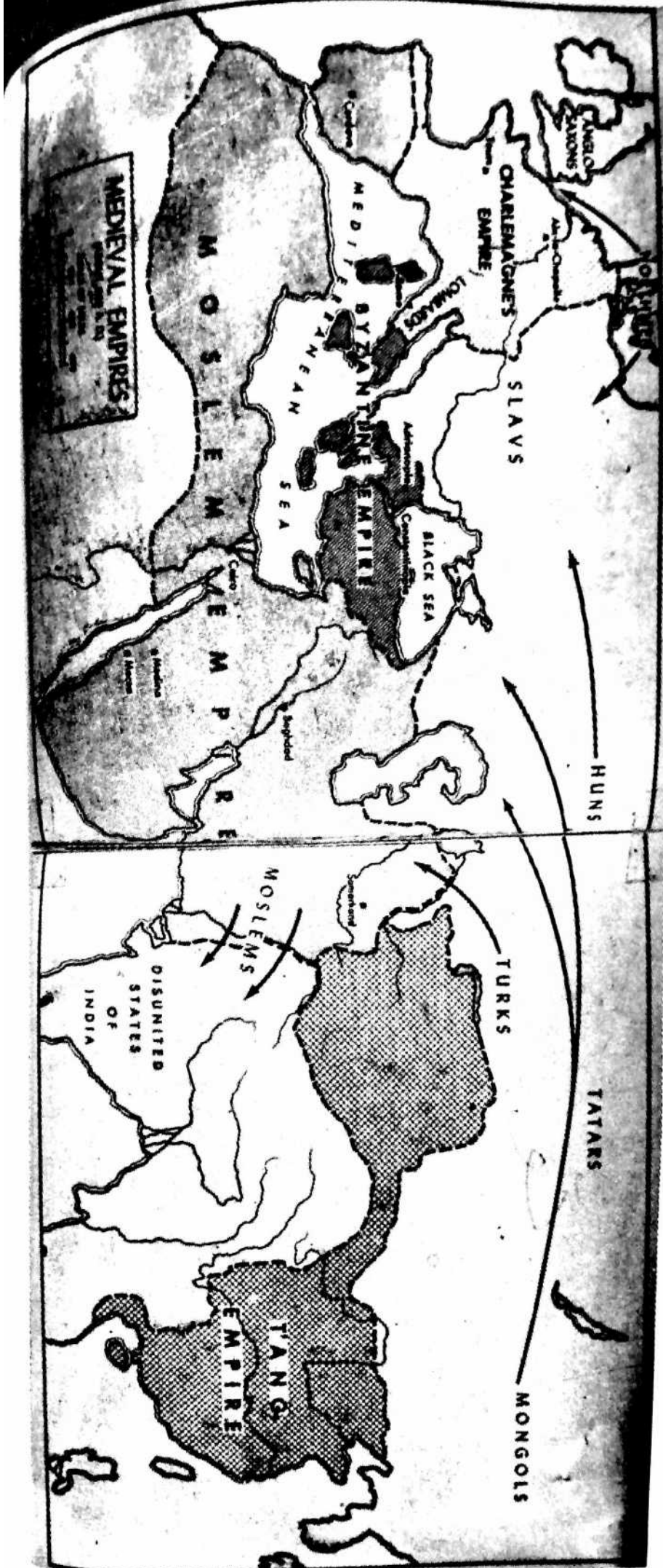
خاندانِ بنی عباس کی حکمرانی کی اِبتداء

حضرت امام حسین کی شہادت کے بعد آپ کے صاحبزادے امام زین العابدین سیاسی جھگڑے سے بالکل کنارہ کش ہو گئے تھے۔ ادھر طرفدارانِ آل بیت جن کا اصطلاحی نام شیعہ (گروہ) تھا۔ ان کی امامت و رہنمائی۔ محمد بن حنفیہ کی طرف منتقل ہوگئی۔ جو حضرت علی کے غیر فاطمی صاحبزادے تھے۔ اس وقت سے حضرت علی کی اولاد کے لئے دو نئی اصطلاحیں قائم ہوگئیں۔ ایک فاطمی کہلانے لگے۔ جو حضرتِ فاطمہ کے بطن سے تھے دوسرے اولاد علوی کہلانے لگے۔ جو حضرت علی کی دوسری بیویوں کے بطن سے تھے۔ بہرحال اسطرح یہ سلسلہ فاطمی آل بیت سے علویوں میں منتقل ہوگیا۔ محمد بن حنفیہ کے بعد ان کے لڑکے ابو ہاشم عبداللہ

اُن کے قائم مقام ہوتے۔ اتفاق سے ان کو ایک ایسے مقام۔ حمیمہ ملک شام میں مرض الموت پیش آیا جہاں حضرت عباس کی اولاد کے سوا کوئی دوسرا رُکن آل بیت موجود نہ تھا۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباس کے پوتے محمد بن علی تھے۔ اس لئے ابوہاشم عبداللہ نے یہ امانت محمد بن علی کو سپرد کر کے۔ ان کو اپنا جانشین بنایا۔ اور اپنے خراسانی اتباع و انصار کو وصیت کی۔ کہ میرے بعد محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس میرے جانشین ہیں۔ تم لوگ ان کی طرف رجوع کرنا۔ اس وصیت کے مطابق ابوہاشم عبداللہ کی وفات کے بعد۔ خراسانیوں نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس طرح خلافت و امامت کا استحقاق حضرت علی کی اولاد سے حضرت عباس کی اولاد میں منتقل ہوگیا گویا عباسی حکومت کی بنیاد ہی۔ پتھر یہی واقعہ ثابت ہوا۔

۱۴۳ھ میں محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے وفات پائی۔ اور اُنکے لڑکے ابراہیم ان کے جانشین بنے۔ ان دونوں کے زمانوں میں برابر عباسی دعوت کا خفیہ سلسلہ قائم رہا۔ ابراہیم کے زمانے میں یہ راز فاش ہوگیا۔ اس وقت بنی اُمیہ خاندان کے آخری اور چودھواں خلیفہ مروان ثانی کی حکومت تھی اس نے ابراہیم کو گرفتار کر کے۔ قید میں قتل کروایا۔

۱۴۶ھ میں اُن کے چھوٹے بھائی ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے ان کی جگہ لی۔ ان کے زمانے میں عباسیوں میں کافی طاقت آگئی تھی۔ اس لئے وہ اعلانیہ بنی امیہ کے

مقابلے میں آ گئے۔ اور بنی عباس کے داعی اعظم ابومسلم خراسانی نے بنی اُمیہ کا خاتمہ کر دیا۔

ابوالعباس عبداللہ بن محمد المعروف بہ سفاح کا خلیفہ ہونا ۱۳۲ھ تا ۱۳۶ھ

ابوالعباس عبداللہ بن محمد تخت خلافت پر بیٹھا۔ یہ عباسی خاندان کا پہلا خلیفہ تھا۔ جو مروان۔ آخری خلیفہ بنی امیہ کے قتل کے بعد۔ ۱۳۲ھ میں دنیائے اسلام کا خلیفہ منتخب ہوا۔ اس نے بحیثیت خلیفہ پہلا خطبہ دیا۔ اس کا زمانہ زیادہ تر فتنوں کے دبانے۔ اور نئی حکومت کے استوار کرنے میں گزرا۔

خاندان بنی امیہ سے انتقام

حضرت علی کی شہادت ۴۰ھ کے بعد۔ بنی اُمیّہ کی حکومت باقاعدہ قائم ہوگئی۔ جو ۱۳۲ھ تک رہی۔ گویا ۹۰ برس خاندان بنی اُمیّہ نے اسلامی سلطنت پر حکمرانی کی۔ اس طویل عرصے میں۔ خاندان بنی امیہ نے جو مظالم آل بیت اور اُن کے طرفداروں پر کئے تھے۔ بنی عباس کے خاندان کے پہلے خلیفہ ابوالعباس عبداللہ بن محمد المعروف بہ سفاح نے اس کا انتقام پانچ ہی برس میں لے لینا چاہا۔ سینکڑوں اُمویوں کو تلوار کے گھاٹ اُتار دیا یہاں تک کہ بنی امیہ کی قبریں اکھاڑ کر۔ ان کی ہڈیاں جلائی گئیں۔ اموی

خلیفہ ہشام بن عبدالملک کی لاش قبر سے سالم برآمد ہوئی۔ لہٰذا اُسے سولی پر چڑھایا گیا۔ الغرض اُموی خاندان میں علاوہ عورتیں اور صغیر سن بچے یا وہ لوگ جو اندلس کی طرف روپوش ہوگئے۔ کوئی زندہ نہیں بچا۔ اس انتقامی کاروائی میں مظالم کے ارتکاب پر الوالعباس عبداللہ بن محمد کو (السفاح) کا لقب دیا گیا۔ جسکے لفظی معنی ہیں۔ (خونریز کے)

بنی امیہ خاندان کے واحد فرد کا فرار

خاندان بنی عباس کے برسر اقتدار آنے کے بعد بنی امیہ خاندان کا ایک فرد عبدالرحمٰن انتقامی کاروائی سے کسی طرح بچ نکلا۔ اور مغرب کی طرف فرار ہوکر۔ اسپین پہنچا۔ یہاں اُس نے مسلمانوں کی ایک بڑی سلطنت قائم کی جو تین سو برس تک قائم رہی۔

انتخاب پایہ تخت

خاندان بنی عباس کے برسر اقتدار آنے کے بعد چونکہ اُنکے اعوان وانصار زیادہ تر عراق و خراسان میں تھے لہٰذا خلیفہ الوعباس محمد السفاح نے عراق کے علاقہ میں انبار کے مقام پر ایک شہر ہاشمیہ[۱] آباد کر کے۔ اسکو پایہ تخت قرار دیا۔

---

[۱]: تاریخ یعقوبی کے حوالے سے یہ شہر سفاح کے نام سے مدینۃ المنصور بھی کہلاتا تھا۔ (ص ۴۲۹)

خلیفہ ابو العباس محمد السفاح کی تقسیم کار انتظامیہ

سفاح نے اپنی نئی حکومت کا ڈھانچہ اس طرح کھڑا کیا۔ ۱۔ جزیرہ۔
آذربائیجان ۔ آرمینیا کی حکومت اپنے بھائی ابو جعفر منصور کو دی ۔ ۲۔
مدینہ منورہ ۔ مکہ معظمہ یمن اور یمامہ کی حکومت اپنے چچا داود کے سپرد کی
۳۔ کوفہ کا والی اپنے بھتیجہ کو مقرر کیا شام کی حکومت دوسرے چچا کو دی ۵۔ مصر کی حکومت ابو عون
کے سپرد کی ۔ ۶ ۔ فارس اور اسکے متعلقہ علاقے کا امیر اپنے بھائی کو بنا دیا۔

وزارت عظمیٰ کا قیام

خلیفہ ابوالعباس السفاح نے وزارت عظمیٰ کا عہدہ قائم کیا۔ اس عہدے
پر خلیفہ نے عباسی تحریک کے مشہور داعی ابو سلمہ حفص بن سلیمان کا تقرر کیا۔ لیکن
یہ زیادہ دلوں تک اس عہدے پر قائم نہ رہ سکا ۔ اور خود سفاح نے اس کا
خاتمہ کیا۔ **ابو سلمہ کا وزارت عظمیٰ پر تقرری اور خاتمہ :**

ابو سلمہ حفص بن سلیمان ۔ کوفہ کا ایک ذی علم ۔ عالی دماغ ۔ امیر تھا
مشہور عباسی داعی بکیر بن ماہان کا داماد تھا۔ بکیر بن ماہان مرتے وقت ابو
سلمہ کو اپنا جانشین بنا کر امام ابراہیم کے سپرد کر گیا تھا۔ اس نے عراق میں عباسی
تحریک کی بڑی قابل قدر خدمات انجام دی تھیں ۔ اس لئے سفاح نے اس کے
صلہ میں اس کو وزارت کا منصب عطا کیا۔ چونکہ بنی امیہ کے زوال کے بعد
ابو سلمہ نے حکومت آل بیت میں منتقل کرنے کی کوشش کی تھی ۔ اور اس

خاندان کے کئی بزرگوں نے اس منصب کو لینے سے انکار کر دیا تھا۔ سفاح کو اس کا علم ہو گیا تھا۔ چونکہ ابوسلمہ۔ ابومسلم کا خاص آدمی تھا۔ اس لئے سفاح کو اس کے ساتھ کسی پلو سلوکی جرأت نہ ہوئی۔ اس نے صرف ابومسلم کو اس سازش کی اطلاع دیکر۔ اس کا فیصلہ اس کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا۔ ابومسلم کو سفاح کے دلی خیال کا اندازہ ہو گیا تھا۔ اس لئے اس نے ابوسلمہ کو قتل کروا دیا۔

انتظامیہ کی تقسیم

جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ سفاح نے اپنی حکومت کا ڈھانچہ اس طرح کھڑا کیا۔ ۱۔ اپنے بھائی ابوجعفر منصور کو۔ جزیرہ آذربائیجان۔ آرمینیہ کا والی بنایا۔ ۲۔ اپنے چچا داؤد کو مدینہ منورہ۔ مکہ معظمہ۔ یمن اور یمامہ کی کی ولایات سپرد کر دیں ۳۔ اپنے ایک بھتیجے کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا ۴۔ اپنے دوسرے چچا کو شام کی حکومت حوالے کیا ۵۔ ابوعون کو مصر کا والی مقرر کیا ۶۔ خراسان کی باگ بدستور ابومسلم خراسانی کے ہاتھ میں رہنے دی۔ ۷۔ فارس کا امیر اپنے بھائی کو بنا دیا۔

عمر بن العباس بن عمیر والی سیستان توران و مکران

ابوسلمہ کے خاتمہ کے بعد۔ خلیفہ سفاح نے خالد بن برمک کو وزارت عظمیٰ کا عہدہ دیا خالد کا دادا برمک۔ بلخ میں مجوسیوں کے معبد اعظم (نوبہار) کا پجاری تھا۔ اس لئے عجمی لوگ اسکی بڑی عزت کرتے تھے۔ اسکی اولاد نے

اسلام قبول کیا۔ یہ سارا ن خاندان بڑا عالی دماغ تھا۔ خالد خود علم وفضل عقل ودانش۔ تدبر وسیاست۔ شجاعت جود وسخا میں سارے خاندان میں ممتاز تھا۔ عباسی دعوت میں مفید خدمات سرانجام دی تھیں۔ وہ منصور کے زمانے تک اسی عہدہ وزارت پہ فائز رہا۔

عمر بن العباس بن عمیر والی سیستان توران، مکران

ابومسلم نے عمر بن العباس بن عمیر کو والی سیستان۔ توران مکران مقرر کرکے سیستان بھیجا۔ اور اُس کے بھائی ابراہیم بن عباس کو سندھ کا والی مقرر کیا۔
دونوں بھائی سیستان پہنچے۔ بنو تمیم کے ایک آدمی نے والی کے دربار میں بے ادبی کی۔ لہٰذا والی کے بھائی ابراہیم نے اُسے قتل کیا۔ جس کی وجہ سے بنو تمیم نے شورش برپا کی والی سیستان عمر بن عباس نے شورش کو فرد کرنے کی کوشش کی لڑائی ہوئی جس میں عمر بن عباس والی مارا گیا۔ اس واقعات کے سننے کے بعد ابومسلم نے ابو نجم عمار بن اسماعیل کو والی سیستان توران۔ مکران بناکر سیستان بھیجا۔

ابو نجم عمار بن اسماعیل والی سیستان، توران، مکران،

جب ابو نجم عمار بن اسماعیل سیستان آیا تو علاقہ لست کا ایک شخص ابو عاصم بنو تمیم کے باغیوں کے ساتھ مل کر ابو نجم عمار بن اسماعیل کے ساتھ برسرِ پیکار ہوگئے ابو نجم کو شکست ہوگئی اور ابو عاصم بغیر کسی شاہی فرمان کے سیستان پر قابض ہوگیا۔ اور قابض رہا۔

بو عاصم کا سیستان پر قبضہ

چنانچہ بو عاصم نے ابو نجم عمار بن اسماعیل کو شکست دینے کے بعد پورے سیستان۔ توران مکران پر قابض ہو کر حکم چلانے لگا۔ اور اس کے قبضہ کے دوران خلیفہ ابو العباس السفاح کا انتقال ہوا۔

اکراد بلوچ توران و مکران

اس دور میں اکراد بلوچ کے قبائیلی کونسل پنجگانہ کے امرا یہ تھے۔
۱۔ امیر ایرج براخوئی ۲۔ امیر عبید زنگنہ ۳۔ امیر شاہون ادرگانی ۴۔ امیر کوباس مالی ۵۔ امیر حاجب کرمانی یہ امرائے اکراد بلوچ بنی عباس کے خاندان کے پہلے خلیفہ ابو العباس السفاح کے ہم عصر تھے۔ اکراد بلوچ توران و مکران نے بو عاصم والی سیستان۔ توران۔ مکران کی حکمرانی کو تسلیم نہیں کیا۔ کیونکہ وہ غاصب تھا۔ اُسکے پاس خلیفہ کا فرمان ولایت نہ تھا۔ چنانچہ اکراد بلوچ نے اُسے داخلہ توران و مکران میں آنے نہ دیا۔

سندھ کے سیاسی حالات

بنی امیہ خاندان کے آخری خلیفہ مروان ثانی کے دور خلافت میں یزید بن حرار سندھ کا والی تھا۔ اس کا ایک باغی رشتہ دار عراق سے بھاگ کر سندھ پہنچ گیا۔ جسکا نام منصور تھا۔ اس نے یزید بن حرار کو اپنے آنے کی اطلاع دی۔ مگر اس

نے اُسے کوئی خاص اہمیت نہ دی۔ جسکی وجہ سے اپنے رشتہ دار والی سے ناراض ہوا۔ وہیں سندھ میں جمع آوری لشکر کرکے۔ والی کے ساتھ برسرِپیکار ہو گیا۔ اور اس کا باغی رشتہ دار منصور۔ صوبہ سندھ پر قابض ہوگیا۔ خدا کی قدرت کہ والی یزید بن حرار شکست کھاگیا۔ اور اس کا باغی رشتہ دار منصور۔ صوبہ سندھ پر قابض ہوگیا۔ اور حکومت کرنے لگا۔ چونکہ اس دور میں سلطنت بنی اُمیہ میں افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ مروان ثانی بن امیہ خاندان کے بقاء کے لئے خاندان بنی عباس کے مدعی حکومت ابوالعباس محمد السفاح کے ساتھ لڑائی میں مصروف تھا۔ لہٰذا باغی منصور اطمینان سے سندھ پر حکومت کرتا رہا

خاندانِ بنی عباس کے والی مُفلس کا سندھ میں وَرود

ابومسلم خراسانی۔ عباسی حکومت کی طرف سے۔ خراسان کا والی تھا۔ چونکہ سیستان توران۔ مکران انتظامی لحاظ سے گورنر جنرل خراسان سے متعلق تھے۔ ابو مسلم نے مفلس عبدی سجستانی کو سیستان بھیجا۔ تاکہ باغی منصور کو گرفتار کرکے۔ خود سندھ کی حکمرانی کو سنبھالے۔ مُفلس عبدی سجستانی توران پہنچا۔ امیر ایرج براخوئی امیر توران اور امیر شاہون اور گانی امیر مکران۔ اپنے تورانی اور مکرانی اکراد بلوچ ملیشیاؤں کے ساتھ اسکے ہمراہ علاقہ سندھ میں داخل ہوگئے۔ بہ حوالہ کوردگال نامک۔ پہلی لڑائی والی مفلس کی منصور کے بھائی منظور سے ہوئی جو اُس وقت دیبل کا حاکم تھا۔ خونریز جنگ کے بعد منظور مارا گیا۔ پھر مفلّس آگے بڑھا۔ منصورہ کے قریب الور کا اہم مقام [illegible] منصور سے ہوا۔ شدید لڑائی ہوئی۔ مفلس لڑائی میں

گرفتار ہوا۔ منصور باغی والی اُسے فوراً قتل کر دیا۔ لہٰذا مفلس عبدی سجستانی کے قتل کے بعد۔ اکراد بلوچ کے امُراء اپنی افواج کو پسپائی کی حالت میں۔ سرحد سندھ کو عبور کر کے۔ توران کے وسطی علاقہ غزدار میں داخل ہو گئے۔ اور خلیفہ کے طرف سے نئے امیر کی آمد کا انتظار کرتے رہے۔

موسیٰ بن کعب تمیمی کا بطور والی سندھ آمد

جب ابومسلم کو مفلس عبدی سجستانی کے انجام کی خبر ہوئی۔ تو اسنے موسیٰ بن کعب بن تمیمی کو بیس ہزار فوج کے ساتھ سندھ روانہ کیا موسیٰ بن کعب بر حوالہ کوردگال ناک توران پہنچا وہاں سے اکراد بلوچ کے ملیشاؤں کے ہمراہ قندابیل (موجودہ گنداوہ) آیا۔ یہاں سے جنگی تیاریاں کر کے سندھ کے دارالخلافہ منصورہ پہنچ گیا۔ منصورہ کے فوجیوں میں موسیٰ بن کعب کی فوجیوں کے بہت سے عزیز و اقارب تھے۔ اور اسی طرح منصورہ کے فوجیوں میں اکراد بلوچ کے قبائل ہم طایفے بھی بہت تھے۔ جو بنی امیہ کے دور حکمرانی میں یہاں آباد ہو چکے تھے اور عربوں کے ساتھ رشتہ داریاں کیں تھیں۔ لہٰذا منصورہ کے محصور افواج کو موسیٰ بن کعب کی طرف مائل کرنے میں بڑی مدد ملی۔ آخر منصور سے ایک خونریز جنگ ہوئی۔ منصور کو شکست ہو گئی۔ اس نے ہندوستان کی طرف نکلنے کی کوشش کی۔ مگر ریگستان میں راستے سے بھٹک کر۔ گرفتار ہوا۔ موسیٰ بن کعب کے فوجیوں نے اُسے قتل کر دیا۔ اور موسیٰ بن کعب ۷۵۱ء میں سارے سندھ پر قابض ہو گیا۔

Scanned by CamScanner

ابو العباس محمد السفاح کا انتقال

موسیٰ بن کعب کے گورنری کے دوران خاندان بنی عباس کے پہلے خلیفہ محمد السفاح کا ۱۵۴ھ میں انتقال ہوا۔

ابو جعفر عبد اللہ بن محمد ملقب بہ منصور کا خلیفہ ہونا ۱۵۴ھ تا ۱۷۵ھ

سفاح کے بعد ابو جعفر عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن مطلب ملقب بہ منصور۔ جو خلیفہ کا بھائی تھا۔ اور ایک بربری لونڈی سلامہ کے بطن سے تھا۔ اگرچہ سفاح نے اپنے دور خلافت میں بنی امیہ کا استیصال کر کے۔ منصور کے لئے میدان صاف کر لیا تھا۔ لیکن ابھی تک اموی حکومت کے اثرات باقی تھے اس لئے مختلف صوبوں میں بغاوت کے شعلے بھڑکے علویوں نے علیحدہ زور پکڑا خود عباسی خاندان کے بعض افراد تخت خلافت کے مدعی بن کر کھڑے ہو گئے۔ لیکن منصور کی بیدار مغزی۔ تدبیر اور مستعدی ان تمام مشکلات پر غالب آئی۔ منصور خاندان بنی عباس کا دوسرا خلیفہ تھا۔

ابو مسلم اور خلیفہ منصور کے درمیان بدگمانی

چونکہ ابو مسلم کے بل بوتے پر خاندان بنی عباس اسلامی سلطنت پر برسر اقتدار آیا تھا۔ چنانچہ ابو مسلم کو بھی یقین تھا کہ یہ حکومت اُسکے بل پر قائم ہے۔ اسلئے وہ آزاد اور خود سرانہ حکومت چاہتا تھا۔ لیکن خلیفہ منصور جیسے بیدار مغز

حکمران کے زمانے میں یہ ممکن نہ تھا۔ ابومسلم منصور سے بگڑ کر۔ علوی حکومت قائم کرنے کا قصد کیا۔ اب منصور اُسے اپنے لئے مستقل خطرہ سمجھنے لگا۔ اس لئے بچنے کی اسکے سوا اور کوئی صورت نہ تھی۔ کہ ابومسلم کا قصہ ہی تمام کیا جائے لیکن علانیہ اُس کا قتل کرنا نہایت مشکل تھا۔

ابومسلم کا خراسان سے عراق واپس بلایا جانا

خلیفہ منصور نے ابومسلم کو اپنے پاس بلایا مگر وہ نہ آیا اور خراسان میں قیام پذیر رہا خلیفہ منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ اور جریر بن بجلی کو بھیجا۔ یہ دونوں بہ لطائف الحیل۔ ابومسلم کو لے آئے۔ منصور اُس وقت مصلحت وقت کے تحت خاموش رہا۔ اپنے کسی طرزِ عمل سے برہمی کا اظہار نہ ہونے دیا۔ اس ملاقات کے بعد ابومسلم کو تسلی ہوگئی۔ وہ پھر بدستور سابق خلیفہ کے پاس آنے جانے لگا۔

ابومسلم کا قتل کا منصوبہ

جب منصور نے ابومسلم کے قتل کا منصوبہ بنایا تو ایک دن اُسکے آنے کے وقت سے کچھ پہلے کچھ مسلح آدمی محل میں چھپا دیئے۔ جب دستور کیمطابق خلیفہ سے ملنے آیا۔ اُسکی تلوار باہر رکھوالی گئی۔ پہلے اُس میں اور منصور میں اِدھر اُدھر کی باتیں ہونے لگیں پھر خلیفہ منصور نے اپنے تیور بدل کر کہا کہ ابومسلم تم اپنے حدود سے آگے بڑھتے جا رہے ہو۔ خلیفہ نے اُسکے جرائم گنوانے کے بعد تالی بجائی۔ مسلح آدمی نکل کر اس پر لوٹ پڑے۔ عباسی حکومت کا یہ

بانی اعظم جس نے اس کی تاسیس میں چھ لاکھ آدمیوں کا خون کیا تھا۔ خود کمک و خون میں تڑپنے لگا۔

ابومسلم کون تھا؟

قارئین کی دلچسپی کے لئے ابومسلم کے بارے میں وضاحت سے لکھنا ضروری ہے۔ کہ وہ دراصل میں خود کس نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ جس نے بنی عباس کی حکومت کی تاسیس کے لئے اسقدر جتن کئے اور خدمات صمیمانہ انجام دیئے۔ ابومسلم خراسانی عجمی النسل تھا۔ اسکا باپ مرو کے قریب ایک قصبہ ماخون میں رہتا تھا مویشیوں کی تجارت کرتا تھا۔ اپنے کاروبار کے سلسلے میں کبھی کبھی کوفہ بھی آیا کرتا تھا اپنی آخری عمر میں استاق کے قریب ایک گاؤں میں جسکا نام (سنجرو) تھا۔ تھوڑی زمین لے کر۔ زراعت شروع کر دی تھی۔ مالگزاری ادا نہ کر سکا۔ اپنی بیوی (دشیکہ) کو لیکر آذربائیجان بھاگ گیا۔ اس کی بیوی حاملہ تھی۔ چند دن بعد اسکا انتقال ہوا۔ باپ کے مرنے کے بعد ابومسلم خراسانی پیدا ہوا۔ لبعض مالداروں نے اس یتیم بچے کی تعلیم۔ اپنے ذمہ لے لی۔ اُس نے اپنی غیر معمولی ذہانت کی وجہ سے تعلیم کے تمام مراحل طے کئے۔ وہ عربی اور فارسی زبانوں کا غیر معمولی خطیب تھا قدرت نے اسے غیر معمولی وجاہت بھی عطا کی تھی۔ گورا رنگ۔ بڑی بڑی آنکھیں۔ چوڑی پیشانی۔ بھرا ہوا جسم۔ کشیدہ کامت۔ ابتدا ہی سے اس کے دماغ میں خیالات کا ایک طوفان برپا رہتا تھا۔ وہ رات رات بھر ٹہلتا رہتا تھا لوگ اس سے پوچھتے تھے کہ تم سوتے نہیں۔ وہ کہا کرتا تھا۔ کچھ نہ پوچھو میرا دماغ ہر وقت فکر کرتا رہتا ہے۔ اور آئینے کی طرح صاف و شفاف خیالات پھرنے

دماغ میں آتے رہتے ہیں۔ ہر وقت میں اس فکر میں سرگردان رہتا ہوں۔ کہ میں کوئی بڑا کام کروں۔

چنانچہ اس نے واقعی ایک بہت بڑا کام اور عظیم کارنامہ اس صورت میں انجام دیا۔ کہ اسلامی سلطنت کے خاندان بنی امیہ کے ایک صدی کے قریب مستحکم حکومت کو تہ و بالا کر کے۔ اسکی جگہ بنی عباس کے خاندانی حکومت کو برسر اقتدار لایا۔ جو ایک بین الاقوامی نوعیت کا واقعہ تھا۔ اور ہے۔

نفس زکیہ علوی کا خروج

ویسے تو خلافت کے بارے میں۔ آل بیت اور غیر آل بیت کی نزاع بنی امیہ کے دورِ خلافت سے چلا آرہا تھا۔ مگر جب عباس کی حکومت قائم ہو گئی۔ تو یہ جھگڑا اور پکڑ گیا۔ منصور کے زمانے میں۔ عباسی حکومت کے خلاف علویوں میں ایک عام حرکت پیدا ہوگئی۔ سب سے پہلے محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب الملقب بہ نفس زکیہ۔ نے منصور کے مقابلے میں خروج کیا۔ نفس زکیہ۔ فضل و علم و کمال۔ زہد۔ و۔ ورع اور اثر نفوذ کے لحاظ سے بنی ہاشم کے نہایت ممتاز بزرگ تھے۔ ایک زمانے سے وہ لوگوں کو خفیہ دعوت دے رہے تھے۔ منصور بھی انکی تاک میں لگا رہتا تھا۔ مگر نفس زکیہ برابر ایک مقام سے دوسرے مقام پہ منتقل ہوتے رہتے تھے۔ اس لئے وہ گرفتار نہ ہوسکے آخر کار ۱۴۵ھ ۷٦۳ء میں نفس زکیہ ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ نکلے۔ مدینہ پہنچ کر۔ مدینہ پر قبضہ کیا۔ مکہ گئے۔ یہاں کے باشندے بھی ساتھ ہو گئے۔

نفس زکیہ اور منصور کے درمیان خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہوا۔ نفس زکیہ نے منصور کی تمام مراعات اور پیش کش کو ٹھکرا دیا آخر نوبت بہ جنگ آمد۔ چنانچہ وہ نہایت بہادری سے منصور کی فوجوں کا مقابلہ کرتے ہوئے مارے گئے۔ اسکے سر کو کاٹ کر منصور کے پاس بھیج دیا گیا۔ اس نے نفس زکیہ کی سر کی ہر شہر میں تشہیر کرائی۔

ابراہیم علوی کا قتل

نفس زکیہ کے قتل کے بعد اسکے بھائی ابراہیم کی طرف سے بھی خطرہ تھا۔ کیونکہ انکی نقل وحرکت بھی خفیہ ہوتی تھی۔ خلیفہ منصور کی فوجوں میں انکے طرفداروں (شیعوں) کی خاصی تعداد موجود تھی ابراہیم آخر بصرہ پہنچے فقہا اور اہل علم کی بڑی جماعت انکے زیر اثر تھی۔ چنانچہ والی بصرہ قلعہ بند ہو گیا۔ ابراہیم نے اسکے قصر پر قبضہ کیا۔ اور بیت المال پر قبضہ کرکے اپنی فوج میں تقسیم کر دی۔ پھر احواز اور واسط پر قبضہ کیا۔ خلیفہ منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو ابراہیم کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ ابراہیم کے ساتھ ایک لاکھ فوج تھی۔ کوفہ کے علاقہ۔ حمزا کے مقام پر دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ پہلے حملے میں عیسیٰ پسپا ہو گیا۔ مگر بعد میں ابراہیم کی فوج کے پیر اکھڑ گئے۔ ابراہیم اپنے چھ سو خاص جان نثاروں کے ساتھ نہایت بہادری سے لڑتا ہوا۔ مارا گیا۔ اسکا بھی سر کاٹ کر۔ خلیفہ منصور کے پاس روانہ کر دیا۔ گیا۔ جس کی تشہیر اس نے ہر ایک شہر میں کروالیا اور اس طرح اسکے یہ دونوں قوی علوی دشمن نیست ونابود ہو گئے۔ اور اسکو آرام نصیب ہوا

شہر بغداد کی تعمیر

شہر بغداد کی تعمیر۔ خلیفہ منصور نے شروع کی۔ کیونکہ اُسکے دور خلافت میں عباسی حکومت کو کچھ استحکام نصیب ہوا تھا۔ اور اُسے باقاعدہ عباسی سلطنت کا دارالخلافہ قرار دیا۔ منصور کے بعد جتنے بھی عباسی خلیفہ آئے وہ برابر بغداد کی تعمیر اور آبادی میں اضافہ کرتے چلے گئے۔

سُلیمان بن عبداللہ الکندی والی سیستان توران و مکران کی آمد

جب خلیفہ سفاح کے بعد اُسکا بھائی منصور خلیفہ ہوا۔ تو اسنے سلیمان بن عبداللہ الکندی کو سیستان۔ توران۔ مکران کا عامل مقرر کر کے۔ سیستان بھیجا۔ وہ جب توران۔ مکران آیا۔ تو بو عاصم کا ناجائز قبضہ سیستان پر بدستور بحال تھا۔ لہٰذا اُمرائے اکراد بلوچ کے پنجگانہ کونسل کے اُمرا نے اُنکا خیر مقدم کیا۔ اور اپنے ملیشیاؤں کے ساتھ اُسکے ہمراہ سیستان چلے گئے۔ تو اُس وقت بو عاصم فراہ میں قیام پذیر تھا۔ چنانچہ سلیمان بن عبداللہ الکندی کے سپہ سالار عبیداللہ بن العلا اور اکراد بلوچ کے اُمیر ایرج براخوئی اور امیر شاہوں اور گانی اپنے دیگر اُمراء کے ساتھ مقام فراہ پہنچے۔ یہاں بو عاصم کے ساتھ سخت جنگ ہوئی۔ جنگ میں بو عاصم مارا گیا۔ لہٰذا عرب و بلوچ لشکر فتح یاب ہو کر۔ واپس زرنگ دارالخلافہ سیستان پہنچے سلیمان بن عبداللہ الکندی کو تزک و احتشام کے ساتھ کے ساتھ زرنج لائے۔ پھر کابل کے حکمران زنبیل نے فساد برپا کیا۔ جب اس پر

والی نے حملہ کیا۔ تو وہ بھاگ گیا۔ خلیفہ منصور نے ھنادی السری کو سیستان توران ۔ مکران کا والی مقرر کر کے ۔ سیستان بھیجا ۔

ہنادی السری والی سیستان توران مکران کی آمد ،

ہنادی السری ۔ پہلے مکران آیا ۔ پھر توران کے خطے میں آکر ۔ اکراد بلوچ کے اُمراء کو ساتھ لیکر سیستان کے دالخلافہ زرنج پہنچا ۔ سلیمان بن عبداللہ الکندی نے نئے والی کو ولایت کی عنان حکومت دینے سے اِنکار کیا ۔ کیونکہ اُس نے ہنادی السری کے اُمراسے بیشتر سیستان میں ایک خوارج امیر کو شکست دی تھی ۔ اور اس سے کافی مالِ غنیمت حاصل کیا تھا ۔ اس دولت کی وجہ سے وہ بہت غرور میں تھا بہرحال اہل توران و مکران کے اکراد بلوچ کے اُمرا ۱۔ امیر سمیک براخوئی (۲) امیر عبید زنگنہ ۳۔ امیر دینک ادرگانی ۴۔ امیر رشوان مالمی ۵۔ امیر روزیک کرمانی نے ۔ والی ہنادی السری کے ساتھ دیا ۔ کیونکہ اُسکی تقرری جائز تھی اُسکی پاس خلیفہ کا فرمان تھا ۔ فریقین کے درمیان جنگ ہوئی ۔ سلیمان بن عبداللہ الکندی کو شکست ہوئی ۔ اُسے گرفتار کر کے عاملی سے معزول کر دیا گیا ۔

زہیر بن محمد الازدی کا والی سیستان ، توران مکران ہونا

خلیفہ منصور نے چند مدت کے بعد ۔ زھیر بن محمد الازدی کو ۔ ھنادی السری کی جگہ سیستان توران ۔ مکران کا والی مقرر کر کے سیستان بھیجا جب زہیر سیستان پہنچا ۔ تو ہنادی السری نے حکومت کی زمام حوالہ کرنے سے انکار کر دیا ۔ چنانچہ

فریقین کے درمیان لڑائی ہوئی۔ ہنادی السری جنگ میں مارا گیا۔ زھیر بن محمد الازدی نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔ کچھ عرصہ گورنری کے فرائض انجام دیتا رہا۔ جب اُنکے سپہ سالار عتیبہ بن موسیٰ نے سرکشی کی۔ جس کی سرکوبی کے لئے زہیر مقام اُخد پہنچا۔ جہاں فریقین کے درمیان لڑائی ہوئی۔ عتیبہ مارا گیا۔ اسکے سر کو کاٹ کر خلیفہ منصور کے پاس بھیجا گیا۔ اور اس کے ساتھی بکر بن ایان کو۔ زھیر نے قید کر دیا پھر خلیفہ منصور نے زہیر بن محمد الازدی کو دارالخلافہ طلب کیا۔ اس نے عبیداللہ بن العلا کو اپنا نمائندہ سیستان توران۔ مکران۔ میں مقرر کر کے بغداد چلا گیا۔

مختلف افراد کے بطور والی سیستان توران مکران میں آمدورفت

خلیفہ منصور نے اپنے حین حیات میں مہدی کو ولی عہد مقرر کر کے حکومتی اختیارات دے دیئے۔ تو مہدی نے اپنے ماموں یزید بن منصور کو سیستان۔ توران مکران کا والی مقرر کر کے سیستان بھیجا۔

والی یزید بن منصور

یزید بن منصور بحیثیت والی سیستان توران مکران آیا۔ یہاں چند مدت رہ کر حکومت چلائی۔ اُسے آزدیہ مجوسی نے بغاوت کر کے شکست دی لہٰذا یزید بن منصور نے اس شکست کے بعد منصب ولایت چھوڑ کر۔ نیشاپور چلا گیا۔

والی معین بن زایدہ الشیبانی

خلیفہ کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اس نے یزید بن منصور کی جگہ معین بن

زایدہ الشیبانی کو والی سیستان ۔ توران مکران مقرر کر کے سیستان بھیجا۔ اُس نے سیستان آتے ہی۔ خوارج پر اتنا ظلم و تشدد کیا۔ کہ خوارج نے بغاوت کر کے اُسے جان سے مار دیا۔

والی یزید بن مزید

ولی عہد مہدی نے معین بن زایدہ الشیبانی کے قتل کے بعد۔ یزید بن مزید کو ولایت سیستان ۔ توران ۔ مکران کے منصب پر فائز کر کے سیستان بھیجا۔ اس نے اپنی منصب داری میں اتنا خرد برد کیا۔ کہ اُسے والی کے منصب سے معزول کر دیا گیا۔

والی تمیم بن عمر الیتمی

ولی عہد مہدی نے تمیم بن عمر الیتمی کو سیستان۔ توران۔ مکران کے والی مقرر کے سیستان بھیجا۔ اُسکے دور میں خوارج نے سیستان توران و مکران میں اتنا زور پکڑا۔ کہ انکی سرکوبی ضروری ہوگئی۔ چنانچہ خوارج کے سردار معین بن محمد اور والی تمیم بن عمر الیتمی کے درمیان لڑائی ہوئی۔ خوارج کا سردار حصین بن محمد جنگ میں کام آیا۔ سارے علاقے میں بدامنی پھیل گئی۔

والی عبیداللہ بن العلا

چنانچہ اس صورت حال کو دیکھ کر۔ مہدی نے عبیداللہ بن العلا کو سیستان توران۔ مکران کا والی مقرر کر کے۔ سیستان بھیجا۔ وہ سیستان آ گئے۔ اور انہی

کے دور گورنری میں خلیفہ منصور کا جو خاندان بنی عباس کا دوسرا خلیفہ تھا۔ انتقال ہو گیا اور اسکی جگہ پر اسکا بیٹا مہدی تخت خلافت بیٹھا۔ گویا عبید اللہ بن العلا خلیفہ منصور کی وفات تک سیستان ۔ توران اور مکران کا والی رہا۔

اکراد بلوچ کے قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا ء

خلیفہ منصور عباسی خاندان کے دویم خلیفہ تھے۔ ان کے دور کے اکراد بلوچ توران ومکران کے قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا ء یہ تھے۔ (۱) اَمیر سیمک براخوئی۔ ۲۔ امیر عبید زنگنہ ۳۔ اَمیر دینک ادرگانی (۴) امیر رشوان مالی ۵۔ اَمیر رودزیک کرمانی۔ خاندان بنی عباس کے خلفاء بھی ۔ قدیم بلوچستان (توران ومکران) میں بنی اُمیہ کے خاندان کی پالیسی کو برقرار رکھتے ہوئے ۔ اکراد بلوچ کے مراعات کو جاری رکھا۔ اور اُنکی سرحدی ملیشیاؤں کو بھی بحال رکھا۔ اس دور میں اَمیر سیمک براخوئی۔ خطہ توران کے اکراد بلوچ کے ملیشیاء کے کمانڈر تھے۔ امیر دینک اَدرگانی اکراد بلوچ مکران کے ملیشیاء کے اُفسر اعلیٰ تھے۔

عباسی دور خلافت میں اکراد بلوچ کی قبائلی تنظیم نو

چونکہ عباسی خاندان کے دور خلافت میں اکراد بلوچ توران ومکران کے قبائیل میں اُفزائش نسلی کی وجہ سے مزید نئے طائفے وجود میں آئے تھے۔ اور باقاعدہ قبیلہ کی صورت اختیار کر گئے تھے ۔ لہٰذا ان سب کی دوبارہ قبائلی گروہ بندی ضروری تھی ۔ تاکہ اس گروہ بندی کے تحت ۔ قبائلی نظام میں ایک باقاعدہ رکن

۱ سطح مرتفع قلات (توران)

کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہیں۔ اور قبائیلی ڈسپلن بھی قائم رہے اور اُسمیں بے ترتیبی واقع نہ ہو۔

بحوالہ کوردگال نامک ایک سوستر (۱۷۰) قبائل اکراد بلوچ نے حضرت امام حسین کے ماتم میں حصہ لیا۔ اور انہی کے از سرنو۔ گروہ بندی کے بارے میں کوردگال نامک یہ تفصیل بیان کرتا ہے۔ کہ غزدار[۲] اور ننزپور[۳] میں اکراد بلوچ نے دو جرگہ طلب کر کے۔ اپنے قبائیلی گروہ بندی کو از سر نو تشکیل دیا۔

۱۔ اکراد براخوئی بلوچ کے ابتدائی آٹھ طائیفے۔

(۱) کیکانی (۲) گورانی (۳) سارونی (۴) غزداری (۵) گرگیشکانی (۶) ارمیلی (۷) یولانی (۸) منشکانی تھے۔ لہٰذا۔ اس قبائلی تنظیم نو میں یہ براخوئی بلوچ آٹھ طائیفے قبیلہ کی صورت اختیار کر گئے لہٰذا ان کے طایفوں کا تعین کیا گیا۔ کہ ہر ایک قبیلہ کے ساتھ کونسا طائیفہ منسلک ہے۔ تاکہ اُسی قبیلے کے تحت رہ کر اپنا قبائلی سماجی کردار ادا کرے۔ ان آٹھ قبیلوں کے علاوہ۔ دو اور قبائل۔ ساجدی اور سنگر (سنگرُ) براخوئی بلوچ برادری میں گذشتہ ادوار میں شامل کئے گئے تھے۔ جسکا ذکر تاریخ بلوچ و بلوچستان جلد دوئیم میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ کل اب دس قبائیل تصور ہوتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ منسلک طایفے انہی کے ذیلی طایفے شمار ہوتے ہیں۔ جنکی تفصیل کوردگال نامک نے اس طرح بیان کی ہے جسے ہم اُسی طرح تفصیل کے ساتھ تحریر کرتے ہیں۔ تاکہ اکراد بلوچ کے قبائیل اور اُنکی ذیلی طایفے واضح صورت میں سامنے آئیں۔

---

۲ = موجودہ خضدار ۳ = پنجگور

I ۔ ۱ قبیلہ کیکانی براخوئی بلوچ کی طائفے ۔

۱۔ سنجاوی ۔ (۲) سباحی (۳) سفاری (۴) دینوری (۵) پرکانی (۶) نودو (۷) چونگ (۸) ابدا (۹) جادی (۱۰) ساہولی (۱۱) جلابینی (۱۲) کودانی (۱۳) بورکی (۱۴) کلآنی (۱۵) مکالی (۱۶) شکری (۱۷) سمالی (۱۸) جلانی (۱۹) صلاحی (۲۰) زیرکی (۲۱) مکالی (۲۲) ہوتمانی (۲۳) زرکانی (۲۴) بجوزی ۲۵ عبدانی (۲۶) باجانی ۲۷ ۔ شامیری ۲۸ شاہکی ۲۹ توہئو (۳۰) زرینی (۳۱) خسانی (۳۲) بجیری ۔

II ۔ ۲ قبیلہ گورانی براخوئی بلوچ کی طائفے ۔

۱۔ سمک ۲۔ شاہک ۳۔ مرائی ۴۔ بمبکانی ۵۔ شمبد ۶۔ سانک ۷ تینگی ۸ شورانی ۹ شیفاک ۱۰۔ زیدہی ۱۱۔ مجارانی ۱۲ سیوائی ۱۳ کنیتانی

III ۔ ۳ قبیلہ ساردنی براخوئی بلوچ کی طائفے ۔

۱۔ مندگار (۲) ہونزان ۳۔ ہیبرند ۴۔ جسکانی ۵۔ گوجاری ۶ الناری ۷۔ کلینی ۔

IV ۔ ۴ ۔ قبیلہ غرزاری براخوئی بلوچ کی طائفے ۔

۱۔ شاہولی ۲۔ آدمانی ۳۔ جلائی ۴۔ جونگل ۵۔ جودکی ۔ ۶ ۔ حوتانی ۷۔ دودائی ۔

V قبیلہ گرگیشکانی براخوئی بلوچ کی طائفے ۔

۱۔ بائیو ۲ منک ۳۔ نوتاری ۴ نوتانی ۵ ساردلی ۶ سریانی ۷ بیزن ۔

VI - ۶ قبیلہ اُرمیلی براخوئی بلوچ کی طایفے

۱۔ لزکف ۲۔ ساتکانی ۳ سوبانی ۴ ساپونی ۵۔ تیغانی ۶۔مترلوان ۷۔ مکڑی ۸۔ وانی۔

VII - ۷ قبیلہ بولانی براخوئی بلوچ کی طایفے

۱۔ بولانی ۲۔ گرجبنی ۳۔ شوذن ۴۔ باسیری ۵۔ گلہر ۶۔ ماخانی

VIII - ۸۔ قبیلہ مشکانی براخوائی بلوچ کی طایفے

۱۔شیکرد ۲۔ تیگیانی ۳۔ بَتوالی ۴۔ لُوزانی ۵۔ کِدک ۶۔ بڑدی ۷۔ ندامی۔

IX - ۹۔ قبیلہ ساجدی براخوئی بلوچ کی طایفے ۱۔ سندوانی (۲) لبوسانی ۳۔ ہیجوانی ۴۔ پروگر ۵۔ بُرڈانی ۶۔ پاتانی ۷۔ تاشانی

X - ۱۰ قبیلہ سنگر براخوئی بلوچ کی طایفے۔

۱۔ ہمدانی ۲۔ ندامانی ۳۔ حادی ۴۔ گوارانی ۵۔ ذرنان ۶۔ شاہوں

اب مکران کے اکراد بلوچ کے ان تین قبیلوں۔ ادرگانی ماملی اور کرمانی۔ کی طایفوں کی تفصیل سے تذکرہ کیا جائیگا۔ کہ اس نئی قبائلی تنظیم میں۔ قبیلہ ادرگانی کرمانی۔ ماملی کے ساتھ کون کون سے طایفے مسلک کر دیئے گئے۔ جو ہمیشہ کے لئے اُنکے ذیلی طایفے شمار ہونے لگے۔

I - ۱۔ قبیلہ ادرگانی بلوچ کی طایفے۔

۱۔ سورانی ۲ بادین ۳ کلچاری ۴۔ جبیانی ۵۔ نیسانی ۶۔ موندانی ۷۔ مکلمانی ۸۔ کنذانی۔ ۹۔ سرزنگانی ۱۰۔ سٹربانی ۱۱۔ انیزی ۱۲ شنبانی۔

۱۳۔ رد ہیلی ۱۴ شخل ۱۵۔ یلان ۱۶۔ جیکانی ۱۷۔ اشئی ہو۔

II-۲ قبیلہ مالی بلوچ کی طایفے

۱۔ سون من (۲) لادی (۳) بوڑیری (۴) بازی حیانی (۵) خولانی (۶) بابینی (۷) آسکانی (۸) سلاری (۹) شاہیکی (۱۰) ہوتانی (۱۱) بوتانی (۱۲) جکانی۔ (۱۳) حسرانی۔

III۔ ۳۔ قبیلہ کرمانی بلوچ کی طایفے

۱۔ گرسانی ۲۔ ہلیلانی ۳۔ جوانی۔ ۴۔ جلوانی ۵۔ شمو ۶۔ رمشکانی ۷۔ تورانی۔ ۸۔ سانکی ۹۔ رودینی ۱۰۔ جلابک (۱۱) سوہانی ۱۲۔ دیگانی ۱۳۔ جلاب ۱۴۔ شورانی۔

قبیلہ زنگنہ کرد بلوچ۔ اکراد براخوئی بلوچ توران واکراد۔ ادر گانی بلوچ مکران کے ساتھ ۸۵۳ سال قبل از مسیح۔ کیقباد ماد کرد بادشاہ کے ساتھ مادستان وفارس سے آیا۔ زابلستان کی فتح کے بعد وہیں پر سکونت اختیار کی۔ زابلستان میں بعد میں ایسے سیاسی حالات رونما ہوئے۔ کہ سلطنت آخکانی حکمرانوں کے دورِ حکومت میں۔ قبیلہ زنگنہ کرد بلوچ توران میں منتقل ہوا۔ اور ایک باقاعدہ قبیلہ شمار ہونے لگا۔ لہٰذا اس قبائلی تنظیم لڑیں۔ ان طایفوں کو اُسکے ساتھ بطور ذیلی طایفے منسلک کر دیئے گئے۔

I۔ ۱ قبیلہ زنگنہ کرد بلوچ کی طایفے۔

۱۔ شاری ۲۔ شاماری ۳۔ ترحانی ۴۔ خاوری ۵۔ پرتوس ۶۔ نفانی۔ ۷۔ ساگا۔ ۸۔ جبینزی۔ ۹۔ ہوتکاری ۱۰۔ دُزکی ۱۱۔ آدینی ۱۲۔ سنجری ۱۳۔ کمکانی

۱۴۔ الزاری ۱۵۔ سمدینی ۱۶۔ بیوانی ۱۷۔ شینوانی ۔ ۱۸۔ شکانی ۔ ۱۹۔ شاہلی
۲۰۔ ساوانی ۲۱۔ شکیانی ۲۲۔ کرتک ۲۳۔ دُرّاک (۲۴) شیک ۔ ۲۵۔ ہیجب
۲۶۔ توکانی (۲۷) زراب

بعد میں یہ طوایف زابلستان (موجودہ سیستان) کے علاقہ خاران وچاغی جو علاقہ توران سے متصل تھے۔ انہی علاقوں میں آباد ہوکر زابلستان اور توران آتے جاتے رہے۔

خلیفہ منصور کے دورِ خلافت میں سندھ کے حالات

خلیفہ سفاح کے دورِ خلافت میں موسیٰ بن کعب تمیمی سندھ کا گورنر تھا بعد میں اس نے خلیفہ کی اجازت سے اپنے بیٹے عیینہ بن موسیٰ کو سندھ کی گورنری کے منصب پر فائز کراکر۔ خود عراق چلا گیا۔ خلیفہ منصور کے دورِ خلافت میں عیینہ بن موسیٰ سندھ کا گورنر تھا۔ وہ یہاں کی حکومت کو سنبھال نہ سکا۔ اسکی نااہلی کی وجہ سے مسلمان عرب قبیلے یمنی قحطانی اور حجازی نزاری جو یہاں آباد تھے۔ اسکی بے راہ روی پر معترض ہوئے۔ بجائے اسکے کہ وہ اپنے طرز عمل میں تبدیلی لائے اُسنے اپنے مخالفین کو گرفتار کرکے۔ سب کو قتل کروایا۔ اس واقعہ کی وجہ سے گورنر عیینہ بن موسیٰ کے خلاف بغاوت کی شعلے بھڑک اُٹھے۔

عمر بن حفص عتکی کا سندھ میں بطور والی آنا

جب خلیفہ منصور کو سندھ میں ان حالات کا علم ہوا۔ تو اُس نے عمر بن

حفص عتکی کو سندھ کا والی نامزد کر کے۔ اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے سندھ بھیجا۔ اور عقبہ بن مسلم کو اُن کا مشیر بنا کر۔ ساتھ روانہ کیا عمر بن حفص عتکی نے سندھ پہنچ کر۔ ملک میں امن و امان قائم کیا۔ سندھ کے دارالخلافہ منصورہ پر قبضہ کرنے کے بعد سابق والی عینیہ بن موسیٰ کو گرفتار کر کے۔ خلیفہ کے پاس بغداد روانہ کر دیا۔

عینیہ بن موسیٰ کا انجام

جب نئے والی عمر بن حفص عتکی نے عیینہ بن موسیٰ سابق گورنر کو قید کر کے بغداد روانہ کر دیا۔ تو وہ زابلستان کے علاقے میں۔ زرنج کے مقام پر اپنے محافظوں سے آنکھ بچا کر فرار ہو گیا۔ بعد میں ممنی لوگوں کو اُسکے فرار کا حال معلوم ہوا۔ انہوں نے اُسے دوبارہ گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ اور سر کاٹ کر۔ بغداد خلیفہ منصور کے پاس بھیجا۔

محمد نفس زکیہ کے فرزند عبداللہ بن محمد کا انجام سندھ میں

خلیفہ منصور کے دورِ خلافت میں خلافت کے حصول کے بارے میں۔ آل بیت اور غیر آل بیت کی نزاع۔ جو بنی امیہ کے عہد سے چلی آ رہی تھی۔ شدت اختیار کیا تھا۔ حسنی سادات میں سے محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی بن ابی طالب نے جو نفس زکیہ کے لقب سے مشہور تھا۔ اپنے بھائیوں اور صاحب زادوں کو اپنا نمائندہ بنا کر مختلف ممالک میں بھیجا تھا۔ تاکہ علوی حکومت کے قیام کے لئے جد و جہد کریں۔ چنانچہ انہوں نے سندھ میں اپنے بیٹے عبداللہ بن محمد کو

بھیجا۔ جو عبداللہ الاشتر کے نام سے مشہور تھا۔ یہ گورنر عمر بن حفص کے دور گورنری میں سندھ آیا۔ اور گھوڑے کے تاجر کے بھیس میں سندھ میں داخل ہوا۔

عمر بن حفص والی سندھ کے عبداللہ الاشتر کی آمد پر ردعمل

عمر بن حفص نے عبداللہ الاشتر کی بحیثیت ایک تاجر کے آؤ بھگت کی۔ ایک دن ان کے ایک ساتھی نے موقع پاکر اپنے آنے کا مقصد بیان کر دیا۔ اور اُس کو سادات کی حکومت کے قائم کرنے میں معین اور مددگار ہونے کی دعوت دی۔ عمر بن حفص والی سندھ نے فوراً اس دعوت کو قبول کیا۔ اور اُن کو ایک مخفی جگہ میں رکھا۔ کچھ عرصہ بعد ایک تاجر بغداد سے ایک خط والی عمر بن حفص کی بیوی کا لے کر آیا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ نفس زکیہ۔ اور ان کا بھائی دونوں عباسی خلیفہ کے ہاتھوں شہید ہو چکے ہیں۔ عمر بن حفص نے یہ خط عبداللہ الاشتر کو دکھایا۔ جب ان حالات کا علم ہوا۔ تو پھر عبداللہ الاشتر بہت پریشان ہوئے عمر بن حفص نے اُن کو کہا۔ کہ پریشان ہونیکی ضرورت نہیں وہ اُن کو ایک ہندو راجا کے پاس بھیج دیں گے۔

عبداللہ الاشتر ہندو راجا کی پناہ میں

چنانچہ عمر بن حفص نے۔ عبداللہ الاشتر کو اُس راجا کے پاس روانہ کر دیا۔ اس ہندو راجہ نے اس کی عزت افزائی کی اور بالکل شہزادوں کے طرح عبداللہ الاشتر کے قیام کا انتظام کیا۔ اور عبداللہ الاشتر وہاں بہت آرام سے زندگی

بسر کرنے لگا۔ چنانچہ دس بارہ سال تک عبداللہ الاشتر اس ہندو راجا کے علاقہ میں آرام کی زندگی بسر کرتے رہے۔

خلیفہ منصور کو عبداللہ الاشتر کی سندھ میں موجودگی کی اطلاع

جب خلیفہ منصور کو معلوم ہوا۔ کہ عبداللہ الاشتر سندھ میں مقیم ہے۔ اس نے فوراً ہی عمر بن حفص سے جواب طلب کیا۔ کہ تم نے عبداللہ الاشتر کو سندھ میں کیسے پناہ دی ہے۔ عمر بن حفص خلیفہ کی اس جواب طلبی سے بہت پریشان ہوا آخر اس نے اپنے معتمدوں سے مشورہ کیا۔ چونکہ عبداللہ الاشتر کے ورود سندھ میں بذریعہ اکراد بلوچ توران و مکران ہوا تھا۔ لہٰذا بہ حوالہ کورد گال نامک۔ سند کے امیر عمر بن حفص نے ان اُمرا سے بھی مشورہ کرنے کو ضروری سمجھا۔

اکراد بلوچ فدائین کی قربانی

جب عبداللہ الاشتر۔ خفیہ طور گھوڑے کے سوداگر کے بھیس میں۔ ایران سے مکران اور پھر توران وارد ہوا۔ تو بہ حوالہ کورد گال نامک۔ اُمیر مکران۔ امیر دینک ادرگانی۔ انہیں لے کر۔ توران کے شہر کیکان میں اُمیر توران۔ امیر سمیک براخوئی کے پاس لائے۔ دونوں نے صلاح و مشورہ کے بعد تین اکراد بلوچ راہبروں۔ رائیں جلب، منک کے ساتھ۔ انہیں سندھ کے علاقے میں پہنچا دیا۔ جب امیر سندھ عمر بن حفص کے آدمی مشورہ کے لئے اُمیر توران امیر سمیک اور امیر مکران اُمیر دینک کے پاس آئے۔ تو اکراد بلوچ کے ان راہبروں کو سارے واقعہ کا علم ہو گیا۔ تو وہ

اپنے اُمراء کی اجازت کے بعد سندھ کے مشیروں کے ساتھ عمر بن حفص کے پاس پہنچے۔ اور اُن کو کہا۔ کہ ان تینوں کا نام خلیفہ کو لکھ کر بھیج دے۔ خلیفہ نے معاف کیا۔ بہتر ورنہ اگر قتل ہوئے تو ہم حضرت حسینؑ کے فدائیں ہیں۔ شہادت پا کر۔ اُن سے جا ملینگے۔ عمرؓ بن حفص افراد بلوچ کے راہبروں کے مشورے سے اتفاق نہیں کیا۔ بلکہ انکو مشورہ دیا۔ کہ وہ اپنے میں سے ایک کا نام تجویز کریں۔ کم از کم تین کے بجائے ایک کو سزا ملیگی۔ چنانچہ ان تینوں میں سے حلب زیادہ پرجوش تھا۔ انہوں نے کہا۔ کہ اُن کا نام لکھکر خلیفہ کو بھجوایا جاوے۔ چنانچہ خلیفہ منصور کے طلبی پر جب سندھ کے گورنر عمر بن حفص نے۔ حلب کو محافظوں کے ساتھ بغداد روانہ کر دیا۔ تو خلیفہ نے بجائے معاف کرنے کے اُسے قتل کروا دیا۔ اس طرح عمر بن حفص والی سندھ۔ خلیفہ کے عتاب سے تو بچ گیا۔ مگر خلیفہ کے دل میں اُس کی طرف سے شبہات پیدا ہوئے۔ چنانچہ خلیفہ نے عمر بن حفص کو سندھ کی عاملی سے معزول کر کے۔ ہشام بن عمرو تغلبی کو سندھ کا والی مقرر کر کے سندھ روانہ کر دیا۔

ہشام بن عمرو تغلبی کی سندھ میں آمد بطور والی

خلیفہ منصور نے ہشام بن عمرو تغلبی کو سندھ کا والی مقرر کر کے سندھ بھیجا اور اُسے سختی سے ہدایت کی۔ کہ عبداللہ الاشتر کو قید کر کے۔ بغداد بھیجا جائے جس راجا کے پاس پناہ گزین ہے۔ اسکے ملک پر حملہ کیا جائے۔ جس طرح بھی ہو عبداللہ الاشتر کو زندہ گرفتار کیا جائے بصورت دیگر اگر زندہ گرفتار نہیں ہوتا ہے۔ تو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ ہشام بن عمرو تغلبی سندھ پہنچا تو وہ خود سادات

سے عقیدت رکھتا تھا۔ وہ مختلف حیلوں اور بہانوں سے عبداللہ الاشتر کی گرفتاری کے متعلق خلیفہ کو ٹالتا رہا۔ اتفاقاً سندھ کے ایک علاقہ میں بغاوت ہوا۔ والی ہشام نے اپنے بھائی سفیح کو اس بغاوت کے فرد کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ جہاں عبداللہ الاشتر مقیم تھا۔ سفیح جب اُس علاقے میں پہنچا۔ تو اُس کو کچھ سوار نظر آئے۔ اتفاقاً انہیں معلوم ہوا۔ کہ عبداللہ الاشتر اور اس کے ساتھی ہیں۔ دشمن نہیں ہیں۔ لیکن سفیح نے اُن پر حملہ کیا۔ عبداللہ الاشتر اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ بڑی بامردی سے مقابلہ کرتا ہوا۔ شہید ہوا۔

راجا کے علاقے پر مسلمانوں کا حملہ

جب عبداللہ الاشتر جنگ میں مارے گئے۔ تو ۱۶۹ھ میں والی سندھ ہشام نے راجہ پر حملہ کیا۔ خونریز جنگ کے بعد راجہ کے علاقے پر قابض ہوگیا۔ عبداللہ الاشتر کے چار سو معتقدین میں سے کچھ تو مارے گئے۔ اور کچھ اِدھر اُدھر پھیل گئے۔ مگر عبداللہ الاشتر کی بیوی اور لڑکے محمد کو خلیفہ منصور کے پاس بھیج دیا گیا انہوں نے اِن کو مدینہ بھجوا دیا۔

معبد بن خلیل تمیمی کی آمد بطور والی سندھ

ہشام کی وفات کے بعد خلیفہ منصور نے ۱۷۳ھ میں معبد خلیل تمیمی کو سندھ کا والی بنا کر۔ سندھ بھیجا اُس نے زمام حکومت کو اچھی طرح سنبھالا۔ یہ خلیفہ منصور کی وفات تک سندھ کا گورنر رہا۔

وفات خلیفہ منصور

خلیفہ منصور ذی الحجہ کے مہینے میں پیدا ہوا تھا۔ اور پھر اسی مہینے میں تخت خلافت پر بیٹھا۔ اسلئے اسکو یہ وہم ہو گیا تھا۔ کہ وہ اسی ذی الحجہ ہی کے مہینے میں مرے گا۔ اس نے اپنے بیٹے مہدی کو کاروبار سلطنت کے متعلق ضروری امور سمجھائے۔ اور ایک مفصل ہدایت نامہ دے کر۔ حج کے مقصد سے نکلا اس کا وہم صحیح ثابت ہوا۔ راستہ میں بیمار پڑا۔ اور مقام (بیر معونہ) پہنچ کر فوت ہوا۔ اسلئے باب معلیٰ کے قبرستان میں اُسے برہنہ سر دفن کیا گیا۔ کیونکہ موت کے وقت وہ احرام میں تھا۔

چارٹ نام خلیفہ خاندان بنی عباس وہم عصر والیان سیستان۔ توران و مکران وہم عصر اُمرائے قبائیلی کونسل پنجگانہ اکراد بلوچ توران و مکران

نمبر شمار	نام خلیفہ خاندان بنی عباس سلطنت اسلامی	نام والی سیستان توران و مکران	نام اُمرائے قبائلی کونسل پنجگانہ اکراد بلوچ توران و مکران۔
۱	ابو العباس عبد اللہ بن محمد السفاح ۱۳۲ھ تا ۱۳۶ھ	۱۔ عمر بن العباس بن عمیر ۲۔ ابو نجم عمار بن اسماعیل ۳۔ ابو عاصم	۱۔ اُمیر ایرج براخوئی۔ ۲۔ امیر عبید زنگنہ ۳۔ امیر شاہوت ادرگانی ۴۔ امیر کوماس مالی ۵۔ امیر حاجب کرمانی۔

۲	خلیفہ منصور سنہ ۷۵۴ء تا سنہ ۷۷۵ء	۱۔ سلیمان بن عبداللہ الکندی ۲۔ ہنادی السری ۳۔ زہیر بن محمد الازدی۔ ۴۔ عبید اللہ بن العلا نمائندہ زہیر ۵۔ یزید بن منصور ۶۔ معین بن زایدہ الشیبانی ۷۔ یزید بن مزید ۸۔ تمیم بن عمر التیمی ۹۔ عبید اللہ العلا۔	۱۔ امیر سمیک براخوئی۔ ۲۔ امیر عبید زنگنہ ۳۔ امیر دینک ادرگانی ۴۔ امیر رشوان مالی ۵۔ امیر رودزیک کرمانی

باب ہفتم

خلیفہ مہدی ۷۷۴ء تا ۷۸۵ء کے دور کے امرائے اکراد بلوچ توران و مکران

خلیفہ منصور کیبعد جب اُسکا بیٹا۔ محمد ملقب بہ مہدی مسندِ خلافت پر بیٹھا تو اکراد بلوچ کے قبائیلی کونسل پنجگانہ توران و مکران کے اُمرا، یہ تھے۔ اَمیر محمد براخوئیؒ ۲۔ اَمیر آبان زنگو؛ (۳) امیر غنی ادرگانی (۴) امیر عُمر ماملی ۵۔ امیر شاری کرمانی۔ یہ اُمرائے اکراد بلوچ توران و مکران خلیفہ مہدی (۷۷۴ء تا ۷۸۵ء جو خاندان بنی عباس کا تیسرا خلیفہ تھا۔ انکے ہم عصر تھے۔ انکے تاریخی حالات تفصیل سے بیان کئے جائیں گے۔ کہ اس دور میں اور اس دور کے بعد۔ امرائے اکراد بلوچ اپنے تمنوں[۱] کے ساتھ تاریخ اسلام میں کیا کیا نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔

محمدؐ ملقب بہ مہدی کا خلیفہ ہونا ۷۷۴ء تا ۷۸۵ء

منصور کے بعد۔ اُسکا بیٹا محمد ملقب بہ مہدی تختِ خلافت پر بیٹھا۔

---

[۱] : قبائیلوں

انکی ماں (اروی حمیری) خاندان سے تھی۔ مہدی نے خلیفہ ہوتے ہی اپنے باپ کی وصیت پر عمل کیا۔ اپنے باپ کے زمانے کے قیدیوں کو رہا کردیا۔ ان کو انعام و اکرام سے نوازا اس کا اثر عام رعایا پر بہت اچھا پڑا۔[۱]

خالد بن سوید والی سیستان۔ توران۔ مکران

خلیفہ مہدی نے۔ حمزہ بن مالک خزاعی کو سیستان کا والی مقرر کیا۔ مگر وہ خود تو سیستان نہیں آیا۔ البتہ اپنے نمائندے خالد بن سوید کو سیستان بھیجا۔ اس نے چند دن سیستان میں قیام کیا۔

نوح خارجی کی والی کے افواج سے لڑائی

نوح خارجی۔ توران اور مکران کے خوارج کی وجہ سے بہت طاقتور ہو گیا تھا چنانچہ اس نے بہ حوالہ کوردگال نامک۔ سہر آبادان[۲] کو اپنا مستقر بنایا تھا۔ یہیں سے وہ مختلف اطراف پر حملہ کیا کرتا تھا۔ والی سیستان خالد بن سوید اُسکے سرکوبی کو نکلا۔ جب نوح خارجی کو والی کے حملے کا خبر ہوا۔ تو اُس نے نشکیں[۳] کے علاقے میں پیش قدمی کرکے والی کے راستے کو روکے رکھا۔ یہیں پر اس کا سامنا والی کے فوجوں کے ساتھ ہوا۔ سخت لڑائی ہوئی جسمیں طرفین کے بہت سے لوگ مارے گئے۔ ان حالات سے جب خلیفہ مہدی مطلع ہوا۔ تو اُس نے عبید اللہ بن العلا کو سیستان۔ توران۔ مکران کا والی مقرر کرکے۔ سیستان بھیجا۔

---

[۱]: الیعقوبی۔ ج۔ ۲۔ ص۔ ۴۷۵

[۲]۔ سوراب [۳] نوشکی۔

والیان سیستان توران و مکران کی آمدورفت

عبیداللہ بن العلا والی

عبیداللہ بن العلا۔ سیستان پہنچ کر امارت کی ذمہ داری سنبھال لی ۔ مگر چند مدت بعد فوت ہوا۔ تو گورنر جنرل خراسان یزید بن مزید نے اپنے بیٹے فیاض بن یزید بن مزید کو عارضی طور پہ والی سیستان ۔ توران مکران مقرر کر کے سیستان بھیجا۔ وہ خراسان سے آکر امارت کی باگ ڈور سنبھال لی

فیاض بن یزید بن مزید والی :۔

چنانچہ فیاض بن یزید بن مزید سیستان آکر مسند امارت سیستان. توران ۔ مکران کی ذمہ داری سنبھال لی۔

زھیر بن محمد الازدی والی کی آمد

چونکہ والی فیاض بن یزید بن مزید کی عاملی عارضی تھی ۔ چنانچہ مہدی نے زھیر بن محمد الازدی کو سیستان توران ۔ مکران کا عامل مقرر کر کے ۔ سیستان بھیجا۔ زھیر سیستان آیا۔ توران مکران کا دورہ کیا۔ اور تقریباً آٹھ سال تک گورنری کے عہدے پہ فائز رہا لوگوں کی فلاح وبہبود کے لئے بہت سے کام کئے ۔ انہی کے دور میں مہدی کا انتقال ہوا۔

مہدی کے دور خلافت میں سندھ کی صورتحال

مہدی کی خلافت کے دوران سندھ کے کئی ایک گورنر آئے اور گئے۔ کسی کو

حکومت کرنے کا موقع نہیں ملا کیونکہ وہ سندھ میں سندھ جاٹوں کی سرکوبی میں کامیاب نہ ہو سکے اور بغاوت کو زیر کرنے میں ناکام رہا پہلا والی رُوح بن حاتم بھی کامیاب والی ثابت نہیں ہوا پھر ۲۔ بسطام ہشام تغلبی کا بھائی آیا۔ وہ بھی چند مدت بعد معزول کر دیا گیا۔ ۳۔ پھر نصر بن محمد اشعث خزاعی۔ ۴۔ محمد بن سلیمان بن علی ہاشمی ۵۔ زهیر بن عباس۔ ۶۔ معج بن عمرو تغلبی یکے بعد دیگرے سندھ کے والی بن کر آئے۔ مگر ان میں سے ایک بھی حکومت کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ سندھ میں اس گورنر گردی اور اکھاڑ پچھاڑ سے بدامنی اور بڑھ گئی ان حالات سے مجبور ہو کر مہدی نے اپنے غلام لیث بن طریف کو سندھ کا گورنر بنا کر بھیجا۔ تو اس دور میں جاٹوں کی سرکشی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ لیث بہت سمجھدار آدمی تھا۔ آتے ہی اُس نے اکرادِ بلوچ قبائلی کونسل پنجگانہ اُمرائے توران اور مکران سے رابطہ قائم کیا اور امداد طلب کی۔ اَمیر محمد براخوئی بلوچ۔ اور امیر غنی اورگانی بلوچ مع اپنے نائب سالاروں اَمیر آبان زنگنہ اَمیر عمر مالمی۔ اَمیر شاری کرمانی کے اپنے ملیشاؤں کو لے کر سندھ پہنچے۔ اسی دوران خلیفہ مہدی کی امدادی فوج بصرہ سے پہنچی۔ لیث بن طریف نے جاٹوں سے ہر محاذ پر اعلان جنگ کر کے۔ ان پر تابڑ توڑ حملے کئے ۔ ملک میں دوبارہ امن قائم ہوگیا۔ اور جاٹوں کا سلسلہ شورش ختم ہوگیا۔

خلیفہ مہدی کی وفات

خلیفہ مہدی ۴۳ سال کی عمر میں ماسبندان کے مقام کے ایک گاؤں میں چل بسے جہاں وہ شکار کھیلنے کے لئے گیا تھا۔ ہارون الرشید نے نماز جنازہ پڑھائی اور اسی غربت کدہ میں اُسے سپُرد خاک کیا گیا۔

ہادی بن مہدی کا خلیفہ کا نا ۱۸۵ھ تا ۱۸۶ھ

مہدی کے بعد اُس کا لڑکا موسیٰ ملقب بہ ہادی تخت نشین ہوا۔ یہ ایک لونڈی خیزران کے بطن سے تھا۔

حسین بن علی کا قتل و خروج

ہادی کے خلیفہ ہونے کے چند دن بعد حسین بن علی بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب۔ مدینہ میں خروج کیا اُس نے دارالامارہ کا محاصرہ کیا۔ قیدخانہ سے قیدی رہا کر دیئے۔ گورنر مدینہ عمر بن عبدالعزیز مقابلے کو نکلا۔ اُسکو شکست دی گئی۔ حسین کے ساتھیوں نے بیت المال لوٹ لیا۔ پھر حسین مکہ پہنچا۔ غلاموں کی آزادی کا اعلان کیا۔ سارے غلام اُسکے ساتھ ہو گئے۔ آخر میں۔ بڑی مشکلوں سے محمد بن سلیمان اور سلیمان بن منصور نے بہ مقام (فتح) حسین کو شکست دی۔ سر قلم کر کے خلیفہ ہادی کے سامنے پیش کیا گیا۔ سر دیکھ کر ہادی خلیفہ بہت برہم ہوا۔ اور فاتحین کو کوئی صلہ نہیں دیا۔

والیان سیستان توران و مکران کی آمد و رفت

تحمیم بن سعید والی

جب ہادی تخت خلافت پر بیٹھا۔ تو اس نے تحمیم بن سعید کو سیستان۔ توران مکران کا والی بنا کر۔ سیستان بھیجا۔ تحمیم بن سعید اپنے عاملی کے دور میں کابل کے بادشاہ زنبیل پر اپنے اور اکراد بلوچ توران و مکران کے بلتیاؤں کی کمک سے حملہ کر کے۔ لڑائی میں اُسے شکست دی۔ اور اس کے بھائی کو گرفتار کر کے بغداد خلیفہ کے پاس بھیج دیا

اس فتح کے بعد والی تحیم بن سعید کو ترقی دی گئی۔ خلیفہ ہادی نے کثیر بن سالم کو سیستان
توران بکران کا والی مقرر کر کے۔ سیستان بھیجا۔

کثیر بن سالم والی۔

کثیر بن سالم سیستان پہنچ کر۔ مسند ولایت کی ذمہ داری سنبھال لی
اُسکے چند مدت بعد خلیفہ ہادی کا انتقال ہوگیا۔ کثیر بن سالم نے اپنے دورِ حکمرانی میں
بہت انصاف سے حکومت کی۔ اور لوگوں کی خوشحالی کے لئے بہت سے کام کئے

وفات خلیفہ ہادی

ہادی کو تخت نشین ہوئے کل سوا سال ہو گئے تھے۔ کہ ان کا انتقال ہوگیا
ایک روایت یہ ہے کہ اُسکو۔ اُسکی والدہ نے مروا ڈالا۔ کیونکہ وہ اپنی ماں خیرزان کی
امور مملکت میں مداخلت پسند نہیں کرتا تھا۔ بعض روایت کہتے ہیں کہ وہ اپنی طبعی
موت مرا۔

ہارون الرشید کا خلیفہ ہونا ۷۸۶ء تا ۸۰۸ء

خلیفہ ہارون الرشید خلیفہ ہادی کا حقیقی بھائی تھا۔ اور خیرزان کے بطن سے تھا۔
ہادی کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا سند نشینی سے وہ پہلے حج
بیت اللہ کا شرف حاصل کیا تھا حرمین کے باشندوں پر انعام واکرام
کی بارش کی۔ یہ خاندان بنی عباس کا۔ پانچواں خلیفہ تھا۔ اس کے عہد میں دولت عباسیہ
نے بہت ترقی کی۔ اور بین القوام میں نام پیدا کیا۔

آلِ علی کو مدینہ میں سکونت کی اجازت

ہارون الرشید نے اپنے دورِ خلافت میں آل علی کے متعلق اپنی پالیسی میں
تبدیلی لایا اُن کو دوبارہ مدینہ میں رہنے کی اجازت دی۔

والی سیستان توران مکران، کثیر بن سالم کیخلاف اکراد بلوچ کی بغاوت

ہارون الرشید جب مسند خلافت پر جلوس کیا۔ تو اُس نے کثیر بن سالم کو بدستور سیستان۔ توران۔ مکران کا والی رہنے دیا۔ کثیر بن سالم والی سیستان۔ توران اور مکران کی سیاسی تعلقات اکراد بلوچ توران اور مکران کے ساتھ بالکل کشیدہ ہو گئے تھے اسکی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ اکراد بلوچ کو آل بیت کا طرفدار تصور کرتا تھا۔ اور اُس کے ذہن پر یہ بات سوار تھی۔ کہ نفس زکیہ۔ کے بیٹے عبد اللہ۔ جو عبد اللہ الاشتر کے نام سے مشہور تھا۔ اُسے اکراد بلوچ توران و مکران نے سندھ پہنچایا۔ یہ واقع ۱۶۲ھ کا ہے جبکہ خلافت کے مسند پر منصور متمکن تھا۔ والی کثیر بن سالم کا کہنا یہ تھا۔ کہ اکراد بلوچ توران و مکران اُسکے طرفدار نہ ہوتے۔ تو وہ کسی صورت میں بھی سندھ نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اس بنا پر اُسکی اکراد بلوچ توران و مکران کے ساتھ ضدیت پیدا ہو گئی۔ اُس نے اکراد بلوچ کو طرح طرح سے تنگ کرنا شروع کر دیا۔ جسکی بناء پر اکراد بلوچ میں بے چینی پھیل گئی۔ بہ حوالہ کورد گال نامک۔ کثیر بن سالم دورہ توران پر نکلا تھا۔ اُسکی اکراد بلوچ توران کے ساتھ کیکان[1] کے علاقہ منگ[2] چاریں کے متصل کرلو کلان میں لڑائی ہوئی۔ والی کثیر بن سالم کو شکست ہوئی۔ وہ سیستان کی طرف بھاگ نکلا اُمرائے اکراد بلوچ محمد براخوئی۔ آبان زنگنہ۔ غنی ادرگانی۔ عمر مالی۔ شاری کرمانی۔ اس کا تعاقب کرتے ہوئے۔ علاقہ جاران[3] میں بہ مقام سلام بیک اُسکے کیمپ پر اچانک حملہ کیا۔ اس دفعہ بھی کثیر بن سالم کو ہزیمت اٹھانی پڑی وہ کسی طرح سے جان بچا کر سیستان کے دارالخلافہ زرنج پہنچ گیا۔ سیستان کے لوگ بھی اُس سے ناخوش تھے۔ لہٰذا اُسے

---

[1] موجودہ شہر وادی قلات [2] موجودہ وادی منگچر [3] موجودہ خاران

وہاں بھی ٹکنے نہیں دیا گیا۔ آخر کار وہ بھاگ کر بغداد پہنچا۔

عبداللہ بن حمید والی سیستان۔توران مکران کی آمد

جب ان حالات کا خلیفہ ہارون الرشید کو خبر ہوئی تو اس نے عبداللہ بن حمید کو سیستان۔ توران۔ مکران کا والی مقرر کر کے سیستان بھیجا۔ نئے والی نے لوگوں کی تکلیف کا ازالہ کیا۔ اور سابقہ دستور کیمطابق فوجی خدمات لینے کا ضوابط کے مطابق عہد وپیمان کیا۔ چند مدت کے بعد عبداللہ بن حمید کا تبادلہ ہوا۔ اور خلیفہ نے عثمان بن عمارہ بن خزیمہ المزنی کو عامل سیستان توران۔ مکران مقرر کر کے سیستان بھیجا۔

عثمان بن عمارہ بن خزیمہ المزنی کا والی ہونا۔

عثمان بن عمارہ بن خزیمہ المزنی جب سیستان۔ توران۔ مکران کے عامل پر آیا کچھ مدت بعد۔ حفین خارجی کی سرکوبی کو نکلا۔ کیونکہ وہ بست اور سیستان کے درمیان لوٹ مار کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ والی کے لڑکے صدقہ بن عثمان نے اُس پر حملہ کیا۔ حفین خارجی کو شکست دی، وہ توران اور مکران کے طرف راہِ فرار اختیار کر کے روپوش ہو گیا۔ اور یہاں سے کرمان کے ریگستانوں میں چلا گیا۔ پھر خلیفہ ہارون الرشید نے داؤد بن بشر کو سیستان۔ توران۔ مکران کا والی مقرر کر کے سیستان بھیجا۔

داؤد بن بشر مہلبی کا والی ہونا

داؤد بن بشر مہلبی خراسان کے راستے سیستان پہنچا۔ اور آتے ہی حفین

خارجی کے ساتھ جنگ کی تیاری شروع کی چونکہ حفین خارجی ۔ کرمان ۔ توران ۔ مکران ہر جگہ لوٹ مار کرتا رہتا تھا ۔ لہٰذا اس کے تعلقات اکراد بلوچ کے ساتھ خراب ہوگئے تھے ۔ چنانچہ اکراد بلوچ نے حفین خارجی کی سرکوبی میں والی کے ساتھ دیا ۔ بہ حوالہ کورد گال نامک ۔ والی داؤد بن بشر اور اکراد بلوچ توران کے امیر محمد براخوئی اور امیر مکران امیر غنی اور گانی اپنے تمام افواج کے ساتھ قزدار[1] اور شہر آبادان[2] کے درمیان لاکوریں ۔ حفیں خارجی کے لشکر کے ساتھ مڈبھیڑ ہوئی ایک شدید جنگ ہوئی فریقین کے کافی آدمی مارے گئے ۔ حفیں خارجی خود اسی جنگ میں مارا گیا ۔ اس جنگ میں فتح کے بعد داود بن بشر مہلبی سیستان چلا گیا ۔ اسکی تبدیلی کے احکامات اُسے سیستان میں ملے اور اُسکے جگہ خلیفہ ہارون الرشید نے سیستان ۔ توران مکران کی عاملی یزید بن جرید کو دیا ۔

یزید بن جرید کا والی ہونا ۔

جب خلیفہ ہارون الرشید نے خراسان اور مشرقی صوبہ جات کی عہدہ گورنر جنرلی فضل بن یحییٰ کو دی ۔ تو فضل بن یحییٰ گورنر جنرل نے اپنے طرف سے یزید بن جرید کو سیستان ۔ توران ۔ مکران کی عاملی کے عہدے پر فائز کیا ۔ لہٰذا یزید بن جرید سیستان آیا ۔ چند مدت یہاں رہا پھر گورنر جنرل فضل بن یحییٰ نے اُسے تبدیل کر کے اُسکی جگہ ابراہیم بن جبریل کو سیستان ۔ توران مکران کی منصب امارت دی ۔

ابراہیم بن جبریل کا والی ہونا ۔

ابراہیم بن جبریل ۔ جب سیستان پہنچا ۔ تو یہاں خوارج بہت طاقتور تھے ،

---

[1] خضدار ۔ [2] سوراب

اس نے خوارج کی طاقت کو ہر قیمت پر ختم کرنے کا فیصلہ کیا ۔ اس نے خوارج کے ٹھکانوں پر بھرپور حملے کیے۔ مکران لڑائیوں میں ابراہیم بن جبرائیل کو شکست ہوئی۔ اور اس کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ کیونکہ اکراد بلوچ توران اور مکران خوارج کے زیر اثر تھے ۔ انہوں نے والی کی بجائے خوارج کے ساتھ دیا۔ ان حالات کے پیش نظر خراسان کے گورنر جنرل نے یکے بعد دیگرے کئی ایک عامل سیستان توران مکران بھیجتے رہے ۔

سیستان توران مکران میں عاملوں کی آمدورفت

علی بن حفین قحطبہ والی کی آمد

چنانچہ علی بن عیسٰی گورنر جنرل خراسان نے ابراہیم بن جبریل کو معزول کرکے علی بن حفین قحطبہ کو سیستان۔ توران مکران کا والی بناکر بھیجا ۔ یہ والی سیستان پہنچا مگر خارجیوں کو رام نہ کرسکا ۔ معزول کردیا گیا۔ اسکی جگہ گورنر جنرل نے ھمام بن سلمہ کو بطور والی بھیجا۔

ھمام بن سلّمہ والی کی آمد

چنانچہ ھمام بن سلمہ سیستان ۔ توران مکران کا والی بنکر سیستان پہنچا اُس نے کئی ایک لڑائیاں خوارج سے لڑیں مگر ہربار ناکام ہوا۔ اکراد بلوچ کو اپنا ہمنوا نہ بنا سکا۔ آخر گورنر جنرل نے ان کو بھی معزول کیا۔ اور ان کی جگہ نصر بن سلیمان کو والی بناکر بھیجا۔

نصر بن سلیمان والی کی آمد

نصر بن سلیمان بطور والی سیستان۔ توران مکران۔ وارد سیستان ہوا انہوں

نے بھی سر توڑ کوشش کی۔ کہ خوارج پر غالب آئے۔ مگر اسکی تمام کوششیں رائیگاں گئیں افراد بلوچ توران ومکران نے اخیر دم تک خوارج کے ساتھ دیا۔ والیان کی ان ناکامیوں کو دیکھ کر۔ آخر گورنر جنرل عیسٰی بن عیسٰی مجبور ہوکر اپنے بیٹے عیسٰی بن علی کو بطور والی سیستان۔ توران مکران نامزد کرکے۔ سیستان بھیجا۔

عیسٰی بن علی بطور والی

جب عیسٰی بن علی والی سیستان۔ توران۔ مکران بن کر سیستان پہنچا۔ تو اُسکے آنے کے ساتھ ہی حمزہ بن عبداللہ بن خارجی نے خروج کیا۔

حمزہ بن عبداللہ خارجی کا خروج

حمزہ بن عبداللہ ایک برگزیدہ بزرگ تھا۔ اور اسلامی قوانین کی پابندی کرتا تھا۔ اور لوگوں کو ان قوانین کا تلقین کرتا تھا۔ خود مقام زول جول سیستان میں رہتا تھا۔ کسی سرکاری عمال نے خلاف شرع کام کیا۔ حمزہ خارجی نے اُسے تنبیہ کی۔ وہ عامل اشتعال میں آکر آمادہ جنگ ہوا۔ اور مارا گیا۔ اس واقعے کے بعد حمزہ خارجی حج پر گیا۔ واپسی پر لوگوں نے اُس کے ہاتھ بیعت کی۔ مگر والی عیسٰی بن علی اُس کو اپنے عمال کے قتل کے عوض میں سزا دینا چاہتا تھا۔ جب والی نے اُن سے ...رکہ آرائی کی تو والی عیسٰی بن علی کو شکست ہوئی۔ حمزہ خارجی سیستان کے دارالخلافہ زرنج پہنچا۔ یہاں حکومت کا نمائندہ حفص بن عمر ترکہ روپوش ہوا۔ حمزہ خارجی نے شہر پر قبضہ کیا۔

حمزہ بن عبداللہ خارجی سے دوسری جنگ

ان حالات کا جب گورنر جنرل علی بن عیسٰی کو پتہ چلا۔ تو وہ خود حمزہ بن عبداللہ خارجی کی سرکوبی کے لئے سیستان پہنچا اور خارجی حمزہ پر حملہ کیا۔ اور اکراد بلوچ کو حمزہ خارجی کی امداد سے ہر ممکن طریقہ سے روکا۔ یعنی اکراد بلوچ کی امداد کے تمام راستے مسدود کئے۔ چنانچہ حمزہ خارجی کو لڑائی میں شکست ہوئی۔ وہ خراسان راہ فرار اختیار کیا گورنر جنرل کے لڑکے عیسٰی بن علی والی سیستان اسکے تعاقب میں وہاں پہنچا خراسان کی لڑائی میں حمزہ خارجی کو ہزیمت اٹھانی پڑی وہ سیستان میں دوبارہ داخل ہو کر۔ پناہ گزین ہوا حمزہ بن عبداللہ خارجی کی اس کشمکش کے دوران خلیفہ ہارون الرشید نے سیف بن عثمان طارابی کو سیستان۔ توران۔ مکران کا عامل بنا کر سیستان بھیجا۔

سیف بن عثمان طارابی، والی سیستان توران مکران کی آمد

سیف بن عثمان طارابی سیستان پہنچتے ہی اپنے سپہ سالار صالح حماد کو حمزہ خارجی کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ لڑائی میں صالح حماد سپہ سالار کو شکست ہوئی۔ اور وہ خود جنگ میں مارا گیا۔ حمزہ خارجی کا پلہ بھاری رہا۔

سیستان و توران میں زبردست زلزلہ

۸۰۵ء میں سیستان اور توران کے علاقوں میں بہت سے ہولناک زلزلے آئے۔ مکانات گر گئے۔ جسکی وجہ سے بہت سے جانیں ضائع ہوگئیں۔

خلیفہ ہارون الرشید کا انتقال

خلیفہ ہارون الرشید خوارج کی سرکوبی کے لئے علاقہ گرگان آیا۔ یہاں اُسکی طبیعت ناساز ہوگئی۔ طوس کی آب و ہوا کو بہتر سمجھ کر طوس آیا۔ یہاں مرض بڑھ گیا۔ یہیں پر اُس نے وفات پائی۔ چنانچہ خوارج کی سرکوبی کا مشن ادھورا رہ گیا۔

امین کا خلیفہ ہونا ۸۰۹ء تا ۸۱۳ء

ہارون کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا محمد امین تخت نشین ہوا۔ یہ نامور خاتون زبیدہ ہاشمیہ کے بطن سے تھا۔ ماں باپ کی جانب سے خالص ہاشمی خون تھا۔ یہ خصوصیت اس کے علاوہ کسی عباسی خلیفہ کو حاصل نہ تھی۔ امین بنی عباس کے خاندان کا چھٹا خلیفہ تھا۔ ایک بہادر اور مدبر شخص تھا۔ مگر عیش و عشرت کا دلدادہ بھی تھا اس کا بھائی مامون اس وقت خراسان کا والی تھا۔ چنانچہ مامون کی ماں عجمی تھی۔ خراسان کے عوام اُس کے ساتھ تھے۔

امین و مامون میں اختلاف

ہارون الرشید نے ایک سلطنت کے دو فرمان روا بنا کر غلطی کی تھی۔ مامون خراسان کا مستقل فرمان روا تھا۔ صرف خطبہ تک اُس کا بغداد کی مرکزی حکومت سے تعلق تھا۔ خراسان کی مہم میں ہارون الرشید کے ساتھ جو خزانہ فوج اور خدم وحشم تھا۔ وہ سب مرنے سے پہلے مامون کو دے دیا تھا۔ اس سے امین کے دل میں مامون کے ساتھ بنائے مخاصمت بڑھ گئی۔ لیکن باپ کے زندگی میں کچھ نہ کر سکا اس کی موت کی خبر سُن کر اُن ارکان سلطنت کو جو ہارون الرشید کے ہمرکاب

تھے۔ خفیہ کہلا بھیجا۔ کہ کل خزانہ۔ فوج اور خدم خشم اُسکے پاس بغداد بھجوا دیا جائے۔

امین اور مامون کی جنگیں

علی بن عیسٰی پچاس ہزار فوج کے ساتھ جو امین کا سپہ سالار تھا۔ مامون کے سپہ سالار طاہر بن حسین کے چار ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ کیا۔ بہ مقام رے دونوں فوجوں کی لڑائی ہوئی۔ امین کا سپہ سالار شکست کھا کر۔ جنگ میں مارا گیا۔

دوسری جنگ۔

امین کو جب اپنے سپہ سالار علی کے قتل کی اطلاع ملی تو اس نے عبدالرحمٰن بن جبلہ انباری کو جو ہمدان کا والی تھا۔ بیس ہزار فوج کے ساتھ روانہ کردیا۔ طاہر مامون کا سپہ سالار بھی ہمدان پہنچا۔ فریقین کے درمیان جنگ ہوئی۔ عبد الرحمٰن امین کے سپہ سالار کو شکست ہوئی۔ عراق عجم کا سارا علاقہ مامون کے زیرِ نگیں آگیا۔

امین کی گرفتاری اور قتل۔

مامون کا سپہ سالار طاہر بن حسین ہر جگہ اور ہر مقام پر امین کی طرفداروں کو شکست دیکر آگے بڑھتا چلا گیا۔ آخر اس نے بغداد کا محاصرہ کیا۔ جب امین محل سے نکل کر کشتیوں پر بیٹھا۔ طاہر کے آدمی پہلے سے چھُپے ہوئے تھے۔ جیسے ہی کشتیاں چلیں انہوں نے دفعتاً حملہ کر کے کشتیوں کو ڈبو دیا۔ امین گرفتار ہوا۔ رات کو طاہر کے آدمیوں نے قید خانہ میں گھس کر اُسکو قتل کردیا اور اس طرح ساری عباسی سلطنت پر مامون کا قبضہ ہوگیا۔ امین صرف چار سال مسند خلافت پر بیٹھا۔

مامون کا خلیفہ ہونا ۸۱۳ء تا ۸۳۳ء

امین کے قتل کے بعد ۔ مامون ۸۱۳ء میں تختِ خلافت پر بیٹھا ۔ چونکہ مامون کی ماں عجمی تھی ۔ لہٰذا اہلِ عجم نے اُسکی بڑی مدد کی اور انہی کے مدد سے وہ کامیاب ہوا تھا ۔

عربی عجمی نسلی جذبات کا اُبھرنا

امین کے قتل کے بعد عربی اور عجمی نسلی سوال کے جذبات لوگوں میں اُبھرے ۔ ایک عرب سردار نصر بن شبث عقیلی نواح حلب میں مامون کے خلاف ۔ اسی جذبہ کے تحت اٹھ کھڑا ہوا ۔ بہت سے اعراب اُس کے ساتھ ہو گئے اس نے بہت سے علاقوں پر قبضہ کیا ۔ مامون نے طاہر بن حسین کو موصل ۔ جزیرہ اور شام کا والی بنا کر نصر بن شبث کے مقابلہ پر مامور کیا ۔ اس سے مقابلہ ہوا ۔ مگر طاہر ناکام رہا اور نصر بن شبث تقریباً گیارہ سال تک باغی رہا ۔ پھر طاہر کے بیٹے عبداللہ نے بڑی مشکلوں سے اُس کو قابو کیا ۔

محمد بن ابراہیم کا خروج

خاندان آل بیت کے ایک بزرگ محمد بن ابراہیم ۔ المعروف بہ ابن طبا طبا علوی نے عراق میں خلافت کا دعویٰ کیا ۔ انکی قوت بڑھی اسلامی سلطنت کے بڑے حصّے سے مامون کی حکومت اٹھ گئی ۔ ابو السرایا ۔ محمد بن ابراہیم کا کارندہ تھا ۔ کوفہ کے عامل سلیمان بن منصور نے ابن طبا طبا کا مقابلہ کیا ۔ مگر اسکی قوت اتنی بڑھ گئی تھی ۔ کہ سلیمان شکست کھا گیا ۔ ابو السرایا ۔ مالِ غنیمت کو اپنے قبضے میں کرتے چاہا ۔ ابن طبا طبا نے اُسے روکا ۔ جس سے وہ بدل ہوکر اُسے زہر دیکر ہلاک کیا

چونکہ ابو السرایا آل بیت کے سہارے کے بغیر کچھ بھی نہ تھا۔ اسلئے نام کے لئے اس نے اُس خاندان کے ایک نوعمر لڑکے محمد بن محمد بن زید بن علی بن حسین کو محمد بن ابراہیم کا جانشین بنایا۔

ابو السرایا کا قتل

آخرکار عباسی سپہ سالار ہرثمہ بن اعین نے کئی ایک جنگوں کے بعد ابو السرایا کو شکست دیکر قتل کر دیا۔ اُسکے قتل کے بعد اسکی جماعت کا شیرازہ بکھر گیا۔

زھیر بن مُسیب والی سیستان توران ومکران

جب مامون خلافت کی مسند پر بیٹھا تو اس نے زھیر بن مُسیب کو سیستان بھیجا زھیر بن مُسیب نے توران ومکران کے اکراد بلوچ کے ملیشیاؤں کی از سر نو ترتیب بندی کی۔ چند مدت کے بعد خلیفہ نے اسکی جگہ فتح بن حجاج کو سیستان توران۔ مکران کا والی مقرر کر کے۔ سیستان بھیجا۔

فتح بن حجاج والی سیستان توران مکران

فتح بن حجاج سیستان پہنچا۔ تو حمزہ خارجی نے بہت سے علاقوں پر اپنا قبضہ جمایا تھا۔ اسکی وجہ یہ تھی۔ کہ خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے دورِ خلافت میں حمزہ خارجی کی سرکوبی کو نکلا۔ مگر دورانِ مہم ان کا انتقال ہو گیا۔ اور خوارج کی سرکوبی کا کام ادھورا رہ گیا تھا۔ چنانچہ اس دوران حمزہ خارجی بہت طاقتور ہو گیا تھا۔ بو عقیل حمزہ خارجی کا خاص پیروکار تھا اس نے بغاوت کی۔ والی فتح بن حجاج اسکی

سرکوبی کو نکلا۔ مگر اُسے ھزیمت اٹھانی پڑی۔ کیونکہ بوعقیل کے ساتھ توران اور مکران کے اکراد بلوچ ملے ہوئے تھے۔ اس شکست کے بعد خلیفہ مامون نے فتح بن حجاج کو معزول کر کے محمد بن اشعث طارابی کو والی سیستان۔ توران۔ مکران بنا کر سیتان بھیجا

محمد بن اشعث طارابی والی سیستان، توران مکران

محمد بن اشعث طارابی جب والی سیتان توران۔ مکران ہو کر آیا۔ تو اس دور میں اکراد بلوچ کے قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا یہ تھے۔ ۱۔ امیر ھلاج براخوئی ۲۔ امیر احمد زنگنہ، ۳۔ امیر عیسیٰ ادرگانی ۴۔ امیر دوغان مالی ۵۔ امیر طالب کرمانی۔ انہی کے عاملی کے دور میں محمد بن ابراہیم بن حسن بن حسین بن علی بن ابی طالب المعروف بہ طبا طبا علوی کا دعویٰ خلافت بر خلافت مامون خلیفہ جاری تھا۔ جس کا تفصیل سے تذکرہ ہو چکا ہے۔

حرب بن عبیدہ خارجی کا خروج

والی محمد بن اشعث کے دورِ ولایت میں ایک اور اہم واقعہ۔ حرب بن عبیدہ خارجی کا خروج ہے۔ حرب بن عبیدہ خارجی خواش کا رہنے والا تھا۔ اور حمزہ خارجی کے خاص مقلدوں میں سے تھا۔ والی سیتان محمد بن اشعث اسکی سرکوبی کے لئے نکلے مگر ایک معرکہ میں اُسے شکست ہو گئی۔ جب اس صورت حال کی خبر خلیفہ مامون کو ملی تو اس نے لیث بن فضل کو والی سیتان توران۔ مکران مقرر کر کے سیتان بھیجا۔ چونکہ لیث بن فضل خود قہستان کا والی تھا۔ لہٰذا اسنے اپنی جگہ اپنے بھائی احمد بن فضل کو سیتان۔ توران مکران کا والی نامزد کر کے۔ سیتان بھیجا۔

احمد بن فضل والی سیستان توران مکران

جب احمد بن فضل سیستان پہنچا تو سابق والی محمد ابن اشعث حرب بن عبیدہ خارجی سردار کو اپنے ساتھ ملا کر آمادہ جنگ ہوا۔ چونکہ حرب بن عبیدہ خارجی کے ساتھ تیس ہزار کا لشکر تھا۔ اور اکراد بلوچ توران و مکران اسکے حمایتی تھے۔ اسی دوران حمزہ خارجی مکران کے راستے سیستان آیا۔

لیث بن فضل نئے والی نے اُسکے ساتھ سیاستاً صلح کرلی اور لیث کی درخواست پر حمزہ خارجی نے محمد بن اشعث سابق والی پر حملہ کر کے۔ اُسے گرفتار کرنے کے بعد قتل کر دیا۔ چونکہ والی سیستان احمد بن فضل کو یہ کامیابی خوارج اور اکراد بلوچ توران و مکران کی حمایت اور کمک کی وجہ سے حاصل[۱] ہوئی احمد بن فضل نے اپنے کامیابی کے بعد۔ خوارج سرداروں اور اُمرائے اکراد بلوچ توران و مکران کو ہر قسم کے انعام و اکرام۔ سے نوازا۔

سیستان توران میں زلزلے کا آنا۔

بہ حوالہ کورد گال نامک سیستان اور توران میں ۸۰۵ء کو بہت زبردست زلزلہ آیا۔ جس سے کافی جانی اور مالی نقصان ہوا۔ نو سال بعد پھر ۸۱۴ء میں زلزلہ آیا۔ مگر اتنا شدید نہ تھا۔ جتنا کہ ۸۰۵ء کا زلزلہ تھا۔

عمرو بن الہشیم والی سیستان توران و مکران

خلیفہ مامون نے خراسان و مشرقی صوبہ جات کی گورنر جنرلی کا عہدہ غسان بن عباد کو دیا اس نے اعین بن ہرثمہ کو سیستان۔ توران۔ مکران کا عامل مقرر

۱۔ بہ حوالہ کورد گال نامک

کیا۔ مگر وہ خود تو سیستان نہیں آیا۔ اُس نے عمرو بن الہیثم کو اپنی طرف سے والی نامزد کر کے سیستان بھیجا وہ کچھ مدت سیستان میں رہ کر، حکومتی کاموں کو سرانجام دیتا رہا۔ پھر غسان بن عباد گورنر جنرل نے عبدالحمید بن شبیب کو سیستان۔ توران۔ مکران کا والی مقرر کر کے سیستان بھیجا۔

عبدالحمید بن شبیب والی سیستان توران و مکران

عبدالحمید بن شبیب سیستان پہنچا۔ اس نے اپنے دورِ عاملی میں لوگوں کی آسائش و آرام کا بہت خیال رکھا۔ عبدالحمید بن شبیب کے دورِ عاملی میں۔ اُن کے آمدن کا دارومدار صرف علاقہ طعام پر تھا۔ دیگر علاقوں پر خوارج کا قبضہ تھا۔ وہ نہ کسی پر زیادتی کرنا چاہتے تھے اور نہ دوسروں کو ایسا کرنے کی اجازت دیتے تھے۔

طاہر بن حسین کی دربار خلافت سے گریز

طاہر بن حسین مامون کا مشہور و معروف سپہ سالار تھا۔ چونکہ اس نے مامون کو خلافت کی مسند دلانے میں۔ اُسکے بھائی خلیفہ امین کو ذلت آمیز طریقے سے مار ڈالا تھا۔ لہٰذا اسکا مجرمانہ ضمیر اُسے ہمیشہ ملامت کرتا تھا۔ اور وہ مامون خلیفہ سے خائف رہتا تھا۔ کہ کہیں وہ اپنے بھائی کا بدلہ اس سے نہ لیں۔ لہٰذا وہ دربارِ خلافت سے دور رہنا چاہتے تھے! انہوں نے وزیراعظم احمد بن ابی خالد کے توسط سے اپنے آپ کو خراسان اور دیگر مشرقی صوبہ جات کا گورنر جنرل مقرر کرانے میں کامیاب

ہو گیا۔ تاکہ وہ خلیفہ مامون سے ہمیشہ دور رہے چنانچہ طاہر بن حسین اور اسکے خاندان نے اس منصب پر ۸۲۲ء سے لے کر ۸۷۲ء تک۔ گویا پورے پچاس سال موروثی طور پر فائز رہے اور اس طرح خراسان میں خاندان طاہری کی موروثی حکمرانی کی ابتدا ہوئی۔

طاہر بن حسین وائسرائے خراسان و مشرقی صوبہ جات ۸۲۰ء تا ۸۲۲ء

جب طاہر بن حسین کی تقرری بحیثیت وائسرائے خراسان و مشرقی صوبہ جات ہوا۔ تو اُس نے ان تمام علاقوں پر صرف دو سال تک فرمانروائی کی اور پھر بغاوت کیلئے خلیفہ کا نام خطبہ سے نکالا۔ اس سلسلے میں خلیفہ مامون اپنے وزیر اعظم احمد بن ابی خالد سے جواب طلبی کی۔ کیونکہ اسی کی سفارش پر طاہر بن حسین کو خراسان اور مشرقی صوبہ جات کا وائسرائے بنایا گیا تھا۔ لیکن بغاوت کے فوراً بعد اسکی موت کی خبر آگئی۔ لہٰذا وزیر اعظم احمد بن ابی خالد مواخذہ سے بچ گئے۔

اُمرائے قبائلی کونسل پنجگانہ اکراد بلوچ توران و مکران

جب طاہر بن حسین خراسان اور مشرقی صوبہ جات کا وائسرائے بنا۔ تو اکراد بلوچ کے قبائلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا یہ تھے۔ اُمیر ھلاج براخوئی (۲) اُمیر احمد زنگنہ ۳۔ امیر عیسیٰ ادرگانی ۴۔ امیر درخان مالی۔ امیر طالب کرمانی۔ طاہر بن حسین نے اکراد بلوچ توران و مکران کے متعلق وہی پرانی پالیسی جو بنی امیہ اور بعد میں بنی عباس نے وضع کی تھی۔ اسی کو بحال رکھا۔ اور ہر طرح سے اکراد بلوچ کو خوش رکھنے کی کوشش کی اُن کے مراعات کو بحال رکھا۔ لہٰذا اکراد بلوچ توران و مکران اُس کے ان اچھائیوں

کے بعد اُسکے اور اُسکے جانشینوں کے ہمیشہ طرفدار اور ہمنوا رہے۔

محمد بن الحفنین قوسی والی سیستان توران مکران

جب طاہر بن حسین والسرائے کے منصب پر آیا تو اُس نے محمد بن الحفنین قوسی کو سیستان توران۔ مکران کا عامل بنا کر سیستان بھیجا۔ اس نے سیستان میں جائیداد بہت خریدی۔ پھر انہیں وقف کیا۔ لوگوں سے اچھا برتاؤ رکھا۔ پھر طاہر بن حسین اپنے بیٹے طلحہ بن طاہر کو سیستان۔ توران مکران کی امارت تفویض کی۔

الیاس بن اسد والی سیستان توران، مکران

طاہر بن حسین کا بیٹا طلحہ بن طاہر خود تو سیستان۔ توران مکران کے منصب امارت پر نہیں آیا۔ بلکہ اپنے ایک نمائندہ۔ الیاس بن اسد کو والی سیستان۔ توران۔ مکران نامزد کر کے۔ سیستان بھیجا۔ الیاس بن اسد چند مدت نظام امارت کو چلایا۔ پھر اسکی جگہ معدل بن الحفنین جو محمد بن الحفنین کا بھائی تھا۔ بطور والی سیستان۔ توران۔ مکران نامزد ہو کر آیا۔

معدل بن الحفنین والی سیستان توران، مکران

جب معدل بن الحفنین وارد سیستان ہوا اور کوشش کی۔ کہ امارت کے منصب پر قبضہ کرکے۔ لوگ الیاس بن اسد کے طرفدار تھے۔ اور معدل بن الحفنین کو امارت کا چارج نہیں دیا۔ پھر معدل بن الحفنین۔ خوارج اور اکراد بلوچ توران و مکران سے مدد طلب کی۔ لہٰذا خوارج و اکراد بلوچ توران و مکران اُس کے طرفداری میں اُٹھ کھڑے

ہوئے ۔ اور معدل بن الحنفین کو منصب امارت پہ بٹھایا ۔ لہٰذا معدل اُغیز تک علاقے کی عاملی پر قائم رہا ۔

طلحہ بن طاہر کا والسرائے خراسان و مشرقی صوبہ جات ۸۲۲ء تا ۸۲۸ء

طاہر بن حسین کی وفات کے بعد خلیفہ مامون نے طاہر کے بیٹے طلحہ بن طاہر کو خراسان اور مشرقی صوبہ جات کا والسرائے مقرر کیا ۔ طاہر بن حسین اپنے گورنر جنرلی میں اپنی ملازمت کی پوزلیشن کو اسقدر استحکام بخشا ۔ کہ مامون نے مجبوراً اُسکی جگہ اُس کے بیٹے طلحہ کو خراسان اور مشرقی صوبہ جات کا والسرائے مقرر کیا ۔

محمد بن الاحوص والی سیستان توران مکران

طلحہ بن طاہر جب والسرائے کے منصب پہ آئے تو اُس نے معدل بن حنفین کو معزول کر کے اُسکی جگہ محمد بن الاحوص کو سیستان توران مکران کا عامل مقرر کر کے سیستان بھیجا ۔ وہ سیستان آئے چند مدت تک اس منصب پہ فائز رہا ۔ خدمات سرانجام دیں ۔

محمد بن شبیب والی سیستان توران مکران

طلحہ بن طاہر والسرائے نے پھر محمد بن الاحوص کو تبدیل کر کے ۔ محمد بن شبیب کو والی سیستان توران ۔ مکران مقرر کیا ۔ وہ اس عہدے پہ صرف چودہ دن فائز رہے ۔

محمد بن اسحاق بن سمرہ والی سیستان، توران مکران

طلحہ نے محمد بن شبیب کو معزول کرکے۔ اسکی جگہ محمد بن اسحاق سمرہ کو سیستان توران مکران کا عامل مقرر کر کے سیستان بھیجا اس کو چند دن بعد معزول کر کے۔ والسرائے طلحہ نے حسین بن علی کو اُن کی جگہ والی بنا کر بھیجا۔

حسین بن علی والی سیستان توران مکران،

طلحہ بن طاہر والسرائے نے حسین بن علی کی تقرری کے چند دن بعد احمد بن خالد کو سیستان۔ توران مکران کی ولایت کا منصب دیا۔

محمد بن اسماعیل الذھلی نمائندہ احمد بن خالد والی سیستان توران مکران

جب والسرائے طلحہ بن طاہر نے احمد بن خالد کو سیستان۔ توران۔ مکران کا عامل مقرر کیا۔ تو وہ خود سیستان نہیں آیا۔ اپنے طرف سے محمد بن اسماعیل الذھلی کو والی نامزد کر کے سیستان بھیجا۔ مگر سیستان کے لوگوں نے محمد بن اسماعیل کو ولایت کا منصب دار تسلیم نہیں کیا۔ جسکی وجہ سے احمد بن خالد خود وارد سیستان ہوا۔ تو اسے حمزہ خارجی کے مقلدین نے شہر میں داخل نہیں ہونے دیا۔ جسکے نتیجے میں لڑائی ہوئی۔ حمزہ خوارج نے اکراد بلوچ توران و مکران کی کمک سے احمد بن خالد کو شکست دی۔ وہ واپس خراسان چلا گیا۔ خالد کی شکست کے چند دن بعد حمزہ خارجی انتقال کرگیا پھر اسکی جگہ خوارج نے اپنے نئے سردار ابو اسحاق ابراہیم

بن عمیر الجاشنی کے ہاتھوں پر بیعت کرلی۔ مگر یہ خوارج کے عقائد سے اختلاف رکھتے تھے۔ چنانچہ انکی جگہ۔
خوارج نے ابا طوف بن عبدالرحمٰن ابن زبیع کو اپنا سردار منتخب کیا۔

والسرائے طلحہ بن طاہر کا انتقال

والسرائے طلحہ بن طاہر ۸۲۸ء میں وفات پائے۔ وہ اس عہدے پر ۶ سال تک نہایت شان وشوکت سے فائز رہے۔ انکی تقرری بطور والسرائے کے ۸۲۲ء میں ہوئی۔

عبداللہ بن طاہر والسرائے خراسان ومشرقی صوبہ جات ۸۲۸ء تا ۸۴۴ء

جب ۸۲۸ء میں طلحہ بن طاہر کا انتقال ہوا۔ تو خلیفہ مامون نے انکے بھائی عبداللہ بن طاہر کو انکی جگہ خراسان اور مشرقی صوبہ جات کا والسرائے مقرر کیا۔

محمد بن الاحوص والی سیستان، توران، مکران

احمد بن خالد کی ناکامی کے بعد والسرائے خراسان ومشرقی صوبہ جات نے محمد بن الاحوص کو دوبارہ سیستان۔ توران مکران کا والی مقرر کرکے سیستان بھیجا۔
محمد بن الاحوص سیستان پہنچتے ہی۔ سرکاری افواج کو لے کر خوارج پر حملہ آور ہوا مگر خوارج کے افواج نے جن میں اکراد بلوچ توران و مکران کے افواج بھی شامل تھیں والی اور اسکے فوج کو سخت شکست دی، اور سرکاری فوج کے نامدار آدمی مارے گئے۔ والی سیستان نے والسرائے کو اپنی شکست کی اطلاع دی۔ والسرائے نے

عزیز بن نوح کے ساتھ ایک فوج کمک کو بھیج دی۔ اس تازہ دم فوج کی سردار
خارجی با عوف کے ساتھ لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں پھر والی سیستان۔ توران
مکران کو ہزیمت اٹھانا پڑی اور سپہ سالار عزیز بن نوح میدان جنگ میں مارا گیا
تو عزیز بن نوح کے ساتھ حصین بن حسین بھی تھا۔ جو والسرائے عبداللہ کا چچا تھا۔
سیستان کے لوگوں نے اُس کے ہاتھ پہ بیعت کر لی۔

خوارج سے دوسری لڑائی۔

پھر والسرائے نے عباس بن ہاشم اور الیاس بن اَسد کے ساتھ ایک اور
تازہ دم فوج۔ خوارج کی سرکوبی کے لئے روانہ کی۔ مقام جالق میں خوارج و اکراد
بلوچ توران و مکران کھے افواج اور شاہی افواج کے درمیان لڑائی ہوئی۔ پھر خوارج
غالب آ گئے۔ محمد بن الاحوص مع اپنے ساتھیوں کے مارا گیا۔ پھر حصین بن حسین
نے الیاس بن اسد کو سیستان توران۔ مکران کا عامل نامزد کیا۔

الیاس بن اسد والی سیستان توران مکران

خوارج کی جنگ میں والی سیستان۔ توران مکران۔ محمد بن الاحوص اور اُسکے
ساتھیوں کے مارے جانے کے بعد حصین بن حسین نے الیاس بن اسد کو والی سیستان
توران مکران مقرر کر کے سیستان بھیجا۔

بابا خرمک کا خروج دورِ خلافت خلیفہ مامون

۸۱۳ء میں ایک باطنی بابا خرمک کی ایک نئی تحریک جو اسکی نسبت سے خرمی

مشہور ہوئی ۔ لیکر اُٹھا ۔ یہ تحریک ایران کے پرانے مذہب' مزدکی ۔ کی پیداوار ہے مزدکی مذہب کے ایران میں مٹنے کے بعد ایک مجوسی جاویدان نے اس کو زندہ کرنے کی کوشش کی ۔ اس تحریک کا بنیادی عقیدہ تناسخ ہے ۔ اس عقیدہ کی رُو سے فنا نہیں بلکہ قالب بدلتا رہتا تھا ۔ اس لئے اس نے اپنا لقب جاویدان رکھا ۔ یعنی ہمیشہ زندہ رہنے والا ۔ اسلامی دور میں اس تحریک کو زندہ کرنے کی کوشش کی گئی ۔ بابا خرمک نے دعویٰ کیا کہ تناسخ کے ذریعے جاویدان کی روح اس میں منتقل ہو گئی ہے ۔ مزدک کی مذہب میں اباحیت ۔ جنسی تمتع (یعنی جنسی تعلقات) کے لئے بلا کسی قید کے مطلق آزادی کی خاص تعلیم دی جاتی تھی ۔ اس لئے بابا خرمک نے اپنا لقب شادمان رکھا ۔ اس آزادی کی وجہ سے ہزاروں آدمی اس میں شریک ہو گئے ۔ گو تحریک مذہبی رنگ میں تھی مگر مسلمانوں کیخلاف ایک سیاسی تحریک تھی چنانچہ بابا خرمک نے اسلامی آبادیوں پر حملہ کر کے ۔ ہزاروں مسلمانوں کو تہ تیغ کیا ۔ مامون خلیفہ کی فوجیں حرکت میں آگئیں کہ اس تحریک کو ختم کر ڈالیں مگر انہیں کامیابی نہیں ہوئی ۔

خلیفہ مامون کا انتقال

مامون ارض روم پر رومیوں کے خلاف فوج کشی کر رہا تھا ۔ کہ دورانِ فوج کشی عارضہ بخار میں مبتلا ہوا ۔ کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوا ۔ بخار مرض الموت کی صورت اختیار کر گیا ۔ اور خلیفہ مامون رحلت کر گئے ۔ یہ خلیفہ خاندان بنی عباس کا ساتواں خلیفہ تھا ۔

مامون کی مذہبی رجحانات

مورخین کہتے ہیں کہ مذہبی نقطہ نگاہ سے۔ خلیفہ مامون کی مذہبی زندگی معجون مرکب تھی۔ اُسکے بعض عقاید شیعی تھے۔ بعض اہل سنّت کے اور بعض فلسفیانہ تھے۔ وہ خود حافظ قرآن تھا۔ خلفائے راشدین کے علاوہ یہ واحد خلیفہ تھے۔ جو حافظ قرآن تھے۔ چنانچہ حضرت علی کو شیخین سے افضل مانتا تھا اعلان کیا تھا۔ کہ جو شخص معاویہ کو کسی صحابی پر فضیلت دیگا۔ اس کو سزا دیجائیگی۔

معتصم باللہ کا خلیفہ ہونا ۸۳۳ء تا ۸۴۲ء

معتصم باللہ ہارون کا منجھلا بیٹا تھا۔ وہ ایک لونڈی (ماروہ) کے بطن سے تھا۔ وہ صاحب اولاد تھا۔ لیکن اُس نے عاقبت اندیشی سے کام لے کر اپنی اولاد کی بجائے اپنے بھائی معتصم باللہ کو حکومت کا زیادہ اہل سمجھ کر ولی عہد نامزد کیا۔ چنانچہ مامون کی وفات کے بعد معتصم باللہ مسند خلافت پر بیٹھا۔

دربارِ خلافت میں سیاسی تبدیلی

خلیفہ مامون چونکہ عجم نواز تھا اس لئے اس کے دورِ خلافت میں ایرانیوں کا اقتدار بہت بڑھ گیا۔ لہٰذا ان میں اور عربوں میں چشمک اور خارخوری پیدا ہوگئی معتصم نے اپنے دور میں ایرانیوں کا زور توڑنے کے لئے ترکوں کو آگے بڑھایا۔ اور ان کا اقتدار اتنا بڑھ گیا کہ آگے چل کر حکومت کے لئے وبالِ جان بن گئے،

عربی۔ عجمی چپقلش۔ ترکوں کی جانب منتقل ہوگئی۔

بابا خرمک کی تحریک کا خاتمہ

چونکہ خلیفہ مامون کے زمانہ میں بابا خرمک کا خاتمہ نہ ہوسکا۔ لہٰذا اُس کی شورش جاری رہی۔ بابا خرمک کے پیروکاروں نے آذربجان اور اردبیل کے درمیان بہت سے سرکاری قلعے تباہ کر دیئے۔ خلیفہ معتصم نے ابوسعید بن یوسف کو ان قلعوں کی مرمت اور حفاظتی چوکیاں قائم کرنے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے مرمت شروع کرادی۔ خرمیوں نے دوبارہ ان کو تباہ کرنا شروع کردیا۔ ابوسعید انکی تلاش میں نکلا راستے میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ ابوسعید نے بابا خرمک کے بہت سے آدمی قتل اور گرفتار کئے۔ اور مسلمان قیدیوں کو اسکے قید سے چھڑایا۔

بابا خرمک کی تحریک میں آذربائی جانی اُمراء

آذربائیجان کے دو امیر۔ محمد بن لبیث اور عصمہ کرد حاکم مرند بھی بابا خرمک کی جماعت میں شامل ہوگئے تھے۔ محمد بن لبیث نے لبعد میں خلیفہ معتصم کو لکھا۔ کہ میں بدستور بارگاہِ خلافت کا اطاعت گذار ہوں بابک اور اُسکے جماعت کو زیر کرنیکی کوشش کررہا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے عصمہ کرد کو اپنے ہاں مدعو کرکے۔ شراب پلاکر بدمستی میں گرفتار کرکے معتصم کے پاس بھجوا دیا۔ اُس کے کارگذاری سے معتصم بہت خوش ہوا۔ پھر معتصم نے ترکی افسر۔ افشین بن حیدر اشروسنی کو بابک کے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے ۸۳۶ء میں

بابا خرمک کے مستقر (بذ) کی طرف پیش قدمی کی۔ بابک مسلسل جنگ سے پریشان ہوچکا تھا۔ افشین سے گفتگو کی خواہش کی۔ دونوں ایک نہر پر ملے بابک نے ایک دن کی مہلت مانگی۔ افشین نے مہلت نہ دی۔ ایک شدید معرکہ کے بعد مسلمان (بذ) میں داخل ہوگئے۔ بابک شہر چھوڑکر بھاگ گیا۔ یہاں سات سو ساٹھ (۷۶۰) مسلمان قید تھے۔ افشین نے اُن کو چھڑالیا۔ افشین نے بابک کی گرفتاری کے لئے دس لاکھ درہم کا انعام رکھا۔ چنانچہ بابک (بذ) سے نکل کر سنباط کے مقام پر ایک بطریق سہل عیسائی کے پاس پہنچا۔ اُس نے اُسے گرفتار کرکے۔ افشین کو اطلاع دی۔ چنانچہ افشین نے بابا خرمک کو لیکر خلیفہ معتصم کے پاس سرمن رائے روانہ ہوا۔ معتصم نے بابا خرمک کے ملاحظہ کے بعد اُسے قتل کرواکر لاش سولی پر چڑھادی۔ اور اس طرح بابا خرمک کی تحریک ختم ہوگئی۔

عبداللہ بن طاہر والسرائے خراسان و مشرقی صوبہ جات کے عہدہ کی توثیق،

جب خلیفہ معتصم باللہ اپنے بھائی مامون کی وفات کے بعد۔ خلیفہ ہوا۔ توانہوں نے عبداللہ بن طاہر کو انکے عہدہ گورنر جنرلی پر بحال رکھا۔

حسین بن عبداللہ سیاری والی سیستان توران مکران

الیاس بن اسد کی جگہ والسرائے عبداللہ بن طاہر نے حسین بن عبداللہ السیاری کو سیستان۔ توران۔ مکران کی عاملی دی۔ حسین بن عبداللہ سیستان آنے کے بعد۔ خوارج کے زور کو توڑنے کا قصد کیا۔ جب خوارج سردار کو پتہ چلا تو

اُس نے حسین والی کو پیغام بھیجا۔ کہ خوارج کے مخالفین کا مشورہ نہ لینا۔ ورنہ تمہاری حکمرانی ختم ہو جائیگی۔ مگر انہوں نے خوارج سردار کی باتوں پر کان نہ دھرا۔ اُن کی سرکوبی کو نکلا۔ جنگ میں خوارج کو شکست ہوئی۔ اور ان کے طرف داروں کو قید کر لیا۔

خلق القرآن کی تحریک

مامون خلیفہ نے اپنے عہدِ خلافت میں خلقِ قرآن کا مسئلہ کھڑا کیا۔ اُن کے بعد خلیفہ معتصم باللہ کو اس مسئلہ سے اِتنا شغف تھا۔ کہ جو علماء اِس کے منکر تھے انہیں سخت مصیبتیں جھیلنی پڑیں۔ حضرت امام احمد حنبل اسی قدر اسکے انکار میں متشدد تھے۔ کہ مامون خلیفہ مرتے دم تک۔ اُن سے اسکا اقرار نہ کرا سکا۔ اور مرتے وقت معتصم کو ان پر سختی کرنے کی وصیت کرتا گیا۔ اس نے امام احمد بن حنبل پر بڑی سختیاں کیں اور یہ تحریک مامون کے عہد سے بھی زیادہ بڑھ گئی۔ معتصم نے سارے سلطنت میں علماء سے خلقِ قرآن کے تلقین کر لنے کے فرامین جاری کر دیئے گئے اور معلموں کو حکم دیا کہ بچوں کو اس عقیدہ کی تلقین کریں۔ خلیفہ معتصم نے امام احمد بن حنبل کو تازیانے سے پٹوایا۔ اور قید کیا۔

دریائے ہیرمند کا خشک ہونا اور سیستان میں قحط سالی

سنہ ۲۳۵ھ میں دریائے ہیرمند[1] خشک ہو گیا۔ کیونکہ جہاں اس دریا کے منبع تھے۔ وہاں بارش نہیں ہوئی۔ اس قحط سے بہت لوگ مرے عبداللہ بن طاہر والسرائے

---

[1] = ہلمند

خراسان نے لوگوں کی امداد کے لئے تین سو ہزار درہم کا رقم بھجوایا۔

حسین بن عبد اللہ الیاری والی کی وفات

والی سیتان۔ توران۔ مکران حسین الباری ۸۲۶ء میں سیستان میں فوت ہوا۔ اُسنے اپنی بیماری کے دوران اپنے چچازاد بھائی نصر بن منصور بن عبد اللہ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ تو والسرائے عبد اللہ بن طاہر نے الیاس بن اسد کو سیستان۔ توران مکران کی عاملی دی، اور اُسے سیستان روانہ کر دیا۔

الیاس بن اسد والی سیستان توران مکران

الیاس بن اسد سیستان پہنچکر خوارج کی سرکوبی کا قصد کیا۔ مگر خوارج کرمان گئے تھے۔ پھر والسرائے خراسان نے نصر سیاری کو عامل سیستان مقرر کیا۔

توران کے اکراد بلوچ اور سندھ کے جدگالوں کی لڑائی

جب معتصم باللہ مسند خلافت پر بیٹھا تو گورنر سندھ موسیٰ برمکی فوت ہو چکا تھا۔ اس نے اپنی وفات سے پہلے۔ اپنے بیٹے عمران بن موسیٰ برمکی کو اپنا جانشین بنایا تھا۔ چنانچہ جب معتصم باللہ خلیفہ ہوا۔ تو اس نے سندھ پر عمران بن موسیٰ برمکی کی گورنری کی توثیق کی۔ اور اُن کو پرچم اور پروانہ عطا کیا۔ بہ حوالہ۔ کوردگال نامک۔ اس دور میں توران اور سندھ کے متصل سرحدات پر اکراد براخوئی بلوچ اور جدگالان سندھ کے درمیان ہمیشہ چھڑپیں ہوئی تھیں۔

سندھ کی طرف سے جدگالوں نے قزدار پر کئی ایک حملے کئے ۔ جدگالوں اور اکراد براخوئی بلوچوں میں کئی ایک لڑائیاں ہوئیں دونوں طرف سے کافی لوگ مارے گئے ۔ چنانچہ اکراد بلوچ کے قبائیلی کونسل پنچگانہ کے امراء (۱) امیر موسیٰ براخوئی ۔ ۲۔ امیر باشار زنگنہ ۳۔ امیر لولمون ادرگانی ۴۔ امیر علی مالی ۵۔ امیر عباس کرمانی ۔ کی استدعا پر والسرائے خراسان وصوبہ جات مشرقی عبداللہ بن طاہر نے قزدار[۱] کے شہر کے مضافات میں ایک قلعہ تعمیر کروایا ۔ جس میں سفید مٹی استعمال کی گئی تھی ۔ اور شہر کا نام البیضا[۲] رکھا گیا ۔ تاکہ آئندہ کے لئے جدگالوں کے اچانک حملہ کا تدراک کیا جا سکے ۔

قندابیل کے جدگالوں کی بغاوت

پھر قندابیل[۳] صدر مقام بدھا[۴] کے جدگالوں نے بغاوت کی ۔ یہاں کا عرب حاکم خلیل بن محمد تھا ۔ وہ توران کے صدر مقام قزدار میں اکراد بلوچ کے پاس پناہ گزین ہوا ۔ امیر موسیٰ براخوئی ۔ اور امیر لوردن ادرگانی نے اپنے ملیشیاؤں کو لے کر ۔ قندابیل پر حملہ آور ہوئے جدگالوں کا امیر ۔ سردار سومرا خیسان لڑائی میں مارا گیا ۔ جدگالوں کو شکست ہوئی ۔ امیر موسیٰ براخوئی اور امیر لولمون ادرگانی نے ۔ خلیل بن محمد کو دوبارہ اس کے مسند امارت پر بٹھایا ۔ اور اکراد بلوچ کے ملیشیاء کے کچھ کمپنیاں اسکے حفاظت کے لئے قندابیل میں متعین

---

۱ : خضدار : ۲ موجودہ خضدار شہر کے مضافات میں یہ جگہ موجود ہے جسے ادبیان کہتے ہیں ۔ جو البیضا کی بگڑی ہوئی تلفظ ہے ۔
۳ ۔ موجودہ مقام گنداوہ ۴ ۔ موجودہ علاقہ کچھی =

کئے امیر خلیل بن محمد نے اُن امرائے اکراد بلوچ کو انعام و اکرام دے کر نہایت احترام سے رخصت کیا۔

نصر سیار والی سیستان، توران، مکران

جب والسرائے خراسان عبداللہ بن طاہر نے نصر سیار کو سیستان۔ توران، مکران کی عاملی دی۔ وہ سیستان آیا۔ اور اپنے بیٹے سیار بن نصر کو بُست کا حاکم مقرر کیا۔ جب سیار بن نصر بُست آیا تو اسکا محمد بن واصل سے جھگڑا ہوا۔ لڑائی ہوئی اور سیار گرفتار ہوا۔ پھر والی نصر نے اپنے نمائندے بھیج کر اپنے لڑکے سیار بن نصر کو محمد واصل کے قید سے چھڑایا۔ پھر والسرائے عبداللہ بن طاہر نے ابراہیم بن حنین کو سیستان۔ توران۔ مکران کی عاملی دی۔ ابراہیم ہری کا والی تھا۔ مگر والسرائے نے اُسے تاکید کی۔ کہ ہری میں اپنا نمائندہ مقرر کرکے۔ خود فوراً سیستان پہنچ کر عاملی کا منصب سنبھالے۔

ابراہیم بن حنین والی سیستان۔ توران مکران،

جب ابراہیم بن حنین سیستان آیا۔ اسکا نہایت پُرامن دور تھا اس نے۔ سیستان۔ توران۔ مکران کے لوگوں کے ساتھ حد سے زیادہ بھلائی کی۔ حتیٰ کہ خوارج کو بھی کوئی تکلیف نہ دی۔ ان کے ساتھ والی کے نہایت اچھے اور خوشگوار تعلقات تھے۔ والی ابراہیم سیستان میں ہی فوت ہوئے۔

خلیفہ معتصم باللہ کی وفات

معتصم باللہ بیمار ہوا۔ فصد کھلوایا۔ جس سے طبیعت اور زیادہ خراب ہوگئی۔ اور موت واقع ہوئی۔ یہ خاندان بنی عباس کا آٹھواں خلیفہ تھا

چارٹ = ہم عصر خلفائے خاندان بنی عباس۔ ووالیان سیستان. توران ومکران، ہم عصر اُمرائے قبائیلی کونسل پنجگانہ اکراد بلوچ توران ومکران

نمبر شمار	نام خلیفہ خاندان بنی عباس	نام والی سیستان توران ومکران	نام امرائے قبائیلی کونسل پنجگانہ اکراد بلوچ توران ومکران
۱	خلیفہ مہدی سنہ ۷۷۴ء تا سنہ ۷۸۵ء	۱۔ حمزہ بن مالک کا نمائندہ خالد بن سوید ۲ عبید اللہ بن العلا۔ ۳۔ فیاض بن یزید بن مزید ۴ زھیر بن محمد الازدی	۱۔ امیر محمد براخوئی ۲۔ امیر آبان زنگنہ ۳۔ امیر غنی اورگانی ۴۔ امیر عمر مالی ۵۔ امیر شاری کرمانی
۲	خلیفہ ھادی سنہ ۷۸۵ء تا سنہ ۷۸۶ء	۱۔ تحیم بن سعید ۲۔ کثیر بن سالم	ایضاً

نمبر شمار	نام خلیفہ خاندان بنی عباس	نام والی سیستان توران و مکران	نام امرائے قبائیلی کونسل پنجگانہ اکراد بلوچ توران و مکران
۳	خلیفہ ہارون الرشید سنہ ۷۸۶ء تا سنہ ۸۰۸ء	۱۔ عبداللہ بن حمید ۳۔ عثمان بن عمارہ بن خزیمہ المزنی ۴۔ داؤد بن بشر مہلبی ۵۔ یزید بن جرید ۶۔ ابراہیم بن جبریل ۷۔ علی بن حصین قحطبہ ۸۔ ہمام بن سلمہ ۹۔ نصر بن سلیمان ۱۰۔ عیسیٰ بن علی ۱۱۔ سیف بن عثمان طارابی	۱۔ امیر محمد براخوئی ۲۔ امیر آبان زنگنہ ۳۔ امیر غنی ادرگانی ۴۔ امیر عمر مالملی ۵۔ امیر شاری کرمانی
۴	خلیفہ امین سنہ ۸۰۸ء تا سنہ ۸۱۳ء	۱۔ سیف بن عثمان طارابی	ایضاً
۵	خلیفہ مامون سنہ ۸۱۳ء تا سنہ ۸۳۳ء	۱۔ زہیر بن مسیب ۲۔ فتح بن حجاج	۱۔ امیر ہلاج براخوئی ۲۔ امیر احمد زنگنہ

		۳۔ محمد بن اشعث طارابی ۴۔ احمد بن فضل ۵۔ عمرو بن الہیثم ۶۔ عبدالحمید بن شبیب	۳۔ امیر عیسیٰ ادرگانی ۴۔ امیر دوغان مالی ۵۔ امیر طالب کرمانی
۱	طاہر بن حسین والسرائے خراسان وصوبہ جات مشرقی سنہ ۸۲۰ء تا سنہ ۸۲۲ء	۷۔ محمد الحقین قوسیٰ ۸۔ طلحہ بن طاہر ۹ الیاس بن اسد ۱۰ معدل بن الحفین	
۲	طلحہ بن طاہر والسرائے خراسان وصوبہ جات مشرقی سنہ ۸۲۲ء تا سنہ ۸۲۸ء	۱۱۔ محمد بن الاحوص ۱۲۔ محمد بن شبیب ۱۳۔ محمد بن اسحاق بن سمرہ ۱۴۔ حسین بن علی ۱۵ احمد بن خالد ۱۶۔ محمد بن الاحوص	
۳	عبداللہ بن طاہر والسرائے خراسان وصوبہ جات مشرقی سنہ ۸۲۸ء تا سنہ ۸۴۴ء	۱۷۔ الیاس بن اسد	

	۸۲۸ء تا ۸۴۴ء		
٦	خلیفہ معتصم باللہ ۸۳۳ء تا ۸۴۲ء عبداللہ بن طاہر والئ خراسان و صوبہ جات مشرقی ۸۲۸ء تا ۸۴۴ء	۱۔ حسین بن عبداللہ السیاری ۲۔ الیاس بن اسد ۳۔ ابراہیم بن حفیف	۱۔ امیر موسیٰ براخوئی ۲۔ امیر باشار زنگنہ ۳۔ امیر نوروں ادرگانی ۴۔ امیر علی مالی ۵۔ امیر عباس کرمانی

واثق باللہ کا خلیفہ ہونا ۸۴۲ء تا ۸۴۷ء

خلیفہ معتصم باللہ کی وفات کے بعد اسکا بیٹا خلیفہ واثق باللہ۔ مسند خلافت پر بیٹھا۔ یہ ایک رومی لونڈی (قراطیس) کے بدن سے تھا۔ واثق باللہ اپنے باپ معتصم باللہ سے زیادہ ترک نواز تھا۔ اس کے خلیفہ ہونے کے بعد ترکوں کو اور زیادہ عروج حاصل ہوا۔ آشناس ترکی کو۔ جواہرات کے ہار پہنائے اور سر پہ جواہرات کا تاج رکھ کر نائب سلطنت بنایا۔ واثق باللہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے نیابت سلطانی کا عہدہ قائم کیا۔ واثق باللہ۔ خاندان بنی عباس کا نواں خلیفہ تھا۔ اس کے دور میں عربی اور ترکی کشمکش میں عربوں کی مخالفت اور زیادہ بڑھ گئی۔ اس نے خلیفہ مامون کی تحریک خلق القرآن کو برقرار رکھا۔ مگر اس کے باوجود علماء نے اس تحریک کے خلاف اپنے نظریہ کا باقاعدہ پرچار جاری رکھا۔ اور اس تحریک کی شدت کے ساتھ مخالفت جاری رکھی۔

---

۱ : تاریخ الخلفا - ص (۳۴۶)

والسرائے عبداللہ بن طاہر کا وفات

خلیفہ واثق باللہ کے دورِ حکمرانی میں والسرائے عبداللہ بن طاہر نے انتقال کیا۔ خلیفہ واثق باللہ نے اُسکے بیٹے طاہر بن عبداللہ کو اسکو جگہ والسرائے خراسان و صوبہ جات مشرقی کا والسرائے مقرر کیا۔

طاہر ثانی بن عبداللہ والسرائے خراسان و صوبہ جات مشرقی ۸۴۴ء تا ۸۶۲ء

طاہر ثانی بن عبداللہ جب اپنے باپ کی جگہ والسرائے خراسان و صوبہ جات مشرقی مقرر ہوا۔ تو اُس نے ابراہیم بن حضین کو بدستور سابق سیستان۔ توران۔ مکران کے عاملی پر فائز رہنے دیا۔

ابراہیم بن حضین والی سیستان، توران، مکران

ابراہیم نے اپنے عاملی کے دور میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ سیاسی لحاظ سے۔ اُسکے خوارج ۔ اہل سنّت تمیمی ۔ بکری عرب قبائلی۔ قبائل ۔ اکراد بلوچ توران و مکران کے ساتھ بہت اچھے خوشگوار تعلقات تھے۔ یہ اسکی سب سے بڑی کامیابی تھی ۔

غسان بن نصر عربی کا حال

علاقہ بُست سیستان میں غسان بن نصر ایک عرب جلاوطن شخص رہتا تھا

کچھ لوگ اُس کے گروہ میں شامل ہو گئے۔ اس نے علم بغاوت بُلند کیا تو والی ابراہیم کا لڑکا احمد جو بُست کا حاکم تھا۔ غسان پر حملہ آور ہوا۔ غسان کو جنگ میں شکست ہوئی۔ اُسے گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔ اس جنگ میں اکراد بلوچ کے اُمرانے احمد کو بھرپور کمک دی۔ غُسان کے قتل کے بعد اُس کا بھائی صالح بن نصر نے جسکے ساتھ یعقوب بن لیث بھی ملا ہوا تھا۔ بغاوت کی لڑائی ہوئی لبثار بن سلیمان حاکم بُست اسی لڑائی میں مارا گیا ہے۔ بُست پر صالح بن نصر کا قبضہ ہو گیا۔

خلیفہ واثق باللہ کی وفات

خلیفہ واثق باللہ مرض استسقامیں مبتلا ہوا۔ اور اسی مرض کے دوران اُسے بخار ہوا۔ جسکی وجہ سے اُس کی موت واقع ہوئی۔

متوکل علی اللہ کا خلیفہ ہونا ۸۴۷ء تا ۸۶۱ء

خلیفہ واثق باللہ کے بعد اس کا بھائی متوکل علی اللہ تخت نشین ہوا وہ ایک خوارزمی لونڈی کے بطن سے تھا۔ واثق باللہ نے کسی کو ولی عہد نہیں بنایا تھا۔ اُس کے وفات کے بعد اُمرائے دربار خلافت۔ انتخاب خلیفہ کے لئے جمع ہوئے اور طویل بحث و مباحثہ کے بعد جعفر بن معتصم کو۔ جو واثق باللہ کا بھائی تھا۔ خلیفہ منتخب کیا۔ اور وہ متوکل علی اللہ کے لقب سے ملقب ہو کر۔ مسند خلافت پر بیٹھا یہ خاندان بنی عباس کا دسواں خلیفہ تھا۔

خلق قرآن کے مناظرہ کا انسداد

خلیفہ متوکل علی اللہ نے اُن تمام عقاید و خیالات اور مباحث کو جو کتاب و سنّت کے خلاف تھے۔ یک قلم بند کرایا اور اسی حکم کے رُو سے خلق قرآن کی بحث کو روک دیا گیا۔ اور متوکل علی اللہ نے اس بدعت کو ہمیشہ کے لئے مٹایا۔ اور سُنت کو زندہ کیا۔ اور امام احمد بن حنبل کو جو خلق قرآن کی تحریک کا شدید مخالف تھا۔ جیل سے رہا کر دیا گیا۔

عمّار خارجی کی شکست

کُش کے علاقے میں عمّار خارجی نے اتنی طاقت حاصل کی کہ اس نے شورش بر پا کی۔ والی ابراہیم نے ان سیستانی اُمراء ا۔ صالح بن نصر ۲۔ کثیر بن وقار ۳۔ یعقوب بن لیث۔ ۴۔ درہم بن نَصر کو عمّار خارجی کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ انہوں نے عمّار خارجی کو شکست دی۔ عمّار خارجی کی لڑائی میں اکراد بلوچ توران و مکران کے قبائیلی کونسل پنچگانہ کے ان اُمراء ۱۔ امیر موسیٰ براخوئی ۲۔ اَمیر بانشار زنگنہ ۳۔ اَمیر نوردن ادرگانی نے اپنی قبائیلی لشکر کے ساتھ۔ والی ابراہیم کی افواج کے ساتھ دوش بدوش عمّار خارجی کے خلاف لڑے۔ بقایا اکراد بلوچ کے دو اُمرا۔ اَمیر علی مالی اور اُمیر عباس کرمانی بسندھ اور توران کے متصل سرحد کی نگرانی کی ذمہ داری کی وجہ سے اس جنگ میں حصہ نہ لے سکے۔

—

صالح بن نصر کی بغاوت

صالح بن نصر جو والی سیستان ابراہیم بن حضین کی طرف سے عمار خارجی کو شکست دی تھی۔ بعد میں خود باغی ہوگیا۔ ابراہیم والی کے بیٹے محمد نے اُس پر حملہ کر کے اُسکو شکست دی وہ کشش کے مقام پر پناہ گزین ہوا۔ جب اُس کے ساتھی جمع ہو گئے تو اُس نے بُست پر دوبارہ قبضہ کیا۔ والی ابراہیم خود اس دفعہ اُس کے سرکوبی کو نکلا۔ صالح بن نصر کو پھر ہزیمت اٹھانی پڑی اور وہ راتوں رات دارالحکومت سیستان سے یعقوب بن لیث اور اُس کے دو بھائی عمرو اور علی کو لے کر درہم بن نصر کے پاس چلا گیا۔

صالح بن نصر کا دارالامارہ میں آنا

صالح بن نصر کی امداد کے لئے یعقوب بن لیث۔ اور درہم بن نصر ساتھ تھے وہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ سیستان کے دالخلافہ میں وارد ہوا۔ جب والی ابراہیم بن حضین کو خبر ہوئی۔ تو انہوں نے اپنے نمائندہ کو صالح بن نصر کے پاس بھیجا۔ اُن سے اُن کے آمد کی غرض دریافت کی۔ اس نے جواب ارسال کیا۔ کہ اس کا والی ابراہیم سے کوئی جھگڑا نہیں وہ یہاں صرف خوارج کی سرکوبی کے لئے آیا ہے بہرحال جب صالح بن نصر کا لشکر شہر میں داخل ہوا۔ تو اس کے سپاہیوں کے اور والی ابراہیم کے لشکر کے درمیان لڑائی ہوئی۔ والی ابراہیم کو ہزیمت اٹھانا پڑی۔ وہ شہر چھوڑ کر بھاگ نکلا اِس دوران اکراد

بلوچ توران اور مکران کے کافی فوجی مارے گئے۔ امیر باشار زنگنہ اور امیر نوردون ادرگانی شدید زخمی ہو گئے۔ لعد میں امیر باشار زنگنہ زخموں کی تاب نہ لا کر فوت ہوئے۔ اس شکست کے بعد والی ابراہیم اپنے بچے کھچے لشکر کے ساتھ جس میں اکراد بلوچ توران و مکران کے فوجی شامل تھے۔ عمّار خارجی کے پناہ میں چلے گئے۔

والی ابراہیم عمّار خارجی کی پناہ میں

والی ابراہیم لڑائی میں۔ شکست کے بعد عمّار خارجی کی پناہ میں چلا گیا اور صالح بن نصر اور عمار خارجی اور والی ابراہیم کے درمیان دوبارہ جنگ ہوئی اس دفعہ پھر سیستانی صالح بن نصر کی حمایت میں۔ عمار خارجی اور والی ابراہیم سے لڑے۔ جسکے نتیجے میں والی ابراہیم اور اُسکے ساتھیوں کو شکست ہوئی۔ اس فتح سے صالح بن نصر کی طاقت اور اقتدار بہت بڑھ گئی۔

والسرائے طاہر بن عبدُاللہ کا والی سیستان توران و مکران کو کمک بھیجنا

جب ان حالات کی طاہر بن عبداللہ والسرائے کو خبر ہوئی۔ تو اُس نے والی ابراہیم کے لئے فوجی کمک روانہ کی۔ چونکہ مخالف گروہ شہر کے اندر تھا۔ والی ابراہیم نے شہر کی چاروں طرف گھیراؤ کر کے ناکہ بندی کی۔ تاکہ شہر کے اندر سے کوئی باہر نہ آسکے۔ اور باہر سے شہر کے اندر کوئی نہ جا سکے۔

لیعقوب بن لیث کے گھیراؤ کو توڑنے کیلئے جنگ

جب گھیراؤ کی صورتِ حال سے لیعقوب بن لیث دوچار ہوا۔ تو اُس

نے شہر کی ناکہ بندی کو توڑنے کی جنگ شروع کردی۔ اسی دوران والی ابراہیم کا لڑکا محمد۔ باپ کی امداد کو پہنچا۔ یعقوب بن لیث کے ساتھ اُسکی جنگ ہوئی۔ مگر محمد کو ہزیمت اٹھانی پڑی۔ اور وہ باپ کے پاس چلا گیا۔

صالح بن نصر اور یعقوب بن لیث میں مخالفت اور لڑائی

جب صالح بن نصر اور یعقوب بن لیث کے درمیان حکومتی معاملات پر اختلاف پیدا ہوا۔ اور خاص کر۔ مالِ غنیمت پر جھگڑا ہوا۔ سیستان کے لوگ یعقوب بن لیث کے ساتھ ہو گئے۔ اور بُست کے باشندے صالح بن نصر سے مل گئے۔ اس صورت حال کے پیشِ نظر صالح بن نصر نے اپنے بُست کے نمائندے مالک بن مردویہ کو اپنی امداد کے لئے طلب کیا۔ جب وہ سیستان پہنچا۔ تو صالح اس کی پیشوائی کے لئے شہر سے باہر نکلا۔ اُس کے پیچھے یعقوب بن لیث بھی حملے کی نیت سے نکلا۔ ان کے درمیان سخت جنگ ہوئی۔ مالک مارا گیا۔ اس کے مال ومتاع اور بار وبنہ پر یعقوب بن لیث کا قبضہ ہو گیا۔ صالح بن نصر اس شکست کے بعد بُست چلا گیا۔ یعقوب بن لیث نے اُس کا تعاقب کرتے ہوئے۔ بہ مقام نوقان اُسے جالیا۔ یہاں پر صالح کے ساتھ ایک زبردست لڑائی ہوئی۔ اور معرکہ میں یعقوب بن لیث کا بھائی طاہر بن لیث مارا گیا اور صالح بن نصر روپوش ہو گیا۔ اور کہیں اس کا پتہ نہ چلا۔ سب واپس سیستان آ گئے۔

درہم بن نصر کے ہاتھوں بیعت کرنا۔

ان سب لوگوں نے درہم بن نصر کے ہاتھوں پر بیعت کی۔ یعقوب بن

لیث اور حامد سر بانک درہم کے سپہ سالار بن گئے۔ اس کے مخالفین اور خوارج کے ساتھ اس کے طرف سے لڑتے رہے۔ اسی دوران ابراہیم بن حفین بمبسون کے مقام پر فوت ہوا۔

یعقوب بن لیث کا سیستان پر برسر اقتدار آنا۔

جب سیستان کے لوگوں نے۔ درہم بن نصر کے ہاتھوں پر بیعت کی اور وہ امیر سیستان بنا۔ تو اسکو اطلاع ملی کہ اکراد بلوچ توران و مکران کے قبائلی کونسل کے امرا ۱۔ امیر موسیٰ براخوئی ۲۔ امیر باشار زنگر ۳۔ امیر نوروز ادرگانی ۴۔ امیر علی مالمی ۵۔ امیر عباس کرمانی کا خفیہ طور پر یعقوب بن لیث کے ساتھ سمجھوتہ ہوگیا ہے۔ اس اتحاد سے یعقوب بن لیث کی سیاسی حیثیت کافی مضبوط ہوگئی ہے۔ اس اطلاع سے درہم بن نصر کو یعقوب بن لیث سے خطرہ محسوس ہوا۔ اس نے کچھ فوجیوں کو کہا کہ وہ یعقوب بن لیث کا خاتمہ کریں۔ درہم کے ساتھی۔ یعقوب بن لیث کے شجاعت اور بہادری سے بہت متاثر تھے۔ لہذا انہوں نے یعقوب بن لیث کو درہم بن نصر کے ارادے سے آگاہ کیا۔ یعقوب نے درہم پر حملہ کر کے اُسے گرفتار کرلیا۔ سیستان کے لوگوں نے اتفاق رائے سے یعقوب بن لیث کے ہاتھوں پر بیعت کی۔ اور سیستان کے امارت کی زمام یعقوب بن لیث نے اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور اس نے اپنے حسن انتظام کی وجہ سے سارے سیستان میں امن قائم کیا۔ چند دنوں میں اُسکی سیاسی پوزیشن اسقدر مستحکم ہوگئی کہ اُس نے سیستان میں صفاری خاندان کے

نام سے اپنی حکومت قائم کرلی۔

یعقوب بن لیث اور اکراد بلوچ توران و مکران کے روابط

یعقوب بن لیث کے دورِ امارت سیستان میں اکراد بلوچ کے قبائیلی کونسل پنجگانہ کے یہ اُمرا۔ اَمیر موسیٰ براخوئی ۲۔ امیر بشار زنگنہ ۳۔ امیر نوروز ادرگانی۔ (۴) امیر علی مالی ۵۔ امیر عباس کرمانی۔ اس کے ہم عصر تھے۔ یعقوب بن لیث بڑا سمجھدار آدمی تھا۔ اس نے اکراد بلوچ توران و مکران کے سیاسی مسئلہ کو بالکل نہ چھیڑا بلکہ حسبِ دستور سابق خلفائے بنی اُمیہ۔ و خلفائے بنی عباس کے دیئے ہوئے مراعات کو بحال رکھا۔ بہ حوالہ کورد گال نامک انہیں اپنے علاقے کے امن وامان۔ اور سرحدات کی نگرانی کے ذمہ داریاں سونپ دیے اور جنگ کے صورت میں انکے مالِ غنیمت کا حصہ بھی باقاعدہ مقرر کردیا۔

خلیفہ متوکل علی اللہ کی آلِ بیت سے عداوت اور مشہد حسین کا انہدام

خلیفہ متوکل علی اللہ میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ مگر اس کے باوجود ان کو حضرت علی اور ان کے اولاد کے ساتھ مخاصمت اور دشمنی تھی۔ اور جو لوگ اُن سے محبت رکھنے والے تھے۔ وہ اُن کا دشمن ہوجاتا تھا۔ اسی نفرت کی بنا پر اُس نے ۸۵۰ئہ میں حضرت حسینؓ کے مشہد مُبارک اور اُس کے قرب وجوار کے مکانات کو منہدم کرائے ان میں کھیتی باڑی کرائی اس کی زیارت سے لوگوں کو روک دیا۔

مسئلہ ولی عہدی اور خلیفہ متوکل علی اللہ

متوکل نے اپنے دورِ خلافت میں منتصر کا نام ولی عہدی کے لئے مقدم رکھا چونکہ اُس کو معتز کی ماں سے محبت تھی ۔ اس لئے معتز کا نام منتصر سے پہلے کرنا چاہا۔ مگر منتصر نے یہ بات نہ مانی جس کی وجہ سے متوکل علی اللہ خلیفہ کے تعلقات منتصر سے خراب ہو گئے۔ خلیفہ متوکل علی اللہ دربار میں منتصر کا مرتبہ گھٹانا شروع کیا۔ بعد میں وہ اعلانیہ منتصر کی تحقیر و تذلیل کرنے لگا۔ ایک دفعہ بھرے دربار میں اُسے گالیاں دیں۔ فتح بن خاقان سے اُسکے منہ پر طمانچے لگوائے متوکل علی اللہ اور فتح بن خاقان نے یہ بھی طے کیا۔ کہ منتصر اور اُسکے ساتھ تمام اُمرا کو قتل کر دیا جائے ۔

خلیفہ متوکل علی اللہ کا قتل ہونا۔

دربار خلافت میں خلیفہ متوکل علی اللہ اور ترکی اُمرا کی پہلے سے کشیدگی تھی ۔ امیر ایتاخ ترکی تھا قتل ۔ اور ترکوں کے ساتھ متوکل علی اللہ کی برگشتگی کی وجہ سے تمام ترک اُمرا اُسکے خلاف ہو گئے۔

ولی عہد ۔ منتصر ۔ باپ کی مخالفت میں دیوانہ ہو رہا تھا۔ ترک اُس کا سہارا پاکر ۔ اُس کے ساتھ ہو گئے۔ ۸۶۱ئہ میں انہوں نے ایک رات محل میں گھس کر خلیفہ متوکل علی اللہ کو قتل کیا۔ اس قتل میں یہ ترک موالی شامل تھے۔ بغا صغیر ۔ اوتامش ۔ باغر ۔ بغلوؔ واجن اور قنداش ۔ خلیفہ متوکل علی اللہ کے ملازم

فتح بن خاقان نے نمک حلالی کا پورا حق ادا کر دیا۔ خلیفہ کو بچانے کے لئے اُس کو اوپر اپنے کو گرا دیا۔ چنانچہ آقا اور غلام دونوں قتل ہو گئے۔

ولی عہد منتصر کا اعلان

منتصر نے۔ متوکل علی اللہ کے قتل کے بعد یہ مشہور کر دیا۔ کہ فتح بن خاقان نے خلیفہ کو قتل کیا ہے اور میں نے اُس کے پاداش میں فتح بن خاقان کو قتل کر دیا بنی عباس کے تاریخ میں۔ خلیفہ کے قتل کا یہ پہلا واقعہ ہے۔

سندھ میں ہباری خاندان کی حکومت کا قیام

جب متوکل علی اللہ تخت خلافت پر بیٹھا۔ تو اس وقت عنبسہ بن اسحاق سندھ کا گورنر تھا۔ خلیفہ متوکل نے اسے معزول کر کے ہارون بن ابی خالد مروزی کو والی بنایا۔ اسی کے دور میں سندھ میں عرب قبائل میں حجازیوں کا زور تھا۔ عمر بن عبدالعزیز ہباری۔ حجازیوں کا سردار تھا۔ اور وہ اس قدر طاقت ور تھا کہ سندھ کے گورنر اُس سے ڈرتے تھے۔ سندھ میں اُس کے چھوٹے چھوٹے حصوں پر کئی مسلمان اور کئی ہندو گورنر سندھ کے ماتحتی میں حکومت کرتے تھے۔ اسی خلفشار کے زمانے میں۔ ہارون بن ابی خالد مروزی اور حجازی سردار عمر بن عبدالعزیز کے درمیان لڑائی ہوئی۔ گورنر ہارون بن ابی خالد مروزی جنگ میں مارا گیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے سندھ کی حکومت پر قبضہ کر کے۔ اپنے تدبر اور سمجھداری سے خلیفہ متوکل علی اللہ سے وفاداری کا اعلان کر کے۔ سندھ کی

حکومت کا پروانہ حاصل کیا۔

ہبّاری خاندان کے تاریخی پسِ منظر

ہباری خاندان قبیلہ قریش کی ایک طائفہ بنی اسد سے تعلق رکھتا ہے۔ بنی اَسد کا ایک فرد ہبار بن اَسود بنی اُمیہ کے دورِ خلافت میں ہشام بن عبدالملک کے زمانے میں حکم بن عوانہ گورنر سندھ کے ہمراہ ۱۲۰ھ؁ میں سندھ آیا۔ اور بعد میں یہیں پر آباد ہوگیا۔ عمرُ بن عبدالعزیز اُسی کا پوتا تھا۔

درہم بن نصر کا یعقوب بن لیث کی قید سے فرار

جیسے اوپر بیان ہو چکا ہے۔ درہم بن نصر کو یعقوب بن لیث نے قید کرکے سیستان پر اپنی امارت کا اعلان کیا دیا تھا۔ درہم بن نصر کسی طرح سے یعقوب کی قید سے فرار ہوا۔ ایک امیر، سرباتک کے ساتھ مل کر یعقوب بن لیث کے خلاف جنگ کی دونوں نے شکست کھائی۔ اور جنگ میں مارے گئے۔ اس طرح یعقوب بن لیث کی امارت۔ اُنکی فتنہ انگیزیوں سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوگئی اس جنگ میں اکراد بلوچ توران و مکران نے یعقوب بن لیث کی طرفداری میں بھرپور حصہ لیا۔

عمّار خارجی کو یعقوب بن لیث کی ہدایت

یعقوب بن لیث نے عمّار خارجی کو ہدایت کی۔ کہ وہ نیک ارادوں کے

ساتھ لوگوں کی خدمت کرے۔ جیسے کہ اُس کے اسلاف نے کی ہے اور اُسے ہمیشہ کے لئے پُرامن رہنے کی تلقین کر کے وعدہ لیا۔ چنانچہ اس طرح عمار خارجی بھی پُرامن رہا۔

سندھ میں ہبّاری خاندان کا پہلا والی عمر بن عبدالعزیز ۸۵۴ء تا ۸۸۲ء

سندھ کا پہلا ہبّاری خاندان کا والی عمرُ بن عبدالعزیز ہے جس نے ہارون بن ابی خالد والی کے قتل کے بعد سندھ کی زمام حکومت کو سنبھالا۔ اور خلیفہ متوکل علی اللہ سے گورنری کا پروانہ حاصل کیا۔ چونکہ خلیفہ دیگر سیاسی مسائل میں الجھا ہوا تھا۔ سندھ کے لئے اُسے ایک معقول آدمی ملا۔ انہوں نے اُسکو گورنری کا پروانہ دے دیا۔ گویا عمرُ بن عبدالعزیز نے پورے اٹھائیس ۲۸ سال سندھ کی گورنری بڑے طمطراق سے کی۔ یعنی ۸۵۴ء سے لے کر ۸۸۲ء تک اس دور میں بنی عباس کے خاندان کے مزید چار پانچ خلیفے گذرے۔ جن کے نام یہ ہیں ۱۔ منتصر باللہ (۸۶۲ء تا ۸۶۲ء) ۲۔ مستعین باللہ (۸۶۲ء تا ۸۶۶ء) معتز باللہ (۸۶۶ء تا ۸۶۹ء) (مہتدی باللہ (۸۶۹ء تا ۸۷۰ء) ۵ معتمد علی اللہ (۸۷۰ء تا ۸۹۲ء) ان کا دور بالکل کامیاب اور پُرامن رہا۔ اور عمر بن عبدالعزیز، ہباری سندھ کا کامیاب ترین حکمران سمجھا جاتا ہے

عمر بن عبدالعزیز ہباری اور اکراد بلوچ توران مکران کے تعلقات

عمر بن عبدالعزیز ہباری کے دور میں اکراد بلوچ کے قبائلی کونسل بیجگانہ

توران و مکران کسے یہ امراء تھے۔

۱۔ امیر موسیٰ براخوئی۔ امیر باشار زنگنہ ۳۔ امیر نوروان ادرگانی (۴) امیر علی ماملی ۵۔ امیر عباس کرمانی۔ عمرؒ بن عبدالعزیز ہباری نے اپنے دورِ حکمرانی میں اکراد بلوچ توران و مکران کے ساتھ نہایت خوشگوار تعلقات رکھے وہ جنگوں میں ہمیشہ اکراد بلوچ سے امداد طلب کرتا تھا۔ کیونکہ جدگال قبائل کے مقابلے میں اکراد بلوچ قبائلی کو نسلی کے لحاظ سے عربوں سے قریب تر سمجھتا تھا۔ بہ حوالہ کورد گال نامک۔ ان کے دورِ حکمرانی میں کئی جنگوں کے نتیجے میں کئی ایک ذیلی طائفے اکراد بلوچ توران و مکران نے گذشتہ ادوار کی طرح سندھ میں عربوں سے رشتہ کرکے وہیں مستقلاً بود و باش اختیار کیا۔

منتصر باللہ کا خلیفہ ہونا ۸۶۱ء تا ۸۶۲ء

متوکل علی اللہ کے قتل کے بعد ترکوں نے منتصر باللہ کو خلیفہ بنایا۔ منتصر کی تخت نشینی کے بعد نظامِ خلافت تمام ترکوں کے ہاتھ میں آ گیا۔ اور خلفاء کی قوت اور اُن کا اقتدار بالکل ختم ہو گیا۔ باپ کے قتل میں شریک ہونے کی وجہ سے۔ اس کا ضمیر اُسے ملامت کرتا تھا۔ اُسے ایک دن کے لئے بھی سچی خوشی نصیب نہ ہوئی۔

منتصر کی آل بیت سے محبّت

منتصر باللہ کو آل بیت کے ساتھ بڑی عقیدت تھی۔ اس معاملے میں

وہ اپنے باپ متوکل علی اللہ کے بالکل برعکس تھا۔ خلیفہ ہوتے ہی اس نے علویوں اور آل بیت پر زیادتیوں کا سلسلہ یک قلم روک دیا۔ حضرت امام حسینؑ اور جملہ آل ابی طالب کے مقابر کی زیارت کی عام اجازت دے دی۔ فدک حضرت حسین کی اولاد کو واپس کر دیا۔ علویوں کے سب اوقاف واگزار کر دیئے شیعان علی سے تعرض کرنے کی ممانعت کر دی۔

خلیفہ منتصر کی وفات

منتصر باللہ صرف چھ ماہ تندرست رہا اور پھر اس کے بعد وہ بیمار ہو گیا خلیفہ ہونے کے بعد ترکوں کو برا بھلا کہتا تھا۔ اسکی ہیبت شجاعت اور فطانت کی وجہ سے ترک امرا اُسے نقصان نہ پہنچا سکے۔ دوران علاج غلط علاج کی وجہ سے موت واقع ہوئی۔ وہ خود کہتا تھا۔ میں نے جلد بازی سے کام لیا۔ اس لئے میرے معاملہ میں بھی جلد بازی سے کام لیا جائیگا۔

مستعین باللہ کا خلیفہ ہونا۔ ۸۶۲ء تا ۸۶۶ء

منتصر باللہ کے بعد معتصم باللہ کا پوتا مستعین باللہ کا خلیفہ ہونا۔ یہ ایک صقلبی لونڈی (مخارق کے بطن سے تھا۔ مُعز اور موید دونوں ولی عہدی سے خارج ہو چکے تھے۔ جو منتصر باللہ کے سوتیلے بھائی تھے۔ ترک ان کو اپنے خلاف سمجھتے تھے۔ چنانچہ ترک امراء نے مستعین باللہ کو خلیفہ بنایا۔ جو خاندان بنی عباس کا بارہواں خلیفہ تھا۔

صالح بن نصر کی شورش

یعقوب بن لیث کی حکمرانی جب سیستان میں مستحکم ہو گئی تو صالح بن نصر۔ جو علاقہ نبت کا امیر تھا۔ اور اس دوران میں کافی طاقتور ہو چکا تھا۔ اُس نے بُست پر حملہ کیا بہت سی معرکہ آرائیوں کے بعد صالح بن نصر کو شکست ہوئی۔ اور یعقوب بن لیث کے ہاتھوں کافی مالِ غنیمت مال ومولیشی آیا۔ اس لڑائی میں اکراد بلوچ توران ومکران کی فوجوں نے۔ یعقوب بن لیث کی طرفداری میں بھرپور حصہ لیا۔ اور انہیں کافی مالِ غنیمت ملی۔

خوارج کے نام یعقوب بن لیث کا خط

یعقوب بن لیث کے نمائندہ (ازھر) نے خوارج کے نام ایک اشتہاری خط لکھ کر۔ اُن کے پاس بھیجا۔ ان کو کافی تسلی و تشفی دی گئی۔ کہ وہ سماج میں پُرامن زندگی گذاریں۔ اگر کوئی سرھنگ ہے تو اُسے امیر کا درجہ دیا جائیگا۔ سوار کو سرھنگ بنایا جائیگا۔ پیادہ کو سوار کا رتبہ دیا جائیگا۔ چنانچہ اس اعلان کا یہ اثر ہوا کہ۔ ایک ہزار معتبر بن خوارج یعقوب بن لیث کے پاس آئے۔ جنکو یعقوب نے انعام واکرام سے نوازا۔ ان میں سیستان۔ توران مکران کے سب خوارج شامل تھے۔ بہ حوالہ کوردگال نامک۔ اسی طرح اکراد بلوچ توران ومکران کو بھی نوازا گیا۔ جسکی وجہ سے یعقوب بن لیث کی حکومت انتہائی طور پر مستحکم ہو گئی۔ ہر گروہ یعقوب بن لیث کی طرفداری کا دم بھرنے لگا۔

طاہر ثانی بن عبداللہ والسرائے خراسان وصوبہ جات مشرقی کا انتقال

اسی دور میں طاہر ثانی بن عبداللہ والسرائے خراسان وصوبہ جات مشرقی انتقال کرگیا۔ اور خلیفہ مستعین باللہ نے طاہر کے لڑکے محمد بن طاہر بن عبداللہ کو والسرائے خراسان وصوبہ جات مشرقی۔ مقرر کیا۔

محمد بن طاہر والسرائے خراسان وصوبہ جات مشرقی ۸۶۲ء تا ۸۶۷ء

جب خلیفہ مستعین باللہ نے محمد بن طاہر کو خراسان اور صوبہ جات مشرقی کا والسرائے مقرر کیا تو اس دور میں یعقوب بن لیث سیستان توران مکران کے امارتوں کا امیر تھا اس نے بھی خراسان اور صوبہ جات مشرقی پر محمد بن طاہر کی گورنر جنرلی کو تسلیم کیا اور اسے کوئی تعرض نہیں کیا

صالح بن نصر کی دوبارہ شورش

صالح بن نصر نے دوبارہ شورش برپا کی یعقوب بن لیث دو ہزار لشکر کیساتھ اس پر حملہ آور ہوا۔ وہ بُست کی طرف بھاگ کر کابل کے بادشاہ زنبیل کے پاس پناہ گزین ہوا۔ اس لڑائی میں یعقوب بن لیث کو کافی مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔

اسدویہ خوارج کی بغاوت

ویسے تو عام طور اور عام حالات کے تحت خوارج بالکل مطمئن تھے۔ یعقوب بن لیث کے طرف دار اور حامی تھے۔ نہ معلوم اسدویہ خارجی آمادہ فساد کیوں ہوا۔ اور زرنج کے شہر کے دروازہ طعام پر حملہ آور ہوا۔ یعقوب بن لیث اُس کے مقابلے کو نکلا۔ اُسے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

یعقوب بن لیث کا دوبارہ بُست پر حملہ

چونکہ صالح بن نصر۔ بُست کا امیر تھا یعقوب بن لیث کا رقیب اور مخالف تھا

جب اُس پر یعقوب بن لیث نے حملہ کیا۔ وہ اپنے میں طاقت مقاومت نہ دیکھ کر کابل کے بادشاہ زنبیل کے پاس بھاگ گیا۔ یعقوب اس کا قصہ تمام کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ یعقوب بن لیث نے بہ حوالہ کورد گال نامک اکرا دبلوچ توران و مکران سے امداد طلب کی۔ اکراد بلوچ کی افواج جو تعداد میں پچیس ہزار تھی۔ امیر موسیٰ براخوئی۔ امیر توران اور امیر نورون ادرگانی امیر مکران کے سربراہی میں وارد سیستان ہوئی۔ یعقوب بن لیث کے ساتھ ملکر بُست پر حملہ کیا۔ اس وقت یعقوب بن لیث کی اپنی فوج بیس ہزار تھی۔ چنانچہ اتنے بڑے لشکر کو دیکھ کر صالح بن نصر نے بھاگنے کی کوشش کی۔ اسی اثنا ءمیں کابل کا بادشاہ زنبیل اپنی فوج کے ساتھ صالح کی امداد کو پہنچا۔ اسکی فوج میں ہاتھی بھی تھے۔ چنانچہ بڑے پیمانے پر لڑائی ہوئی۔ یعقوب بن لیث پر دباؤ بڑھ گیا۔ اس نے اکراد بلوچ اور اپنی افواج سے پچاس ماہر تیر انداز چُن کر اُن کو ہاتھیوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ہاتھی پیچھے بھاگنے لگے۔ اپنی فوج کو لتاڑا۔ زنبیل ہاتھی سے گرا اور قتل کر دیا گیا۔ اس لڑائی میں چھ ہزار آدمی مارے گئے یہ تقریباً سب دشمن کے فوجی تھے۔ اور تیس ہزار فوجی قیدی بنائے گئے اور چار ہزار گھوڑے مالِ غنیمت میں آئے۔ زنبیل کا بھائی بھی قید ہوا۔ صالح بن نصر کو یعقوب بن لیث نے قید کیا۔ اور بعد میں وہ یعقوب بن لیث کی قید میں فوت ہوا۔ مالِ غنیمت میں اونٹ۔ گھوڑے۔ خچر۔ ہاتھی۔ دینار اور درہم کی بڑی مقدار یعقوب بن لیث کے ہاتھ لگا۔

عمّار خارجی کی شکست اور قتل

زنبیل کابل کے بادشاہ اور صالح بن نصر کو شکست دینے کے بعد۔ یعقوب

بن لیث کو پتہ چلا ۔ کہ عمّار خارجی شورش برپا کرنیوالا ہے چنانچہ یعقوب لیث نے اس پر اچانک حملہ کیا ۔ اس کے فوجی تیار نہ تھے ۔ اور عمار کو جنگ میں شکست ہوئی اور وہ خود مارا گیا۔ اس جنگ میں اکراد بلوچ توران و مکران کے دس ہزار سپاہیوں نے حصہ لیا۔

مستعین باللہ کی معزولی

چونکہ دربار خلافت میں ترک اُمرا کا زور تھا ۔ جسے چاہتے تھے ۔ اُسی فرد خاندان بنی عباس کو وہ مسندِ خلافت پر بٹھاتے تھے ۔ چنانچہ مستعین باللہ اور ترک امراء کے درمیان اختلاف پیدا ہوا ۔ تو انہوں نے معتز کو قید سے نکال کر اُس کی بیعت کی مستعین اور معتز کی کئی ایک لڑائیاں ہوئیں ۔ آخر مستعین خلافت کے عہدے سے دستبردار ہوا ۔ اُسے معتز نے قید کر کے واسط بھیجا ۔ اور وہیں قید میں اس کا انتقال ہوا۔

معتز باللہ کا خلیفہ ہونا ۸۶۶ء تا ۸۶۹ء

جب ترک امرا نے معتز باللہ کو تخت خلافت پر بٹھایا تو اسنے اپنے بھائی موید کو ولی عہد نامزد کیا بعد میں تمام ممالک محروسہ نے اُسے خلیفہ مان لیا۔

یعقوب بن لیث کی حکومت کی وسعت

معتز باللہ خلیفہ کے دور حکمرانی میں ترک موالیوں کا دربار خلافت پر قبضہ تھا ۔ اور ترک خود غرضی میں مبتلا تھے ۔ چنانچہ یعقوب بن لیث سیستان کا

باشندہ تھا۔ اُس کے اجداد کا پیشہ ٹھیٹھرے کا کام تھا۔ یعقوب بن لیث خود زاہدانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ اگرچہ وہ معمولی طبقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ مگر بہادر۔ حوصلہ مند اور عالی دماغ شخص تھا۔ یعقوب کے زمانے میں خارجیوں کا سیستان۔ توران کران میں بڑا زور تھا۔ اُن کے مقابلے میں ایک عرب زاہد صالح بن نصر کنانی اٹھا اور نام پیدا کیا۔ یعقوب حصول مقصد کے لئے اس کے ساتھ مل گیا۔ یعقوب بن لیث نے اپنی کارگزاری اور قابلیت کی وجہ سے صالح کے مزاج میں بڑا رسوخ پیدا کیا۔ اُنکی یعنی صالح کی وفات کے بعد اُسکی جگہ لی۔ اور اپنے حسن انتظام اور حسن عمل سے اپنی جماعت میں بڑا اثر پیدا کیا۔ سیستان میں خوارج کا زور توڑا۔ اپنی حکومت قائم کرلی۔ اپنے کو خلیفہ کا مطیع ظاہر کیا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دعوت شروع کردی۔ اس طرح اُسنے اپنی حکومت کو وسعت دی۔ ہرات کرمان۔ فارس پر قبضہ کیا۔

یعقوب بن لیث کا خلیفہ کے نام اطاعت نامہ

فارس پر قبضہ کے بعد یعقوب بن لیث نے خلیفہ کے پاس تحریری اطاعت نامہ اور بہت سے قیمتی تحفے اور تحائف بھیج کر اس نے ان علاقوں کی حکمرانی کی سند حاصل کی۔

خلیفہ معتز باللہ کی معزولی

۸۶۹ء میں تنخواہ کے لئے فوج میں شورش پیدا ہوا۔ ترکوں نے خلیفہ سے کہا۔ کہ اگر اُن کو پچاس ہزار دینار بھی دیئے جائیں۔ تو وہ اس پر قناعت کریں گے

لیکن معتز باللہ کے پاس ایک حبہ بھی نہ تھا ۔ معتز باللہ کی ماں قبیحہ بڑی دولت مند تھی اُس کے پاس بے شمار دولت تھی ۔ اگر وہ چاہتی تو روپیہ دے کر معتز باللہ کی جان بچا سکتی تھی ۔ معتز باللہ کی گرفتاری کے وقت روپوش ہو گئی ۔ معتز باللہ کو معزول کرنے کے بعد باغی ترک ۔ محمد بن واثق کو جسے معتز باللہ نے بغداد میں نظر بند کر رکھا تھا ۔ نکال کو سامرا لائے اور اسے تخت خلافت پر بٹھایا ۔ اور کچھ دنوں بعد ترکوں نے معتز باللہ کو تہ خانے میں چنوا دیا جہاں وہ اسی میں دم گھٹ کر مر گیا ۔

مہتدی باللہ کا خلیفہ ہونا ۸۶۹ء تا ۸۷۰ء

معتز باللہ کو معزول کرنے کے بعد ترکوں نے واثق باللہ کے لڑکے مہتدی باللہ کو تخت خلافت بٹھایا ۔ یہ خاندانِ بنی عباس کا چودہواں خلیفہ تھا ۔ مہتدی نے محمد بن طاہر بن عبداللہ کو بدستور ۔ خراسان اور مشرقی صوبہ جات کے گورنر جنرل کے عہدے پر بحال رکھا ۔ اور وہ بدستور سابق اپنے فرائض انجام دیتا رہا ۔

یعقوب بن لیث کا کابل کے حکمران زنبیل پر دوسرا حملہ

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ۔ کہ بُست کی دوسری جنگ کے دوران صالح بن نصر حاکم بُست کے امداد کے لئے خود کابل کا بادشاہ زنبیل آیا تھا ۔ اور یعقوب بن لیث نے اُن دونوں کو شکست فاش دی اور اُسی جنگ میں زنبیل کا لڑکا گرفتار ہوا ۔ یعقوب بن لیث نے اُسے قید میں رکھا ۔ لہٰذا زنبیل کا لڑکا کسی طرح قید سے فرار ہوا ۔ اور کابل چلا گیا ۔ یعقوب بن لیث ایک جرّار لشکر کے

ساتھ اُس کے تعاقب کو نکلا۔ سردی اور برف باری کی وجہ سے یعقوب بن لیث واپس لوٹا۔ راستے میں ترکوں اور خلج قبائل کے ساتھ لڑائیاں ہوئیں ترک بہت مارے گئے۔ یعقوب بن لیث کے ہاتھ بہت مالِ غنیمت آیا اکراد بلوچ توران و مکران۔ اس جنگ میں بطور حلیف کے یعقوب بن لیث کے ساتھ تھے۔ ان کے بھی کافی اکراد بلوچ ترکوں کے ساتھ لڑتے ہوئے مارے گئے۔ اس دور میں اکراد بلوچ کے قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا یہ تھے۔

۱۔ امیر عمر براخوئی ۲۔ امیر حکم زنگنہ ۳۔ امیر نوفل اورگانی ۴۔ امیر مغیر مالمی ۵۔ امیر زرکی کرمانی۔ چنانچہ کابل کے اس مہم کے دوران امیر نوفل اورگانی۔ اور امیر حکم زنگنہ کام آئے۔

خلیفہ مہتدی باللہ کا مارا جانا

سیاسی معاملات اور افواج کے اُمرا کے تقرر کے سلسلے میں خلیفہ مہتدی باللہ اور ترکوں کے اُمرا کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے۔ جنکی تفصیلات طوالت کی بناء پر بیان نہیں کی جا سکتی۔ لہٰذا انہوں نے مہتدی باللہ کو تخت سے اُتار کر بے دردی سے قتل کر دیا۔ چونکہ مہتدی باللہ۔ نظام حکومت میں اصلاحات چاہتے تھے۔ ترک امیر اس پالیسی کے خلاف تھے۔ خلیفہ کی اصلاحی مساعی کا نتیجہ اُس کے قتل کی صورت میں نکلا۔

چارٹ نام خلفائے بنی عباس ۔ اُن کے ہم عصر والیاں سیستان توران ومکران کے نام ۔ ونام ہم عصر امرائے قبائیلی کونسل پنجگانہ اکراد بلوچ توران ومکران ۔ نیچے ملاحظہ ہوں ۔

نمبر شمار	نام خلیفہ خاندان بنی عباس	نام والی سیستان توران ومکران	نام امرائے قبائیلی کونسل پنجگانہ اکراد بلوچ توران ومکران
۱	خلیفہ واثق باللہ ۸۴۲ء تا ۸۴۷ء طاہر ثانی بن عبداللہ والسرائے خراسان وصوبہ جات مشرقی ۸۴۴ء تا ۸۶۲ء	ابراہیم حفین	۱۔ امیر موسیٰ براخوئی ۲۔ امیر باشار زنگنہ ۳۔ امیر لوذون ادرگانی ۴۔ امیر علی مالی ۵۔ امیر عباس کرمانی
۲	خلیفہ متوکل علی اللہ ۸۴۷ء تا ۸۶۱ء طاہر ثانی بن عبداللہ والسرائے خراسان وصوبہ جات مشرقی ۸۴۴ء تا ۸۶۲ء	۱۔ ابراہیم حفین ۲۔ درہم بن نصر (لوگوں نے نامزد کیا) ۳۔ یعقوب بن لیث {سفاری خاندان کی بنیاد گزار}	ایضاً

نمبر شمار	نام خلیفہ خاندانِ بنی عباس	نام والی سیستان توران و مکران	نام امرائے قبائیلی کونسل پنجگانہ اکراد بلوچ توران و مکران
۳	خلیفہ منتصر باللہ ۸۶۱ء تا ۸۶۲ء طاہر ثانی بن عبداللہ والرائے خراسان وصوبہ جات مشرقی ۸۴۴ء تا ۸۶۲ء	یعقوب بن لیث سفاری خاندان	۱۔ امیر موسیٰ براخوئی ۲۔ امیر باشار زنگنہ ۳۔ امیر نوردت اورگانی ۴۔ امیر علی مالی ۵۔ امیر عباس کرمانی
۴	خلیفہ مستعین باللہ ۸۶۲ء تا ۸۶۶ء محمد بن طاہر والرائے خراسان وصوبہ جات مشرقی ۸۶۲ء تا ۸۷۲ء	یعقوب بن لیث سفاری خاندان	ایضاً
۵	خلیفہ معتز باللہ ۸۶۶ء تا ۸۶۹ء محمد بن طاہر والرائے خراسان وصوبہ جات مشرقی ۸۶۲ء تا ۸۷۲ء	یعقوب بن لیث سفاری خاندان	ایضاً

نمبر شمار	نام خلیفہ خاندان بنی عباس	والیان سیستان توران ۔ مکران	نام امرائے قبائلی کونسل پنجگانہ اکراد بلوچ توران و مکران ۔
۷	خلیفہ مہتدی باللہ ۸۶۹ء تا ۸۷۰ء ۔ محمد بن طاہر والسرائے خراسان وصوبہ جات مشرقی ۸۶۲ء تا ۸۷۲ء	یعقوب بن لیث سفاری خاندان	۱۔ امیر عمر براخوئی ۔ ۲۔ امیر حکم زنگنہ ۳۔ امیر نوفل ادرگانی ۴۔ امیر مقیر ماملی ۵ ۔ امیر زرکی کرمانی ۔

باب نہم

معتمد علی اللہ کا خلیفہ ہونا ۸۷۰ء تا ۸۹۲ء

معتمد علی اللہ ایک کوفی لونڈی (فتیان) کے بطن سے تھا۔ مہتدی باللہ کے قتل کے بعد۔ ترک امراء نے معتمد علی اللہ کو قید سے نکال کر۔ تخت خلافت پر بٹھا دیا۔ مدت کے لحاظ سے معتمد علی اللہ کامل بائیس سال (۲۲) تک تخت خلافت پر متمکن رہا۔ لیکن اس طویل مدت میں ایک دن کے لئے بھی اسکو حقیقی حکومت نصیب نہ ہوئی اور نہ ہی اندرونی سازشوں اور ہنگاموں میں کوئی فرق آیا۔ ایک اہم تغیر یہ البتہ ہوا۔ کہ اب تک ترک حکومت پر حاوی تھے اور معتمد علی اللہ کے زمانے ہی میں اُس کے بھائی موفق باللہ کے ہاتھوں میں حکومت آگئی۔ معتمد علی اللہ محض نام کا خلیفہ تھا۔

یعقوب بن لیث کی والسرائے صُوبہ جات مشرقی

معتمد علی اللہ نے یعقوب بن لیث کی عرض داشت پر تمام مشرقی صوبہ جات۔ طبرستان۔ جرجان۔ رے۔ آذربائیجان کرمان۔ سیستان۔ توران مکران اور سندھ کی حکمرانی انکے حوالہ کردی۔ اس وقت عمر بن عبدالعزیز ہباری

والی سندھ زندہ تھا۔ اس نے یعقوب بن لیث صفاری کو بہت سے تحفے اور تحائف روانہ کئے اور اُن کو مبارک باد دی۔

عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کا والی سندھ ہونا ۸۸۲ء تا ۹۱۴ء

عُمر بن عبدالعزیز اٹھائیس سال سندھ پر حکمرانی کرنے کے بعد فوت ہوا۔ اسکی جگہ اُس کا بیٹا عبداللہ جانشین ہوا۔ ان کے دورِ عاملی میں سمہ قوم نے بغاوت کر کے سندھ کے دارالخلافہ منصورہ پر قبضہ کیا۔ لیکن کچھ دنوں بعد عبداللہ بن عمرُ نے دوبارہ منصورہ پر قبضہ کیا۔ اور اپنی آبائی رہائش گاہ کو چھوڑ کر۔ مستقلاً منصورہ میں منتقل ہو گیا۔ عبداللہ بن عمرُ ہباری نے تقریباً تیس سال (سندھ پر حکومت کی۔ اور اس نے اپنے دور میں حکومت میں ملک کا بہترین انتظام کیا۔

یعقوب بن لیث کا کارنامہ

فارس کی فتح کے بعد۔ یعقوب بن لیث کابل پہنچا اور یہاں کے فرمان روا زنبیل یا رتبیل کو قتل کر کے کابل پر قبضہ کیا۔ یہاں کی بیش قیمت۔ نوادرات جن میں چند بُت بھی تھے معتمد علی اللہ کی خدمات میں ہدیہ بھیجے۔ کابل کے بعد بُست اور کرد خ پر قبضہ کر کے۔ بوشنج میں علی بن حسین بن طاہر کو گرفتار کیا۔ کابل کا علاقہ بنی امیہ کے ابتدائی دور میں اسلامی حکومت کا باجگزار بن گیا تھا لیکن وہ عراق اور ایران کی طرح اسلامی ملک نہ تھا۔ یعقوب بن لیث صفاری نے اس کو اسلامی قلمرو میں شامل کر کے۔ اسلامی ملک بنا دیا۔

یعقوب بن لیث کے ہاتھوں خاندان طاہریہ کا خاتمہ

یعقوب بن لیث کے ایک حریف عبداللہ سنجری ۔ یعقوب کے مقابلے میں اپنے کو بے بس پاکر ۔ طاہری حکومت کے پاس نیشا پور پہنچا۔ محمد بن طاہر بن عبداللہ نے اُسے پناہ دی ۔ یعقوب بن لیث کو اسکی خبر ہوئی ۔ تو اُس نے محمد بن طاہر کو لکھا ۔ کہ عبداللہ سنجری کو اس کے حوالہ کر دے ۔ محمد نے انکار کیا۔ یعقوب بن لیث نیشا پور پہنچا۔ اس وقت طاہریہ خاندان میں اتنا دم خم باقی نہیں تھا۔ اس لئے یعقوب بن لیث محمد بن طاہر اور اُس کے پورے خاندان کو گرفتار کر کے سیستان لایا۔ اور مسجد آدینہ سے متصل قید خانے میں ۔ ان سب کو نظر بند کر دیا۔

خلیفہ معتمد علی اللہ اور یعقوب بن لیث صفاری کی جنگ

ابتدا میں یعقوب بن لیث صفاری جو عجمی عمال کے خلاف اٹھا تھا۔ اپنے کو خلفاء کا مطیع ظاہر کرتا رہا۔ انہی کا نام لے کر لڑتا تھا۔ عمال سے جنگ کے سلسلے میں وہ خلیفہ کے احکام کی پابندی نہیں کرتا تھا ۔ اسلئے آخر کار۔ براہ راست عباسی حکومت سے اُسکی تصادم کی نوبت آگئی۔ معتمد نے خود اس سے جنگ کا عزم کیا۔ یعقوب نے ان حالات کے متعلق جب آگاہی حاصل کی تو بغداد کے طرف روانہ ہوا۔ راستے میں موفق ولی عہد خلیفہ نے اُس کے تمام مطالبات تسلیم کر لئے ۔ مگر ان مطالبات کی منظوری کے بعد بھی یعقوب نے بغداد کا قصد ملتوی نہ کیا۔ اور سفر جاری رکھا۔ چنانچہ معتمد علی اللہ اہتمام سے

ے یعقوب کے مقابلہ میں نکلا۔ بغداد کے قریب فریقین میں بڑی خونریز جنگ ہوئی۔ دونوں طرف کے بہت سے ممتاز آدمی مارے گئے۔ یعقوب بن لیث خود بھی زخمی ہوا۔ چونکہ خلیفہ خود بہ نفس نفیس میدان جنگ میں موجود تھا ایک طرف ترکوں کا حوصلہ بڑھا۔ دوسری طرف یعقوب بن لیث کی فوج کا ایک حصہ لڑنا پسند نہ کرتا تھا۔ اس لئے یعقوب بن لیث کو شکست ہوئی۔ وہ خود ایک جماعت کے ساتھ جنکی اکثریت اکراد بلوچ تھی آخر تک اپنی جگہ پر قائم رہا۔ مگر جب یعقوب بن لیث کی فوج میدان چھوڑ کر بھاگ نکلی تو وہ بھی خوزستان سے ہوتا ہوا جندی شاپور کی طرف نکل گیا۔ خلیفہ نے کچھ دور تک تعاقب کیا۔ مگر راستے میں بیمار پڑ گیا۔ اس لئے لوٹ آیا۔ بہ حوالہ کورد گال نامک۔ اس لڑائی میں اکراد بلوچ کے قبائلی کونسل پنجگانہ کے اُمراء ۱۔ اَمیر عمر براخوئی ۲۔ اَمیر مغیر مالی ۳۔ امیر زرکی کرمانی نے اپنے افواج کے ساتھ بھرپور حصہ لیا۔ اس جنگ میں اَمیر زرکی کرمانی کام آئے۔ صرف اَمیر عمر براخوئی اور امیر مغیر مالی زندہ بچ نکلے اس جنگ سے پیشتر۔ اَمیر نوفل اردگانی۔ امیر حَکَم زنگنہ۔ یعقوب بن لیث اور زنبیل بادشاہ کابل کی جنگ میں کام آئے تھے۔

یعقوب بن لیث کی وفات

یعقوب بن لیث ۸۷۶ء میں بیمار ہوا۔ اور اس بیماری سے جانبر نہ ہو سکا اور فوت ہوا۔ وہ اپنے شجاعت و شہامت۔ تدبر و سیاست اور انتظامی قابلیت کے لحاظ سے بے نظیر تھا۔

عمرو بن لیث کا والسرائے صوبہ جات مشرقی

یعقوب بن لیث کے بعد اُس کا بھائی عمرو بن لیث اُس کا جانشین ہوا۔ اُس نے خلافت بغداد سے اپنے تعلقات ہموار کیے۔ خلیفہ نے اُسے ولایات شرقی کا والسرائے کا عہدہ دیا۔ اور ساتھ ہی بغداد و سرمن رائے کی شہنگی کے عہدے پر فائز کیا۔ چھ سال تک خلیفہ معتمد علی اللہ اور عمرو بن لیث کے تعلقات خوشگوار رہے۔

عمرو بن لیث اور ولی عہد موفق کی جنگ

۸۸۴ء میں معتمد علی اللہ خلیفہ نے خراسان کی حکومت۔ عمرو سے لے کر طاہری خاندان کے فرد محمد بن طاہر کو دے دی۔ اس سے خلافت بغداد اور عمرو بن لیث صفاری میں پھر مخالفت شروع ہوگئی۔

عمرو بن لیث اور ولی عہد موفق کی جنگ

خلیفہ معتمد علی اللہ نے احمد بن عبدالعزیز کو عمرو بن لیث کے مقابلے کا حکم دیا۔ عمرو بن لیث نے احمد بن عبدالعزیز کو شکست دی۔ اور اس کے تین ہزار آدمی گرفتار کر لئے اس واقعہ سے خلیفہ اور عمرو بن لیث کے تعلقات مزید خراب ہوئے۔ ۸۸۶ء میں موفق ولی عہد عمرو بن لیث کے مقابلے کے لئے فارس پہنچے، عمرو بن لیث مقابلے کے لئے تیار ہوا۔ جب میدان جنگ

یں اُس کے آدمیوں نے موفق سے مل جانا چاہا۔ تو وہ جنگ کا ارادہ ترک کر کے سجستان پہنچا۔ ولی عہد موفق دور تک اس کی تلاش میں گیا۔ لیکن اُسے نہ پا سکا لہٰذا ۸۸۹ء میں خلیفہ اور عمرو بن لیث کے تعلقات پھر سے خوشگوار ہو گئے۔

دولت سامانیہ ماورا النہر کا قیام

خلیفہ معتمد علی اللہ کے دورِ خلافت میں ماورا النہر میں سامانی حکومت قائم ہوئی۔ اس کا بانی اسد بن سامان بن بہرام چوبین تھا۔ یہ بہرام چوبین کے نسل سے تھا۔ اسد کے چار بیٹے تھے۔ نوح۔ احمد۔ یحییٰ۔ الیاس مامون خلیفہ۔ جب خلافت سے پہلے خراسان کا والی تھا۔ اُسی زمانے میں یہ چاروں بھائی خراسان میں تھے۔ مامون نے ان بھائیوں کو آگے بڑھایا۔ اُن کے خراسان کے نائب غسان بن ثابت نے ۱۔ احمد کو فرغانہ (۲) یحییٰ کو اشر دنہ اور شاس ۳۔ الیاس کو ہرات ۴ نوح کو ثمر قند کا حاکم بنایا۔ غسان کے بعد آل طاہر نے بھی ان کی قدر دانی کی۔ اس طرح اسد بن سامان کی اولاد میں اعزاز نسلاً بعد نسلاً چلا۔ احمد کے سات بیٹے تھے۔ ۱۔ نصر۔ ۲۔ اسماعیل ۳۔ یعقوب ۴۔ یحییٰ ۵۔ اسد ۶۔ اسحاق، ۷۔ حمید۔

۸۷۴ء میں احمد کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا نصر باپ کا قائمقام ہوا۔ اور ان کو ماورا النہر کی حکومت ملی۔ اس طرح یہاں سے سامانی حکومت کی بُنیاد

۱؎ ۸۷۴ء میں سامانی حکومت کی بنیاد پڑی۔ اور ۹۹۹ء میں اس کا خاتمہ ہوا۔ اس مدت میں اس خاندان میں گیارہ فرمانروا گذرے، ۱۔ نصر بن احمد ۲۔ اسماعیل بن احمد ۳۔ احمد بن اسماعیل ۴ نصر بن اسماعیل ۵۔ نوح بن اسماعیل ۶۔ عبد الملک بن نوح ۷۔ منصور بن نوح ۸۔ نوح بن

پڑی۔

فرقہ قرامطہ کا ظہور

۸۹۱ء میں فرقہ قرامطہ کا ظہور ہوا۔ یہ فرقہ باطینہ کی ایک شاخ ہے باطنیت ایران کے ثنوی مذہب سے نکلی ہے۔ اس مذہب میں دو طاقتیں کارفرما مانی جاتی ہیں (نور اور ظلمت) نور سے خیر اور ظلمت سے شر کا ظہور ہوتا ہے۔ یہی دونوں طاقتیں یزدان اور اہرمن کے نام سے موسوم ہیں۔ اس کے عقاید میں بہت سے فلسفیانہ ۱؎ خیالات کی آمیزش ہے اس سلسلے کا آغاز مامون کے زمانہ سے ہوگیا تھا۔ بابا خرمک کی بھی تحریک اسی کی ایک شکل ہے۔ جسکا حال اوپر گذر چکا ہے اہل عجم کے ذہین اور طباع افراد نے اس پر باطنیت کی نقاب ڈال کر اپنے عقائد اور خیالات کی اشاعت کی۔ اس کی روشنی میں کلام اللہ اور احادیث نبوی کی تاویل شروع کی۔ قرمطی تحریک بھی باطنیت ہی کی ایک شاخ ہے لیکن اس میں کچھ اور عقائد بھی شامل ہوگئے۔ اس قسم کی گمراہ کن تحریکیں آل بیت نبوی کے دعوت کے نام پر جو دین اصلی کے حامل تھے شروع ہوئی تھیں۔

بقیہ حاشیہ گذشتہ: منصور، ۹ منصور بن نوح ۱۰۔ عبدالملک بن نوح

۱؎ عبدالقادر بغدادی نے کتاب الفرق بین الفرق میں اس کی یوں تفصیل کی ہے وہ کہ مسلمانوں نے ایران کی حکومت تو فتح کرلی۔ لیکن ان کے لوگوں کے دل و دماغ کو تسخیر نہ کرا سکے۔ اسلئے نومسلم عوام کے دماغ سے ان کے پرانے عقاید و خیالات دور نہ ہو سکے وہ علانیہ طور پر ان خیالات کو ظاہر نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے مختلف شکلوں اور تحریکوں کی صورت میں انکا ظہور ہوتا رہا۔

قرمط کا پہلا داعی

قرمط کا پہلا داعی حمدان قرمط۔ سولو کوفہ کے ایک مقام نہرین کا باشندہ تھا۔ زاہدہ لباس میں ظاہر ہوا۔ رات دن نماز میں مشغول تھا۔ اپنے ہاتھ سے کما کے کھاتا تھا۔ لوگوں سے مذہبی باتیں کرتا تھا۔ رات دن پچاس[۵۰] نمازوں کی تلقین کرتا تھا۔ اس کے ذریعہ جب تحریک قرمطہ روشناس ہوگیا۔ تو امام منتظر کی دعوت شروع کی لوگوں کی ایک جماعت اس کی دعوت میں شامل ہوگئی اسی زمانہ میں قرمط بیمار رہوا۔ کرمینہ نامی ایک شخص نے اُس کی تیمار داری کی۔ جو وہ اچھا ہوگیا تو اپنے تیمادار کرمینہ[۱] کے نام کی مناسبت سے قرمط کہلانے لگا

قرمط کا مذہبی پرچار

چنانچہ قرمط نے سواد کے علاقے کے کم عقل اور جاہل دہقانوں میں اپنے مذہب کی تبلیغ شروع کی۔ اس نے ایک آسمانی کتاب کا دعویٰ کیا۔ جس کی تعلیم یہ تھی۔ کہ قریہ نصرانہ کا ایک باشندہ فرج بن عثمان داعی مسیح ہے۔ کلمہ ہے۔ مہدی ہے۔ احمد بن محمد بن حنفیہ ہے۔ جبرئیل ہے۔ مسیح نے انسانی پیکر میں آکر اُسکو کہا۔ تم داعی ہو۔ اُس نے چار رکعت نماز کی تعلیم دی۔ دو

---

۱ ؎ کرمینہ کی ایک اور وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اس شخص کی آنکھیں سُرخ تھیں۔ جو قرمط کا تیمادار تھا۔ نبطی زبان میں سرخی کو کرمینہ کہتے ہیں۔ اسی لئے یہ شخص کرمینہ کہلانے لگا۔

طلوع آفتاب سے پہلے اور دو غروب آفتاب کے بعد۔ ہر نماز کے لئے اذان ضروری قرار دی۔ حضرت محمد کے رسالت کے شہادت کے ساتھ۔ حضرت آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ علیہ السلام اور احمد بن محمد بن حنفیہ کی رسالت کی شہادت بھی تھی۔ نماز میں کلام اللہ کی آیات کے بجائے (استفتاح) کی تلاوت کی جو اس کے گمان میں احمد بن محمد بن حنفیہ کے اوپر نازل ہوئی تھی۔ کعبہ کی بجائے بیت المقدس کو قبلہ قرار دیا۔ جمعہ اور اتوار۔ دو دن کام کی ممانعت کی سال میں مہرجان اور نوروز کے دو روزے مقرر کئے۔ نبیذ کو حرام اور شراب کو حلال قرار دیا۔ جنابت میں غسل کی بجائے وضو۔ اور غیر محارب پر جزیہ مقرر کیا۔

نقیبوں کی تقرّری

جب قرمطی تحریک دیہاتوں میں پھیلنے لگی۔ تو قرمط نے مختلف مقامات پر تبلیغ کے لئے بارہ نقیب مقرر کئے جو شخص اس دعوت میں شریک ہوتا تھا۔ اس سے امام کے نام پر ایک دینار وصول کیا جاتا تھا۔ اس تحریک کی اشاعت سے زراعت پر بُرا اثر پڑا۔

قرمط کا غائب ہونا

سواد کوفہ میں امیر ھیثم کا علاقہ تھا۔ اُسکی آمدنی گھٹ گئی۔ اس نے تحقیقات کی تو قرمط کا حال معلوم ہوا۔ اُس نے اُس کو پکڑ کر نید کیا۔ اس کی ایک لونڈی

کو رحم آ گیا ۔ اُس نے ہیثم سے چھُپا کر ۔ اُسے نکال دیا ۔ لبعد میں ہیثم نے جب دروازہ کھولا ۔ تو قرامط کا کہیں پتہ نہ تھا ۔ عوام میں مشہور ہوا کہ قرمطا اپنی کرامت سے غائب ہو گیا ۔ اُسے عراق کے قیام میں خطرہ محسوس ہوا ۔ لہٰذا وہ شام چلا گیا ۔

موفق کی وفات

خلیفہ معتمد علی اللہ کے دورِ خلافت میں اُس کے بھائی اور ولی عہد موفق کا انتقال ہو گیا ۔ تو معتمد علی اللہ نے اپنے بیٹے مفوض اللہ کے نام کو خارج کر کے ۔ معتضد بن موفق کو ولی عہد بنایا

معتضد باللہ کا خلیفہ ہونا ۸۹۲ء تا ۹۰۲ء

معتمد علی اللہ نے اپنے بھائی موفق کی موت کے بعد اس کے بیٹے معتضد باللہ کو اپنا ولی عہد نامزد کیا ۔ چنانچہ جب معتمد علی اللہ کی وفات کے بعد معتضد باللہ تخت خلافت پر بیٹھا وہ خاندان بنی عباس کا سولھواں خلیفہ تھا ۔ وہ عقل و دانش تدبر ۔ سیاست ۔ اور جاہ و جلال میں اپنے پیش روؤں پر فوقیت رکھتا تھا ۔ اس لئے وہ اپنے دورِ خلافت میں ترکوں کا کھلونا نہیں بنا ۔ بلکہ تمام سرکش اُمراء کو زیر کر کے مخالف قوتوں کا قلع قمع کیا ۔ عباسی حکومت میں از سرِ نو جان ڈالی ۔ اور اس کو مختلف حیثیتوں سے ترقی دی ۔

رافع بن ہرثمہ نمائندہ طاہر بن والسرائے مشرقی صوبہ جات کا خاتمہ

رافع بن ہرثمہ ۔ خراسان کے والی طاہر بن محمد کا نمائندہ تھا ۔ اس نے

شاہی جاگیر اپنے قبضہ میں رکھی تھی۔ خلیفہ کے کہنے پر اُس نے یہ شاہی جاگیر واپس نہیں کی۔ تو خلیفہ نے اُسے معزول کر کے عمرو بن لیث صفّاری کو خراسان کی حکومت دے دی۔ عمرو بن لیث کی یہ دیرینہ خواہش تھی۔ جو پوری ہوگئی۔ عمرو بن لیث خراسان پہنچ گیا۔ رافع بن ہرثمہ سے مقابلہ ہوا۔ وہ لڑائی میں شکست کھا کر خوارزم شاہ کے پاس چلا گیا۔ خوارزم شاہ نے اپنے ایک امیر، ابو سعید فرخانی کو ہرثمہ کے استقبال کے لئے روانہ کیا۔ اُس نے عمرو بن لیث کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر۔ رافع کو دھوکہ سے قتل کر دیا۔ اور اس کا سر عمرو بن لیث کے پاس بھیج دیا۔

عمرو بن لیث خاندان صفاری کا خاتمہ

رافع کے خاتمہ اور خراسان کے حاکمی کو حاصل کرنے کے بعد۔ عمرو بن لیث کی ہوس ملک گیری اور بڑھ گئی۔ اُس نے خلیفہ سے ماوراالنہر کی حکومت کی استدعا کی۔ خلیفہ عمرو بن لیث کی طاقت کو توڑنا چاہتی تھی۔ چنانچہ اُس نے منظور کی۔ اس کو ماوراالنہر کی حکومت کا پروانہ لکھ کر دیا۔ عمرو بن لیث نے اپنے نمائندہ امیر محمد بن بشیر کو ماورا۔النہر کی حکومت پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کر دیا۔ دریائے جیحون کے کنارے (آمد) کے مقام پر۔ اسماعیل سامانی اور امیر محمد کا مقابلہ ہوا۔ امیر محمد بن بشیر جنگ میں مارا گیا۔ عمرو بن لیث خود میدان جنگ میں پہنچا۔ عمرو بن لیث نے بلخ میں مورچہ قائم کیا۔ اسماعیل نے یہاں پہنچ کر اُسے ہر طرف سے گھیر لیا۔ عمرو بن لیث پہلے ہی معرکہ میں معمولی جنگ

کے بعد بھاگ نکلا۔ اور اُس کا گھوڑا دلدل میں پھنس گیا۔ اسماعیل نے اُسے گرفتار کر لیا۔

عمرو بن لیث کی عباسی خلیفہ کو حوالگی

چنانچہ اسماعیل سامانی نے عمرو بن لیث کو اختیار دیا کہ وہ جہاں چاہے رہ سکتا ہے۔ عمرو بن لیث نے خلیفہ معتضد کے پاس بغداد جانا پسند کیا۔ چنانچہ اسماعیل سامانی نے اُسے بغداد روانہ کیا۔ جہاں خلیفہ نے اُسے قید کیا۔ اور اسماعیل سامانی کو اس کے تمام مقبوضات کا حاکم بنایا۔

اسماعیل سامانی کی حکمرانی سیستان توران، مکران پر ۸۹۲ء تا ۹۰۷ء

عمرو بن لیث کے زوال کے بعد۔ اُس کے تمام مقبوضات خلیفہ معتضد باللہ نے اسماعیل سامانی کے سپرد کر دی۔ چونکہ سیستان توران و مکران اُس کے مقبوضات میں شامل تھے۔ لہٰذا ان علاقوں کے والی اسماعیل سامانی کی طرف سے آنے لگے۔

قرمطی داعی یحییٰ بن مہدی کا خروج

قرامط بانی تحریک قرامطی۔ عراق چھوڑ کر۔ شام چلا گیا۔ وہاں اُس کی تحریک برابر خفیہ طور پر کام کرتی رہی۔ لوگ چپکے چپکے اُس میں شامل ہوتے گئے چنانچہ قرامطی داعی یحییٰ بن مہدی نے ۸۹۴ء میں دعویٰ کیا۔ کہ وہ مہدی

موعود کا داعی ہے۔ جن کا عنقریب ظہور ہونے والا ہے۔ قطیف اور بحرین کے شیعان علی نے اسکی دعوت قبول کی۔ اور اُسکی اعانت کا پورا وعدہ کیا۔ بہرحال داعی یحییٰ بن مہدی ابوسعید جنابی نے بصرہ پر حملہ کیا۔ خلیفہ کی افواج کو شکست دی۔ تمام قیدیوں کو آگ میں جلوا دیا۔ پھر قرمطیوں نے کوفہ میں شورش برپا کی۔ چنانچہ معتضد باللہ نے پے درپے فوج بھیجنا شروع کر دی۔ جنہوں نے قرمطیوں کو بے دریغ قتل کرنا شروع کر دیا۔ ہزاروں قرمطی مارے گئے۔ اُن کا ایک داعی ذکرویہ بن مہرویہ نے قبائیل اسد اور ربیعہ کو بھڑکانے کی کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ اسی داعی نے معتضد باللہ کے ایک غلام شبل کو قتل کر کے رصافہ کی مسجد جلا ڈالی۔ شام کے سرحد تک بستیوں کو ویران کرتا چلا گیا۔

خلیفہ معتضد باللہ کی وفات

سنہ ۹۰۲ء میں خلیفہ معتضد باللہ مرض الموت میں مبتلا ہوا۔ اور فوت ہوا۔ فوجی افسروں نے اس کے بیٹے اور ولی عہد مکتفی باللہ کو تخت خلافت پر بٹھا دیا اُس نے چار لڑکے اور گیارہ لڑکیاں یادگار چھوڑیں۔

مکتفی باللہ کا خلیفہ ہونا۔ سنہ ۹۰۲ء تا سنہ ۹۰۸ء

معتضد باللہ کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا۔ مکتفی باللہ۔ مسند خلافت پر بیٹھا۔ یہ ایک ترکی خاتون (جیجک) کے بطن سے تھا۔ اپنے والد کے وفات کے وقت علاقہ (رقہ) میں تھا۔ وہاں سے دارالخلافہ پہنچ کر۔ تخت خلافت

پر بیٹھا ۔ یہ خاندان بنی عباس کا ستارواں خلیفہ تھا۔

شام میں قرامطہ کی ہنگامہ آرائی

خلیفہ مکتفی باللہ کے دورِ خلافت میں شام کے ملک میں قرامطیوں کا بہت زور بڑھ گیا۔ خلیفہ نے ایک نوعمر آفیسر بشیر کو اُن کے مقابلے پر مامور کیا۔ جسے قرامطیوں نے جنگ میں شکست دے کر قتل کر دیا۔

قرامطیوں نے دمشق کا محاصرہ کرلیا

سرکاری اَفسر بشیر کے قتل کے بعد قرامطیوں کا حوصلہ اتنا بڑھ گیا۔ کہ انہوں نے دمشق کا محاصرہ کیا۔ خلیفہ نے بغداد سے اور والی مصر نے مصر سے امداد بھیجی۔ اُن سب نے مل کر قرامطی سردار شیخ یحیٰی اور اُسکی جماعت کا مقابلہ کیا۔ ان کے بہت سے افراد کو قتل کر دیا۔ چنانچہ سردار شیخ یحیٰی قرامطی کے مارے جانے کے بعد۔ قرامطی جماعت نے اُس کے بھائی ابوالعباس حسین کو اس کا جانشین بنایا۔ پھر خلیفہ مکتفی باللہ نے اس تحریک کو ختم کرنے کے لئے خود اس میں دلچسپی لی۔ اور قرامطہ کی تحریک کے ختم کرنے کے لئے اپنے کاتب محمد بن سلیمان کو روانہ کیا۔

محمد بن سلیمان نمائندہ خلیفہ کا قرامطی سردار کو شکست دینا

پھر خلیفہ کے نمائندے محمد بن سلیمان نے قرامطی سردار ابوالعباس حسین

المعروف بہ صاحب شامہ کو جنگ میں شکست فاش دی اور ہزاروں قرامطی اس جنگ میں مارے گئے۔

قرامطی سردار صاحب شامہ کا گرفتار ہونا

جب قرامطی سردار صاحب شامہ شکست کھاگیا۔ تو اس نے اپنے دلی عہد غلام مطوق کو ساتھ لے کر۔ کوفہ سے نکل جانا چاہا۔ دورانِ سفر گرفتار ہوا۔ چنانچہ اُسے قید کر کے خلیفہ مکتفی باللہ کے پاس (رُقہ) بھیج دیا گیا۔ خلیفہ نے اُسے بڑی درد انگیز سزائیں دے کر قتل کر دیا

قرامطی سردار اسماعیل کا قتل

قرامطی سردار اسماعیل جب گرفتار ہوا۔ تو اُس نے خلیفہ سے راہ راست پر آنے کا وعدہ کیا۔ خلیفہ نے اُسے امان دی۔ اور اس نے بغداد کے مضافات میں سکونت اختیار کی۔ تھوڑے دنوں بعد پھر سازشوں میں مصروف ہوا۔ پروگرام بنایا کہ عیدالفطر کے موقع پر (رُقہ) کو لوٹ لیا جائیگا۔ حکومت کو اس کی خبر ہو گئی اس نے بروقت کارروائی کر کے ان سب کو مع قرامطی سردار اسماعیل کے قتل کر دیا۔

قرامطی سردار عبداللہ بن سعید ملقب بہ نصر کا خروج

اسماعیل قرامطی سردار کے قتل کے بعد قرامطی سردار عبداللہ بن سعید ملقب بہ نصر نے ۹۰۵ء میں خروج کیا۔ شام کے مختلف علاقوں میں غارت گری

شروع کر دی۔ اس کے خلاف اہل دمشق نے متفق ہو کر۔ اُسے دمشق میں داخل نہیں ہونے دیا۔ چنانچہ اس نے بنی کلب کا رُخ کیا۔ بنی کلب کے سردار نے اپنے علاقے اور قبیلہ کو اسکی تباہ کاری سے بچانے کی خاطر۔ اس کا سر قلم کر کے خلیفہ مکتفی باللہ کو بھیج دیا۔ عبداللہ بن سعید قرامطی سردار کے قتل کے بعد اُسکی جماعت میں پھوٹ پڑ گئی۔

قرامطی داعی اعظم ذکرویہ کا خروج

قرامطی سردار عبداللہ بن سعید ملقب بہ نصر کے قتل کے بعد۔ قرامطی داعی اعظم ذکرویہ نے خروج کیا۔ اور وہ نصر کے خون کا انتقام لینے کی غرض سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ آخر کار مکتفی باللہ نے ایک بڑی فوج روانہ کر کے۔ قرامطی داعی ذکرویہ کا خاتمہ کرنا چاہا سرکاری فوجوں اور قرمطیوں میں ایک خون ریز جنگ ہوئی۔ حکومت سپہ سالار۔ امیر وصیف نے قرامطہ کو بڑی فاش شکست دی۔ قرامطہ کی بڑی تعداد قتل ہوئی۔ ذکرویہ داعی۔ خود زخمی ہو کر۔ گرفتار ہوا۔ تمام مسلمان قیدی جو اُس کے قید میں تھے۔ رہا کروائے گئے۔ عراق سے قرامطہ کا کلی طور پر استیصال کیا گیا۔

اکراد بلوچ توران و مکران کی صورتحال

معتضد باللہ خلیفہ (۲۷۹ھ/۸۹۲ء تا ۲۸۹ھ/۹۰۲ء) خلیفہ مکتفی باللہ (۲۸۹ھ/۹۰۲ء تا ۲۹۵ھ/۹۰۸ء) کی خلافت کے ادوار میں اکراد بلوچ کے قبائل کونسل پنجگانہ کے اُمراء یہ تھے۔

۱۔ اَمیر سعد براخوئی ۔ ۲۔ امیر مردان زنگنہ ۳۔ اَمیر بکر اُدرگانی ۴۔ امیر نوکف مالمی ۵۔ اَمیر شیران کرمانی ۔ اکراد بلوچ توران و مکران کے سابقہ ادوار کی طرح مراعات کی توسیع ان دو مندرجہ بالا خلفائے نے بھی کی تھی لہٰذا اکراد بلوچ ۔ اپنی قبائیلی زندگی بڑے آسودہ حالی سے گذار رہے تھے اور انکی سرحدی ملیشیاؤں کی حیثیت بھی بحال تھی ۔ اکراد بلوچ ہر حکومت کی پالیسی سے اس واسطے متفق ہوا کرتے تھے ۔ کہ ہر حکومت کا رویہ ان کے ساتھ مشفقانہ ہوا کرتا تھا ۔ خاص کر تمام اسلامی ادوار میں کیونکہ بلوچوں کے بارے میں یہ نظریہ عام تھا کہ انہوں نے ایرانیوں کے برخلاف ابتداء میں خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت ۶۳۴ء تا ۶۴۴ء) میں بحیثیت ایک قوم کے مذہب اِسلام قبول کیا تھا اور تمام اسلامی ادوار میں اکراد بلوچ کو مسلمانوں کا ایکا حلیف مانا اور سمجھا جاتا تھا ۔ اور ہر حاکم ان کو خوش رکھنے کی کوشش کرتا تھا اور ان کی وفاداری ضرب المثل تھی ۔ اور اُنکی طرف داری قابلِ اعتماد تھی ۔ اس لئے ہر مسلمان حاکم اُن کے متعلق حسنِ ظن رکھتا تھا ۔ انہی سیاسی حالات کی وجہ سے بعد کے ادوار میں یہ بات مشہور ہوگئی ۔ کہ بلوچ قوم نسلاً عرب ہیں اور خاص کر اسلامی ادوار میں اکراد بلوچ کے قبائل کی بعض ذیلی شاخوں نے جب سندھ جاکر بود و باش اختیار کیا ۔ تو وہاں عرب صرف انہی کے ساتھ رشتہ کیا کرتے تھے ۔ لہٰذا اِس رشتہ ازدواج کی وجہ سے یہ نظریہ اور بھی پختہ ہوگئی ۔ کہ اکراد بلوچ نسلاً عرب ہیں ۔ حکمران طبقہ مفتوحہ علاقوں میں اکثر اعلیٰ نسل کے لوگوں سے رشتہ کیا کرتے ہیں ۔ اس کی دلیل گذشتہ ادوار کی تاریخ ہے ۔ چنانچہ

مسلمان عرب حاکم ۔ اکراد بلوچ کو اعلیٰ نسل مان کر ۔ اُن سے رشتہ داریاں کرنے لگے ۔ جبکی تصدیق مصنف کوردگال نامک اخوند محمد صالح کرتے ہیں ۔

وفات خلیفہ مکتفی باللہ

۹۰۸ھ میں خلیفہ مکتفی باللہ کا انتقال ہوا ۔ وفات کے وقت اُنکی عمر تینتیس ۳۳ سال تھی ۔ دورانِ علالت خلیفہ مکتفی باللہ نے اپنے چھوٹے بھائی جعفر ملقب بہ مقتدر باللہ کو اپنا ولی عہد نامزد کیا ۔

مقتدر باللہ کا خلیفہ ہونا ۹۰۸ھ تا ۹۳۲ھ

خلیفہ مکتفی باللہ نے اپنے چھوٹے بھائی مقتدر باللہ کو ولی عہد نامزد کیا ۔ جبکہ اس کی عمر تیرا ۱۳ سال تھی ۔ اکثر ارکانِ دولت اس کی بیعت کے خلاف تھے ۔ مگر وزیرِ دولت عباس بن حسن خود غرضی سے اسکی حمایت میں تھا ۔ چنانچہ عباسی اُمراء کے مخالفت کے باوجود وزیرِ دولت عباس بن حسن نے مقتدر کی بیعت کی رسم ادا کی ۔ اور اُس نے حق بیعت کے نام سے بیت المال سے ایک بڑی رقم لے لی یہ حق کی ادائیگی ۔ کی عباسی اور خلافت میں پہلی مثال تھی ۔

عبداللہ بن معتز کی بیعت

خلیفہ مقتدر کی بیعت کے بعد بھی عباسی خاندان کے معمر اور تجربہ کار افراد اور ارکان دولت اپنی مخالفت پر قائم رہے انکی اکثریت کو دیکھکر وزیرِ دولت عباس بن حسن کو مخالفت کی جرأت نہ ہوئی

عبداللہ بن معتز کا موقف

جب عبداللہ بن معتز کو درخواست کی گئی ۔ کہ وہ عہدہ خلافت قبول کرے تو اُس نے کہا ۔ اگر بغیر کشت وخون کے لوگ مجھے خلیفہ مان لیں تو مجھے اُس کے

قبول کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ اُمرا نے اُسے یقین دلایا۔ کہ خون ریزی نہ ہوگا۔

وزیر دولت عباس بن حسن کا قتل

اسی اثناء میں۔ وزیر دولت عباس بن حسن دیگر امراء کے خلاف ہوگیا۔ جب اُمرا کو خبر ہوئی۔ تو انہوں نے قبل اُس کے کہ عباس بن حسن کی جانب سے کوئی مخالفت ہو اُسے قتل کردیا۔ امیر حسن بن حمدان نے پہلے عباس کا قصہ تمام کردیا۔ پھر وہ مقتدر باللہ کے قصہ چکانے کے لئے خلافت کے محل کی طرف بڑھا۔ مقتدر نے پہلے سے محل کا پھاٹک بند کرالیا تھا۔ لہٰذا اُسے واپس لوٹ آنا پڑا۔

عبداللہ ابن معتز کی شکست اور خلیفہ مقتدر باللہ کی بحالی

امیر حسن بن حمدان نے عبداللہ بن معتز کو خلیفہ بنانے کے بعد۔ مقتدر کو قصرِ خلافت خالی کرنے کا حکم دیا۔ اس نے ایک دن کی مہلت مانگی۔ لیکن مہلت کے دوران قصرِ خالی نہ کرسکا۔ دوسرے دن امیر حسین بن حمدان قصرِ خلافت پہنچا۔ یہاں مقتدر کا پورا عملہ اور محافظ موجود تھے۔ ان سے جنگ ہوئی۔ امیر حسین بن حمدان کسی وجہ سے بغداد چھوڑ کر موصل چلا گیا۔ سب سے زیادہ بااقتدار امیر یہی تھا۔ اس لئے اس کے الگ ہو جانے سے مقتدر کے حامیوں کا حوصلہ بڑھ گیا۔ انہوں نے عبداللہ بن معتز کی فرودگاہ پر حملہ کیا۔ عبداللہ کے حامی بھاگ گئے اور مقتدر تختِ خلافت پہ دوبارہ بحال ہوگیا۔ اُس نے

اُن تمام اُمراء کو جنہوں نے عبداللہ بن معتز کی بیعت اور حمایت کی تھی گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اور بعضوں کو قتل بھی کرا دیا۔

سیمجور مولی والی سیستان توران مکران

اسماعیل سامانی والسرائے صوبہ جات مشرقی نے ۲۹۱ھ میں سیستان پر فوج کشی کر کے۔ لیث بن علی اور معدل بن علی جو خاندان صفاری کے آخری چشم و چراغ تھے۔ قید کر کے۔ سیستان توران، مکران کی عاملی کا منصب سیمجور مولی کو دے ڈالا اُس سے سیستان آکر حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے لی۔ اور خطبہ آل سامان کے نام سے پڑھا۔ کچھ مدت بعد والسرائے اسماعیل سامانی نے سیستان۔ توران۔ مکران۔ کی عاملی کا منصب بوصالح منصور بن اسحاق کو دیا جو اس کا بھتیجا تھا۔

بوصالح منصور بن اسحاق والی سیستان توران مکران

بوصالح منصور بن اسحاق سیستان آکر گورنری کے عہدے کو سنبھالا۔

۔ محمد بن عمرو بن لیث کے

ملازم محمد بن ھرمز معروف بہ مولی سندلی نے سیستان پر حملہ کیا۔ والی بوصالح منصور بن اسحاق کو شکست دی۔ والی کے جگہ یعقوب بن لیث کے خاندان کے ایک فرد بوحفص بن عمرو بن یعقوب بن محمد بن عمرو بن لیث کو امیر سیستان و توران و مکران بنا دیا بحوالہ گورردگال نالگ اس دور کے افراد بلوچ توران و مکران یعقوب بن لیث کے دور کی خوبیوں کی وجہ سے غیر جانب

دار ہے۔ جسکی وجہ سے بوحفص لیث کو کامیابی حاصل ہوئی۔

حسین بن علی مروزی والی سیستان، توران، مکران

جب والسرائے صوبہ جات مشرقی احمد بن اسماعیل کو ان حالات کی اطلاع ملی اُس نے حسین بن علی مروزی کو سیستان۔ توران، مکران کا عامل مقرر کر کے سیستان بھیجا۔ حُسین بن علی مروزی سیستان پہنچتے ہی۔ بوحفص عمرو لیث کی سرکوبی کی تیاری شروع کی۔ اس سلسلے میں اکراد بلوچ توران۔ و مکران سے رابطہ قائم کر کے اُن سے فوجی امداد طلب کی۔ بوحفص عمرو بن لیث پر حملہ آور ہوا۔ لڑائی میں اُسے شکست ہوئی۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت گرفتار ہوا۔ وائسرائے احمد بن اسماعیل نے بوحفص عمرو لیث کو سمرقند لا کر نظر بند کر دیا۔ اور اس کے خاص ساتھیوں۔ کولکی اور زنکا بود کو قتل کر ڈالا۔

عبداللہ بن عمر ہباری کا حکمران سندھ ہونا ۸۸۳ء تا ۹۱۳ء

عمر بن عبدالعزیز ہباری (۸۸۳ء) میں خلیفہ معتمد علی اللہ کے دور (۸۷۰ء تا ۸۹۲ء) میں فوت ہوا۔ تو اس کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا عبداللہ بن عمر سندھ کی مسند حکمرانی پر بیٹھا۔ عبداللہ کے دورِ حکمرانی میں۔ ایک شخص ابوصمہ کے بیٹے جو ایک مقتدر عرب امیر تھا۔ سندھ کے دارالخلافہ منصورہ پر قبضہ کیا۔ مگر عبداللہ بن عمرُ نے تھوڑے ہی دنوں میں اُسے شکست دے کر۔ دارالخلافہ سندھ منصورہ پر دوبارہ قبضہ کیا۔ عبداللہ بن عمر ہباری نے تیس سال تک حکمرانی کی۔ اور اپنے

دور میں ملک کا بہترین انتظام کیا۔ ۹۱۳ء میں فوت ہوا۔

سیم جور والی سیستان توران ومکران

والسرائے احمد بن اسماعیل نے دوبارہ سیم جور کو والی سیستان۔ توران مکران مقرر کیا۔ وہ سیستان آیا۔ یہاں منصب ولایت کو کچھ عرصہ چلاتا رہا۔ جب احمد بن اسماعیل والسرائے کو اُس کے دو غلاموں نے دریائے جیحون کے کنارے قتل کیا۔ تو اس خبر کی اطلاع سے والی سیم جور نے منصب عالی کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ جب خلیفہ مقتدر باللہ کو سیم جور کے فرار کی خبر ملی تو انہوں نے فضل بن حمید کو سیستان۔ توران مکران کا والی مقرر کر کے سیستان بھیجا۔

فضل بن حمید والی سیستان توران مکران

فضل بن حمید جب سیستان پہنچا اُس نے تمام علاقوں میں اَمن داماں قائم کیا۔ توران ومکران کے علاقوں کا تفصیلی دورہ کیا۔ ان کے دور میں اکراد بلوچ کے قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمراء یہ تھے ۱۔ امیر ابراہیم براخوئی (۲) امیر معین زنگنہ، ۳۔ امیر محمد ادرگانی۔ امیر یوسف مالی ۵۔ امیر عبید کرمانی۔ اس والی نے اکراد بلوچ کی سرحدی ملیشیاؤں کی از سرِ نو ترتیب اور درجہ بندی کی۔ جب مقام خواش کے اَمیر نے بغاوت کی۔ اُنکی سرکوبی کے لئے والی فضل بن حمید اکراد بلوچ ملیشیاؤں کو ساتھ لے کر۔ محمد بن حمدویہ امیر خواش پر حملہ آور ہوا۔ اَمیر خواش کو شکست ہوئی وہ اپنے تمام سرکردہ ساتھیوں کے ساتھ مارا گیا۔

خلیفہ مقتدر باللہ کے دور میں مصر میں دولت فاطمیہ کا قیام

ابو محمد ۔ عبید اللہ ۔ المہدی ۔ بن محمد جعفر مصدق بن محمد مکتوم بن اسماعیل بن جعفر صادق بن باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین نے خلیفہ مقتدر باللہ کے دور ۹۰۸ء تا ۹۳۲ء میں مصر کی فاطمی حکومت کی بنیاد رکھی ۔ اس وقت تک عباسی سلطنت میں ۔ طاہری صفاری ۔ سامانی ۔ طولونی حکومتیں قائم ہو ئی تھیں یہ سب خلافت کے ماتحت تھیں اسکی دینی مرکزیت اور سیادت کو مانتی تھیں ۔ کیونکہ خلافت بغداد کی تصدیق کے بغیر کوئی حکومت باقاعدہ تسلیم نہ کی جاتی تھی ۔ جب خلیفہ مقتدر باللہ کے زمانہ میں مصر کی فاطمی حکومت کی بنیاد پڑی جو نہ صرف بغداد کی سیادت سے آزاد تھی ۔ بلکہ اپنے نسب اور خاندان میں اُسکی حریف اور مدمقابل تھی ۔ اور ایک مذہبی فرقے کی مقتدر بھی تھی اور آگے چل کر ۔ تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کی ترقی میں بھی وہ عباسی حکومت کی مدمقابل بن گئی ۔

فرقہ قرامطہ کی شورش

مکتفی باللہ نے اپنے زمانے میں قرامطہ کا زور توڑ دیا تھا ۔ مگر خلیفہ مقتدر باللہ کے زمانے میں یہ لوگ عراق اور شام میں پر زور پکڑ گئے ۔ ۹۲۳ء میں ابو طاہر قرامطی نے شہر بصرہ کا محاصرہ کیا ۔ حاکم کو قتل کیا ۔ پورے سترہ دن تک شہر کو لوٹتا رہا ۔ اور قتل عام کرتا رہا ۔ خلیفہ مقتدر باللہ نے اپنے نمائندے یوسف بن ابی الساج کو چالیس ہزار فوج کے ساتھ ابو طاہر کے مقابلے کے لئے روانہ کیا ۔ ابو طاہر نے

یوسف بن الساج کو شکست دے کر گرفتار کیا۔ ابوطاہر نے خلیفہ کے امیر مونس مظفر کو بھی شکست دی۔ آخر کار مقام ہیتہ پر سرکاری سپہ سالار امیر سعید بن حمدان نے ابوطاہر کو شکست دی۔ اور واپس کر دیا۔

ابوطاہر قرامطی کا مکہ پر حملہ

۹۲۹ء میں ابوطاہر قرامطی نے حج کے موسم میں مکہ پر حملہ کیا۔ حجراسود کو اکھاڑ کر ہجر بھیج دیا۔ مکہ کی پوری آبادی کو تاراج کیا۔ غلاف کعبہ کو اُتار دیا۔ جب مصر کے فاطمی خلیفہ کو قرامطیوں کے ہاتھوں خانہ کعبہ کی بے حرمتی کی خبر ملی۔ تو فاطمی خلیفہ عبیداللہ المہدی فاطمی نے قرامطیوں پر برہمی کا اظہار کیا۔ اس نے ابوطاہر قرامطی کو لکھ بھیجا۔ ہم پر اور ہمارے شیعوں پر الحاد کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ اس کو تم لوگوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا۔ عبیداللہ کی مخالفت سے قرامطی تحریک کو نقصان پہنچنے کا خطرہ تھا۔ ان کا خط پاتے ہی ابوطاہر قرامطی نے حجراسود کو منگاکر دوبارہ نصب کروایا۔ لوگوں کا لوٹا ہوا مال واپس کر دیا۔ لیکن غلاف کعبہ تبرک کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر۔ تقسیم ہو چکا تھا۔ وہ واپس نہ ہو سکا۔

تاریخی حوالوں سے قصہ رابعہ خضداری

تاریخی حوالوں سے قصہ رابعہ خضداری شاعرہ فارسی زبان کی تفصیلات اس طرح ہیں۔ جسے ہم وضاحت کے ساتھ بیان کر ینگے۔ جو یقیناً قارئین گرامی کے لئے باعث دلچسپی ہوگی کیونکہ رابعہ خضداری بین الاقوامی شہرت کی

فارسی زبان کی شاعرہ ہیں۔ اور انکی ادبیات فارسی میں ایک بلند مقام ہے

رابعہ خضداری کی خاندانی پس منظر

امیر کعب۔ بلخ کے ایک مشہور امیر تھے۔ جنکے اجداد حکمران گروہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اس خاندان کا بانی قیام سلطنت خاندان بنی عباس اور ابو مسلم خراسان کی وزارت عظمیٰ کے دور میں سرزمین بلخ میں وارد ہوئے۔ خاندان بنی عباس کی حکومت ۷۵۰ء میں قائم ہوئی۔ امیر کعب کے دو بچے تھے۔ ایک بیٹا اور ایک بیٹی۔ بیٹے کا نام حارث تھا۔ اور بیٹی کا نام رابعہ تھا۔ جو زین العرب کے لقب سے ملقب تھی۔

رابعہ خضداری کی ولادت و جوانی

تاریخی حوالوں سے پتہ چلتا ہے۔ کہ رابعہ خضداری خاندان بنی عباس کے پندرھواں خلیفہ معتمد علی اللہ (۸۷۰ء تا ۸۹۲ء) کے دور میں۔ ۸۷۸ء میں بخارا کے شہر میں پیدا ہوئی۔ جوان ہو کر تعلیم حاصل کی۔ فارسی زبان میں پہلی شاعرہ ہیں۔ نویں صدی عیسوی میں وہ فارسی زبان کے ابو الآبا۔ رودکی۔ کی ہم عصر تھی۔

دولت خاندان سامانیہ ماوراالنہر کا قیام

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ جب خلیفہ معتمد علی اللہ کے دور خلافت میں اسد بن سامان کو ماوراالنہر کی ایالت میں ملازمت ملی۔ تو یہ ملازمت نسلاً

بعد نسلاً اُس کے اولاد کو ملتی رہی جس سے اُس کی خاندانی حکومت صوبہ ماورا النہر میں قائم ہوگئی۔ اسد کے بیٹے احمد کے سات بیٹے تھے ۱۔ نصر ۲۔ اسماعیل ۳۔ یعقوب ۴۔ یحییٰ ۵۔ اسد ۶۔ اسحاق ۷۔ حمید ۔ جب ۸۷۴ء میں احمد کا انتقال ہوا۔ تو اُس کی جگہ اس کا بیٹا نصر مسند امارت پہ بیٹھا۔ تو نصر کے دور حکمرانی میں ۸۷۸ء میں ماورا النہر کے عظیم شہر بخارا میں رابعہ خضداری تولد ہوئیں۔

رابعہ خضداری کے ایام جوانی

معتمد علی اللہ خلیفہ (۸۷۰ء تا ۸۹۲ء) کی وفات کے بعد۔ اُس کا بھتیجا معتضد باللہ (۸۹۲ء تا ۹۰۲ء) خلیفہ بنا۔ تو اس خلیفہ کے دورِ خلافت میں رابعہ خضداری جوان ہو چکی تھیں۔ اُن کے والد امیر کعب نے اُنکی تعلیم و تربیت کی خاطر خواہ بندوبست کی اور قدرت نے رابعہ خضداری کو شعر گوئی کی صلاحیت بدرجہ اتم عطا کی تھی۔ جسکی وجہ سے اُس کے اشعار پختگی۔ استحکام۔ اور قادر الکلامی کے آئینہ دار ہیں۔ رابعہ خضداری خوبصورتی اور نیکوئی میں بے نظیر تھی۔ جو کچھ اُس کے گوش گذار کیا جاتا۔ وہ اُسے فی الفور شعر کا جامہ پہنا دیتی۔ کتاب "لباب الباب" حصہ دوئیم میں مصنف کتاب ہذا۔ رابعہ خضداری کے متعلق یوں رقمطراز ہوتا ہے۔

"رابعہ بنت کعب القزداری۔ اگرچہ زن بود اما بفضل۔ برمردان جہاں بخندیدی۔ فارسی ہردو میدان و والی ہردو بیان برنظم تازی قادر و در شعر فارسی بغایت ماہر۔ و باغایت ذکا۔ خاطر وحدت۔ طبع پیوستہ

عشق باختی، و شاہد بازی کردی۔ د ادرا۔ مگس روئیں۔ خواند ندی۔ سبب این نیز آن بود وقتی شعری گفتہ بود،،

خبر دھند کہ بارید بر سر ایوب | نہ آسمان ملخا و سر ھمہ زرین
اگر ببارد زرین بلخ براو از صبر | سزد کہ بارد برمن مگس رویئں

رابعہ خضداری خضدار کیسے آئی

رابعہ خضداری کیسے خضدار میں بودو باش اختیار کی۔ اس سلسلے میں ہمیں اُس دور کی تاریخی کتب اور تاریخی دستاویزات کی چھان بین کرنی پڑیگی۔ جب خلیفہ معتضد باللہ (۸۹۲ء تا ۹۰۲ء) خاندان بنی عباس کے سولھواں خلیفے کا دور حکمرانی تھا۔ عمرو بن لیث امیر سیستان۔ تمام مشرقی صوبہ جات سلطنت عباسیہ کا والسرائے تھا۔ لیکن اُس پر ہوس اقتدار اسقدر غالب ہوگئی کہ اُس نے خلیفہ سے استدعا کی۔ کہ ماورا۔ النہر کی حکومت بھی اُس کے سپرد کی جائے، خلیفہ عمرو بن لیث کے زور کو توڑنا چاہتا تھا۔ چنانچہ خلیفہ نے اُسے ماورا۔ النہر کی حکومت کا پروانہ لکھ کر دیا عمرو بن لیث نے اپنے سپہ سالار امیر محمد بن بشیر کو امارت ماورا النہر پر قبضہ کرنے کی غرض سے بھیجا۔ جسے امیر اسماعیل سامانی نے ماورا۔ النہر کے علاقہ آمد کے مقام پر شکست فاش دی۔ عمرو اپنے سپہ سالار کی کمک کے لئے خود محاذ جنگ پر پہنچا۔ اور گرفتار ہوا۔ (امیر اسماعیل سامانی نے اُسے بغداد۔ خلیفہ معتضد باللہ کے پاس بھیج دیا۔ خلیفہ نے عمرو بن لیث کے تمام مقبوضات کو اسماعیل سامانی کے حوالہ کر دیا۔ چنانچہ سیستان۔ توران۔ مکران بھی عمرو کے

مقبوضات میں شامل تھے۔ لہٰذا آئندہ کے لئے سیستان۔ توران مکران کے والی بھی امیر اسماعیل سامانی کی طرف سے آنے لگے۔ امیر اسماعیل سامانی ۸۹۲ء سے لیکر ۹۰۷ء تک والسرائے مشرقی صوبہ جات رہا۔ اور اُس نے سیستان۔ توران مکران کے عاملی کے منصب کو سیم جور مولی کو دیا۔ اور اُس کے ساتھ حارث بن کعب کو بطور سپہ سالار کے روانہ کر دیا۔ لہٰذا حارث کے ساتھ اُس کی بہن رالعہ بھی سیستان آئی۔ پھر فوجی خدمات کے سلسلے میں۔ حارث بن کعب ۹۰۸ء میں توران کے دارالخلافہ قزدار (خضدار) منتقل ہوا۔ چنانچہ اُن کی بہن رالعہ بھی قزدار گئی۔

خلیفہ معتضد باللہ (۸۹۲ء تا ۹۰۲ء) کی وفات کے بعد۔ اُس کے بیٹے۔ مکتفی باللہ (۹۰۲ء تا ۹۰۸ء) نے مسند خلافت پر جلوس کیا۔ مکتفی باللہ کے بعد اُس کا چھوٹا بھائی مقتدر باللہ (۹۰۸ء ۹۳۲ء) مسند خلافت پر بیٹھا۔ ان تمام خلفاء کے ادوار میں حارث بن کعب خضدار میں اپنے عہدہ سپہ سالاری پر برقرار رہ کر فوجی خدمات سرانجام دیں۔ کہتے ہیں کہ مقتدر باللہ کے دورِ خلافت میں رالعہ اور حارث کے غلام بکتاش کے درمیان معاشقہ کا سلسلہ شروع ہوا۔

رالعہ کے عشق کا افشائے راز

رودکی۔ فارسی زبان کے نامور شاعر جو سامانی خاندان کا درباری شاعر تھا۔ جب بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو ان دنوں حارث بھی خضدار

سے بخارا آیا تھا۔ اور بادشاہ کے دربار میں موجود تھا۔ اور بادشاہ رودکی سے اشعار کی فرمائش کی۔ اُسے دختر کعب رابعہ کے اشعار یاد تھے۔ وہی اُس نے سُنادیئے بادشاہ نے پوچھا یہ اشعار کس کے ہیں۔ رودکی کہنے لگا۔ یہ اشعار دختر کعب کے ہیں۔ جو اپنے غلام پر فریفتہ ہیں۔ حارث جب واپس خضدار آیا۔ تو اُس نے اس واقعہ کو اپنی بہن سے صیغہ راز میں رکھا۔ وہ اس معاشقہ کے کھوج میں رہا جب اُسے یقین ہوگیا۔ کہ واقعی درست ہے

رابعہ کی موت

تو حارث نے بہن کو ہلاک کرنیکا فیصلہ کیا۔ پہلے غلام کو کنویں میں ڈالا اس کے بعد حمام کو گرم کرایا۔ فصّاد سے اپنی بہن رابعہ کی رگ کٹوائی اور اُسے بند کرادیا۔ رابعہ نے ایک کاسہ میں اپنے ہاتھ سے خون لیا۔ اور انگلی کو خون میں ڈبوکر اشعار دیوار پر لکھے جب ساری دیوار اشعار سے پُر ہوگئی اور خون بھی لکھنے کے لئے نہ رہا تو رابعہ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

مولانا عطار فرماتے ہیں۔ : بقول عطار

بخود دستش خبر.ی یار بیگانہ
بدو پیوست دکوتہ شد فسانہ

رنگاہ کردند بر دیوار آن روز
نوشتہ بود این شعر جگر سوز۔

نگارا بے تو چشم چشمہ ساراست
وہم رویم بخون دلے فگار است
چواز دو چشم من دو جوی دادی
بگرما بہ مرا سرشوی دادی
سے راہ دارد جہاں عشق اکنونے
یکی آتش یکی اشک و یکے خونے
کنون در آتش و در اشک و در خونے
برفتم زینے جہاں دل خستہ بیرونے
مرا بی تو سرآمد زندگانی ۔
منے رفتم وتوجاویدانے بمانی

کہتے ہیں غلام بکتاس کسی طرح چھپکے سے کنوئیں سے باہر آیا۔ اور پوشیدہ طور پر دوسرے دن صبح سویرے حارث کے جائے رہائش پر حملہ کرکے اُسے قتل کردیا۔ بعد میں رابعہ کی قبر پر آیا۔ اپنے سینے میں خنجر پیوست کرکے۔ اپنا کام تمام کیا اور اس دنیا میں رابعہ سے جاملا۔

خلیفہ مقتدر باللہ کا قتل

مونس۔ خلیفہ۔ مقتدر باللہ کا ایک ادنیٰ غلام تھا۔ اس نے اُسے امیر الامراء کے درجہ تک پہنچادیا۔ وہ اس قدر طاقتور ہوگیا۔ کہ وہ تمام امورِ مملکت

پر حاوی ہو گیا ۔ پھر مونس اور خلیفہ مقتدر باللہ میں بدگمانی پیدا ہو گئی بعد میں اس گمانی نے کشیدگی کی صورت اختیار کی آخر ۹۳۲ء میں مقتدر باللہ اور مونس میں لڑائی ہوئی ۔ اور خلیفہ مقتدر باللہ اسی لڑائی میں مارا گیا ۔

چارٹ ۔ نام خلفائے خاندان بنی عباس ۔ و نام ہمعصر والیان سیستان ۔ توران مکران و نام ہمعصر اُمرائے قبائیلی کونسل پنجگانہ اکراد بلوچ توران و مکران

نمبر شمار	نام خلیفہ خاندان بنی عباس	نام والیاں سیستان توران و مکران	نام امرائے قبائیلی کونسل پنجگانہ اکراد بلوچ توران و مکران
۱	معتمد علی اللہ خلیفہ ۸۷۲ء تا ۸۹۲ء رفرقہ قرامطہ کا ظہور	یعقوب بن لیث امیر سیستان و والسرائے صوبہ جات مشرقی ۔	۱۔ امیر عمر براخوئی ۲۔ امیر حکم زنگنہ ۳۔ امیر نوفل ادرگانی ۴۔ امیر مغیر مالی ۵ ۔ امیر زرکی کرمانی
۲	معتضد باللہ خلیفہ ۸۹۲ء تا ۹۰۲ء اسماعیل سامانی و والسرائے صوبہ جات مشرقی	ایضاً	۱۔ امیر سعد براخوئی ۲۔ امیر مردان زنگنہ ۳۔ امیر یکہ ادرگانی ۴۔ امیر نوکف مالی ۵۔ امیر شیران کرمانی

			۵۔ امیر شیران کرمانی
۳	خلیفہ مکتفی باللہ ۹۰۲ء تا ۹۰۸ء	۱۔ لیث بن علی ۲۔ معدل بن علی	ایضاً
۴	مقتدر باللہ خلیفہ ۹۰۸ء تا ۹۳۲ء مصر میں دولت فاطمیہ کا قیام	۱۔ سیم جور مولی ۲۔ بوصالح منصور بن اسحاق ۳۔ بوحفص بن عمرو لیث ۴۔ فضل بن حمید	۱۔ امیر ابراہیم براخوئی ۲۔ امیر معین زنگر ۳۔ امیر محمد ادرگانی ۴۔ امیر یوسف ماملی ۵۔ امیر عبید کرمانی۔

بابِ دہم

قاہر باللہ کا خلیفہ ہونا ۹۳۲ء تا ۹۳۴ء

مقتدر باللہ کے قتل کے بعد معتضد باللہ کے لڑکے محمد کو خلیفہ بنایا جو قاہر باللہ کا لقب اختیار کرکے مسند خلافت پر بیٹھا۔ قاہر باللہ بڑا بہادر اور بڑی سطوت و جبروت کا مالک خلیفہ تھا۔ اس نے اُمراکی سرکشی کو ختم کرنے۔ اور خلافت کے وقار کو قائم کرنے کی پوری کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکا یہ بنی عباس کے خاندان کا اُنیسواں خلیفہ تھا۔

قاہر باللہ کے دور میں بنی بویہ دیلمی حکومت کا قیام

قاہر باللہ کے عہد خلافت میں ایک اہم واقعہ۔ فارس میں بنی بویہ یا دیلمی حکومت کا قیام ہے۔ جو آگے چل کر۔ خلافت بغداد کی متولی بنی۔ اس خاندان کا مورث اعلیٰ ابوشجاع بویہ بن فنا تھا۔ جو سلاطین فارس کی اولاد سے تھا۔ چونکہ حکومت کا مدتوں سے خاتمہ ہوچکا تھا اس کے افراد زیادہ تر غربت و افلاس میں مبتلا تھے۔ بویہ خود ماہی گیری کے ذریعہ بسراوقات کرتے تھے۔ لیکن اس کے بیٹے علی۔حسن۔احمد۔ بیدار بخت تھے۔ انہوں نے اپنی کوششوں سے حکومت

حاصل کی بعد میں یہی تینوں بھائی ۔ عماد الدولہ ۔ رکن الدولہ ۔ اور معزالدولہ کے لقب سے ملقب ہوئے ۔

بویہ خاندان کی برسراقتدار آنیکی وجہ

ماوراالنہر کے سامانیہ خاندان کے حکمران اور علویہ خاندان کے حکمرانوں کے عہد میں طبرستان کی فوج میں بہت سے دیلمی تھے ۔ اسفار بن شیرویہ دیلمی سامانی فوج میں افسر تھا ۔ اور ماکان بن کاکی دیلمی علوی فوج کا افسر تھا چنانچہ بویہ کے تینوں بیٹے علی ۔ حسن ۔ احمد ماکان بن کاکی دیلمی کے ساتھ علوی فوج میں بھرتی ہوئے تھے ۔

اسفار بن شیرویہ دیلمی کا طبرستان کا قبضہ

اسفار بن شیرویہ دیلمی نے اس قدر طاقت حاصل کی کہ وہ ابوعلی المردش علوی کے بعد طبرستان پر قابض ہوگیا ۔ ماکان بن کاکی دیلمی ۔ علوی فوج کے افسر نے اسفار کو طبرستان سے نکال دیا ۔ چونکہ ماکان لوگوں پر ظلم کرتا تھا ۔ لوگ اس کے خلاف ہوگئے ۔ آخرکار ماکان طبرستان چھوڑ کر خراسان بھاگ گیا ۔ یہ تینوں بھائی علی ۔ حسن ۔ احمد ، اس کے ساتھ تھے ۔ چونکہ ماکان بن کاکی دیلمی اقتدار سے گر گیا تھا ۔ اس کی حالت ابتر تھی ۔ تو ان تینوں بھائیوں نے اسے کہا ۔ کہ اب آپکی حالت خود زبوں ہے ۔ ہم آپ کو اپنے اخراجات کے زیر بار کرنا مناسب نہیں سمجھتے ۔ ہم لوگ چلے جائیں گے ۔ جب آپکی حالت درست ہو جائیگی

ہم پھر واپس ۔ آپکے پاس آجائیں گے ۔ ماکان نے ان کو اجازت دے دی ۔

امیر مرداویج کے پاس بویہ بھائیوں کا آنا

چنانچہ ۔ علی ۔ حسن ۔ احمد ایک امیر مرداویج کے پاس چلے گئے ۔ مرداویج نے اُن کو ہاتھوں ہاتھ لیا ۔ اور اُن کی مدد کی ۔ اور اُن کی مدد سے ماکان کا خاتمہ کر کے اُس کے مقبوضات پر قبضہ کر لیا ۔ مرداویج نے عَلی کو (کرج) اور اُس کے دوسرے بھائی حسن اور احمد کو مختلف مقامات کا حاکم بنا دیا ۔ علی اور اُس کے بھائیوں نے اپنے طرزِ عمل سے رعایا کو اپنا گرویدہ بنا لیا ۔ فوجی افسر اُنکے طرفدار ہو گئے ۔ اس مقبولیت سے مرداویج بہت گھبرا گیا ۔ اُس نے اُن کو اپنے سے علیحدہ کر دیا ۔ اسی زمانہ میں ایک دیلمی افسر شیرزاد اپنی مختصر جماعت کے ساتھ ۔ علی کے ساتھ ہو گیا ۔ جس سے علی کو بڑی تقویت ملی ۔

اصفہان پر علی کا قبضہ

قاہر باللہ خلیفہ کے طرف سے امیر مظفر بن یاقوت ۔ حاکم فارس تھا ۔ علی نے اصفہان کے قریب پہنچ کر ۔ مظفر بن یاقوت کو لکھا ۔ کہ میں خلیفہ کا مطیع بنکر تمہارے پاس آیا ہوں ۔ مظفر یاقوت نے اس تحریر پر کوئی توجہ نہ دی ۔ علی کے مقابلے کو نکلا ۔ اسکی فوج کے چھ سو دیلمی مظفر بن یاقوت کا ساتھ چھوڑ کر ۔ علی سے مل گئے ۔ پہلے ہی مقابلے میں مظفر بن یاقوت نے شکست کھائی ۔ اور علی کا اصفہان پر قبضہ ہو گیا ۔

منظفر یاقوت اور مرداویج کی اتحاد

علی کی بڑھتی ہوئی قوت کو دیکھ کر منظفر بن یاقوت ۔ اور مرداویج آپسمیں متحد ہو گئے ۔ دونوں نے مل کر علی سے لڑائی کی ۔ مرداویج کو بُری طرح شکست ہوئی ۔ اور علی نے شیراز پر قبضہ کر لیا ۔

ایک عجیب واقع

علی سے فوج نے روپیہ کا مطالبہ کیا ۔ اس کے ہاتھ خالی تھے ۔ وہ بڑا پریشان ہوا ۔ اس دوران ایک سانپ چھت سے گرا اور ایک سوراخ میں داخل ہو گیا ۔ علی نے سوراخ کو کھدوایا تو وہاں سے ایک بڑی دولت برآمد ہوئی علی کا بگڑا کام بن گیا ۔

فضل بن حمید کا والی سیستان توران مکران

خلیفہ مقتدر باللہ (۹۰۸ئہ تا ۹۳۲ئہ) نے فضل بن حمید کو والی سیستان توران مکران مقرر کیا ۔ فارس کی والی بدر نے اپنا ایک آفیسر زید بن ابراہیم کو سیستان روانہ کیا ۔ تاکہ لوگوں سے خراج وصول کرے ۔ چونکہ والی فارس کی یہ حرکت والی سیستان کے معاملات میں داخل اندازی تھی اس لئے والی سیستان کے بھائی خالد کی والی فارس بدر کے آفیسر کے ساتھ لڑائی ہوئی ۔ اور وہ گرفتار ہوا چنانچہ بدر نے خالد کو قتل کروا دیا ۔ اس لڑائی میں اکراد بلوچ توران و مکران نے

کے میٹیا ؤں نے والی سیستان فضل بن حمید کے بھائی ساتھ کے ساتھ مل کر والی فارس بدر کے لشکر سے لڑے۔

سیستان کے سپہ سالار کثیر بن احمد کی جوابی کاروائی۔

سیستان کا سپہ سالار کثیر بن احمد۔ خالد بن محمد کے قتل کے بعد۔ اپنے اور اکراد بلوچ توران۔ ومکران کے لشکر کے ساتھ خالد بن محمد کے مخالفوں سے لڑتا رہا۔

خلیفہ قاہر باللہ کا ردعمل

خلیفہ قاہر باللہ نے سیستان کی فوجی امیر کثیر بن احمد کو پیغام بھیجا کہ سیستان۔ توران۔ مکران کی امارت والی فارس بدر کے حوالے کردے۔ مگر کثیر نے اس حکم کے ماننے سے انکار کردیا چنانچہ سپہ سالار سیستان کثیر بن احمد اور سپہ سالار فارس زید بن ابراہیم کے درمیان لڑائی ہوئی۔ زید شکست کھاکر گرفتار ہوا۔ کثیر نے اُسے والی بدر کی درخواست پر رہا کردیا۔

سیستان کے سپہ سالار کثیر بن احمد کا مارا جانا۔

ایک دن کثیر بن احمد سیر کو نکلا اس کا غلام تکیں بھی اس کے ساتھ تھا۔ راستے میں طزابل اور احمد بن قدام سے مڈبھیڑ ہوئی۔ احمد بن قدام نے اُسے ابن احمد یعقوب کو تازیانے مارنے اور بے عزت کرنے کے بدلے میں مار ڈالا،

احمد بن قدام کا امیر سیستان توران مکران ہونا۔

جب احمد بن قدام منصب عاملی سیستان پر آیا۔ تو کچھ لوگوں نے یہ کوشش کی۔ کہ کثیر بن احمد کے داماد محمد بن قاسم کو امیر بنائیں چنانچہ اس بناء پر احمد بن قدام اور محمد بن قاسم کے درمیان بہ مقام لُبُت لڑائی ہوئی۔ محمد بن قاسم سیستان چلا گیا۔ احمد بن قدام اُس کے تعاقب میں سیستان کا رُخ کیا۔ بعد میں اُس نے اپنے تمام مخالفوں محمد بن قاسم۔ احمد بن ترکہ اور طفان کو پکڑ کر قتل کر دیا۔

عبداللہ بن احمد کا امیر سیستان ہونا

احمد بن قدام کے دوران امارت سیستان توران و مکران۔ ایک امیر عبداللہ بن احمد کا ساتھ دیا۔ فریقین کے مابین لڑائی ہوئی۔ احمد قدام کو شکست ہوئی۔ اس کا سارا مال و اموال۔ فوجی ساز و سامان عبداللہ بن احمد کے ہاتھ لگا یہ لڑائی فریقین کے درمیان۔ بہ مقام نوقان[1] توران ہوئی۔ جو اکرا د بلوچ توران کا علاقہ تھا۔ احمد بن قدام اس جنگ میں گرفتار ہوا۔ بعد میں عبداللہ بن محمد نے اُسے قتل کر دیا۔

بوجعفر احمد بن محمد بن خلف بن لیث کا امیر سیستان توران مکران ہونا

عبداللہ بن احمد والی سیستان۔ توران و مکران بنا۔ مگر اُس کا شیوہ

---

[1] : نوقان۔ تحصیل خضدار میں مقام فیروز آباد کا قدیم نام ہے۔

ظلم کرتا تھا۔ اس وجہ سے لوگ اُس کے خلاف ہو گئے۔ بہ حوالہ کورد گال نامک
نوتان (توران) کی لڑائی میں بہت سے اکراد بلوچ توران مارے گئے تھے۔ مگر عبداللہ
بن احمد امیر سیتان نے اکراد بلوچ توران کی نقصانات کی صحیح تلافی نہ کی۔ جسکی
وجہ سے اکراد بلوچ توران ومکران اُسکے خلاف ہوگئے۔ بعد میں سب لوگوں نے
ملکر۔ ابوجعفر احمد۔ بن محمد۔ بن خلف بن لیث کو دعوت دی کہ وہ آکر
سیتان۔ توران مکران کی امارت کی مسند پر بیٹھے۔ بوجعفر احمد لیث اور عبداللہ
بن احمد کے درمیاں لڑائی ہوئی۔ جنگ میں عبداللہ کو شکست ہوئی۔ اور وہ
گرفتار ہوگیا۔

احمد بن لیث کا قتل ہونا

چونکہ نصر بن احمد۔ امیر خراسان والسرائے صوبہ جات مشرقی کو بوجعفر
احمد لیث سے خطرہ رہتا تھا۔ اس نے اُس کے غلام زر دانی کے ساتھ سازش
کر کے۔ اُسے محفل میں بُلا کر شراب پلا کر مدہوشی کی حالت میں قتل کروایا۔

بوحفص محمد بن عمرُو کا امیر سیتان توران ومکران ہونا۔

احمد بن لیث کے قتل ہوجانے کے بعد بوحفص محمد بن عمرُو۔ امارت
سیتان، توران، مکران کی مسند پر بیٹھا تو امیر خلف ولد بوجعفر احمد لیث
ایک جرار لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ چونکہ بوحفص محمد بن عمرُو جنگ کے لئے
تیار نہ تھا۔ وہ خراسان بھاگ گیا۔ امیرِ خلف کا سیتان پر قبضہ ہوگیا۔ وہ امیر

سیستان توران مکران بنا۔ پھر حج کے لئے چلا گیا۔ اور اپنی جگہ طاہر بوعلی کو امیر سیستان توران مکران مقرر کیا۔

طاہر بوعلی کا امیر سیستان توران و مکران

جب طاہر بوعلی امیر سیستان۔ توران۔ مکران بنا۔ تو سب سے پہلے اس نے اپنے مخالف بایوسف محمد بن یعقوب المدر کی کو قید کر کے قتل کر دیا۔

طاہر بوعلی کی ماکان سے لڑائی

امیر خراسان نے۔ طاہر بوعلی کو ماکان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ماکان کو شکست ہوئی۔ مگر طاہر بوعلی نے اس کے کیمپ کو لوٹنے نہیں دیا۔ پھر ماکان دوبارہ فوج جمع کر کے۔ حملہ کیا۔ چونکہ حملہ اچانک تھا۔ طاہر بوعلی کے سارے آدمی بھاگ گئے۔ طاہر بوعلی گرفتار ہوا۔ ماکان نے اسے لوہے کے پنجرے میں بند کیا۔ وہ دو سال ماکان کی قید میں رہا۔

طاہر بوعلی کی رہائی

ایک دن ماکان کے ملازم نے طاہر بوعلی کو پہچان لیا۔ ماکان کو جب معلوم ہوا یہ قیدی طاہر بوعلی ہے۔ جس نے میرے کیمپ کو لوٹنے نہیں دیا تھا۔ تو اس نے اس نیکی کے عوض اسے رہا کر دیا۔ اور اس کو اپنا سپہ سالار بنانیکی خواہش ظاہر کی مگر طاہر بوعلی نے عہدہ قبول نہیں کیا۔ رہائی کے بعد

خراسان چلا گیا۔ امیر خراسان نے اُسے انعام واکرام سے نواز کر۔ واپس سیستان بھیجا۔

امیر خلف کی حج سے واپسی

جب امیر خلف حج سے واپس آیا۔ تو وہ سیستان آیا۔ طاہر بوعلی نے اُسے امارت نہیں دی۔ دونوں میں لڑائی ہوئی۔ خلف کو شکست ہوئی۔ اور اسی دوران طاہر بوعلی فوت ہوا۔ اس کا لڑکا حسین اسکا جانشین بنا۔

حسین بن طاہر بوعلی کا امیر سیستان توران مکران ہونا

جب حسین بن طاہر بوعلی امارت سیستان توران مکران کے منصب پر بیٹھا۔ امیر خلف نے اُس پر حملہ کیا لڑائی ہوئی۔ پہلے حسین بن طاہر بوعلی کو شکست ہوئی۔ پھر دوسری لڑائی میں۔ حسین بن طاہر بوعلی نے یہ مقام رکھہ) امیر خلف کو شکست دی۔ آخر بعد میں دونوں میں صلح ہوئی۔ امیر حسین بن طاہر بوعلی کی وفات کے بعد۔ امیر خلف دوبارہ امیر سیستان۔ توران۔ مکران بنا۔

امیر خلف بن احمد لیث کا دوبارہ امیر سیستان توران مکران ہونا۔

جب امیر خلف دوبارہ سیستان۔ توران۔ مکران کے منصب امارت پر بیٹھا۔ تو اُس کا لڑکا عمرو خراسان سے آیا۔ باپ کے خلاف بغاوت کی۔ اور جنگ میں گرفتار ہوا۔ اُس کے باپ نے اُسے قید کیا وہ اسی قید ہی میں فوت ہوا۔ خلف کے تین بیٹے تھے۔ عمرو بانصر۔ طاہر۔ عمرو بانصر۔

فوت ہوئے۔ صرف طاہر زندہ رہا۔ اکراد بلوچ توران و مکران کے قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمرانے خلق کے طرفداری میں اُس کے بیٹے عمر سے لڑے۔ اس واسطے اسکو شکست ہو گئی۔

راضی باللہ کا خلیفہ ہونا ۹۳۴ء تا ۹۴۰ء

قاہر باللہ کے بعد۔ خلیفہ مقتدر باللہ کا بیٹا۔ احمد ملقب بہ راضی باللہ خلیفہ ہوا۔ قاہر باللہ نے اپنے دور خلافت میں مقتدر باللہ کے بیٹوں کو قید کر دیا تھا۔ چنانچہ راضی باللہ بھی قید تھا جسے قید سے نکال کر مسندِ خلافت پر بٹھایا گیا۔ یہ خاندان بنی عباس کا بیسواں خلیفہ تھا۔ راضی باللہ خلیفہ کے دورِ خلافت میں سیتان۔ توران مکران میں کوئی خاص اہم سیاسی واقعہ ظہور پذیر نہیں ہوا۔ جسکا تذکرہ کیا جائے۔

خلیفہ راضی باللہ کا انتقال

راضی باللہ مرضِ استسقاء میں مبتلاء ہوا اور ایک مہینے کی علالت کے بعد۔ اُس کا انتقال ہوا۔ اُس کی عمر ۳۲ سال تھی۔ مدت خلافت چھ سال دس مہینے تھی۔

متقی باللہ کا خلیفہ ہونا ۹۴۰ء تا ۹۴۴ء

خلیفہ راضی کے بعد اُس کا بھائی ابراہیم کو خلیفہ منتخب کیا گیا۔ اُس نے

متقی باللہ کا لقب اختیار کیا۔ یہ خاندان بنی عباس کا اکیسواں خلیفہ تھا۔ ان کے دورِ خلافت میں بھی سیستان۔ توران۔ مکران کے علاقوں میں کوئی خاص قابلِ ذکر سیاسی صورت حال ظہور پذیر نہیں ہوا۔ جسکا تذکرہ ضروری ہو۔

متقی باللہ کی معزولی

خلیفہ متقی باللہ اور امیرالامرا توردن کے درمیان مخالفت کی وجہ سے خلیفہ متقی باللہ بغداد چھوڑ کر۔ بنی حمدان کے پاس مقیم ہوگیا۔ لیکن چند دنوں کے بعد اُن کا رویہ بدل گیا۔ حمدان خلیفہ کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آیا۔ تو اُس نے امیرالامیر توردن کو راضی کر کے بغداد چلا گیا۔ توردن نے بعد میں متقی باللہ کو معزول کر کے اُس کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھر وادیں۔

مستکفی باللہ کا خلیفہ ہونا ۹۴۴ء تا ۹۴۵ء

چنانچہ اَمیرالامرا توردن نے متقی باللہ کی معزولی کے بعد۔ مستکفی باللہ کے اُس بیٹے کو جس کا نام ابوالقاسم تھا۔ اور اس کے نزدیک اس کے اغراض اور مقاصد کے مطابق تھا۔ خلیفہ بنایا۔ یہ خاندان بنی عباس کا بائیسواں خلیفہ تھا۔

معزالدولہ دیلمی کا بغداد میں داخلہ اور دیالمہ کا آغاز

مستکفی باللہ۔ بالکل بے بس اور ہر غالب امیر کی پذیرائی کے لئے مجبور تھا۔ اس لئے بنی بویہ کا بھی اُس نے خیر مقدم کیا۔ معزالدولہ نے بغداد پہنچ کر۔ مستکفی

باللہ کے خدمت میں حاضر ہوکر ۔ اُس کی بیعت کی ۔ مستکفی باللہ نے ابوالحسین کو (معزالدولہ) اور اُس کے بھائیوں ابوالحسن کو (عماد الدولہ) ۔ ابو علی کو رکن الدولہ کے خطابات سے نوازا ۔ اور سکوں پر اُن کے نام نقش کرنے کا حکم بھی دیا ۔

ایک دفعہ مستکفی باللہ نے ترک اور دیلمی افسروں کی دعوت کی ۔ تو معزالدولہ (ابوالحسین) کو یہ شبہ ہوا ۔ کہ اس دعوت کا مقصد یہ ہے ۔ کہ ان افسروں سے بیعت لے کر ۔ انہی کے ذریعے معزالدولہ کو بغداد سے نکالا جائے ۔ چنانچہ اس دعوت کے بعد معزوالدولہ مستکفی باللہ خلیفہ سے بدگمان ہوا ۔ اور اس کی معزولی کے درپے ہوا ۔ اور آخر کار اپنے منصوبے میں کامیاب ہوا ۔ خلیفہ متکفی باللہ کو کسی بہانے سے گرفتار کرکے ۔ معزول کرکے ۔ قید کردیا

مطیع اللہ کا خلیفہ ہونا ۹۴۵ء تا ۹۷۴ء

بنی بویہ شیعہ تھے ۔ وہ بنی عباس کو غاصب ۔ اور آل بیت کو خلافت کا اصلی مستحق سمجھتے ۔ چنانچہ مستکفی باللہ کو معزول کرنے کے بعد ۔ معزالدولہ (ابوالحسین) نے عباسی خلافت کو ختم کرکے ۔ علوی خلافت قائم کرنے کا ارادہ کیا ۔ اس بارے میں مشیروں سے مشورہ طلب کیا گیا ۔ مشیروں نے اس منصوبہ کی تائید کی ۔ مگر بعض سمجھدار شیعہ مشیروں نے رائے دی ۔ کہ بنی فاطمہ کو خلیفہ بنانے کے بعد خلافت آپکے اثر سے نکل جائیگی ۔ بنی عباس کو آپکی جماعت غاصب سمجھتی ہے ۔ اور ان کے ساتھ ان کو کسی قسم کی مذہبی عقیدت نہیں ہے ۔ اس لئے آپ جب چاہیں ۔ عباسی خلفاء کو لوگوں کی مدد سے معزول اور قتل کر

سکتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں علویوں کے ساتھ ان کو مذہبی عقیدت ہے اس لئے کسی علوی کو خلیفہ بنانے کے بعد۔ پھر اُسکے خلاف کسی حالت میں کوئی کاروائی نہ ہو سکے گی۔ لہٰذا اُس نے اس مشورے کو معقول سمجھ کر قبول کر لیا۔ چنانچہ خلیفہ مقتدر کا بیٹا۔ فضل جو مستکفی باللہ کے زمانے میں روپوش تھا۔ اُس کی معزولی کے بعد۔ معزالدولہ نے اُسے تلاش کر کے۔ خلیفہ بنایا اور اُس نے مطیعُ اللہ لقب اختیار کیا۔

اُمرائے قبائیلی کونسل پنجگانہ اکراد بلوچ توران و مکران

اس سے پیشتر کہ ہم مطیع اللہ خلیفہ کے دور کے تاریخی واقعات بیان کریں۔ یہ بہتر ہو گا کہ خلیفہ مطیعُ اللہ سے پہلے۔ ان خلفائے عباسی۔ ۱۔ مقتدر باللہ (۹۰۸ء تا ۹۳۲ء) ۲۔ قاہر باللہ (۹۳۲ء تا ۹۳۴ء) ۳۔ راضی باللہ (۹۳۴ء تا ۹۴۰ء) ۴۔ خلیفہ متقی باللہ (۹۴۰ء تا ۹۴۴ء) ۵۔ مستکفی باللہ (۹۴۴ء تا ۹۴۵ء) کے ادوار میں اکراد بلوچ کے قبائیلی کونسل پنجگانہ کے یہ اُمراء تھے۔ ۱۔ امیر ابراہیم براخوئی ۲۔ اَمیر معین زنگنہ ۳۔ امیر محمد ادرگانی ۴۔ اَمیر یوسف مالی ۵۔ امیر عبید کرمانی۔

خلیفہ مطیع اللہ کے لئے وظیفہ مقرر کرنا

خلیفہ مطیعُ اللہ۔ خلیفہ تو بنا مگر وہ صرف نام کا خلیفہ تھا۔ اسے حکومت سے کوئی سروکار نہ تھی۔ دیالمہ کے اَمیر معزوالدولہ (ابوالحسین) نے اُس کا

ماہوار وظیفہ پانچ ہزار دینار مقرر کیا۔ بعد میں اُسے گھٹا کر کل ایک سو دینار یومیہ کل تین ہزار دینار ماہوار کر دیا۔ یہ خاندانِ بنی عباس کا تیسواں خلیفہ تھا۔

خلیفہ مطیعُ اللہ کی دستبرداری

خلیفہ مطیع اللہ کے دور خلافت میں ترک اور دیالمہ کے اختلافات بہت زیادہ بڑھ گئے۔ ان کے اس اختلاف سے پہلے۔ مطیعُ اللہ پر فالج کا حملہ ہوا۔ اس مرض کی وجہ سے وہ بالکل معذور ہو گیا۔ لیکن اُس نے کافی عرصہ تک اپنی حالت کو چھپائے رکھا۔ آخر میں سبکتگین کو اس کا علم ہوا۔ اس نے اُس پر زور ڈال کر۔ اُس کے لڑکے عبدالکریم طایع کے حق میں خلافت سے دستبردار کرا دیا۔ دست برداری کے بعد وہ بغداد چھوڑ کر واسط چلا گیا۔ اور وہیں پر انتقال کیا۔ مدت خلافت ۲۹ سال رہی

خلیفہ مطیع اللہ کے زمانے میں شیعت کا پرچار

بنی بویہ کٹر شیعہ تھے۔ اور دولت عباسیہ کے بہت سے وزراء اور متوسلین عجمی تھے۔ جو مذہباً شیعہ تھے۔ جب معز الدولہ (ابوالحسین) نے خلفاء کی قوت ختم کر دی شیعت کی ترویج اور اشاعت اور تبلیغ شروع کر دی۔

تبراء کی ابتداء

۹۶۲ء میں جامع اعظم کے پھاٹک پر تبرا بحکم معز الدولہ (ابوالحسین)

لکھوایا گیا۔ " معاویہ بن ابی سفیان۔ غاصبین فدک امام حسن رضی اللہ عنہ، کو روضہ نبوی میں دفن کرنے سے روکنے والوں۔ حضرت ابوذر کو جلا وطن کرنیوالوں اور عباس کو شوریٰ سے خارج کرنیوالوں پر لعنت ہو۔ "، کسی سُنی نے رات کو یہ عبارت مٹا دی۔ معز والدولہ نے (ابو الحسین) نے اسے پھر لکھوانے کا ارادہ کیا وزیر مہلبی نے اُسے یہ مشورہ دیا۔ کہ صرف معاویہ کے نام کی تصریح کی جائے اور ان کے نام کے بعد " والظالمین آل محمد" یعنی آل محمد پر ظلم کرنیوالوں کا فقرہ بڑھا دیا جائے۔ معز الدولہ (ابو الحسین) نے یہ مشورہ قبول کیا۔

اکراد بلوچ کے قبائلی کونسل پنجگانہ کے اُمراء

خلیفہ مطیع اللہ کے دورِ خلافت میں۔ اکراد بلوچ توران و مکران کے قبائلی کونسل پنجگانہ کے اُمراء یہ تھے۔ ۱۔ امیر حارث براخوئی۔ ۲۔ امیر جابر زنگنہ، ۳۔ امیر تلحان ادرگانی۔ ۴۔ امیر سورج مالی۔ ۵۔ امیر سنجار کرمانی۔

اُن امرائے اکراد بلوچ توران و مکران کی وہ تمام سابقہ مراعات بدستور بحال رہیں۔ اور اُن کے سرحدی ملیشائیں بدستور سرحدات کی حفاظت پر معمور تھیں۔ مکران اور توران کے عباسی عمال انہی کے مشورہ سے نظام حکومت توران و مکران کو سابق دستور کے مطابق چلاتے رہے امور مملکت توران و مکران میں اکراد بلوچ کے اُمراء کی رائے کو خاص اہمیت حاصل تھی۔

طایع اللہ کا خلیفہ ہونا ۔ ۹۷۴ء تا ۹۹۱ء

خلیفہ مطیع اللہ کے بعد اُس کا بیٹا عبد الکریم تخت خلافت پر بیٹھا اور طایع اللہ لقب اختیار کیا۔ طایع اللہ بھی ۔ اپنے باپ مطیع اللہ کی طرح بے درت و پا خلیفہ تھا۔ اور بنی بویہ کا دست نگر تھا۔

دولت غزنویہ کا قیام

خلیفہ طایع اللہ کے دورِ خلافت میں ایک اہم واقعہ ہے غزنی میں غزلوی حکومت کا قیام ہے ۔ یہ حکومت ماورا النہر کی سامانی حکومت سے پیدا ہوئی۔ اور رفتہ رفتہ وسط ایشیا سے لے کر ہندوستان تک پھیل گئی۔

امیر سبکتگین بانی دولت غزنوی

دولت غزنوی کا بانی امیر سبکتگین تھا۔ ماورا النہر کی سامانی حکومت کے صوبہ خراسان کے صوبہ دار ۔ الپتگین کا غلام تھا۔ کہتے ہیں ۔ کہ امیر سبکتگین ساسانیوں کی نسل سے تھا۔ اور بڑا مدّبر اور سمجھدار شخص تھا۔ بچپن سے ہی اُس میں ترقی کے آثار نمایاں تھے ۔ اس لئے آقا کی نظر توجہ کا مرکز بن گیا۔ اُس کے مزاج میں اتنا رسوخ اور اعتماد پیدا کرلیا۔ کہ اُس نے اُسکو غزنین کی افواج کا سپہ سالار بنا دیا۔

عبدالملک سامانی کی جانشینی کا مسئلہ

عبدالملک سامانی کی وفات کے بعد اُسکی جانشینی کا مسئلہ پیش ہوا۔ تو امیر الپتگین والی خراسان نے اُس کے بیٹے منصور کی نوعمری کی وجہ سے۔ اسکی جانشینی کی مخالفت کی۔ مگر دیگر ارکان دولت نے منصور کو تخت نشین کیا۔ اس نے الپتگین کو طلب کیا۔ چونکہ وہ اُس کی مخالفت کر چکا تھا۔ ۔ اس لئے خوف سے اُس کے حکم کی تعمیل نہیں کی۔ ۹۶۲ء میں علم بغاوت بلند کر کے۔ غزنین میں اپنی حکومت قائم کر لی۔

اُمیر الپتگین کا خراسان چھوڑنا

غزنی میں ۹۶۲ء میں اپنی حکومت کے قیام کے بعد۔ امیر الپتگین نے خراسان کی صوبہ داری چھوڑ دی۔ تو سامانی حکمران اُمیر منصور نے۔ محمد بن ابراہیم کو خراسان کا صوبیدار مقرر کر کے۔ خراسان بھیجا۔ محمد بن ابراہیم نے دو مرتبہ اُمیر الپتگین پر فوج کشی کی۔ لیکن دونوں مرتبہ اُسے ناکامی ہوئی۔

امیر الپتگین کا انتقال

۹۷۵ء میں الپتگین کا انتقال ہوگیا۔ اُمیر منصور نے اس کی جگہ اُس کے بیٹے ابو اسحاق کو غزنین کا حاکم مقرر کیا۔ اور وہ اُمیر سبکتگین کے صلاح و مشورے سے حکومت کرتا رہا۔ لیکن چند ہی دنوں بعد۔ ابو اسحاق کا انتقال

ہو گیا۔ اہلِ غزنین کو امیر سبکتگین کے اوصاف جہاں بانی کا تجربہ ہو چکا تھا۔ اس لئے ابو اسحاق کی وفات کے بعد۔ انہوں نے امیر سبکتگین کو غزنین کے مسند امارت پر بٹھایا۔

خلیفہ طایع اللہ کی گرفتاری

بہاالدولہ کے زمانے میں دیلمی حکومت کا خزانہ خالی ہو گیا تھا۔ ۹۹۱ء میں فوج نے بغاوت کی۔ امیر ابو حسن بن معلم جس کا بہاوالدولہ پر بڑا اثر تھا اسکو مشورہ دیا کہ طایع اللہ کے پاس کافی دولت ہے۔ اُس کو گرفتار کیا جائے۔ اکی کُل دولت ہاتھ آ جائیگی۔ تجدید عہد کے بہانہ۔ طایع اللہ سے بازیابی کی اجازت حاصل کی گئی۔ اور اُسے گرفتار کر کے۔ اس کے خزانہ پر قبضہ کیا گیا۔ اور خلیفہ قاہر باللہ کے گھر میں اُسے نظر بند کیا گیا۔ نظر بندی کے دوران اُس کی راحت واکرام وعزت وحرمت کا پورا لحاظ رکھا گیا۔ ۱۰۰۲ء میں اُس کا انتقال ہوا اُس کے دور میں دیالمہ کا اقتدار بہت بڑھ گیا۔ اور خلافت کی قوت محض برائے نام رہ گئی۔ یہ بنی عباس خاندان کا چوبیسواں خلیفہ تھا۔

اکراد بلوچ توران و مکران

خلیفہ طایع اللہ کے دورِ خلافت میں اکراد بلوچ توران و مکران کے قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمراء یہ تھے ۱۔ امیر بہرام براخوئی ۲۔ امیر برسان زنگنہ ۳۔ امیر رستم ادرگانی، ۴۔ امیر مہراب مالی ۵۔ امیر فرہاد کرمانی

چونکہ یہ تاریخ قدیم بلوچستان کے دو خطے توران اور مکران سے متعلق ہے۔ لہٰذا بنی عباس کے خاندان کے ہر خلیفہ کے دور میں اکراد بلوچ توران و مکران کے قبائلی کونسل پنجگانہ کے ہم عصر اُمراء کے ناموں کا تذکرہ ضروری ہے۔ تاکہ تاریخ کے اہم واقعات کا تسلسل برقرار رہے۔ اور بلوچستان سے متعلق اہم تاریخی واقعات کے تذکرہ میں آسانی ہو۔

امیر سبکتگین کا توران کے دارالخلافہ قزدار پر حملہ

توران کا خارجی حکمران ابوالقاسم جارود بصری نے غزنہ کے حکمران کو خراج دینا بند کر دیا۔ جس کے نتیجے میں امیر سبکتگین حکمرانی غزنہ نے اس طرز عمل کو توران کے حکمران کی سرکشی تصور کر کے قزدار دارالخلافہ توران پر حملہ کیا۔ اور امیر توران نے خراج ادا کر کے اپنے امارت کو بچالیا۔ اور امیر سبکتگیں کے نام پر خطبہ پڑھا۔

ہندوستان پر درہ خیبر کے راستے پہلا حملہ

تاریخ میں امیر سبکتگین پہلے مسلمان حکمران ہیں۔ جنہوں نے ۹۷۷ء میں درہ خیبر کے راستے ہندوستان پر حملہ کیا اور چند قلعے فتح کر کے واپس غزنین لوٹ گیا۔

امیر سبکتگین کا انتقال

۹۹۷ء میں امیر سبکتگین کا انتقال ہوگیا۔ اسی سال امیر نوح سامانی گورنر جنرل خراسان کا بھی انتقال ہوگیا۔ امیر نوح سامانی کا بیٹا منصور اُس کی

بجائے خراسان میں تخت نشین ہوا۔ مگر سبکتگین کی وفات کے وقت اس کا بڑا بیٹا محمود نیشاپور میں تھا۔ تخت پر اُس کے چھوٹے بھائی اسماعیل نے قبضہ کیا۔ محمود غزنہ پہنچا۔ اُسے بہت سمجھایا۔ مگر وہ نہ مانا آخر لڑائی ہوئی محمود نے اپنے بھائی اسماعیل کو شکست دی اور قید کرلیا۔ لہٰذا وہ تادم مرگ قید میں رہا۔

قادر باللہ کا خلیفہ ہونا ۹۹۱ء تا ۱۰۳۱ء

طایع اللہ خلیفہ کی معزولی کے بعد مقتدر باللہ کا لڑکا احمد، خلیفہ ہوا۔ یہ ایک لونڈی (دمنہ) کے بطن سے تھا۔ وہ طایع اللہ کے دورِ خلافت میں مہذب الدولہ کے پاس پناہ گزین رہا۔ طایع کا اللہ کی معزولی کے بعد بہا الدولہ اور دوسرے ارکان سلطنت نے احمد کو بڑے اعزاز و احترام کے ساتھ واپس لاکر خلیفہ بنایا یہ خاندان بنی عباس کا پچیسواں خلیفہ تھا۔ اس نے اپنے تدبر سے عباسی خلافت کا کھویا ہوا۔ اقتدار دوبارہ بڑی حد تک قائم کیا۔ قادر باللہ بڑا مدبّر اور بڑے جاہ و جلال کا خلیفہ تھا۔

اکراد بلوچ توران و مکران

خلیفہ قادر باللہ کے دورِ خلافت ۹۹۱ء تا ۱۰۳۱ء میں اکراد بلوچ کے قبائلی کونسل پنجگانہ کے یہ اُمراء تھے ۱۔ امیر رستم براخوئی ۲۔ امیر سراج زنگنہ ۳۔ امیر زیدان ادرگانی (۴) امیر ولیان مالی ۵۔ امیر شیتاب کرمانی۔ اس خلیفہ کے دور میں بھی امراء اکراد بلوچ توران مکران اپنے قبائیلی نظام کے سرانجام

رہی میں مصروف عمل تھے ۔ اور بدستور حکومت بنی عباس کے مراعات سے حسب دستور سابق مستفید تھے ۔

خراسان کی حکومت سامانیہ کا خاتمہ

سامانی خاندان کا امیر منصور محمود کے طرف مائل تھا ۔ لہٰذا بکتازون اور فائق خاصہ امیر نے ۹۹۸ء میں امیر منصور کو اندھا کر کے معزول کیا ۔ اُس کے بھائی عبدالملک کو تخت نشین کیا ۔ محمود کو اس کی اطلاع ہوئی ۔ اُس نے حملہ کیا بکتازون اور فائق خاصہ نے محمود کو ہرات اور بلخ کا علاقہ دے کر صلح کر لی ۔ چند دنوں بعد محمود کے بھائی بکتازون پر حملہ کر دیا ۔ وہ شکست کھا کر ۔ بلخ گیا ۔ فائق خاصہ ۹۹۸ء میں فوت ہوا ۔ عبدالملک سامانی کو ایلک خان گرفتار کر کے بخارا پر قبضہ کیا ۔ عبدالملک سامانی کا بھائی ۔ اسماعیل قید سے کسی طرح بھاگ نکلا ۔ سامانی اُمراء اُس کے ساتھ ہو گئے ۔ اُس نے ایلک خان کو بخارا سے نکالا ۔ مگر ایلک خان دوبارہ بخارا پر قابض ہو گیا ۔ آخر کار اسماعیل کئی سالوں تک مارا مارا پھرتا رہا ۔ ۱۰۰۳ء میں اُس نے ماوراء النہر کا رخ کیا ایک عرب قبیلہ نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا اس طرح سامانی خاندان اور حکومت کا خاتمہ ہو گیا

خلیفہ قادر باللہ کا محمود غزنوی کو عطا کی اعزازات

جب محمود نے خراسان پر قبضہ کیا تو خلیفہ قادر باللہ نے محمود کی حکومت کو تسلیم کیا ۔ اُس کو خراسان کی حکومت کا پروانہ ۔ لو ۔ اور خلعت عطا کئے ۔ یمین الدولہ ۔ امین الملت ۔ ولی امیر المومنین کے القابات عطا کئے ۔ محمود

نے کامل پینتیس سال تک بڑے جاہ و جلال سے حکمرانی کی۔ فتح و ظفر اُس کی ہمرکاب رہی تھی۔ ترکستان سے لے کر۔ شمال مغربی ہند تک نہایت ہی ایک طاقتور حکومت قائم کر دی۔

امیر خلف امیر سیستان کا انجام

اَمیر خلف بن احمد سامانی۔ طاق میں مقیم تھا۔ اُس نے محمودؒ کے لشکر پر حملہ کیا۔ لڑائی میں اُس کے کچھ اَفسر مارے گئے۔ پھر محمود خود لشکر لے کر سیستان پہنچا۔ امیر خلف اپنے میں جنگ کی طاقت نہ دیکھ کر صلح کر لی۔ محمود نے اُسے بڑے اعزاز و احترام کے ساتھ رکھا۔ اس سے دریافت کیا کہ وہ جہاں جانا چاہتا ہے۔ سلطان اُسے بھیج دیگا۔ چنانچہ خلف نے خراسان جانے کی خواہش ظاہر کی۔ لہٰذا اُسے سلطان محمود نے مع عیال و اطفال خراسان بھیج دیا

نمبر ۱: فارسی مورخین کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ غزنوی حکومت ۹۷۶ء میں قائم ہوئی ۱۱۸۳ء میں شہاب الدین غوری کے ہاتھوں اسکا خاتمہ ہوا اس مدت میں ۱۵ غزنوی فرمانروا گزرے ہیں
۱۔ امیر سبکتگین ۲۔ اسمٰعیل بن سبکتگین ۳۔ محمود بن سبکتگین ۴۔ محمد بن محمود ۵۔ مسعود بن محمود ۶۔ مودود بن مسعود ۷۔ علی بن مسعود ۸۔ عبدالرشید بن محمود ۹۔ فرخ زاد بن مسعود ۱۰۔ ابراہیم بن مسعود ۱۱۔ مسعود بن ابراہیم ۱۲۔ ارسلان شاہ بن مسعود ۱۳۔ بہرام شاہ بن مسعود ۱۴۔ خسرو شاہ بن بہرام ۱۵۔ ملک شاہ بن خسرو شاہ

چارٹ : خلفائے خاندان بنی عباس ۔ اور اُن کے ہم عصر والیان سیستان ۔ توران ۔ و مکران ۔ کے نام ۔ اور اُمرائے اکراد بلوچ کے قبائیلی کونسل پنجگانہ توران ۔ مکران کے نام ۔

نمبر شمار	نام خلیفہ خاندان بنی عباس	نام والی سیستان توران ۔ مکران	نام امرائے اکراد بلوچ قبائیلی کونسل پنجگانہ توران ، و مکران
۱	قاہر باللہ خلیفہ سنہ ۹۳۲ تا سنہ ۹۳۴	۱۔ فضل بن حمید ۲۔ کثیر بن احمد ۳۔ احمد بن قدام ۴۔ عبداللہ بن احمد ۵۔ بوجعفر احمد بن محمد بن خلف بن لیث ۶۔ بوحفص محمد بن عمرو ۷۔ طاہر بن علی ۸۔ حسین بن طاہر	۱۔ امیر ابراہیم براخوئی ۲۔ امیر معین زنگر ۳۔ امیر محمد ادرگانی ۴۔ امیر یوسف ماملی ۵۔ امیر عبید کرمانی
۲	راضی باللہ سنہ ۹۳۴ تا سنہ ۹۴۰	۱۔ امیر خلف بن احمد لیث ۔	ایضاً

نمبر شمار	نام خلیفہ خاندان بنی عباس	نام والی سستان توران، مکران	نام امرائے اکراد بلوچ قبائلی کونسل پنجگانہ توران و مکران
۳	متقی باللہ ۹۴۰ء تا ۹۴۴ء		
۴	مستکفی باللہ ۹۴۴ء تا ۹۴۵ء		
۵	مطیع اللہ ۹۴۵ء تا ۹۷۴ء	امیر خلف بن احمد لیث	۱۔ اَمیر حارث براخوئی ۲۔ اَمیر جابر زنگنہ ۳۔ اَمیر تلمان ادرگانی ۴۔ امیر سورجی مالمی ۵۔ امیر سنجار کرمانی
۶	طایع اللہ ۹۷۴ء تا ۹۹۱ء	اَمیر خلف بن احمد لیث	۱۔ اَمیر بہرام براخوئی ۲۔ اَمیر برسان زنگنہ ۳۔ اَمیر رستم ادرگانی ۴۔ اَمیر مہراب مالمی ۵۔ امیر فرہاد کرمانی

نمبر شمار		نام والیان سیستان توران مکران	نام اُمرائے اکراد بلوچ قبائلی کونسل بنجگانہ توران و مکران
۷	قادر باللہ ۹۹۱ء تا ۱۰۳۱ء	ابتدائے حکومت غزنوی محمود بن سبکتگین	۱۔ امیر رستم براخوئی ۲۔ امیر براج زنگنہ ۳۔ امیر زیدان آدرگانی ۴۔ امیر دلیاں مالی ۵۔ امیر شتیاب کرمانی

باب یازدہم

اُمرائے اکراد بلوچ توران و مکران کے دوستانہ روابط سندھ کے ہباری خاندان کے حکمرانوں سے

جب عمر بن عبدالعزیز ہبّاری نے ۸۶۱ء میں اپنی حکومت کی تاسیس سندھ میں کردی۔ تو اس دور میں قدیم بلوچستان کے خطہ توران و مکران کے اکراد بلوچ کے قبائلی کونسل پنجگانہ کے اُمرایہ تھے۔ ۱۔ امیر موسیٰ براخوئی ۲۔ امیر باشار زنگنہ ۳۔ امیر نوردن ادرگانی ۴۔ امیر علی مالی ۵۔ امیر عباس کرمانی بہ حوالہ کورد گال نامک عمرُ بن عبدالعزیز ہباری نے اپنے پیشرو اسلامی گورنران سندھ کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے۔ اکراد بلوچ توران و مکران سے اپنے روابط کو برقرار رکھتے ہوئے۔ اُنکی قبائیلی تنظیم کو اُستوار بنیادوں پر قائم رکھنے کے لئے۔ اُن سے ہر وقت مدد کی۔ کیونکہ سندھ پر جب بھی کوئی جنگ مسلط ہوتی تھی تو ہباری حکمران سابقہ دستور کے مطابق اُن سے فوجی امداد حاصل کرتے تھے۔

سندھ میں اسلامی گورنروں کے دور میں اکراد بلوچ توران و مکران کے جو باقاعدہ فوجی رسالے رکھے گئے تھے۔ اُنکی جنگی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے۔ ہباری حکمران سندھ نے

ان کو بدستور سابق بحال رکھا۔ بلکہ ان میں مزید چند کمپنیوں کا اضافہ کیا۔ عمر بن عبدالعزیز ہباری نے کل بائیس ۲۲ سال حکمرانی کی۔ ان کے آخری دورِ حکمرانی میں اکراد بلوچ توران و مکران کے قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمراء یہ تھے۔ ۱۔ امیر عمر براخوئی ۲۔ امیر حکم زنگنہ ۳۔ امیر نوفل ادرگانی ۔ ۴۔ امیر خیر ساملی ۔ ۵ امیر زرکی کرمانی ۔

اب ہم اس باب میں سندھ کے ہباری خاندان کی حکومت کی تفصیلات اُن کے حکمرانوں کے حالات اور اُن کے دوستانہ روابط جو اکراد بلوچ توران اور مکران کے ساتھ رہے تھے۔ اُنکو تفصیل کے ساتھ ضبط تحریر میں لائیں گے

سندھ میں ہباری حکومت کا قیام

عمر بن عبدالعزیز ہباری نے ۸۵۴ء میں ۔ سندھ میں ایک خود مختار اور آزاد حکومت کی بنیاد رکھی ۔ اس خاندان نے سندھ پر ۱۰۱۰ء تک حکمرانی کی ۔ یعنی ۸۵۴ء سے لے کر ۱۰۱۰ء تک گویا کل ایک سو چھپن سال ۱۵۶ اس خاندان کی سندھ پر حکومت رہی ۔ جسکی تاریخی تفصیلات اس طرح ہیں ۔

منذر بن زبیر ہباری کی سندھ میں ۷۲۴ء میں آمد

جب ہشام بن عبدالملک خاندان بنی اُمیہ کا خلیفہ (۷۲۳ء تا ۷۴۲ء) مسندِ خلافت پر بیٹھا ۔ تو اُس کے دورِ خلافت میں ۔ عراق کے گورنر جنرل خالد بن عبداللہ قسری نے ۷۲۳ء میں ۔ حکم بن عوانہ کلبی کو سندھ کا حاکم

مقرر کیا۔ توانہی کے ساتھ منذر[1] بن زبیر ہباری سندھ آیا۔ سندھ کے ایک معمولی شہر بانیہ میں آباد ہوا۔ جب خاندان بنی اُمیہ کا خاتمہ ہوا۔ اور خاندان بنی عباس کے خاندان کے اقتدار کا زمانہ آگیا۔ مَنذر سندھ سے نکل کر۔ ارضِ جزیرہ پہنچا۔ اور شہر قرقیسیاء میں حکومت عباسی کے خلاف۔ باغیوں کی رہنمائی کی۔ اور جنگ میں گرفتار ہوا۔ جس کی پاداش میں خاندان بنی عباس کے پہلے خلیفہ السفاح نے اُسے۔ سُولی دے دی۔

عمرُ بن عبد العزیز کی سندھ میں پہلی کامیابی

عباسی خلیفہ واثق باللہ (۸۴۱ء تا ۸۴۷ء) کے دورِ خلافت میں۔ سندھ میں مقیم عربوں کے دو قبائلی گروہ۔ یمنی اور نزاری میں قبائلی عصبیت پیدا ہو گئی۔ اور یہ دونوں گروپ آپس میں رزم آرا ہوئے۔ سندھ کا عباسی گورنر عمران بن موسیٰ برمکی۔ ان میں صلح و مصالحت کی کوشش کرنے کی بجائے۔ اہل یمن۔ یعنی یمنیوں کے ساتھ دیا۔ چنانچہ عمرُ بن عبدالعزیز ہباری مَنذر بن زبیر ہباری کا پوتا حجاز کے نزاریوں کی طرفداری کی۔ چنانچہ ان عصبیت کی جنگوں میں عمران[2] بن موسیٰ برمکی۔ گورنر سندھ مارا گیا۔ عمر بن

---

[1] ۔ بلاذری لکھتا ہے۔ کہ عمر بن عبدالعزیز کا دادا۔ مَنذر بن زبیر۔ حکم بن عوانہ کلبی کے ساتھ سندھ آیا۔ بنو عباس کے اقتدار میں۔ اسی منذر بن زبیر نے عباسی حکومت کے خلاف۔ باغیوں کی رہنمائی کی۔ جس کی پاداش میں پہلا عباسی خلیفہ السفاح نے اُسے سولی پر چڑھادیا۔

[2] ۔ بلاذری اپنی کتاب فتوح البلدان میں اس کا یوں تذکرہ کرتا ہے۔ کہ سندھ میں آباد نزاری اور یمنی عربوں میں عصبیت پیدا ہو گئی۔ جس میں عمران یمنیوں کا طرفدار بن گیا۔ یہ دیکھ کر عمر بن عبدالعزیز ہباری اس کے مقابلے کے لئے گیا۔ اور عمران کو قتل کر ڈالا۔

عبدالعزیز ہباری نے جب فتح پائی ۔ تو پورے علاقہ سندھ میں اُس کی شہرت ہوگئی ۔ بڑی حد تک اُس کے اقتدار میں آنے کیلئے زمین ہموار ہوگئی ۔

عمر بن عبدُالعزیز ہبّاری نے سندھ میں ہبّاریہ حکومت کی تاسیس کی ۸۶۱ء تا ۸۸۳ء

جب ۸۶۱ء میں خلیفہ متوکل علی اللہ کو قتل کر دیا گیا ۔ تو خلافت عباسیہ میں ابتری پیدا ہوئی انہی ایام میں عمر بن عبدالعزیز ہباری نے سندھ میں ایک خود مختار حکومت کی بنیاد رکھی ۔ اور شہر منصورہ کو پایہ تخت قرار دے کر پورے سندھ کی حکومت سنبھال لی ۔ مگر پھر بھی عمر بن عبدالعزیز ہباری نے مرکز خلافت بغداد سے سرتابی نہیں کی ۔ بلکہ خلیفہ منتصر باللہ (۸۶۱ء تا ۸۸۳ء) کے ماتحت رہ کر ۔ عباسی حکومت کا وفادار رہا ۔ اس نے اپنے زمانہ میں نہایت کامیاب اور شاندار حکومت کی ۔ پورے سندھ میں اَمن وامان قائم کیا ۔ عوام میں مقبولیت حاصل کی ۔ خراج اور ٹیکس وصول کیا ۔ خلیفہ متوکل علی اللہ (۸۴۷ء تا ۸۶۱ء) نے جب یعقوب بن لیث صفاری کی غرض داشت کی بنا پر طبرستان ۔ جرجان ۔ رے آزربائی جان ۔ کرمان سجستان اور سندھ یعنی تمام مشرقی ممالک کی حکومت اُس کے حوالے کی ۔ تو عمر بن عبدالعزیز نے ہر طرح سے یعقوب بن لیث صفاری کی خاطر مدارت کی ۔ اسے اپنے سے خوش رکھا عمر بن عبدالعزیز نے تقریباً بائیس سال ۲۲ حکومت کی ۔ اور ۸۸۳ء میں فوت ہوا ۔ اُن کا دور سندھ میں پُر اَمن دور تھا ۔

عبداللہ بن عمر ہبّاری کا حکمران ہونا ۸۸۳ھ تا ۹۱۴ھ

عمر بن عبدالعزیز کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا عبداللہ بن عمر ہبّاری سندھ کی مسند حکمرانی پر بیٹھا۔ اس نے بھی باپ کی طرح پورے سندھ پر نہایت کامیاب حکومت کی۔ قرب وجوار کے راجوں مہاراجوں میں اُس کی بڑی قدر و منزلت تھی دین داری اور دینی خدمات میں دور تک اس کا شہرہ تھا اسکے دربار میں علماء فضلاء ادبا اور ارباب علم وفن جمع رہا کرتے تھے۔ عبداللہ بن عمر نے اکتیس ۳۱ سال حکمرانی کی۔ اس کی کنیت ابو المنذر تھی۔

اکراد بلوچ توران و مکران

عبداللہ بن عمر ہباری۔ ہباری خاندان کا دوسرا حکمران تھا۔ اس کے دورِ حکمرانی میں توران اور مکران کے اکراد بلوچ کے قبائلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا، یہ تھے۔ اُمیر سعید براخوئی ۲۔ اُمیر مدان ڈنگنہ۔ ۳۔ امیر بجرا درگانی ۴۔ امیر نوکف مالمی ۵۔ اُمیر شیران کرمانی بحوالہ کورد گال نامک، عبداللہ بن عمر ہباری نے سندھ میں اپنی سیاسی پوزیشن کو مزید مستحکم کرنے کے لئے۔ اکراد بلوچ توران و مکران کے قبائلی کونسل پنجگانہ کے ساتھ ایک دوستانہ عہد نامہ کیا۔ کہ جنگ کی صورت میں وہ ایک دوسرے کو مشترک دشمن کے خلاف کمک دیں گے۔ کیونکہ سندھ میں اس دور میں دیگر عوام کی بہ نسبت عرب۔ اکراد بلوچ کو نسلی لحاظ سے اپنا قریب سمجھتے ہوئے۔ اُن پر زیادہ بھروسہ

کرتے تھے۔ اسی نقطہ نظر کے پیش نظر انہوں نے سندھ میں اکراد بلوچ کا باقاعدہ رسالہ رکھا تھا۔ رسالوں کے نفری کا ہر تین سال بعد نئی بھرتی ہوتی تھی۔ جو نفری رسالے میں کام کرنا نہیں چاہتے تھے وہ توران اور مکران چلے جاتے تھے۔ اُنکی جگہ نئے بھرتی شدہ جوان آکر رسالے میں خدمات سرانجام دیتے تھے۔ اس طرح رسالہ ہمیشہ تازہ دم جوانوں پر مشتمل ہوتا تھا۔

موسیٰ بن عمر ہباری (۹۱۴ھ تا ۹۴۰ھ) کا حکمران ہونا

عبداللہ بن عمر کی وفات کے بعد اُسکا حقیقی بھائی موسیٰ بن عمر حکمران بنا یہ ہباری خاندان کا تیسرا حکمران تھا یہ بھی بھائی کی طرح دانش مند اور مدبر حکمران تھا۔ اس کے تعلقات خلفائے عباسیہ کے ساتھ بہت خوشگوار تھے۔ اس کا تذکرہ قاضی رشید بن زبیر نے کتاب[1] (الذخائر والتحف) میں کیا ہے۔

ہدیہ کے نیچے نوٹ میں دیئے ہوئے تفصیل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ موسیٰ بن عمر ہباری بھی بڑے رعب اور دبدبہ کا حکمران گذرے ہیں۔ انہوں نے اپنے عہد میں ملک میں امن وامان بحال رکھا۔ نظم ونسق کو کافی ترقی دی۔ اُن کے دور میں عربی اور سندھی دونوں زبانیں بولی جاتیں تھیں۔ خطبہ باقاعدہ عباسی خلفاء کے نام پر پڑھا جاتا تھا۔

---

(۱)۔ مصنف لکھتا ہے۔ کہ سندھ کے حاکم موسیٰ بن عمر بن عبدالعزیز ہباری نے خلیفہ معتمد علی اللہ کی خدمت میں ھدیہ بھیجا ہے اس میں ایک عظیم الجثہ ہاتھی۔ عمدہ نسل کے اونٹ گائے سونے کے بنے مجسمے عنبر ورشمی کپڑے، عود کا تخت اور اسی قسم کی دوسری گرانقدر اشیاء ہدیہ میں شامل تھے۔

اکراد بلوچ توران و مکران

موسیٰ بن عمرؒ ہباری کے دورِ حکمرانی میں۔ توران اور مکران میں اکراد بلوچ کے قبائیلی کونسل پنجگانہ کے یہ اُمراء تھے۔ ۱۔ امیر ابراہیم براخوئی ۲۔ امیر معین زنگنہ۔ ۳۔ امیر محمد ادرگانی ۴۔ امیر یوسف مالکی ۵ امیر عبید کرمانی۔ اکراد بلوچ توران و مکران کے حکمران کونسل کے یہ ممبر موسیٰ بن عمرؒ ہباری کے ہم عصر تھے۔ امیر موسیٰ ہباری کی پالیسی بھی اکراد بلوچ کے ساتھ نہایت دوستانہ اور برادرانہ تھی۔ ضرورت کے وقت سندھ کی حکومت ہباری۔ اور اکراد بلوچ توران و مکران کے کونسل کے حکمران ایک دوسرے کے ساتھ۔ کمک اور یاوری کرتے تھے۔

عمر بن عبداللہ بن عمر ہباری کا حکمران ہونا ۲۷۰ھ تا ۲۹۰ھ

موسیٰ بن عمرؒ بن عبدالعزیز ہباری کی وفات کے بعد اُن کا بھتیجا عمر عبداللہ مسند سندھ پر بیٹھا۔ عمر عبداللہ۔ موسیٰ ہباری کے بھائی کا۔ بیٹا تھا۔ یہ دولت ہباریہ کا چوتھا حکمران تھا۔ علامہ مسعودی نے۔ مروج الذہب میں ان کے ذاتی حالات کم مگر ان کی حکومت کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں۔ کہ ملتان کی طرح منصورہ کا حاکم بھی ایک قریشی ہے۔ جو حضرت ہبّار بن اسود کی اولاد سے ہے

۱: مروج الذہب۔ ج۔ صفحہ ۹۹

علامہ مسعودی لکھتا ہے۔ کہ جب میں بلاد منصورہ میں داخل ہوا۔ تو دیکھا یہاں کا حاکم ابوالمنذر عمر بن عبداللہ ہے۔ اُن کے وزیر کا نام (رباح) ہے۔ حکمران کے دو بیٹے ہیں۔ محمد اور علی۔ منصورہ میں ایک عرب سردار رہتا ہے۔ جس کا نام حمزہ ہے یہاں علویوں کی بہت بڑی آبادی ہے۔ ملک سندھ میں ان کے دور میں تین لاکھ گاؤں تھے۔ ہر جگہ آبادی اور سبزی ہے۔ قرامطی فرقہ کا پہلا داعی ھیثم ان کے دورِ حکمرانی میں سندھ آیا۔ پہلے یہ داعی توران اور مکران، (قدیم بلوچستان) آیا۔ وہاں کے اکراد بلوچ اُس کے تبلیغ سے متاثر نہ ہوئے پھر وہ سندھ پہنچا مگر یہاں بھی لوگوں نے اُس کی تحریک کو قبول نہیں کیا۔ چنانچہ وہ ملتان چلا گیا۔ البتہ ان کے تحریک کو ملتان میں کافی مقبولیت حاصل ہوئی۔

اکراد بلوچ توران و مکران

عمر بن عبداللہ نے کل تیس سال تک حکمرانی کی۔ ان کے دور میں اکراد بلوچ توران و مکران کے قبائیلی کونسل پنجگانہ کے امراء یہ تھے۔ ۱۔ امیر حارث براخوئی۔ ۲۔ امیر جابیہ زنگنہ ۳۔ امیر ملحان ادرگانی ۴۔ امیر سورجی مالکی۔ ۵۔ امیر سنجار کرمانی۔ قدیم بلوچستان (توران و مکران) کے حکمران کونسل کے یہ اُمراء عمر بن عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز ہبّاری کے ہم عصر تھے۔

انہی امرائے اکراد بلوچ توران و مکران کے دورِ حکمرانی میں اسماعیلی داعی ھیثم پہلے مکران پھر توران وارد ہوا۔ مگر اکراد بلوچ پر اُس کے وعظ و نصائح کا کچھ اثر نہ ہوا۔ بلوچوں نے اس کی آؤ بھگت نہیں کی۔

لہٰذا اس نے سندھ کا رُخ کیا یہاں بھی لوگوں نے اُسے خوش آمدید نہیں کہا۔ لہٰذا وہ سندھ سے ملتان چلا گیا۔ جہاں اسکی پالیسی کامیاب ہوگئی۔ قرامطہ تحریک کامیاب ہوگئی۔

محمد بن عمر ہباری کا حکمران ہونا ۹۷۰ء تا ۹۹۵ء

ابوالمنذر عمر بن عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز ہباری مسند سندھ پر بیٹھا ان نے بھی اپنے اجداد کی طرح بڑے طمطراق سے سندھ پر حکمرانی کی۔ ان کے اور ان کے بھائی علی کے بارے میں ۔ مسعودی اپنی کتاب (مروج الذھب) میں یوں تذکرہ کرتا ہے ۔ کہ میں نے منصورہ میں ابوالمنذر عمر بن عبداللہ کے وزیر رباح اور اُس کے دو بیٹوں محمد اور علی کو دیکھا[1] ۹۹۵ء میں ۔ محمد میدان کی لڑائی میں مارا گیا۔ اور اُس کی جگہ اس کا بھائی علی مسند سندھ پر متمکن ہوا۔ ان کے دورِ حکمرانی میں ۔ خاندان بنی عباس کے خلیفہ قادر باللہ (۹۹۱ء تا ۱۰۳۱ء) سلطنت اسلامی پر حکومت کر رہا تھا۔ اور اسی دور میں محمود اپنے باپ امیر سبکتگین کی وفات کے بعد ۔ تختِ غزنہ پر بیٹھا۔ جس نے بعد میں اپنی سلطنت کو کافی وسعت دی۔ اور خلیفہ قادر باللہ سے مشرقی ممالک کی حکمرانی کی سند حاصل کی۔

توران و مکران کے اکراد بلوچ

محمد بن عمر ہباری کے دورِ حکمرانی میں توران و مکران کے اکراد بلوچ۔

---

[1] = مروج الذھب ج ۔ ۱۔ ص (۱۶۰)

کے قبائیلی کونسل پنجگانہ کے یہ اُمرا یہ تھے۔ جو اُس کے ہم عصر تھے۔ ۱۔ امیر بہرام براخوئی ۲۔ امیر رہبان زنگنہ ۳۔ امیر رستم اورگانی ۴۔ امیر مہراب مالکی ۵۔ امیر فرہاد کرمانی۔

محمد نے بھی اپنے دورِ حکمرانی میں۔ اکراد بلوچ توران و مکران کے ساتھ دوستانہ سیاسی۔ اور سماجی تعلقات رکھے۔ اور اپنے اسلاف کی طرح بلوچوں سے کئے ہوئے۔ دوستانہ عہد و پیمان پر نہایت سختی سے قائم رہے۔ جسکی وجہ سے ان دو گروہ کی دوستی میں مزید استحکام پیدا ہو گئی۔

علی بن عمر کا حکمران ہونا ۹۹۵ء تا ۱۰۱۰ء

علی بن عمر بن عبداللہ بن عمرؒ بن عبدالعزیز ہباری نے صرف پندرہ سال حکمرانی کی۔ ان کی دور حکمرانی میں سندھ میں فرقہ اسماعیل قرامطیوں کا زور بڑھ گیا۔ اس زمانہ میں محمود غزنوی نے گجرات پر حملہ کیا۔ گجرات کے راجہ کو شکست دینے کے بعد محمود سندھ آیا۔ اور یہاں کے اسماعیلی فرقے کا قلع قمع کرنا چاہا۔ جسکی خفیہ طور پر ہباری حکومت کمک کر رہی تھی۔ لہٰذا انہوں نے منصورہ پر حملہ کرکے ہباری حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

اکراد بلوچ توران و مکران

علی بن عمرؒ بن عبداللہ بن عمرؒ بن عبدالعزیز ہباری کے دورِ حکمرانی میں اکراد بلوچ توران و مکران کے قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا یہ تھے،

جو علی ہباری کے ہم عصر تھے۔ ۱۔ امیر رستم براخوئی ۲۔ امیر سراج زنگنہ ۳۔ امیر زیدان ادرگانی۔ ۴۔ امیر ولیاں مالی ۵۔ امیر شیتاب کرمانی۔

ان امرائے اکراد بلوچ کے تعلقات دستور سابق کی طرح سندھ کے ہباری حکمرانوں۔ اور خاص کر علی بن عمرؒ ہباری کے دور حکمرانی میں بالکل دوستانہ تھے اکراد بلوچ کی عباسی سلطنت کے طرف سے مراعات بھی بحال تھے۔

مصر کی فاطمی حکومت کے مختصر حالات

فرقہ قرامطی کے ظہور اور اُس کے عقائد اور داعیوں کے متعلق باب نہم میں تفصیل سے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ لہٰذا اس باب میں مصر کی فاطمی حکومت جو فرقہ قرامطی سے تعلق رکھتی تھی۔ اس کے بانی۔ فاطمی حکومت کی قیام کی مختصر حالات بیان کئے جائیں گے۔

مصر کی فاطمی حکومت کے بانی

محمد حبیب۔ سلمیہ علاقہ حمص میں رہتے تھے۔ اور اُن کا شجرہ اس طرح ہے۔ حضرت علی ← امام حسینؑ ← امام زین العابدین ← امام باقر ← امام جعفر صادق ← اسماعیل ← محمد جعفر ← محمد حبیب ← عبیداللہ المہدی۔

تواریخی حوالے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ بنی فاطمہ کی دعوت خلفائے راشدین کے زمانہ سے لے کر برابر ہوتی چلی آرہی تھی۔ اور آل بیت نبوی میں مختلف ائمہ کو ماننے والے بہت سے شیعی فرقے پیدا ہو گئے۔ جو اپنے اپنے سلسلہ امامت کی دعوت میں مصروف تھے۔ انہی میں سے ایک باطنیہ اسماعیلی تھے۔ جو امام جعفر صادق کے بعد ان کے صاحب زادہ اسماعیل کی امامت کے قائل تھے۔

محمد الحبیب کی جدوجہد برائے خلافت۔

محمد الحبیب خود ملک شام کے علاقہ حمص کے گاؤں سلمیہ میں رہتے تھے۔ انہوں نے ایک داعی۔ رستم بن حمص بن حوشب کو یمن بھیجا۔ اس نے اُنکی دعوت کو سارے یمن میں پھیلا دی۔ یمن کے شیعوں کے ذریعے یمن کے بہت سے علاقے پر قبضہ کر لیا۔ محمد الحبیب نے مغرب کی طرف دو۔ داعی۔ ابوسفیان و حلوانی کو بھیجا۔ انہوں نے بربری قبیلہ کتامہ کو اس دعوت سے روشناس کرادیا۔ ان دونوں کا چند دن بعد انتقال ہو گیا۔ تو یمن کے داعی رستم بن حسین نے ایک یمنی داعی۔ ابو عبداللہ حسن بن محمد المعروف بہ محتسب کو مغرب کا داعی مقرر کیا۔ حج کے موقع پر حسن خود مکہ آیا۔ قبیلہ کتامہ کے معززین سے مل کر۔ اپنا گرویدہ بنالیا۔ حج کے بعد حسن اُن کے ساتھ مصر آیا۔ اور پھر ۸۹۳ء میں مغرب پہنچا۔ اور بنی کتامہ کے سردار کا مہمان ہوا۔ اور اُس کو پانچ سو دینار دے کر اپنا اصلی مدعا

ظاہر کیا۔ سردار مذکور خود مبلغ بن گیا۔ شیخ کا جب آخری وقت آگیا۔ تو وہ وہ اپنے اہل خاندان کو حسن کی امداد۔ اور اعانت کی وصیت کرتا گیا۔

عباسی حکومت کے والی مغرب کی نااہلی

دولت عباسی کی مغرب کا والی ابراہیم بن اَغلبی ۹۰۱ء میں انتقال کر گیا۔ اس کا بیٹا عبداللہ جانشین ہوا۔ یہ بالکل نا اھل تھا۔ اس کے بیٹے زیادۃ اللہ نے اُسے چند دنوں بعد سازش کر کے قتل کردیا فاطمی داعی حسن کو آزادی سے تحریک پھیلانے کا موقع مل گیا۔ اور اسی زمانہ میں محمد الحبیب کا انتقال ہوا۔ اس کا بیٹا عبیداللہ المہدی شام میں ہی تھا۔ اس وقت مغرب کے بڑے حصے میں فاطمی دعوت پھیل چکی تھی۔ اس لئے حسن نے عبیداللہ کو مغرب بلا بھیجا۔

عباسی خلیفہ مکتفی باللہ کی تدابیر

خلیفہ مکتفی باللہ (۹۰۲ء تا ۹۰۵ء) جو عباسی خاندان کا سترہواں خلیفہ تھا۔ عبیداللہ المہدی کی گرفتاری کے احکامات جاری کئے۔ عبیداللہ قید کردیا گیا۔ والی مغرب زیادۃ اللہ کی داعی حسن سے کئی ایک لڑائیاں ہوئیں۔ حسن کی قوت اب اتنی بڑھ چکی تھی کہ اُس نے عباسی فوجوں کو پیہم شکستیں دے کر۔ شمالی افریقہ کے بڑے حصے کو زیرنگیں کرلیا۔ یہاں کے بڑے بڑے قبیلے اُس کے تابع فرمان ہوگئے ۹۰۸ء میں اَغلبیوں اور حسن میں آخری معرکہ ہوا۔ اس میں بھی مغربی فوجوں کو شکست ہوئی۔

حسن نے ادلبس پر قبضہ کیا۔ عباسی والی زیادہ اللہ اس وقت اپنے پایہ تخت (رقادہ) میں تھا۔ قیروان پر قبضہ کے بعد۔ حسن رقادہ پہنچا۔ اہل شہر نے مزاحمت نہیں کی۔ عبیداللہ المہدی اس وقت (سلجماسہ) میں قید تھے۔ رقادہ پر قبضہ کے بعد۔ حسن کئی لاکھ فوج کے ساتھ سلجماسہ روانہ ہوا مخالف قبائلی اس کی شان و شوکت دیکھ کر گھبرا گئے انہوں نے بغیر کسی مزاحمت کے اسکی اطاعت قبول کرلی۔ حسن نے سلجماسہ میں داخل ہوکر۔ عبیداللہ اور اُس کے بیٹے ابوالقاسم کو قید سے نکالا۔ عبیداللہ ۹۰۹ء میں دو لاکھ فوج کے ساتھ۔ رقادہ آئے۔ یہاں اُنکی عام بیعت ہوئی انہوں نے امیرالمؤمنین مہدی لقب اختیار کیا۔ اس طرح مغرب میں فاطمی حکومت کا قیام عمل آیا۔ مہدی نے کوشش کی۔ کہ مراکش سے ادلیسی حکومت کو ختم کردے اور مصر کو عباسی حکومت سے آزاد کرکے سسلی سے لے کر مصر تک پورے مغرب میں فاطمی حکومت پھیلادی مگر خلیفہ مقتدر باللہ (۹۰۸ء تا ۹۳۲ء) کی زندگی میں مہدی کی یہ آرزو پوری نہ ہوسکی۔

اکراد بلوچ توران و مکران

اس دور میں قدیم بلوچستان کے خطہ توران اور مکران کے قبائیلی کونسل ہنجگانہ کہ اُمراء یہ تھے۔ ۱۔ امیر حارث براخوئی ۲۔ امیر جابر زنگنہ ۳۔ امیر ملحان ادرگانی ۴۔ امیر سورچی مالمی ۵۔ امیر سنجار کرمانی جیسے کہ پہلے بھی بیان ہوچکا ہے انہی اُمراکے دور میں فرقہ قرامطی کا پہلا داعی

ھیثم۔ پہلے مکران پھر توران آیا۔ مگر قرامطی تحریک کو پھیلانے میں اُسے کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اس کے دور میں توران اور مکران میں خوارج کی بڑی قوت تھی۔ خوارج کے علاوہ توران اور مکران کے اصلی باشندے۔ اکراد بلوچ کی طایفے براخوائی، زنگنہ اور ادرگانی، مالی کرمانی اور دیگر تمام ذیلی طائفوں کیساتھ خوارج کے ہمنوا تھے اور خوارج کے عقائد سے متاثر تھے لہٰذا قرامطی داعی ھیثم اپنی دال کو نہ گلتے دیکھ کر سندھ وارد ہوا۔ سندھیوں نے بھی اُسے وہاں ٹکنے نہیں دیا جسکا تذکرہ سندھ کے ہباری عرب خاندان کے حکومت کے باب میں تفصیل سے کیا گیا ہے۔ چنانچہ ھیثم قرامطی داعی وہاں سے مُلتان پہنچا جہاں اسکی خوب آؤ بھگت ہوئی اور وہ اپنے تحریک کو پھیلانے میں کامیاب ہوا۔ ھیثم کی سندھ میں ناکامی کی وجہ یہ تھی کہ اہلِ سندھ کٹر سُنی تھے۔

چارٹ اگلے صفحے پر ملاحظہ ہو۔

چارٹ: ہم عصر حکمرانان خاندان ہباری سندھ و خلفائے بنی عباس و امرائے اکراد بلوچ کے قبائلی کونسل پنجگانہ توران و مکران۔

نمبر شمار	نام حکمران خاندان هبّاری	نام خلیفہ خاندان بنی عباس	نام امرائے اکراد بلوچ توران و مکران
۱	عمر بن عبدالعزیز سنہ ۸۶۱ء تا سنہ ۸۸۳ء	۱۔ منتصر باللہ سنہ ۸۶۱ء تا سنہ ۸۶۲ء ۲۔ مستعین باللہ سنہ ۸۶۲ء تا سنہ ۸۶۶ء ۳۔ معتز باللہ سنہ ۸۶۶ء تا سنہ ۸۶۹ء ۴۔ مہتدی باللہ سنہ ۸۶۹ء تا سنہ ۸۷۰ء ۵۔ معتمد علی اللہ سنہ ۸۷۰ء تا سنہ ۸۹۲ء	ابتدائی دور ۱۔ امیر موسیٰ براخوئی ۲۔ امیر باشار زنگنہ ۳۔ امیر نورون ادرگانی ۴۔ امیر علی ماملی ۵۔ امیر عباس کرمانی آخری دور ۱۔ امیر عمر براخوئی ۲۔ امیر حکم زنگنہ ۳۔ امیر نوفل ادرگانی ۴۔ امیر مغیر ماملی ۵۔ امیر زرکی کرمانی
۲	عبداللہ بن عمر ہباری سنہ ۸۸۳ء تا سنہ ۹۱۴ء	۶۔ معتضد باللہ سنہ ۸۹۲ء تا سنہ ۹۰۲ء ۵۔ مکتفی باللہ سنہ ۹۰۲ء تا سنہ ۹۰۸ء	۱۔ امیر سعید براخوئی ۲۔ امیر بدان زنگنہ ۳۔ امیر بکر ادرگانی ۴۔ امیر نوکف ماملی ۵۔ امیر شیران کرمانی

نمبر شمار	نام حکمران خاندان ہباری	نام خلیفہ خاندان بنی عباس	نام امرائے اکراد بلوچ توران ومکران
۳	موسیٰ بن عمر ہباری سنہ ۹۱۴ء تا سنہ ۹۴۰ء	۸۔ مقتدر باللہ سنہ ۹۰۸ء تا سنہ ۹۳۲ء ۹۔ قاہر باللہ سنہ ۹۳۲ء تا سنہ ۹۳۳ء ۱۰۔ راضی باللہ سنہ ۹۳۳ء تا سنہ ۹۴۰ء	۱۔ امیر ابراھیم براخوئی ۲۔ امیر معین زنگنہ ۳۔ امیر محمد ادرگانی ۴۔ امیر یوسف ماملی ۵۔ امیر عبید کرمانی
۴	عمر بن عبداللہ ہباری سنہ ۹۴۰ء تا سنہ ۹۷۰ء	۱۱۔ متقی باللہ سنہ ۹۴۰ء تا سنہ ۹۴۴ء ۱۲۔ مستکفی باللہ سنہ ۹۴۴ء تا سنہ ۹۴۵ء ۱۳۔ مطیع اللہ سنہ ۹۴۵ء تا سنہ ۹۷۴ء	۱۔ امیر حارث براخوئی۔ ۲۔ امیر جابر زنگنہ ۳۔ امیر تلمان ادرگانی ۴۔ امیر سورجی ماملی ۵۔ امیر سنجار کرمانی
۵	محمد بن عمر ہباری سنہ ۹۷۰ء تا سنہ ۹۹۵ء	۱۴۔ طایع اللہ سنہ ۹۷۴ء تا سنہ ۹۹۱ء	۱۔ امیر بہرام براخوئی ۲۔ امیر برسان زنگنہ ۳۔ امیر رستم ادرگانی

نمبر شمار	نام حکمران خاندان هبّاری	نام خلیفہ خاندان بنی عباس	نام امرائے اکراد بلوچ توران و مکران
			۴۔ امیر مہراب ماملی ۵۔ امیر فرھاد کرمانی
۶	علی بن عمر ہباری ۹۹۵ء تا ۱۰۱۰ء	۱۵۔ قادر باللہ ۹۹۱ء تا ۱۰۳۱ء	امیر رستم براخوئی۔ ۲۔ امیر سراج زنگنہ۔ ۳۔ امیر زیدان ادرگانی ۴۔ امیر رلیان ماملی ۵۔ امیر شیتاب کرمانی

باب دوازدہم

توران و مکران میں خوارج کا غلبہ

امیر معاویہ خاندان بنی امیہ کے پہلے خلیفہ کے دور (سنہ ۶۶۱ء تا سنہ ۶۸۰ء) حکمرانی میں توران ۔ مکران ۔ کرمان ۔ کے علاقوں میں خوارج بڑے زور و شور سے اُٹھے ۔ اور یہ علاقے خوارج کے عملی میدان تھے ۔ وہ عربی علاقوں سے نکل کر ان عجمی علاقوں میں بھاری جمعیت میں جمع ہو گئے تھے یہاں سے نکل کر اطراف و جوانب کے علاقوں پر حملہ آور ہوتے تھے ۔ اور ان کا مقابلہ عراق کے گورنر جنرل مہلب بن اَبی صفرہ کی فوجوں سے رہا کرتا تھا ۔ اور مہلب کی فوجوں کی ان سے معرکہ آرائیاں بعض اوقات سال سال بھر رہا کرتی تھیں ۔

عمّان ۔ بحرین پر خوارج کا قبضہ

سنہ ۶۸۶ء میں نجدہ بن عامر بن عبداللہ حنفی خارجی نے نافع بن ازرق

خارجی کی معیت میں ۔ بحرین ۔ خط ۔ قطیف ۔ میں قتل و غارت گری کی گرم بازاری کی ۔ چنانچہ ۶۸۸ء میں بصرہ سے عراق کا گورنر جنرل مصعب بن زبیر نے عبداللہ بن عمر کو بیس ہزار فوج دے کر ۔ بحرین بھیجا ۔ لڑائی میں نجدہ خارجی کو فتح ہوئی ۔ اور اُس نے عمان بحرین پر قبضہ کیا ۔ اس نے عمان میں عطیہ بن اسود خارجی کو اپنا نائب مقرر کیا ۔ عطیہ نے اہل عمان پر اپنے طرف سے ایک حاکم مقرر کیا ۔ جسے بعد میں عمان کے لوگوں نے قتل کر کے ۔ اپنا حاکم مقرر کر لیا ۔

اسلامی سلطنت کی صورتحال

یہ دور ۶۸۵ء سے لے کر ۶۹۵ء کا ہے ۔ جبکہ اسلامی سلطنت پر دو خلیفے حکمرانی کر رہے تھے ۔ حجاز ۔ جزیرہ نما عرب ، عراق ۔ فارس ۔ افغانستان بلوچستان پر عبداللہ بن زبیر کی حکمرانی تھی اور شام مصر اور شمالی افریقہ کے ممالک پر مروان بن حکم خاندان بنی اُمیہ کی حکمرانی تھی ۔

خارجی سردار عطیہ اور خارجی سردار نجدہ میں اَن بَن

عمان کے لوگوں نے جب عطیہ خارجی کے حاکم عمان کو قتل کر کے اپنا حاکم مقرر کیا ۔ تو اس واقع کے بعد خارجی سردار نجدہ اور خارجی سردار عطیہ کے درمیان اَن بن گئی ۔ تو عطیہ خارجی فارس چلا گیا ۔ جب مہلب بن ابی صفرہ کو اس اَن بَن کی خبر ملی ۔ تو اُس نے عطیہ کے مقابلے کے لئے فوج

روانہ کر دی۔ عطیہ شکست کھا کر سجستان بھاگا جب وہاں پناہ نہ ملی تو بلوچستان کا رُخ کیا۔ بلوچستان کے علاقہ بدُھا[1] کے دار لخلافہ قندابیل[2] میں پناہ گزین ہوا۔ آخر کار مہلب کو اُس کے جاسوں نے اطلاع دی۔ اُس کی فوجوں نے قندابیل پہنچ کر عطیہ خارجی کا کام تمام کر دیا۔

قندابیل پر روسائے عرب کا قبضہ

بنی عباس کے خاندان کی حکمرانی کے دور میں جبکہ منصور خلیفہ تھا۔ اُس کے دور میں (۷۵۳ء تا ۷۷۴ء) انہوں نے ھشام بن عمرو تغلبی کو سندھ کا والی مقرر کیا۔ جب وہ سندھ آیا تو کچھ عرب روسا نے سلطنت اسلامی میں افراتفری کے دور میں قندابیل پر قبضہ کیا تھا۔ ھشام بن عمرو تغلبی منصب گورزی پر آتے ہی۔ ان عرب روسا کو قندابیل سے نکال کر خود اس پر قبضہ کیا۔ اور اسے مرکز خلافت بغداد سے دوبارہ وابستہ کر دیا۔ خلیفہ منصور خاندان بنی عباس کا دوسرا خلیفہ تھا۔

قندابیل کی اہمیت

عباسی سلطنت کے دورِ خلافت میں شہر قندابیل[1] ۔ دارالخلافہ بدھا[2]۔ بہت اہمیت کی حامل رہی ہے۔ ہر اقتدار پسند کی نظر اس کی طرف اٹھتی تھی۔ اور

---

۱ : بلوچستان کے خطِ کچھی کا قدیم نام بدھا تھا۔ (۱) بحوالہ تاریخ سندھ چچ نامہ (ii) بحوالہ تاریخ ابنِ خلدون۔ جلد ۳ صفحہ (۱۴۲) ۲ شہر گنداوہ کا قدیم نام۔ ۳ خطِ کچھی کا پرانا نام

س پر قبضہ کرتا تھا۔ پھر عباسی والی سندھ اُس غاصب سے قندابیل چھین کر دوبارہ مرکز خلافت بغداد سے وابستہ کرتا تھا۔ چونکہ قندابیل بلوچستان اور سندھ کی سرحد پر واقع تھا۔ خطہ سندھ کو حاصل کرنے کے لئے۔ سب سے پہلے قندابیل پر قبضہ کرنا ضروری تصور کیا جاتا تھا۔ اس وجہ سے اس شہر کو یہ سیاسی اہمیت حاصل رہی ہے۔

سندھ کی گورنری پر موسیٰ بن یحییٰ برمکی کا تقرر

خلیفہ معتصم باللہ نے اپنے دور (۸۳۳ء تا ۸۴۲ء) میں۔ موسیٰ بن یحییٰ برمکی کو سندھ کا والی مقرر کیا۔ تو اُس کے دور گورنری میں تمام سندھ میں امن و امان رہا۔ گورنری موسیٰ ۸۴۵ء میں فوت ہوا۔ اس دور میں مسندِ خلافت پر خاندان بنی عباس کا نواں خلیفہ واثق باللہ (۸۴۲ء تا ۸۴۷ء) مسندِ نشین تھا۔ انہوں نے موسیٰ بن یحییٰ کے بیٹے عمران بن موسیٰ کو سندھ کا عہدۂ گورنری عطا کیا۔

حاکم قندابیل محمد بن خلیل کی بغاوت

خلیفہ واثق باللہ۔ جو خاندان بنی عباس کا نواں خلیفہ تھا۔ اس کے دور میں (۸۴۲ء تا ۸۴۷ء) میں قندابیل کا حاکم محمد بن خلیل نے بغاوت کی۔ وہ سندھ کا عہدۂ گورنری حاصل کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ عمران بن موسیٰ گورنر سندھ نے اکراد بلوچ توران اور مکران کے کمک سے اس بغاوت کو کچل دیا۔ محمد بن

خلیل اور اُس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے قزدار بھیجا۔ جہاں سے والی سیستان توران مکران نے ان کو بغداد خلیفہ کے پاس روانہ کر دیا۔

توران میں خارجی حکومت کے قیام کا تاریخی پس منظر

جب سردار نجدہ بن عامر بن عبداللہ بن حنفی خارجی نے عراق کے گورنر جنرل مصعب بن زبیر کے سپہ سالار عبداللہ بن عمر کو ۶۸۸ء میں شکست دے کر عمان اور بحرین پر قابض ہو گیا۔

بعد میں اُس کا اُس کے ایک خارجی سردار عطیہ سے ان بن ہو گئی۔ سردار عطیہ خارجی فارس چلا گیا۔ یہ اطلاع مہلب بن ابی صفر کو ملی تو وہ اسی اَن بن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فارس میں سردار عطیہ خارجی پر اچانک حملہ کیا۔ سردار عطیہ خارجی کو شکست ہوئی۔ وہ سیستان آیا۔ یہاں اُسے پناہ نہیں ملی۔ لہٰذا وہ اپنے ایک فوجی افسر محمد بن لعیث بن اشعث بن سنان بن مغیرہ خارجی کے ساتھ قدیم بلوچستان کے خطہ توران میں وارد ہوا۔ یہ خارجی فوجی افسر محمد بن لعیث بن اشعث بن سنان۔ بن مغیرہ۔ معین بن احمد خارجی کا پردادا تھا۔ کچھ عرصہ بعد سردار عطیہ خارجی بدھا کے صدر مقام قندابیل چلا گیا گورنر جنرل عراق کے جاسوں نے اُن کو سردار عطیہ خارجی کے بارے میں اطلاع دی۔ چنانچہ ۶۸۸ء میں حکومت کے فوجیں قندابیل پہنچ کر عطیہ خارجی پر حملہ آور ہوئے۔ اور عطیہ خارجی جنگ میں مارا گیا۔ مگر معین بن احمد کا جد امجد محمد بن لعیث بن اشعث بن سنان۔ بن مغیرہ جو لتنے اہمیت کا حامل نہ تھا۔ توران

کے صدر مقام قزدار میں اپنی خارجی برادری کے ساتھ سکونت اختیار کی۔ چنانچہ ۶۸۸ھ سے لے کر ۹۵۱ھ تک یعنی پورے دوسو تریسٹھ سال (۲۶۳) بعد توران اور مکران کے خطوں میں خوارج نے اتنی طاقت حاصل کی کہ انہوں نے ان دونوں خطوں میں اپنی حکومتیں قائم کرلیں۔ خوارج کی کامیابی کی وجہ یہ تھی۔ ان دونوں خطوں توران اور مکران کے اصل باشندے اکرادبلوچ تھے۔ خوارج اپنی لقاء کی خاطر ان کے دست نگر تھے۔ لہٰذا وہ بہر قیمت توران اور مکران کے کرد بلوچوں کو اپنا دوست۔ خیر خواہ۔ ہم نوا۔ اور حلیف رکھنا چاہتے تھے۔ جب ان خطوں میں خوارج حکومتیں قائم ہوگئیں۔ تو انہوں نے کرد بلوچوں کو ہر قسم کی مراعات دے رکھی تھیں۔ بلکہ یہ مراعات دورِ بنی اُمیہ اور دورِ بنی عباس سے کہیں زیادہ تھیں۔ بلکہ اکرادبلوچ توران اور مکران کے خوارج حکومتوں میں برابری کی بنیاد پر حصہ دار تھے۔

محمد بن لبعیث بن اشعت بن سنان بن مغیرہ کی شخصیت

معین بن احمد خارجی کے جدِ امجد۔ محمد بن لبعیث۔ بن اشعت۔ بن سنان بن مغیرہ ایک بڑا عالم و فاضل شخص تھا۔ جب اس نے توران کے علاقہ قزدار میں مستقلاً قیام کرکے آباد ہوا تو توران کے خوارج نے انہیں اپنا مذہبی امام تسلیم کیا۔ انہی کی کاوشوں کی وجہ سے توران میں خوارج منظم ہوئے۔ اور ان کی برادری نے اسقدر طاقت حاصل کی۔ کہ خارجی سردار معین بن احمد نے پہلی بار توران میں اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوئے۔

معین بن احمد خارجی کا توران میں پہلا[1] خارجی حکمران ہونا ۹۵۱ء تا ۹۶۸ء

چنانچہ معین بن احمد خارجی سردار نے خطہ توران میں۔ براخوئی کرد بلوچوں اور زنگنہ کرد بلوچوں کی حمایت سے ۹۵۱ء میں توران کے دارالخلافہ میں اپنی حکومت کا اعلان کردیا اور اُس نوزائیدہ حکومت پر اُس نے سترہ ۱۷ سال حکمرانی کی۔ اس کے دورِ حکمران میں۔ دو نامور عرب مورخ اور سیاح توران کے دارلخلافہ قزدار آئے۔ اور اس دور کے توران کے حالات کا اپنے کتابوں میں تذکرہ کیا ہے۔ یہ دو نامور مورخِ عرب۔ اَصطخری اور ابن حوقل تھے ان کے تذکروں کی تفصیلات نیچے بیان کئے جائیں گے۔

عرب مورخین کی رائے حکومت توران کے بارے میں

جب ۹۵۱ء میں۔ معین بن احمد خارجی نے خطہ توران میں اپنی حکومت قائم کی۔ تو اس دور میں دو عرب نامور مورخ۔ اَصطخری اور ابن حوقل توران کے دارالخلافہ قزدار آئے۔ اَصطخری[1] نے اپنی کتاب (مسالک و ممالک) میں توران کے حکمران کو مغیرہ بن احمد لکھا ہے۔ مگر ابن حوقل نے اپنی کتاب (صورت الارض) میں اُس کے نام کو معین بن احمد لکھا ہے جو زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے

---

[1] کتاب (مسالک ممالک) ص۔ ۱۷۷

یہ دونوں مورخ اس کے مذہبی عقائد کے بارے کچھ بیان نہیں کرتے۔ اصطخری کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ معین بن احمد خود اپنے زور بازو سے برسر اقتدار آئے۔ طاقت حاصل کرکے خطہ توران پر اپنی حکومت قائم کی۔ اُس کی حکومت موروثی اور خاندانی نہیں تھی۔ وہ اپنی حکومت چلانے میں بالکل خود مختار تھا۔ اور آزاد تھا۔ برائے نام خلیفہ کے نام کو خطبہ میں پڑھواتا تھا۔ توران کے دارالخلافہ قزدار[1] کی بجائے ایک دوسرے مقام کیکان[2] میں اپنا مستقر قائم کیا تھا اکثر یہیں پر قیام پذیر رہتا تھا۔ اور حکمرانی کے احکامات جاری کرتا تھا۔ یہ تھے ان دونامور عرب مورخ۔ اصطخری اور ابن حوقل کے تذکرے۔ درباره حکومت معین بن احمد خارجی۔ حکمران توران۔

معین بن احمد کی وفات

معین بن احمد خارجی ۹۶۸ء میں۔ سترہ سال حکومت کرنے کے بعد فوت ہوئے۔ چونکہ معین بن احمد لا ولد تھا۔ لہٰذا توران کے خوارج اور براخوئی کرد بلوچوں اور زنگنہ کرد بلوچوں کے اُمراء نے خارجی سردار ابوالقاسم جارود بصری کو منصب امارت پر بٹھایا۔

ابوالقاسم جارود ۲ بصری کا حکمران ہونا ۹۶۸ء تا ۹۹۶ء

معین بن احمد کی وفات کے بعد ۹۶۸ء میں ابوالقاسم جارود بصری کی

---

[1] = شہر خضدار کا قدیم نام۔ [2] شہر قلات کا قدیم نام

جانشینی پر جھگڑا اُٹھ کھڑا ہوا۔ توران میں خوارجوں کا ایک گروہ سنان بن حبیب کو اپنا حکمران بنانا چاہتے تھے۔ مگر اکراد بلوچ توران اس کی حکمرانی کے خلاف تھے۔ اور خوارج کی اکثریت بھی اکراد بلوچ کے ساتھ متفق تھی چنانچہ ابوالقاسم جارود لبصری کو مسند حکمران پر بٹھایا گیا۔ چند یوم بعد۔ سنان بن حبیب نے جالاریں[1] کرخا میں جاکر حکومت کے خلاف بغاوت کی۔ جس کے نتیجے میں ابوالقاسم جارود لبصری۔ امیر بہرام براخوئی امیر برسان زنگنہ اپنے مشترکہ لشکر کے ساتھ علاقہ جالاریں کرخا میں۔ سنان بن حبیب خارجی کے لشکرگاہ پر حملہ آور ہوئے بہت سخت لڑائی ہوئی۔ سنان اپنے اکثر ساتھیوں کے ساتھ مارا گیا۔ اس کے باقی طرفداروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ گرفتار شدہ قیدیوں نے ابوالقاسم جارود لبصری سے امان مانگ کر۔ اپنی مخلصی کروائی۔ اس طرح ملک میں پھر امن و امان قائم ہو گیا۔

مورخ ابن حوقل کی رائے ابوالقاسم جارود لبصری کے بارے میں

[2] مشہور عرب مورخ اور جغرافیہ دان ابن حوقل اپنی کتاب (صورت الارض) میں ابوالقاسم جارود لبصری کے بارے میں یوں تذکرہ کرتا ہے۔ (ابوالقاسم جارود لبصری بڑا دلیر اور سرفروش خارجی سردار تھا۔ یہ کسی کو اپنا ہم پلہ نہ سمجھتا تھا۔ توران میں اہل بصرہ میں سے ایک شخص ابوالقاسم

[1] علاقہ کرخ کا قدیم نام

[2] ۔ کتاب 'صورت الارض' بہ حوالہ رجال السند و الہند ص ۲۸۵

جارد د بصری نامی حکومت کرتا تھا وہ حاکم بھی تھا قاضی بھی تھا ۔ اور فوج کا امیر تھا۔ اس کے باوجود اس کی جہالت کا یہ حال تھا۔ کہ ۔ تین اور دس میں تمیز تک نہیں کرسکتا تھا) ابن حوقل ۔ ابوالقاسم کے متعلق اچھی رائے نہیں رکھتا ہے ۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے ۔ کہ حکمران نے اُسکی یعنی ابن حوقل کی اچھی طرح سے خاطر مدارت نہیں کی ہوگی کہتے ہیں ۔ ابوالقاسم جارود بصری بڑا خود دار ۔ اور متکبر شخص تھا کیونکہ ایک جاہل شخص حاکم تو ہوسکتا ہے ۔ مگر قاضی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ قاضی کے لئے عالم ہونا ضروری ہے ۔ لہٰذا ابوالقاسم جارود بصری ضرور ابن حوقل سے متکبرانہ انداز میں ملا ہوگا۔ اس نے اپنی تحقیر کو محسوس کرتے ہوئے ۔ ابو القاسم جارد بصری کے غرور کو جہالت سے تعبیر کرتے ہوئے اسے جاہل کہہ دیا۔

اَمیر سبکتگین امیر غزنہ کون تھا

امیر سُبکتگین ۔ خراسان کے سامانی خاندان کے حکمران منصور بن نوح کا ایک معتمد کارندہ تھا ۔ اس نے اپنے تدبر ۔ لیاقت ۔ اور قابلیت کی وجہ سے ۹۷۶ء میں غزنہ کے علاقے پر قابض ہوکر ۔ اپنی حکمرانی کی بنیاد رکھی۔ اور پورے اکیس سال ۲۱ حکمرانی کر کے ۹۹۷ء میں انتقال کرگیا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا محمود حکمرانی پر بیٹھا ۔

امیر سبکتگین کا توران کے دارالخلافہ قزدار پر حملہ

ابو القاسم جارود بصری اپنی خودرائی اور ناعاقبت اندیشی کی وجہ سے

حکمران غزنہ کا خراج بند کیا۔ امیر غزنہ۔ سبکتگین نے ۹۹۴ء میں اچانک توران کے دارالخلافہ (قزدار) پر حملہ۔ ابوالقاسم[1] جارود لبصری خود میں جنگ کی طاقت نہ پاکر۔ صلح کی درخواست کی اور باج گذاری کی ساری رقم ادا کردی۔ اور امیر سبکتگین نے اس شرط پر اُس کی حکمرانی اُس کو دی کہ وہ آئندہ باج گذاری کا رقم باقاعدگی سے ادا کرتا رہیگا۔

ابوالقاسم جارود لبصری کی وفات

ابوالقاسم جارود لبصری ۹۹۷ء میں وفات پائی۔ اس نے کل اُنتیس[29] سال حکمرانی کی۔ یعنی ۹۶۸ء سے لے کر ۹۹۷ء تک ابوالقاسم جارود لبصری لا ولد تھا۔ لہٰذا حکومت توران کی مجلس شوریٰ۔ جو اُمرائے خوارج اور اکراد بلوچ پر مشتمل تھی ایک خارجی سردار حارث بن عمیرہ بن صالح بن مَسَرح کو توران کی مَسند پر بٹھایا۔

اُمیر سبکتگین کے قزدار پر حملہ کا تذکرہ تاریخ ابن خلدون میں

اس حملے کا مصنف ابن خلدون اس طرح تذکرہ کرتے ہیں "جب اُمیر سبکتگین لبُست کی لڑائی سے فارغ ہوکر واپس غزنہ آیا۔ تو اس نے توران کے دارالخلافہ قزدار پر حملہ کیا۔ کیونکہ قزدار کے حکمران نے خراج دینا بند کر دیا تھا۔ اور اُس کو یہ گھمنڈ تھا کہ توران کے دُور افتادہ سطح مرتفع کے ان دشوار گذار

۱ = معجم البلدان۔ ج۔ ۷۔ ص۔ ۷۹
۲ = تاج ابن خلدون ج۔ ۴۔ ص۔ ۳۶۰

راستوں کو مدنظر رکھ کر امیر سبکتگین توران پر حملہ نہیں کریگا مگر اُسنے اچانک قزدار کے شہر کو گھیرے میں لے لیا۔ اور شہر میں داخل ہوا۔ آخر توران کے حکمران نے صلح کر کے۔ باجگزاری کی رقم ادا کردی۔

سردار حارث بن عمیرہ بن صالح بن مَسرح کا حکمران ہونا ۹۹۷ء تا ۱۰۲۰ء

ابوالقاسم جارود بصری کی وفات کے بعد۔ خارجی سردار حارث بن عمیرہ بن صالح بن مَسرح۔ امرائے خوارج اور اُمرائے اکراد بلوچ براخوئی و زنگنہ۔ کی حمایت سے توران کی مَسند پہ بیٹھا۔ یہ توران کے خارجیوں کے امام تھا۔ حارث بن عمیرہ حکمران ہوتے ہی۔ توران کی حکومت کی شان کو دوبالا کر دیا۔ اُس نے دوبارہ قزدار کو اپنا پائے تخت بنایا۔ اور قزدار سے ہی اپنی حکمرانی کی ابتدا کی۔ اُس نے قزدار میں نئی عمارات تعمیر کیں۔ اور یہیں مستقلاً رہنے لگا۔ مقدسی بشاری[1] نے اپنی کتاب اَحسن التقاسیم میں لکھا ہے کہ قزدار توران کا دارالخلافہ ہے۔ اس شہر کے دو حصّے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان سے ایک ندی گزرتی ہے جو خشک ہے۔ شہر کے ایک حصے میں سلطان کا محل اور قلعہ ہے۔ دوسرے حصّے میں سوداگر اور بیوپاری رہتے ہیں۔ یہاں کا بادشاہ۔ نیک خصلت اور بہت عادل ہے۔ اور مہمانوں کی بہت خاطر تواضع کرتا ہے۔

سلطان محمود کا قزدار پہ حملہ

توران کے خارجی حکمران حارث۔ بن عمیرہ نامعلوم وجوہات کی بناء پہ

[1]: احسن التقاسیم ص۔ ۴۷۸

غزنہ کے سلطان کو خراج دینا بند کیا۔ اور شاید اسی خیال میں غلطان تھا۔ کہ کہ سلطان محمود غزنہ کا بادشاہ ہے۔ اُس کی اس قدر مصروفیات ہیں۔ کہ وہ کیسے اس دور دست علاقہ توران پر حملہ آور ہوگا۔ مگر توران کے حکمران کا یہ اندازہ غلط ثابت ثابت ہوگیا۔ ۱۰۱۱ء میں۔ محمود نے اچانک توران کے دارالخلافہ قزدار پر حملہ کیا۔ شہر کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا۔ آخر کار خارجی حکمران حارث بن عمیرہ نے باج گذاری کا رقم ادا کر کے۔ اپنی حکمرانی کو بچالیا۔ اس جھگڑے میں اکراد بلوچ نے بڑا کردار ادا کیا۔ امیر رستم براخوئی کرد بلوچ و امیر سراج زنگنہ کرد بلوچ نے سلطان محمود اور امیر حارث بن عمیرہ کے درمیان پڑھ کر ثالثی رکھوادی اور سلطان محمود کو ضمانت دی کہ امیر حارث بن عمیرہ باج گزاری کی رقم ادا کردیگا۔ چنانچہ امیر حارث نے اکراد بلوچ کے مشورے سے فوری طور پر خراج کی ادائیگی کردی۔ اور اپنی حکمرانی کو بچالیا

حارث بن عمیرہ بن صالح بن مسرح کی وفات

حارث بن عمیرہ بن صالح بن مسرح۔ تیس سال ۳۰ حکمرانی کرنے کے بعد ۱۰۲۰ء میں فوت ہوا۔ توران کے مجلس شوریٰ نے اُس کے بیٹے صالح بن حارث بن عمیرہ اُس کی جگہ توران کی مسند پر بٹھایا۔

صالح بن حارث بن عمیرہ کا حکمران ہونا ۱۰۲۰ء تا ۱۰۵۲ء

صالح بن حارث بن عمیرہ بن صالح بن مسرح اپنے والد کی جگہ ۱۰۲۰ء میں مسند توران پر بیٹھا۔ اس نے اپنی تمام دور حکمرانی آرام اور آسودگی سے گزاری۔ کیونکہ اس کا والد بہت بڑا مدبر اور دانا حکمران تھا۔ اُس نے

حکومت کی انتظامیہ کو ایسے منظم طریقے سے ترتیب دیا تھا۔ کہ کسی بدامنی کا امکان ہی نہیں تھا۔ حکمرانی کے علاوہ وہ اہل فرقہ خوارج کا مذہبی پیشوا بھی تھا۔

سندھ کے جاٹوں کی لڑائی میں محمود کو کمک دینا

صالح بن حارث کے دور حکمرانی میں ۱۰۲۷ء میں سلطان محمود نے سندھ کے جاٹوں پر ایک بڑا حملہ کیا۔ تاکہ ان کی شورش کا ہمیشہ کے لئے قلع قمع کیا جا سکے چنانچہ اس مہم میں صالح بن حارث خارجی امیر اور اکراد بلوچ توران و مکران کے قبائلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا اُمیر رستم براخوئی۔ اُمیر سراج زنگنہ۔ اُمیر زیدان اورگانی۔ امیر دلیاں مالی۔ امیر شیتاب کرمانی نے سلطان محمود کی بھرپور کمک کی۔ جب سلطان محمود نے کشتیوں کو دریا میں ڈال دیا۔ ان پر مسلح فوجی سوار کر دیئے اور باقی فوج کو دریائے سندھ کے دونوں کناروں سے پیدل روانہ ہونے کا حکم دیا۔ دریائے سندھ کا وہ کنارہ جو بلوچستان کی سمت تھا۔ محمود کے ان پیدل فوجیوں کو خوراک بہم پہنچانے کا کام۔ سلطان محمود نے توران کے حکمران صالح بن حارث اور توران اور مکران کے اکراد بلوچ کے قبلی کونسل پنجگانہ کے اُمراء ۱۔ امیر رستم براخوئی ۲۔ اُمیر سراج زنگنہ ۳۔ امیر زیدان ادرگانی ۴۔ اُمیر دلیان مالی ۵۔ امیر شیتاب کرمانی۔ کے ذمہ سپرد کیا۔ اکراد بلوچ توران و مکران کے اُمرا اور فوجی اپنی ذمہ داری کو اچھی طرح سے نبھایا۔ اور اپنی فوجی فرائض سے کما حقہی عہدہ برا ہوئے۔ اگرچہ جاٹوں[ؒ۱] نے بہادری سے لڑائی کی۔ مگر کثرت سے مارے گئے۔

ؒ۱: تاریخ سندھ تصنیف اعجاز الحق قدوسی۔ لکھتے ہیں۔ کہ اس لڑائی میں جاٹ چار ہزار سے آٹھ ہزار کے قریب کشتیاں لے کر۔ سلطان محمود کے مقابلے میں آئے ص (۳۲۴)

جو دریا سے نکل کر کنارے پہنچے ۔ اُن سب کا محمود کے فوجوں نے صفایا کردیا۔

سلطان محمود کی وفات

صالح بن حارث کے دور حکمرانی میں سلطان محمود غزنوی کا ۱۰۳۰ء میں انتقال ہوا۔ اور انکی جگہ پر اُن کا بیٹا۔ سلطان مسعود سلطنت غزنی کے تخت پر بیٹھا

صالح بن حارث کی وفات

صالح بن حارث تئیس سال ۲۳ حکمرانی کرنے کے بعد۔ ۱۰۵۲ء میں قزدار میں فوت ہوا۔ صالح بھی اپنے والد کی طرح دوران حکمرانی فرقہ خوارج کے امامت کے منصب پر بھی فائز رہا۔ ان کے دور میں تمام اکراد بلوچ توران اور مکران مسلک خوارج کو اپنایا تھا۔

۵ مَسرح بن صالح بن عمیرہ کا حکمران ہونا ۱۰۵۲ء تا ۱۰۷۸ء

صالح کی وفات کے بعد اُن کا بیٹا مَسرح بن صالح بن حارث بن عمیرہ توران کی گدی پر بیٹھا۔ حکمرانی کے علاوہ وہ منصب امامت فرقہ خوارج کے عہدہ پر بھی فائز رہا۔ اکراد بلوچ توران کے تعاون سے کامیابی کے ساتھ اپنے نظام حکومت کو چلاتا رہا۔ توران کے اکراد براخوئی بلوچ اور زنگنہ بلوچ اس دور میں بہت خوشحال اور آسودہ حال تھے۔ ملک میں ہر طرف اَمن و امان رہا۔

—

منصورہ کے اسماعیلی پناہ گزینوں کی توران میں آمد

جب ۱۰۲۵ء میں سلطان محمود نے سندھ میں منصورہ کی اسماعیلی حکومت کا خاتمہ کیا۔ ان کا حکمران خفیف مارا گیا۔ تو بہت سے اسماعیلی خفیہ طور توران کے مختلف شہروں میں خوارج کے روپ میں داخل ہوئے ان کے داخلے کا سلسلہ ۱۰۲۵ء میں شروع ہوا۔ اور ۱۰۴۵ء تک جاری رہا۔ کمال کی بات تو یہ ہے کہ اس طویل عرصے میں اسماعیلیوں نے یہ شبہ نہیں ہونے دیا۔ کہ وہ خارجی نہیں بلکہ اسماعیلی ہیں۔ جب مرح بن صالح بن حارث بن عمیرہ ۱۰۵۲ء میں مسند توران پر بیٹھا۔ توان اسماعیلیوں کے چند ایک افراد نے جو اکراد براخوئی بلوچ اور اکراد بلوچ زنگنہ کے افراد سے دوستانہ تعلقات تھے۔ ان بلوچ افراد کو دعوت دی کہ اُن کے فرقہ میں شامل ہو جائیں۔ چونکہ اکراد بلوچ کٹر خوارج تھے۔ انہوں نے خفیہ طور توران کے حکمران مَرَح بن صالح اور اپنے اکراد بلوچ اُمرا۔ اَمیر ہارون براحوئی اور اَمیر سنان زنگنہ کو اس دعوت کے بارے میں مطلع کیا۔ لہٰذا اس راز کے افشا ہونے کے بعد توران کے تمام بڑے شہروں سے۔ ان اسماعیلی پناہ گزینوں کو باہر نکال دیا گیا۔ جہاں انہوں نے مزاحمت کی۔ اُن سے لڑائیاں ہوئیں۔ آخر تمام اسماعیلیوں کو توران سے خارج کر کے سندھ بھیج دیا گیا۔

بعد کے خوارج حکمرانوں کی تفصیل

روایت ہے کہ مَرَح بن صالح بن حارث بن عُمیرہ کے خاندان کے

چار افراد یکے بعد دیگرے توران کی مَسند پر بیٹھ کر حکمرانی کرتے رہے

۷ حبیب بن مُسرح کا حکمران ہونا ۱۰۸۴ء تا ۱۱۱۳ء

مَسرح کی وفات کے بعد اُن کا بیٹا حبیب بن مَسرح مسند توران پر بیٹھا وہ ۱۱۱۳ء تک حکمرانی کرتا رہا۔ گویا اُس نے توران پر انتیس سال (۲۹) حکمرانی کی۔ یہ توران کا چھٹا خارجی حکمران تھا۔ ان کی وفات کے بعد ان کا بیٹا شبیب بن حبیب بن مَسرح مسندِ توران پر بیٹھا۔

۸ شبیب بن حبیب بن مسرح کا حکمران ہونا ۱۱۱۳ء تا ۱۱۳۸ء

شبیب بن حبیب باپ کی دفات کے بعد ۱۱۱۳ء میں توران کی گدی پر بیٹھا اور ۱۱۳۸ء تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس نے پچیس سال حکمرانی کی۔ یہ توران کا ساتواں خارجی حکمران تھا۔ ان کی وفات پر ان کا بیٹا صالح بن شبیب بن حبیب بن مَسرح گدی نشین ہوا۔

۸ صالح بن شبیب بن حبیب بن مَسرح کا حکمران ہونا ۱۱۳۸ء تا ۱۱۸۷ء

شبیب کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا صالح ۱۱۳۸ء میں مسند توران پر بیٹھا تو اِن دنوں سلطنت غزنوی رو بہ زوال تھی اور توران میں صالح بن شبیب توران کے خارجی خاندان کا آخری حکمران تھا۔ اور ان کے دور میں غوری خاندان کے حکمران غیاث الدین ابن سام اپنے چچا علاؤ الدین کی وفات کے بعد تخت غزنہ پر بیٹھا

اُس نے قرب و جوار کے تمام حکومتوں پر قبضہ کیا۔ اور اسی طرح اُس نے ۱۱۸۷ء میں مکران اور توران کی خارجی حکومتوں پر بھی قبضہ کر کے۔ اُن کی خاندانی حکمرانی کا خاتمہ کر دیا۔

اکراد بلوچ توران و مکران

چونکہ اس باب میں طوالت تحریر کو مدنظر رکھ کر۔ اکراد بلوچ توران و مکران کے قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا، کا تذکرہ تفصیل سے نہیں کیا گیا ہے۔ اُس کی بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ اکراد بلوچ توران و مکران، خطہ توران و مکران میں خارجی حکمرانوں کے ہمنوا اور طرفدار تھے۔ اور انہی کے بدولت خوارج ان دونوں خطوں میں اپنی حکومتیں قائم کیں اور قائم رکھنے میں کامیاب ہوئیں۔ اکراد بلوچ کی معاونت سے یہ حکومتیں کامیابی سے چلتی رہیں۔ بلکہ حکومتی معاملات میں اکراد بلوچ توران و اکراد بلوچ مکران ہم پلہ کے حیثیت سے حصہ دار تھے۔ اور تقریباً سارے اکراد بلوچ نے خوارج عقائد کو اپنایا تھا۔ اور وہ بھی خوارج کے ہم فرقہ تھے۔ لہٰذا ایسے صورتحال میں خوارج کی حکمرانی کی مخالفت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ لہٰذا اس باب کے آخیر میں چارٹوں کے ذریعے سے ان ادوار کے اکراد بلوچ توران و مکران کے قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا کے ہم عصر حکمرانان خوارج توران خلفائے خاندان نبی عباس۔ و غزنوی سلطنت کے سلاطین کے اسما کا تفصیل وار تذکرہ کیا جائیگا۔ تاکہ قارئین کو معلوم ہو سکے۔ کہ ان ادوار میں اکراد بلوچ توران و مکران کے قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا، کون تھے۔ تاکہ اُن کے ہر

دور کے اُمراء کے اسما کا تسلسل باقی رہے۔ اور آئندہ کی جلدوں میں بھی اُسی تسلسل کو آسانی سے بیان کیا جا سکے۔ تاکہ اکراد بلوچ توران و مکران کے قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمراء کے شجروں میں غلطی کا امکان باقی نہ رہے اور موجودہ دور تک اُنکی اولادوں کی نشاندہی آسانی سے ہو سکے۔ کہ موجودہ دور کے براھوئی (براخوئی) ناروئی (زنگنہ) رند (ادرگانی) قبائیلی گروہ اکراد بلوچ۔ پنجگانہ قبائیلی کونسل کے کن کن اُمراء کے اولاد ہیں۔ جنہوں نے اس ممتاز نسل کے قبائیلیوں کو جنم دیا۔

خطہ توران کی حدودات

اسلامی دور کے عرب جغرافیہ دانوں اور سیاحوں نے خطہ توران کی حدود اربعہ کو اس طرح بیان کیا ہے۔ صوبہ کرمان سے متصل خطہ مکران تھا۔ اس کے بعد خطہ توران پڑتا تھا۔ پھر سندھ کا صوبہ اور اُس کے بعد ملتان کا صوبہ آتا تھا۔ خطہ توران کے مغرب میں سجستان (سیستان) کا ریگستانی علاقہ تھا۔ مشرق میں علاقہ سندھ۔ جنوب میں بحیرہ عمان اور شمال میں بلاد افغانان تھا۔

خطہ توران کے شہر اور قریہ

عرب مورخین اصطخری اور مقدسی نے اپنی تاریخی کتابوں میں خطہ توران کے ان شہروں اور قریہ کا تذکرہ کیا ہے۔

شہر قزدار

قزدار توران کے خطے کا قدیم دارالخلافہ اور مرکزی شہر تھا۔ اسے عرب مورخین نے (قصدار) اور (قزدار) دونوں طریقوں سے لکھا ہے۔ اس شہر کو امیر معاویہ خاندان بنی امیہ کے پہلے خلیفہ کے دور خلافت میں۔ عرب سپہ سالار سنان بن سلمہ الہذلی نے فتح کیا تھا۔ ان کی وفات کے بعد منذر بن جارود عبدی بطور والی توران یہاں آئے۔ ابن حوقل اپنی کتاب صورت الارض میں لکھتا ہے کہ قزدار گاؤں کے مانند ایک چھوٹا سا قلعہ ہے۔ جس کی وسعت بہت کم ہے۔ اور اطراف میں چھوٹے چھوٹے باغات ہیں۔ مقدسی لکھتا ہے کہ کہ قزدار خطہ توران کا مرکزی مقام ہے۔ شہر کے بیچ میں ایک خشک ندی واقع ہے۔ جس پر پل نہیں۔ ندی کی وجہ سے آبادی دو حصوں میں منقسم ہے ایک حصہ میں شاہی محل اور قلعہ ہے اور شہر کے دوسرے حصے کو بودین کہتے ہیں جس میں تاجروں کے مکانات ہیں۔ جن میں ان کا تجارتی سامان ہے۔ یہ حصہ کشادہ اور صاف ستھرا ہے قزدار چھوٹے ہونے کے باوجود نفع بخش شہر ہے یہاں خراسان۔ فارس کرمان اور بلاد ہند سے تاجر آتے ہیں۔ پانی خراب ہے جس کے پینے سے شکم میں ثقل پیدا ہو جاتا ہے۔ یہاں کا سلطان عادل اور متواضع ہے۔ قزدار سے متعلق جو شہر اور آبادیاں ہیں۔ ان میں پینے کے لئے پانی کنوؤں سے حاصل کیا جاتا ہے۔ ادھر کی تمام بستیاں صحراؤں میں ہیں۔ البتہ کزو اور کیز کان میں نہریں اور ندیاں ہیں۔ ان میں سے لوگ

پانی پیتے ہیں۔ بلکہ کثرو میں کنوئیں اور کھیتیاں بھی ہیں۔ توران کا پورا علاقہ گرم ہے۔ البتہ کثرو سرد ہے بلکہ لبا اوقات یہاں برف پڑتی ہے۔ قزدار کی مسافت مکران کی ساحل تیز بتدریج تک بارہ مرحلہ ہے۔ منصورہ سے اَسّی فرسخ۔ مُشکی سے پچاس فرسخ۔ اور قندابیل سے پانچ فرسخ۔

شہر قندابیل

مقدسی لکھتا ہے۔ کہ قندابیل بہت بڑا شہر ہے وہ اسے توران کے شہروں میں شمار کرتا ہے۔ بلکہ ابوالفدا نے تقویم البلدان میں قندابیل کو توران کا دارا سلطنت بتایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ زمانہ قدیم میں قندابیل خطہ بدھا کا دار الخلافہ تھا۔ اور انتظامی لحاظ سے خطہ بدھا۔ توران کے حاکموں کے ماتحت تھا۔ شاید اسی وجہ سے مقدسی نے قندابیل کو توران کے شہروں میں شمار کیا ہو اور ابوالفدا نے تقویم البلدان میں قندابیل کو خطہ توران کے پائے تخت قرار دیا ہو۔ ابتدا سے ہی یہ مقام خوارج کی سرگرمیوں کا مرکز رہا تھا۔

شہر ایل

کنیز کانان اور قندابیل کے درمیان ایک علاقہ تھا جسے ایل کہتے تھے ایل نامی ایک شخص اس علاقہ پر قابض ہو گیا تھا۔ اسی کے نام سے منسوب ہوا۔ اس میں مسلمانوں اور بدھوں کی ملی جلی آبادیاں تھیں۔ پیداوار کا دارومدار برسات پر تھا۔ یہاں شادابی بھی تھی۔ مویشی بھی تھے۔ پھلوں میں انگور

بکثرت پیدا ہوتا تھا۔

شہر کیز کانان

اسی مقام کیز کانان[1] میں دوسرے دور کا پہلا حکمران مغیرہ بن احمد[2] مستقل قیام کرتا تھا۔ یہ پورا علاقہ سرسبز اور شاداب ہے۔ اشیاء کی قیمتوں میں ارزانی تھی۔ انار اور انگور۔ اور سرد موسم کے عام میوہ جات ہوتے تھے البتہ کھجور کے درخت اور باغات نہیں تھے۔ پینے کا پانی کنوؤں سے لیا جاتا تھا۔ بعض ندیاں بھی تھیں۔ جن سے پانی حاصل کیا جاتا تھا۔

خزدیا کزد شہر

خزدیا[2] کزد شہر کے علاقہ میں کنوئیں اور ندیاں تھیں توران کا یہ علاقہ خشک و گرم تھا۔ مگر یہاں اچھی خاصی سردی پڑتی تھی۔ بسا اوقات برفباری بھی ہوتی تھی۔ اور پانی جم جاتا تھا کھیتی باڑی بھی ہوتی تھی۔

---

[1] : کیز کانان کو اکثر عرب مورخین نے کیکانان لکھا ہے۔ اور کیکانان موجود خطہ سراوان کا قدیم نام ہے۔ اور اس خطے کا صدر مقام کیکان لکھا گیا ہے۔ جو موجودہ شہر قلات کا قدیم نام ہے۔

[2] : ابن حوقل نے معین بن احمد۔

[3] خزدیا کزد غالباً موجودہ وادی سوراب کا قدیم نام ہوگا۔ کیونکہ وادی سوراب میں موجودہ وقت میں ایک مضافاتی علاقہ بنام گزد گالت موجود ہے مورخ کا بیان کردہ موسم۔ وادی سوراب سے بھی مطابقت رکھتا ہے۔

شہر رستاق ماسکان

مقدسی نے اسے توران کی مملکت میں ایک شہر اور ایک وادی شمار کیا ہے۔ یاقوت حموی نے لکھا ہے۔ کہ مکران کے نواح میں ایک مشہور شہر ہے اور شاید سحبان سے زیادہ قریب ہے۔

شہروں کے نام جنکو مورخین نے بیان کیا ہے

عرب مورخین نے خطہ توران کے مندرجہ ذیل شہروں کے صرف نام بیان کئے ہیں۔ ان کی دیگر تفصیلات ۔ پیداوار ۔ آب وہوا ۔ دوسرے شہروں سے فاصلے ۔ شہروں کی وسعت بیان نہیں کئے ہیں۔ ان شہروں کے نام اس طرح ہیں۔ ۱۔ لکانان ۲۔ خوزی ۳۔ رستاکہتی ۴۔ رستاق رود ۵۔ موردان ۶۔ کہر گوڑ۔

توران کی طبعی حالات اور پیداوار

عرب مورخین اور جغرافیہ والوں نے صوبہ توران کی آب وہوا کو خشک اور گرم بتایا ہے اور لکھا ہے کہ مجموعی طور پر توران کا موسم خشک اور گرم ہے یہاں کی زمین ریگستانی اور پہاڑی ہے۔ مکانات عام طور پر مٹی کے بنے ہوئے تھے۔ دریا اور ندیاں بہت کم تھیں۔ البتہ قزدار[۱] کرتہ[۲] کیز کانان[۳]

۱۔ موجودہ خضدار ، ۲۔ موجودہ وادی سوراب ۳۔ موجودہ خط سراوان ،

سرسبز اور شاداب تھے۔ مقدسی نے قزدار کے بارے میں لکھا ہے۔ کہ یہ شہر سرسبز اور شاداب ہے قیمتیں سستی ہیں۔ یہاں انگور پیدا ہوتا ہے۔ کنز دار کیز کانان میں ندیاں ہیں۔ کزدر میں کنوئیں اور کھیت ہیں۔ کھیتی باڑی برسات کے پانی پر ہوتی ہے۔ توران کا پورا علاقہ گرم ہے۔ مگر کزدر بہت سرد ہے۔ اصطخری نے کیز کانان کے متعلق لکھا ہے کہ اس کی اطراف و جوانب سرسبز اور شاداب ہیں۔ ارزانی خوب ہے۔ انگور۔ انار اور سرد موسم کے ہر قسم کے پھل پائے جاتے ہیں۔

خطہ توران کی تجارت

توران کا خطہ اگرچہ پہاڑی اور صحرائی تھا۔ لیکن تجارت کا مرکز تھا۔ شہر قزدار کا ایک حصہ جو بودی کے نام سے مشہور تھا۔ تجارتی کاروبار کا مرکز تھا یہاں کی تجارت بہت نفع بخش تھی۔ تاجروں کے مستقل مکانات۔ مال گودام اور سامانِ تجارت تھے۔ خراسان۔ ایران۔ اور کرمان و ہندوستان کے تاجر اور سوداگر اپنے کاروبار کے سلسلے میں یہاں آتے تھے۔ اور قیام کرتے تھے۔ حالانکہ یہاں پانی کی عام شکایت تھی اس کے باوجود غیر ملکی تاجر آتے جاتے تھے کیونکہ یہاں کی تجارت بہت نفع بخش تھی۔ ارزانی کی یہ عالم تھی۔ کہ ہر قسم کی چیزیں سستے داموں ملتی تھیں۔ عام حالات میں ایک کیجی گندم[1] چار درہم

---

[1] : گندم تولنے کا ایک پیمانہ تھا۔

سے آٹھ درہم میں ملتی تھی۔ کیجی ایک پیمانہ تھا۔ اس میں چالیس سیر گندم آتا تھا۔

تجارتی اشیاء پر محصول

توران کی حکومت نے درآمدی اور برآمدی سامان تجارت پر محصول عائد کیا تھا۔ ایک بار (گانٹھ) پر چھ درہم وصول کیا جاتا تھا۔ ایک غلام پر صرف داخلہ کے وقت بارہ درہم لئے جاتے تھے۔ ہندوستان سے آئے ہوئے مال پر ایک بوجھ پر بیس درہم محصول ہوتا تھا۔ سندھ کی طرف سے جو تجارتی مال توران میں داخل ہوتا تھا۔ اُسکی قیمت کی حساب سے محصول لگتا تھا۔ چمڑے پر فی عدد ایک درہم محصول لیا جاتا تھا۔ مقدسی لکھتاہے کہ توران کی حکومت کو محصولوں اور ٹیکسوں سے سالانہ دس لاکھ درہم کی آمدنی ہوتی تھی۔

توران کی آبادی لوگوں کی طرزِ زندگی

مکران کی طرح۔ علاقہ توران میں بھی خارجی مسلمانوں کی آبادی تھی۔ اور وہی یہاں کی مسلم آبادی پر غالب تھے۔ غیر مسلم عام طور پر بدھ تھے۔ شہروں سے باہر کی آبادی پھونس کی جھونپڑی میں رہتی تھی۔ مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے لباس میں کوئی فرق نہ تھا۔ مسلمانوں اور غیر مسلمان سر کے بال بڑھا کر۔ بالوں کو لٹکاتے تھے۔ اور مکران کی طرح لوگ اپنی مقامی زبان بولتے تھے۔ بلوچی اور فارسی زبان بھی بولی جاتی تھی۔ عربی زبان کا رواج نہ تھا۔

توران کی دینی اور اخلاقی حالت

توران کے پورے علاقے میں خوارج کا غلبہ اور قبضہ تھا۔ عام طور سے حکمران خارجی ہوا کرتے تھے ۔ ان کے خاص خاص معتقدات کی بناء پر عوام اور حکمرانوں دونوں طبقوں میں مزاجِ مذہبی تشکک و تعصب پایا جاتا تھا۔ اس کے باوجود ملک میں امن و امان تھا۔ دینی اور اخلاقی قدریں پورے علاقے میں موجود تھیں ۔

اخلاق کے بارے میں ایک قصہ

قاضی ابوعلی تنوخی نے ۳۹۹ھ میں لکھا ہے کہ فرقہ ہاشمیہ کے معتزلی متکلم و فلسفی ابوالحسن بن لطیف نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ میں ایک مرتبہ قزدار کے علاقے سے گزر رہا تھا۔ جس کا خلیفہ خوارج تھا۔ قزدار خوارج کا وطن اور شہر ہے ۔ میں نے ایک گاؤں میں ایک بوڑھے درزی کو دیکھا۔ جو ایک مسجد میں تھا۔ میں نے اس کو اپنے کپڑوں کی گھٹڑی دی اور کہا۔ اسے حفاظت سے رکھدو اس نے مجھ سے کہا کہ گھٹڑی مسجد کے محراب میں رکھدو میں رکھ کر باہر تربوز کے لئے کھیت میں چلا گیا۔ تربوز خرید کر کھایا۔ طبیعت ٹھیک نہیں تھی فوراً بخار ہوگیا۔ رات بھر کھیت میں پڑا رہا۔ کسی آدمی نے مجھ سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔ جب طبیعت سنبھلی ۔ دوسرے دن مسجد میں آیا۔ تو دیکھا دروازہ کھلا ہے اور درزی غائب ہے ۔ اور کپڑوں کی گھٹڑی اسی طرح محراب

میں پڑی ہے ۔ میں نے سوچا کہ درزی کس قدر جاہل ہے کہ میرے کپڑے
اسی جگہ چھوڑکر چلا گیا ۔ میں سامان کی جانچ پڑتال کر ہی رہا تھا۔ کہ درزی آگیا
میں نے کہا کہ تم میرے کپڑے یہیں چھوڑکر چلے گئے تھے ۔ اس نے پوچھا کیا کوئی
چیز گم ہوگئی ہے ۔ میں نے کہا نہیں ۔ اُس نے کہا تم نے یہ کیوں پوچھا۔ میں نے
کہا کوئی خاص بات نہیں ۔ میں یوں ہی دریافت کر رہا تھا۔ درزی نے کہا تم لوگوں
نے گندی باتوں گندے اخلاق کی عادت ڈالی ہے ۔ تم لوگوں کی نشو ونما بلاد کفر
میں ہوئی ہے ۔ جہاں چوری اور خیانت کی وبا عام ہے ۔ ہم اپنے یہاں ان
باتوں کو جانتے تک نہیں ۔ اگر تمہارا کپڑا یہاں پڑا پڑا پُرانا ہو جاتا۔ تب بھی اِسے
کوئی نہیں پوچھتا۔ اگر تم مشرق ومغرب کا چکر کاٹ کر آؤ۔ تب بھی یہ کپڑا اسی
محراب میں ملیگا۔ ہم لوگ چوری اور فتنہ فساد نہیں جانتے ۔ اور نہ تمہارے
ملک کی طرح ہمارے ملک میں برائیاں پائی جاتیں ہیں۔ کئی کئی سال کے بعد جب
اس قسم کی کوئی بات ہوجاتی ہے تو ہم اسے کسی اجنبی اور پردیسی کی حرکت سمجھتے
ہیں ۔ اور جب ہم اس کی جستجو میں لگ جاتے ہیں۔ تو اُسے پکڑکر قتل کر دیتے
ہیں ۔ خوارج کے نزدیک گناہِ کبیرہ کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے ۔ چوری گناہِ
کبیرہ ہے ہم اپنے مسلک کے مطابق چور کا ہاتھ کہنی سے کاٹ دیتے ہیں
اسی وجہ سے تم کو ہمارے ملک میں کوئی برائی نظر نہیں آئیگی۔ ابوالحسن بن
لطیف کے اس بیان سے توران میں اَمن وامان ۔ لوگوں کے اخلاق و
عادات اور عوام کی دینی حالات پر اچھی خاصی روشنی پڑتی ہے

—

خطۂ توران کے علمائے کبار

۱۔ رابعہ بنت کعب قزداری ،

رابعہ بنت کعب قزداری ۔ دولت معتزلہ توران کے مفاخر و محاسن میں ہے ۔ یہ خاتون ایک بہت بلند پایہ شاعرہ تھیں ۔ عربی فارسی میں اشعار کہتی تھیں ۔ ابن حوقل نے ان کا تذکرہ کیا ہے ۔ یہ چوتھی صدی ہجری میں گذری ہیں ۔

۲۔ ابو محمد جعفر بن خطاب قزداری بلخی ۔

حضرت امام ابو محمد جعفر بن خطاب قزداری ۔ زاہد بزرگ تھے ۔ ان کا مولد و منشا قزدار تھا ۔ مگر بعد میں مستقل قیام خراسان کے شہر بلخ میں اختیار کرلیا تھا ۔ علامہ سمعانی نے کتاب الانساب میں ان کا تذکرہ کیا ہے ۔

۳۔ ابوداؤد سیبویہ بن اسماعیل قزداری مکی ۔

ابوداؤد سیبویہ بن اسماعیل بڑے پایہ کے محدث تھے ۔ انہوں نے قزدار سے نکل کر مکہ مکرمہ کی سکونت و مجاورت اختیار کی ۔ اور وہیں حدیث کا درس دینا شروع کیا ۔ بعد میں مکہ مکرمہ میں ۱۰۶۷ء میں انتقال فرمایا ۔ علامہ سمعانی نے کتاب الانساب میں ان کا تذکرہ کیا ہے ۔

چارٹ : نام ہم عصر حکمرانان خوارج توران ۔ نام ہم عصر امرائے اکراد بلوچ توران ۔ و مکران و نام ہم عصر خلفائے خاندان بنی عباس ۔ و نام ہم عصر سلطانان مملکت غزنویہ

نمبر شمار	نام خوارج حکمران توران	نام امرائے اکراد بلوچ توران و مکران	نام خلفائے خاندان بنی عباس	نام سلاطین غزنہ
۱	معین بن احمد سنہ ۹۵۱ء تا سنہ ۹۶۸ء	۱۔ امیر حارث براخوئی ۲۔ امیر جابر زنگنہ ۳۔ امیر تلحان ادرگانی ۴۔ امیر سورجی ماملی ۵۔ امیر سنجار کرمانی	مطیع اللہ سنہ ۹۴۵ء تا سنہ ۹۷۴ء	
۲	ابو قاسم جارود بصری سنہ ۹۶۸ء تا سنہ ۹۹۷ء	۱۔ امیر بہرام براخوئی ۲۔ امیر بربان زنگنہ ۳۔ امیر رستم ادرگانی ۴۔ امیر مہراب ماملی ۵۔ امیر فرہاد کرمانی	طایع اللہ سنہ ۹۷۴ء تا سنہ ۹۹۱ء	۱۔ امیر سبکتگین ۔ سنہ ۹۷۶ء تا سنہ ۹۹۷ء
۳	حارث بن عمیر بن صالح بن مرح سنہ ۹۹۷ء تا سنہ ۱۰۲۰ء	۱۔ امیر رستم براخوئی ۲۔ امیر سراج زنگنہ	قادر باللہ سنہ ۹۹۱ء تا سنہ ۱۰۳۱ء	۲۔ امیر محمود بن سبکتگین سنہ ۹۹۷ء تا سنہ ۱۰۳۰ء

نمبر شمار	نام خوارج حکمران توران	نام امرائے اکراد بلواچ توران ومکران	نام خلفائے خاندان بنی عباس	نام سلاطین غزنہ
		۳۔ امیر زیدان ادرگانی ۴۔ امیر دلیان ماملی ۵۔ امیر شیتاب کرمانی		
۴	صالح بن حارث سنہ۱۰۲۰ء تا سنہ۱۰۵۲ء	۱۔ امیر مالک براخوئی ۲۔ امیر حارث زنگنہ ۳۔ امیر غالب ادرگانی ۴۔ امیر تفان ماملی ۵۔ امیر براک کرمانی	قائم بامر اللہ سنہ۱۰۳۱ء تا سنہ۱۰۷۴ء	۳۔ امیر محمد بن محمود سنہ۱۰۳۰ء ۴۔ امیر مسعود بن محمود سنہ۱۰۳۰ء تا سنہ۱۰۴۰ء
۵	مسرح بن صالح سنہ۱۰۵۲ء تا سنہ۱۰۷۸ء	۱۔ امیر ہارون براخوئی ۲۔ امیر ستان زنگنہ ۳۔ امیر موسیٰ ادرگانی ۴۔ امیر زین ماملی ۵۔ امیر جرکس کرمانی	ایضاً	۵۔ مودود بن مسعود سنہ۱۰۴۰ء تا سنہ۱۰۴۹ء ۶۔ عبدالرشید بن محمود سنہ۱۰۴۹ء تا سنہ۱۰۵۱ء ۷۔ فرخ آزاد بن مسعود سنہ۱۰۵۱ء تا سنہ۱۰۵۹ء

نمبر شمار	نام خوارج حکمران توران	نام امرائے اکراد بلوچ توران و مکران	نام خلفائے خاندان بنی عباس	نام سلاطین غزنہ
۶	حبیب بن مُرح ۱۰۷۸ء تا ۱۱۱۳ء	۱۔ امیر اسماعیل براخوئی ۲۔ امیر احمد زنگنہ ۳۔ امیر بابُر ادرگانی ۴۔ امیر توکل ماملی ۵۔ امیر اَمر کرمانی	مقتدی بامراللہ ۱۰۷۴ء تا ۱۰۹۴ء مستظہر باللہ ۱۰۹۴ء تا ۱۱۱۸ء	۸۔ ابراہیم بن مسعود ۱۰۵۹ء تا ۱۰۹۸ء ۹۔ علاؤالدین بن مسعود ۱۰۹۸ء تا ۱۱۱۵ء
	ایضاً	۱۔ امیر عیسیٰ براخوئی ۲۔ اَمیر یل بیگ زنگنہ ۳۔ امیر حسن ادرگانی ۴۔ امیر سنجر ماملی ۵۔ امیر گراب کرمانی	ایضاً	ایضاً
۷	شبیب بن حبیب ۱۱۱۳ء تا ۱۱۳۸ء	۱۔ اَمیر سلگر براخوئی ۲۔ امیر یل بیگ زنگنہ ۳۔ امیر اشرف ادرگانی ۴۔ اَمیر ہویدا ماملی ۵۔ امیر زید کرمانی	مسترشد باللہ ۱۱۱۸ء تا ۱۱۳۴ء راشد باللہ ۱۱۳۴ء تا ۱۱۳۵ء	۱۰۔ ارسلان بن مسعود ۱۱۱۵ء تا ۱۱۱۷ء ۱۱۔ بہرام شاہ بن مسعود ۱۱۱۷ء تا ۱۱۵۷ء

نمبر شمار	نام خوارج حکمران توران	نام امرائے اکراد بلوچ توران و مکران	نام خلفائے خاندان بنی عباس	نام سلاطین غزنہ
۸	صالح بن شبیب سنہ ۱۱۳۸ء تا سنہ ۱۱۸۶ء	۱۔ اَمیر سَلگر براخوئی ۲۔ اَمیر یل بیگ زنگنہ ۳۔ اَمیر اشرف ادرگانی ۴۔ اَمیر ہویدا ماملی ۵۔ اَمیر زید کرمانی ——— ۱۔ امیر شاہ بیگ براخوئی ۲۔ امیر بہمن زنگنہ ۳۔ امیر شاہ کان ادرگانی ۴۔ اَمیر نوذر ماملی ۵۔ اَمیر گورکوپ کرمانی ——— ۱۔ امیر یمان براخوئی ۲۔ امیر ملک زنگنہ ۳۔ امیر گل بیگ ادرگانی ۴۔ امیر جان بیگ ماملی ۵۔ اَمیر خدران ماملی	مقتفی بامر اللہ سنہ ۱۱۳۵ء تا سنہ ۱۱۶۰ء ——— مستنجد باللہ سنہ ۱۱۶۰ء تا سنہ ۱۱۷۰ء ——— مستضی بامر اللہ سنہ ۱۱۷۰ء تا سنہ ۱۱۷۹ء ——— ناصر الدین اللہ سنہ ۱۱۷۹ء تا سنہ ۱۲۲۵ء ———	۱۲۔ خسرو شاہ بن بہرام شاہ سنہ ۱۱۵۷ء تا سنہ ۱۱۶۴ء ۱۳۔ خسرو ملک سنہ ۱۱۶۴ء تا سنہ ۱۱۸۶ء خسرو ملک کو معز الدین سام غوری نے گرفتار کرنے کے بعد قتل کردیا ———

Scanned by CamScanner

باب سیزدہم

مکران میں خوارجوں کی حکمرانی

۹۵۱ء میں مکران کی سیاسی حالات بدل گئے۔ ایک شخص نے جس کا نام عیسٰی[1] بن معدان تھا۔ مکران پر غلبہ اور اقتدار کر کے اپنی مستقل حکومت قائم کردی۔ یہ دولت معدانیہ کلمورشا اعلیٰ اور بنیاد گذار تھا۔ اس دور میں سلطنت عباسیہ پر خاندان بنی عباس کے خلیفہ مطیع اللہ (۹۴۵ء تا ۹۷۴ء) حکمرانی کر رہے تھے۔ جو عباسی خاندان کا تیسواں خلیفہ تھا۔ کہتے ہیں۔ کہ جب عیسٰی بن معدان نے مکران میں اپنی حکومت قائم کرلی۔ تو وہ خلفائے عباسی کے نام سے خطبہ نہیں پڑھتا تھا۔ اور نہ ہی سندھ کے کسی متغلبین کی طرح یہ کسی کی اطاعت وآمان میں تھا۔ اور اُس کے اعلیٰ نسب ہونے کا۔ توراِیخی کتابوں سے کچھ پتہ نہیں چلتا۔ بلکہ وہ اپنی ذاتی قابلیت سے مکران میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اور مکران میں ایک مضبوط حکومت قائم کی۔ مقامی لوگوں نے اُسے اپنی زبان میں مہراج

---

۱ = سب سے پہلے مورخ اصطخری نے عیسٰی بن معدان کے بارے میں اپنی کتاب میں تذکرہ کیا ہے کہ عیسٰی بن معدان نام کا ایک شخص مکران پر قابض اور دخیل ہے جسے مقامی لوگ اپنی زبان میں مہراج (مہاراج) کہتے ہیں۔

L

شہنشاہ) کا لقب دیا تھا۔ بہ حوالہ کوردگال نامک یہ شخص خوارج تھا۔ اور کوردگال نامک کا حوالہ درست معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ جب اموی خاندان کا خلیفہ عبدالملک۔ بن مروان (۶۸۵ء تا ۷۰۵ء) سلطنت اسلامی کے منصب خلافت پر بیٹھا۔ بعد میں اُنہوں نے اپنے حریف خلیفہ عبداللہ بن زُبیر کا خاتمہ کردیا۔ اور وہ تنہا خلافتِ اسلامی کا خلیفہ بن گیا۔ اس نے اہلِ عراق کے سردار جو بڑے سرکش اور شورش پسند واقع ہوئے تھے۔ انہوں نے ان کی سرکشی کو ختم کرنے کے لئے۔ حجاج بن یوسف ثقفی کو جو بڑا سخت گیر شخص تھا، عراق کا گورنر جنرل بنا دیا۔ اسی دور میں خوارج کا انقلاب زور وشور سے برپا تھا۔ لہٰذا حجاج بن یوسف ثقفی کے ہاتھوں خوارج کو سخت ہزیمت اُٹھانی پڑی۔ اُن کے بچے کھچے لیڈر اور راہنما اسلامی سلطنت کے مشرق میں دور دست ریگستانی علاقوں میں اپنے بچاؤ کی خاطر روپوش ہوگئے۔ لہٰذا عیسیٰ بن معدان خوارج کے اجداد کے متعلق ہمیں اموی تاریخ کی طرف، رجوع کرنا پڑے گا۔ کہ اُس کے اجداد کون تھے۔ اور کس طرح مکران میں وارد ہوکر۔ سکونت کے بعد برسرِاقتدار آ گئے۔

اموی دورِ خلافت میں خوارج کا قلع قمع۔

خارجی دراصل خاندان بنی امیہ کو اپنا حریف اوّل تصور کرتے تھے۔ ان کا مرکز عراق اور فارس میں تھا۔ جب تک اسلامی سلطنت پر دو خلیفہ عبداللہ بن زُبیر اور عبدالملک بن مروان حکومت کر رہے تھے۔ تو

خوارج عبداللہ بن زبیر سے لڑتے رہے۔ جب اُن کی خلافت کا خاتمہ ہوگیا اور عبدالملک بن مروان ساری اسلامی سلطنت پر بلا شرکت غیرے قابض ہوگیا تو خوارج کی مخاصمت کا رُخ عبدالملک کی طرف پھر گیا۔ وہ سارے عراق اور فارس میں بڑے زور و شور سے اُٹھے۔ عبداللہ بن زبیر کا فوجی سپہ سالار۔ مہلب بن ابی صفرہ جو خوارج کی سرکوبی کے لئے متعین تھا۔ ابن زبیر کی شکست کے بعد عبدالملک بن مروان کے ساتھ ہوگیا۔ عبدالملک کے کوفہ کے گورنر خالد بن مہلب بن ابی صفرہ کی جگہ اپنے بھائی عبدالعزیز کو خوارج کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا مہلب کے ہٹنے سے خوارج کا زور اتنا بڑھ گیا کہ انہوں نے عبدالعزیز کو شکست دے کر قتل کر دیا۔ جب خلیفہ عبدالملک کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے مہلب کو دوبارہ خوارج کی سرکوبی کے لئے متعین کیا۔ ۶۹۳ء میں بحرین پر ابو فدیک خارجی نے قبضہ کیا۔ مگر اموی افواج نے اُسے شکست دے کر قتل کر دیا۔

خوارج کے امیر شبیب بن نعیم شیبانی کا ظہور

مہلب ابن صفرہ نے رامہرمز سے خوارج کو ہٹایا۔ تو وہ دوبارہ مقام گازرون میں جمع ہوگئے۔ مہلب یہاں پہنچا۔ پھر سردار شبیب بن نعیم شیبانی خارجی کا ظہور ہوا۔ یہ خوارج کا ایک بڑا با اثر شخص تھا۔ اس نے جزیرہ کے حاکم عدی بن عدی کندی کو شکست دی۔ اس طرح وہ کئی ایک اموی فوجی جرنیلوں کو شکست دیتا ہوا۔ مختلف مقامات پر پھرتا رہا۔ شبیب کی ان کامیابیوں کو دیکھ کر بہت سے شورش پسند عوام بھی اُس کے ساتھ ہوگئے اس کی

بڑھتی ہوئی قوت اور عراقی فوجوں کی بے بسی سے عراق میں بڑے خطرہ کی صورت پیدا ہو گئی۔

حجاج بن یوسف کی شامی فوجوں کی طلبی

حجاج بن یوسف ثقفی گورنر جنرل عراق اس صورتحال کی وجہ سے بہت گھبرا گیا۔ اُس نے خلیفہ عبدالملک سے شامی فوجیں بھی طلب کیں۔

عراقی جرنیل عتاب بن ورقا اور سردار خارجی شبیب کی جنگ

اسی دوران عراقی افواج کے جرنیل عتاب بن ورقا کا چالیس ہزار فوج کے ساتھ مقام ساباط کے قریب سردار خوارج شبیب سے آمنا سامنا ہوا۔ جنگ میں عراقیوں نے پوری قوت صرف کردی۔ لیکن خوارج کی جانبازی کے مقابلے میں کچھ نہ کرسکے عتاب اور زہرہ دونوں مارے گئے۔ عراقی فوج نے بری طرح شکست کھائی۔ کئی اور مقامات پر بھی سردار شبیب خارجی نے سرکاری فوجوں کو شکست دی۔ اور خوارج کے جوش و خروش میں کوئی کمی نہیں آئی۔

سردار خارجی شبیب کی جنگ شامی جرنیل سفیان بن ابرد سے

آخر شبیب سردار خارجی آہواز کی طرف نکلا اور آہواز میں لب ساحل شبیب اور سرکاری سپہ سالار سفیان بن ابرد کا مقابلہ ہوا۔ خارجیوں نے شامیوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ یہ صورت حال دیکھ کر سفیان نے تیر باری شروع

کرادی۔ خارجیوں نے حملہ کر کے بہت سے تیراندازوں کو ختم کر دیا۔ شام ہو چکی تھی۔ فریقین نے دوسرے دن کے لئے جنگ ملتوی کر دی۔

سردار شبیب خارجی کا دریا میں ڈوبنا

جب جنگ شام ہونے کی وجہ سے بند ہو گئی۔ تو سردار شبیب خارجی رات گزارنے کے لئے دریا عبور کر کے دوسری طرف نکل جانا چاہا۔ عین پل کے وسط میں اس کا گھوڑا بدکا۔ شبیب مع گھوڑے کے دریا میں ڈوب گیا۔ اس جانباز بہادر کا اس افسوسناک طریقہ سے خاتمہ ہو گیا۔ یہ واقعہ ۶۹۶ء میں پیش آیا۔ سرکاری سپہ سالار نے اس کی لاش نکلوا کر اس کا دل دیکھا۔ جو غیر معمولی جسامت کا تھا اور نہایت سخت تھا۔ شبیب کے خاتمے کے بعد کرمان میں خوارج کا شورش

سردار نافع بن ارزق خارجی کا کرمان میں خروج

سردار شبیب خارجی کے ڈوبنے کے بعد کرمان میں خوارج کی ایک شاخ جن کا سردار نافع بن ارزق تھا۔ اور اس کی نسبت سے یہ طائفہ ارازقہ کہلاتا تھا۔ اس کا بڑا زور تھا۔ حجاج بن یوسف گورنر جنرل عراق نے مہلب بن ابی صفرہ کو اس کے خاتمہ کی ذمہ داری سپرد کی۔

سردار قطری بن فجاۃ خارجی کے گروہ میں تفرقہ

سردار قطری خارجی کے ایک عہدہ دار نے ایک خارجی کو قتل کیا۔ خارجیوں نے اس کے قصاص کا مطالبہ کیا۔ سردار قطری نے اُن کے مطالبہ کو رد کیا۔ اور کہا کہ یہ قاتل کی خطا سے اجتہاد تھا۔ اس لئے قصاص واجب نہیں۔ اس سے خوارج کی ایک جماعت اس کے خلاف ہو گئی۔ مہلب بن ابی صفرہ سپہ سالار کو اس اختلاف کا علم ہوا۔

مہلب بن ابی صفرہ کی ایک سیاسی چال

مہلب بن ابی صفرہ قطری خارجی کے گروہ میں پھوٹ سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ انہوں نے ایک نصرانی کو مقرر کیا۔ کہ وہ خارجی بن کر۔ خوارج کے سامنے قطری کو سجدہ کرے۔ نصرانی نے اس حکم کی تعمیل کی۔ خارجی عقیدہ میں بڑے سخت واقع ہوتے ہیں۔ انہوں نے قطری سے کہا۔ کہ اس شخص نے تم کو خدا بنا لیا ہے۔ اس نصرانی کو قتل کرو۔ اُس نے قتل نہیں کیا۔ اس سے اختلاف اور بڑھ گیا۔

خارجی گروہ کا عبد ربہ الکبیر کو اپنا سردار بنانا۔

سرکاری سپہ سالار مہلب بن ابی صفرہ کا چال کام کر گیا۔ ایک جماعت نے سردار قطری سے الگ ہو کر عبد ربہ الکبیر کو اپنا سردار بنایا۔ ان دونوں میں خانہ جنگی ہو گئی

قطری بن فجاہ خارجی کا طبرستان جانا

یہ اختلاف دیکھ کر قطری بن فجاۃ خارجی اپنی جماعت کے ساتھ۔ طبرستان چلا گیا۔ اس کا ساتھی عبد ربہ الکبیر جیرفت میں تنہا رہ گیا۔

مہلب سپہ سالار کا جیرفت پر حملہ

اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سرکاری سپہ سالار مُہلب بن ابی صفرہ۔ نے عبد ربہ الکبیر خارجی کو جیرفت میں گھیر لیا۔ آخر وہ گھیرے سے نکل گیا۔ اور ایک پُرزور معرکہ کے بعد مارا گیا ہے، عبد ربہ الکبیر کے موت کے بعد حجاج بن یوسف نے سفیان بن ابرد کو قطری خارجی کے مقابلے کیلئے طبرستان بھیجا۔

سپہ سالار سفیان بن ابرد کا طبرستان پر حملہ

سپہ سالار سفیان بن ابرد۔ خارجی سردار قطری کے مقابلے کے لئے طبرستان پہنچا۔ طبرستان کے ایک پہاڑی میں سفیان اور قطری کا مقابلہ ہوا۔ اُسنے جنگ کے میدان سے بھاگنا چاہا۔ مگر گھوڑے سے گر کر سخت زخمی ہوا۔ ایک طرف سے ایک گبر گزر رہا تھا۔ اس نے اُس سے پانی مانگا۔ گبر نے اُسے مارنا چاہا۔ اس نے شور مچایا۔ یہ شور سُن کر فوجی وہاں پہنچے۔ انہوں نے قطری کو پہچان کر۔ قتل کر دیا۔

عبیدہ بن بلال خارجی کا اُٹھنا۔

عبیدہ بن بلال خارجی۔ قطری خارجی کے قتل کے بعد اپنی مختصر جماعت کے ساتھ اُٹھا۔ لیکن اس کے پاس اتنی بڑی قوت نہ تھی۔ سرکاری سپہ سالار سفیان نے آسانی سے اُس کا خاتمہ کردیا۔ اُس کے قتل کے بعد خوارج کی قوت بالکل ختم ہوگئی۔ اور ان کے بچے کچھے ساتھیوں نے اسلامی سلطنت کے دور دست مشرقی صوبوں میں جاکر پناہ لی۔

اشعت بن ربیع خارجی کا مکران میں پناہ لینا۔

بہ حوالہ کورد گال نامک۔ اشعت بن ربیع بن معدان بن ارزق جو عیسیٰ بن معدان حکمران مکران کا جدِ امجد تھا۔ اور ارزقی خارجی تھا۔ عبیدہ بن بلال خارجی کے خاتمہ کے بعد مکران میں روپوش ہوکر سکونت اختیار کی۔

اکراد بلوچ مکران کے اُمرا

اس دور میں مکران کے اکراد بلوچ کے اُمرائیہ تھے۔ ۱۔ امیر لشہراد رگانی ۲۔ امیر خیزان مالی۔ ۳۔ امیر مودان کرمانی۔ سکونت کے بعد۔ اشعت بن ربیع خارجی کے تعلقات مکران کے اکراد بلوچ کے ساتھ پیدا ہوگئے اور یہ زمانہ ۶۹۶ء کا تھا۔ چنانچہ ۹۵۱ء میں۔ اشعت بن ربیع خارجی

کے خاندان کا ایک فرد عیسیٰ بن معدان کم وبیش ڈھائی صدی بعد۔ مکران میں بلوچوں کی امداد سے اپنی حکومت قائم کرلی۔ بعد کے مورّخ یاقوت حموی نے اپنی کتاب معجم البلدان میں اصطخری کی یہی[1] عبارت نقل کی ہے۔ اس نے عیسیٰ بن معدان کے زمانہ کا تعین ۹۵۱ء کیا ہے۔ جبکہ عیسیٰ بن معدان نے بلوچوں کی کمک سے مکران میں اپنی حکومت قائم کی لی تھی۔

عیسیٰ بن معدان کے خوارج ہونیکی تصدیق

مصنف کوردگال نامک کہتا ہے۔ کہ عیسیٰ بن معدان۔ نافع بن ازرق خارجی کے ساتھی۔ اشعث بن ربیع بن معدان بن ارزق کی اولاد ہے۔ جب حجاج بن یوسف گورنر جنرل عراق کے سپہ سالار مہلب بن ابی صفرہ نے خارجی سردار نافع بن ارزق کو جنگ میں شکست دے کر۔ اُس کا خاتمہ کیا تو نافع کا ساتھی اشعث بن ربیع بن معدان بن ارزق۔ مکران میں خفیہ طور آکر سکونت اختیار کی۔ چنانچہ مصنف کوردگال نامک کی تائید میں۔ کتاب "ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں"، کے مصنف قاضی اطہر مبارکپوری بھی اپنی اسی کتاب میں عیسیٰ بن معدان کو (بان[2]) شہر کا خوارج بتلاتا ہے۔ کویا دونوں

۱: یاقوت حموی لکھتا ہے۔ کہ مکران میں ایک شخص ۳۴۰ھ مطابق ۹۵۱ء کے حدود میں قابض ہوگیا تھا۔

۲: یاقوت حموی کا بیان ہے۔ کہ کابل اور غزنین کے بیچ میں (بان) نامی شہر ہے۔ جس کے باشندے اُن خوارج کی اولاد ہیں۔ جن کو مہلب بن ابی صفرہ نے شکست دیکر عراق سے باہر نکال دیا تھا۔ یہ لوگ ساتویں صدی تک اپنے اجداد کے مذہب پر قائم تھے۔ عراق سے لیکر مکران۔ توران تک خارجیوں کی سرگرمیاں جاری تھیں۔ ہوسکتا ہے۔ عیسیٰ بن معدان بان شہر کا خوارج ہو۔

کتابوں کے مصنف اس امر پر متفق ہے۔ کہ عیسیٰ بن معدان خارجی تھا۔

عیسیٰ بن معدان کا مکران میں حکمران ہونا۔ ۹۵۱ء تا ۹۸۶ء

عیسیٰ بن معدان خارجی۔ ۹۵۱ء میں مکران کے اکراد بلوچ کے اُمرائے قبیلہ ادر گافی ماملی۔ اور کرمانی کے کمک سے اپنی حکومت قائم کرلی عیسیٰ بن معدان بڑا ہی مدبر شخص تھا۔ عیسیٰ بن معدان کے بارے میں مصنف تنوخی اپنی کتاب "نشوار المحاضرہ و اخبار المذاکرہ" میں قاضی احمد سیار کے حوالے سے یوں تذکرہ کرتا ہے "میں نے عمان میں۔ مکران کے ایک شخص سے ملاقات کی اُس نے بیان کیا۔ کہ مکران کے ایک حاکم کے خلاف ایک خارجی نے علم بغاوت بلند کرکے مکران پر قبضہ کیا اور اپنے مقبوضہ علاقوں میں حسن اور بخوبی کے ساتھ انتظام چلایا۔ وہاں کے حاکم نے اس خارجی کے مقابلے میں فوج روانہ کی۔ جسے اُس نے شکست دی۔ اُس کے بعد حاکم خود اس سے مقابلہ کا ارادہ کیا۔ آخر وہ حاکم۔ خارجی کے مقابلے کے لئے نکلا اور جنگ میں مارا گیا خارجی نے اُس کے شاہی محل اور مملکت پر مکمل قبضہ کرکے بادشاہوں کی طرح نہایت اچھے طریقے سے ملکی نظام کو چلایا۔

عیسیٰ بن معدان کی مدبرین کے کونسل کی تشکیل

جب عیسیٰ بن معدان کی حکمرانی۔ اُس کی نیک نامی۔ شان و شوکت کا

پرچا بلند ہوا۔ اُن کی یہ شہرت اطراف وجوانب میں پھیل گئی تو اُس نے اپنی مملکت کے حکما اور دانش وروں کو جمع کیا۔ چنانچہ اس کے حکم کے مطابق ہر شہر سے صرف سو عقلا اور مدبرین دربار میں آئے۔ ان میں سے صرف دس عقل مندوں کا اس نے انتخاب کیا۔ پھر اُن کے سامنے یہ بات رکھی۔ کہ ہر عقلمند آدمی کے لئے ضروری ہے کہ اپنے عیوب تلاش کر کے اُن کو ختم کر دے۔ اور آپ تمام لوگ اگر میری ذات میں یا میری حکومت میں کوئی نقص اور عیب دیکھتے ہیں۔ تو مجھے اس سے مطلع کریں اس پر سب نے مل کر غور کیا اور باتفاق رائے کہا کہ ہم صرف ایک عیب دیکھتے ہیں اگر جان بخشی ہو تو عرض کریں۔ اس نے خوشی سے بیان کرنے کی اجازت دے دی۔ مدبروں نے کہا کہ آپکی سلطنت خاندانی نہیں ہے۔ یہی ایک عجیب بات ہے۔ بادشاہ نے کہا مجھ سے پہلے یہاں جو تمہارا بادشاہ تھا۔ وہ کیسا تھا۔ سب نے کہا وہ بادشاہ کا بیٹا تھا۔ اس کا باپ کیسا تھا۔ بادشاہ نے کہا۔ سب نے کہا وہ بھی بادشاہ کا بیٹا تھا۔ اسی طرح بادشاہ سوال کرتا رہا۔ وہ جواب دیتے رہے۔ یہاں تک کہ دس گیارہ پشت گنانے کے بعد آخری بادشاہ کے بارے میں سب نے مل کر کہا اُس نے اپنے غلبہ اور دستِ بازو سے حکومت حاصل کی۔ تو اس پر عیسیٰ بن معدان نے کہا۔ میں وہی بادشاہ ہوں۔ جس نے خود حکومت حاصل کی۔ اگر میری یہ حکومت حسن انتظام کے ساتھ باقی رہے۔ تو میرے بعد میری اولاد کے قبضے میں رہے گی۔ اور اس طرح خاندانی بادشاہت بن جائے گی۔ جس طرح تمہارے سابق بادشاہ کی تھی۔ اس جواب پر تمام عقلاء و مدبرین اُس کے سامنے آداب بجالائے۔ اس خارجی بادشاہ کی شان و شوکت اور غلبہ و اقتدار

بن ترتی ہوتی گئی۔[۱] بہ حوالہ کورد گال نامک۔ عیسیٰ بن معدان نے قریب پینتیس سال[۳۵] حکمرانی کی۔ اس کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا۔ معدان بن عیسیٰ بن معدان مکران کی گدی پر بیٹھا۔ عیسیٰ بن معدان مکران کا پہلا خارجی حکمران تھا۔

اکراد بلوچ توران و مکران کے اُمراء

عیسیٰ بن معدان نے ۹۵۱ء سے لے کر ۹۸۶ء تک حکمرانی کی۔ گویا وہ مکران کا پینتیس سال تک حکمران رہا۔ اکراد بلوچ مکران کے اُمرا یہ تھے[۱] اَمیر تمان ادرگانی۔ ۲ اَمیر سورچی مالی۔ ۳ اَمیر سنجار کرمانی۔ اور اکراد بلوچ توران کے یہ اُمرا تھے۔ ۱۔ امیر حارث براخوئی ۲۔ اَمیر جابر زنگنہ۔ عیسیٰ بن معدان کے ساتھ۔ اکراد بلوچ توران و مکران کی پنجگانہ کونسل کے اُمرا کے بہت قریبی تعلقات تھے۔ مکران میں بلوچی ملیشاؤں کو جو بنی اُمیہ اور بنی عباس کے دور سے قائم تھے۔ بدستور سابق قائم رکھا۔ اور انہی اکراد بلوچ کی قبائیلی قوت کے بل بوتے پر اپنی حکومت کو چلاتا رہا۔ بہ حوالہ کورد گال نامک۔ اس نے بلوچ اُمرا کے ساتھ رشتہ داریاں بھی کیں۔ اور اُنہیں ہر قسم کی مراعات سے بھی نوازتا رہا۔

معدان بن عیسیٰ بن معدان کا حکمران ہونا ۹۸۶ء تا ۱۰۲۴ء

معدان بن عیسیٰ جب اپنے والد عیسیٰ بن معدان کے بعد مسندِ مکران پر

---

۱ = نتوارالمحاضرہ بحوالہ رجال الہند والہند۔ ص ۳۰۳۔ ص۔ ۳۰۴

بیٹھا۔ تو اُس نے کیچ کو جو اُس کے والد کے دور میں دارالخلافہ تھا۔ تبدیل کر کے
بندر تیز کو اپنا دارالخلافہ قرار دیا۔ اُس نے تقریباً اڑتیس ۳۸ سال حکمرانی کی۔ یہ بڑا
عادل بادشاہ تھا۔ نیک سیرت اور عہد و پیمان کا پابند تھا۔ اس کے دورِ حکمرانی
میں مکران میں امن و امان رہا اور اس نے نہایت مستعدی سے اپنی حکومت
کو چلایا اسی کے دورِ حکومت میں امیر سبکتگین ۹۹۷ء میں فوت ہوا۔ جسکی
تفصیلات اس طرح ہیں۔ امیر سبکتگین ایلک خان کی مہم سے فارغ ہو کر
بلخ کی جانب گیا۔ وہاں تھوڑے ہی دن قیام کیا تھا۔ کہ مرض الموت میں مبتلا
ہو گیا۔ بلخ سے غزنی کی جانب روانہ ہوا۔ تو اثنائے راہ میں ۹۹۷ء میں
فوت ہوا۔ اس کی میت کو غزنی لا کر دفنایا گیا۔

اکراد بلوچ توران و مکران

معدان بن عیسیٰ کے دورِ حکمرانی میں اکراد بلوچ کی کونسل پنجگانہ کے اُمرا
یہ تھے۔ یہ اُمرا اُن کے ابتدائی دورِ حکومت کے ہیں اُمرائے اکراد بلوچ
مکران ۱۔ امیر رُستم ادرگانی ۲۔ امیر مہراب مالی ۳۔ امیر فرھاد کرمانی۔ اور
امرائے اکراد بلوچ توران۔ ۱۔ امیر بہرام براخوئی ۲۔ امیر برسان زنگنہ معدان
بن عیسیٰ کی حکمرانی طویل عرصے تک رہی۔ یعنی اڑتیس ۳۸ سال۔ لہٰذا اُن کے آخری
دور کے اکراد بلوچ توران و مکران کے یہ اُمرا تھے۔ اکراد بلوچ مکران کے اُمرا
۱۔ امیر زیلان ادرگانی۔ ۲۔ امیر ولیال مالی ۳۔ امیر شیتاب کرمانی تھے۔
اور اکراد بلوچ توران کے اُمرا یہ تھے۔ امیر رستم براخوئی ۲۔ امیر سارج زنگنہ

معدان بن عیسیٰ جب فوت ہوئے۔ تو اُس کے دو بیٹے تھے عیسیٰ اور ابوالعاکر حسین عیسیٰ بڑا بیٹا تھا۔

عیسیٰ ثانی بن معدان کا حکمران ہونا ۱۰۲۴ء تا ۱۰۵۲ء

عیسیٰ ثانی اپنے والد معدان کے بعد مکران کی مسند پر بیٹھا۔ لیکن مسند پر بیٹھنے کے بعد۔ عیسیٰ اور اُس کے بھائی ابوالعاکر حسین کے درمیان مسئلہ جانشینی پر ناچاقی ہوئی ابوالعساکر بھائی سے ناراض ہوکر۔ خراسان کے سلطان مسعود بن محمود غزنوی (۱۰۳۰ء تا ۱۰۴۰ء) کے پاس گیا۔ تاکہ وہ اپنے بھائی کے مقابلے میں سلطان مسعود سے فوجی مدد طلب کرے۔ سلطان نے اُس کو مدد دی۔ اور حکم دیا۔ کہ عیسیٰ سے ملک چھین کر ابوالعساکر کو دیا جائے۔ یا عیسیٰ اپنے بھائی ابوالعساکر کی اطاعت پر راضی ہو جائے۔ اور دونوں بھائی آپس میں اتفاق کریں۔ سلطانی فوج نے مکران پہنچ کر۔ پہلے عیسیٰ کو اتحاد و اطاعت کی دعوت دی۔ مگر وہ انکار کر کے اٹھارہ ہزار لشکر کے ساتھ مقابلہ کے لئے۔ آگے بڑھا اور دونوں طرف سے فوجوں میں جنگ ہوئی۔ عیسیٰ کی شکست دیکھ کر اس کے بہت سے آدمی ابوالعساکر کی اَمان میں آ گئے۔ عیسیٰ اپنے بچے کھچے ساتھیوں کے ساتھ عین معرکہ میں مارا گیا۔ ابوالعساکر حسین نے مکران پر قبضہ کر کے اپنی حکمرانی کا اعلان کر دیا۔[1]

---

[1] = کامل ابنِ اثیر ج ۔ ۹ ۔ ص ۔ ۱۴۳

ابوالعساکر حسین بن معدان ثانی کا حکمران ہونا ۱۰۵۲ء تا ۱۰۷۰ء

ابوالعساکر حسین ۔ اپنے بھائی عیسیٰ ثانی کے جنگ میں مارے جانے کے بعد ۱۰۵۲ء میں مسند حکمرانی پر بیٹھا ۔ اُس کی کُنیت ابوالعساکر تھی ۔ اور نام حسین[1] تھا ۔ اور یہ علم طب میں خاص مہارت رکھتا تھا ۔ چنانچہ ابن ابی اصیبعہ نے طبقات الاطبا میں اُس کی تصنیفات کا تذکرہ کیا ہے ۔ جب سلطان مسعود نے حکومت مکران ابوالعساکر حسین کو دلادی تو وہ سلطان کا مرہون منت ہوگیا ۔ چنانچہ اپنی خاندانی روایات کے خلاف اُس نے سلطان مسعود کے نام خطبہ پڑھا

سلطان مسعود سلطان غزنہ کا انجام

سلطان مسعود نے دس سال تک حکمرانی کی اس دور میں غزنوی خاندان کے خاندان کے کئی ایک حکمران آئے اور گئے ۔ جنکی تفصیل کچھ اس طرح ہے سلطان مسعود جو حکمران مکران ابوالعساکر حسین کا محسن تھا ۔ جس کی مدد سے حسین نے مکران کی حکمرانی حاصل کی تھی ۔ سلطان مسعود کے نام اپنے مملکت میں خطبہ پڑھوایا مسعود اپنے باپ سلطان محمود کے بعد تخت غزنہ پر بیٹھا ۔ کئی مرتبہ اُس کی سلجوقیوں سے لڑائیاں ہوئیں ۔ اور مسعود نے ہر بار شکست کھائی ۔ لہٰذا اس

---

[1] = طبقات الاطباء ۔ بہ حوالہ رجال السند والہند ۔ ص ۔ ۱۰۶ ، ابن رضوان میں یہ نسخہ بھی درج ہے ۔ جسے مکران کے حکمران ابوالعساکر حسین بن معدان نے بائیں جانب کے فالج کے بارے میں دریافت کیا تھا ۔

پر سلجوقیوں کا بری طرح خوف مسلط تھا۔ اس لئے تمام خزانے اٹھائے اور ہندوستان کا رُخ کیا۔ ماری کلا پہنچا۔ تو اُس کے ترک اور ہندو غلام دونوں گروہ خلاف ہو گئے۔ یوں ۱۰۴۰ء میں اُسے قید کر کے اُس کے بھائی محمد کو تخت پر بٹھایا اور بعد میں اُسے قید خانے میں قتل کر دیا۔

اکراد بلوچ توران و مکران کے اُمراء

عیسیٰ ثانی بن معدان کے دورِ حکمرانی میں اکراد بلوچ مکران کی کونسل پنجگانہ کے اُمراء تھے۔ ۱۔ اُمیر غالب

ادرگانی ۲۔ اُمیر تغان مالی ۳۔ اُمیر براک کرمانی اور اکراد بلوچ توران سے کی کونسل پنجگانہ کے یہ اُمراء تھے۔ اُمیر مالک براخوئی ۲۔ امیر حارث زنگنہ ان تمام اُمرائے اکراد بلوچ نے عیسیٰ ثانی بن معدان کو کافی سمجھایا۔ کہ وہ اپنے بھائی ابوالعساکر حسین کے ساتھ سمجھوتہ پر آمادہ ہو جائے۔ مگر خاندانی بغض اُس پر اسقدر غالب تھا۔ کہ وہ کسی مشیر اور خیر خواہ کا مشورہ سُننے اور ماننے کے لئے تیار نہ ہوا انجام کار عیسیٰ ثانی اپنی ضد پر قائم رہ کر ابوالعساکر حسین اور غزنوی حکمران کی فوجوں سے لڑتا ہوا۔ مارا گیا۔ اور اس کے مارے جانے کے بعد اُس کا بھائی ابوالعساکر حسین نے مسند مکران پر جلوس کیا۔

ابوالعساکر حسین کے دورِ حکمرانی میں۔ بغداد میں خاندانِ بنی عباس کا چھبیسواں خلیفہ قائم بامر اللہ (۱۰۳۱ء تا ۱۰۷۴ء) حکومت کر رہا تھا۔ ابوالعساکر حسین نے ۱۰۵۲ء سے لے کر ۱۰۷۸ء تک۔ یعنی کل چھبیس ۲۶ سال۔ حکمرانی کی

ان کی دور میں اکراد بلوچ مکران کی کونسل پنجگانہ کے امیر یہ تھے۔ ۱۔ امیر موسیٰ اڈگانی ۲۔ امیر زین مالی ۳۔ امیر حریکس کومانی۔ اور اکراد بلوچ توران کا کونسل پنجگانہ کے امیر یہ تھے۔ ۱۔ امیر ہارون براخوئی ۔۲ امیر سنان زنگو ، ابوالعساکر حسین اپنے اجداد کے دستور کےمطابق اپنے دورِ حکومت میں امرائے اکراد بلوچ کے صلاح و مشورت سے حکومت کو چلاتا رہا۔ اور نہایت کامیابی کے ساتھ حکومت کی۔ بلوچوں کی ہمنوائی کی وجہ سے ملک میں کبھی بھی کوئی فتنہ فساد نہیں ہوا۔

یوسف بن ابوالعساکر حسین کا حکمران ہونا ۱۰۷۵ھ تا ۱۱۰۸ھ

ابوالعساکر حسین بن معدان ثانی کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا یوسف بن ابوالعساکر حسین مسند امارت پر بیٹھا۔ اس نے بتیس سال حکمرانی کی۔ ۱۱۰۰ھ میں سندھ کے جدگال قبائیل نے توران کے علاقہ جالاریں[۱] کرخا پر قبضہ کیا۔ ابوالعساکر حسین نے اکراد بلوچ اُمرا کو جالاریں کرخا سے جدگالوں کو نکالنے کے لئے کافی فوجی امداد دی۔ جسکی وجہ سے اکراد بلوچ کامیاب ہو گئے۔ یوسف بن ابوالعساکر حسین خاندان معدانیہ کا پانچواں حکمران تھا۔

توران کے علاقہ جالاریں کرخا کی لڑائی

توران میں سے خارجی حکمران حبیب بن مُرّح (۱۰۸۰ھ تا ۱۱۱۳ھ) جو خارجی خاندان کا چھٹا حکمران تھا۔ کے دور میں ۱۱۰۰ھ میں سندھ کیطرف

---

۱ = وادی کرخ کا قدیم نام۔

حدگال قبائیل کا ایک امیر حَلَم بن ساجی نے توران کے علاقہ جالارئیں[1] کرخا پر اچانک حملہ کر کے قابض ہو گیا۔ اور لڑتے ہوئے قزدار[2] کے قریب وادی زیدک[3] پر پہنچا۔ توران کی خارجی حکمران حبیب بن مسرح نے اکراد بلوچ توران و مکران کے قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا اور خارجی حکمران مکران یوسف بن ابوالعاکر حسین سے امداد کی اپیل کی۔ چنانچہ اکراد بلوچ توران و مکران کے اُمرائے

۱۔ اُمیر اسماعیل براخوئی ۲۔ امیر احمد زنگنہ ۳۔ اَمیر باہر کرمانی ۴۔ امیر توکل مالی۔ ۵ اَمیر اَمر کرمانی اپنے بلوچ ملیشیاؤں۔ اور حکمران مکران و توران کے خارجی افواج کے ساتھ علاقہ زیدک پر حملہ آور ہوئے۔ پہلی ہی لڑائی میں حدگال اَمیر۔حَلَم بن ساجی پسپا ہو گیا۔ اکراد بلوچ و خوارج افواج نے اُس کا تعاقب جاری رکھا۔ جالارئیں کرخا کے شہر کے قریب دوسری بڑی لڑائی ہوئی جس میں اَمیر حدگال حَلَم بن ساجی خود مارا گیا۔ اس کے بہت سے فوجی تہ تیغ ہوئے اس کا بھائی (باگور) اپنے کچھ بچے کھچے ساتھیوں کے ساتھ زخمی حالت میں سلسلہ کوہ کاٹیر[4] کو عبور کر کے اپنے علاقہ سندھ پہنچا۔ اس طرح ان حدگالوں نے اپنی جانیں بچائیں۔

جارود بن یوسف بن ابوالعاکر حسین کا حکمران ہونا ۱۰۸ھ تا ۱۳۷ھ

یوسف کے بعد اس کا بیٹا جارود بن یوسف بن ابوالعاکر حسین اُس کا

---

[1] = علاقہ کرخ کا قدیم نام۔ [2] خضدار کا نام
[3] = علاقہ زیدی کا قدیم نام
[4]۔ سلسلہ کوہ کھیتر کا قدیم کا نام۔

جانشین بنا۔ اس نے چھبیس[۲۶] سال حکمرانی کی۔ اس کے دور حکمرانی میں مکران میں دو مرتبہ قحط پڑا۔ قحط سے کافی لوگ مر گئے۔ کہتے ہیں۔ پہلے قحط ۱۱۱۸ء میں آیا اور دوسرا قحط بارہ سال بعد ۱۱۳۰ء میں آیا۔ اس دوسرے قحط سالی میں بھی کافی لوگ مر گئے۔ اور کافی لوگ مکران چھوڑ کر۔ توران سندھ۔ کرمان کی طرف منتقل ہوئے۔ اس دور میں اکراد بلوچ مکران کی کونسل پنجگانہ کے امیر، ا۔ امیر حسن اورگانی ۲۔ امیر سنجر مالی ۳۔ امیر گراب کرمانی تھے۔ اور ان کے ہم عصر اکراد بلوچ توران کی کونسل پنجگانہ کے امرا ا۔ امیر عیسیٰ براخوئی ۲۔ امیر یل بیگ زنگنہ تھے توران کے ان امیروں نے قبائیلی دستور کے مطابق۔ دوران قحط۔ مکران کے کرد بلوچوں کو کافی مقدار میں گندم مہیا کر دیا۔ جسکی وجہ سے اکراد بلوچ مکران کافی حد تک۔ قحط کے لقمۂ اجل بننے سے محفوظ رہے، جارود بن یوسف بن ابوالعساکر حسین مکران کے خارجی حکمران خاندان معدانیہ کا چھٹا حکمران تھا۔

عزیز بن جارود بن یوسف کا حکمران ہونا ۱۱۳۷ء تا ۱۱۶۳ء

جارود بن یوسف کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا عزیز بن جارود بن یوسف ابوالعساکر حسین مسند امارت مکران پر بیٹھا۔ اس نے تقریباً چھبیس[۲۶] سال حکمرانی کی۔ یہ خاندان معدانیہ کا ساتواں حکمران تھا۔ کہتے ہیں۔ اس کے دور حکمرانی میں ۱۱۶۰ء میں مکران کے علاقہ کیچ[۱]، فنذبور[۲]۔ کالایخ[۳] میں زبردست

---

[۱] = قدیم نام وادی کیچ۔ [۲] = قدیم نام وادی پنجگور

[۳] = قدیم نام علاقہ کلانچ =

زلزلہ آیا۔ ان شہروں میں مکانات کو کافی نقصانات پہنچے۔ اسی زلزلے کا اثر۔ جنوبی توران کے علاقہ۔ ارمابیل کے ساحلی شہر۔ کمبگی[۴] اور سون میانی[۵] میں محسوس کیا گیا۔ ان دو شہروں میں ۔ چونکہ زلزلہ دن کے وقت دوپہر کو آیا۔ لہٰذا اتنا زیادہ جانی نقصان نہیں ہوا۔

حسین بن جارود بن یوسف ابو العساکر حسین کا حکمران ہونا ۱۱۶۳ء تا ۱۱۸۳ء

چونکہ عزیز بن جارود بن یوسف لاولد فوت ہوا۔ لہٰذا اس کی جگہ اس کا بھائی حسین بن جارود بن یوسف۔ مسند حکمرانی مکران پر بیٹھا۔ یہ مکران کے معدانیہ خوارج خاندان کا آٹھواں اور آخری حکمران تھا۔ اس نے کل بیس برس حکومت کی۔ اسی کے دور حکمرانی میں غزنوی خاندان کا خاتمہ غوری خاندان کے ہاتھوں ہوا۔ مکران کے اس خارجی حکمران کے دور حکومت میں۔ اکرا دبلوچ مکران کی کونسل پنجگانہ کے امرا یہ تھے ۱۔ امیر شاہ کان ادرگانی ۲۔ امیر نوذر ماملی۔ ۳۔ امیر گورکوپ کرماقی۔

اور اکرا دبلوچ توران کی کونسل پنجگانہ کے امرا۔ جو ان کے ہم عصر تھے ان کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ امیر شاہ بیگ براخوئی۔ ۲۔ امیر بہمن زنگنہ۔

خارجی خاندان معدانیہ مکران نے۔ مکران پر دو سو بتیس سال ۲۳۲ سال حکمرانی کی۔ یعنی ۹۵۱ء سے لے کر ۱۱۸۳ء تک۔ حسین بن جارود بن یوسف بن ابو العساکر حسین۔ اس خاندان کا آخری حکمران تھا۔ ان کے آخری دور کے اکرا دبلوچ مکران کی کونسل پنجگانہ کے امیر یہ تھے۔ ۱۔ امیر گل بیگ ادرگانی

۴۔ قدیم نام بندر سا اور مارہ ۵۔ قدیم نام بندر سومنیاتی

۲۔ اُمیر جان بیگ مالی ۳۔ امیر جندران کرمانی۔ ان کے ہم عصر اکراد بلوچ توران کی کونسل پنجگانہ کے یہ اُمراء تھے۔ ۱۔ اُمیر میان براخوئی۔ ۲۔ امیر ملک زنگر۔

۱۱۸۳ء میں مکران کے دولت معدانیہ کا خاتمہ

الغرض دولت معدانیہ مکران ۹۵۱ء میں قائم ہوئی۔ اور ۱۱۸۳ء میں سلطان غیاث الدین غوری کے ہاتھوں اُس کا خاتمہ ہوا۔ گویا خاندان معدانیہ نے دو سو بتیس ۲۳۲ سال مکران پر حکمرانی کی۔ ان کی حکمرانی موروثی تھی۔ بانی حکمران معدان بن عیسٰی تھا۔ جس نے اپنا دارالخلافہ شہر کیچ کو بنایا تھا۔ مگر اُس کے بیٹے عیسٰی نے اس مقام سے اپنے دارالخلافہ کو ہٹا کر۔ بمقام بندر (تیز) منتقل کیا۔ جو سمندر کے کنارے ایک بندرگاہ تھا۔ دولت معدانیہ سے پہلے خاندان بنی اُمیہ اور بنی عباس کے خلفا کے دورِ حکمرانی میں مکران کا دارالخلافہ فنزبور[1] تھا۔ جسکو بعد کے ادوار کے مورخین نے۔ فنزبور۔ کنزبور اور پنجبور کے ناموں سے تحریر کیا ہے۔ مکران کے معدانیہ خاندان کے حکمران مذہباً فرقہ خوارج سے تعلق رکھتے تھے۔ معودی نے اپنی کتاب مروج الذہب میں اس اُمر کی تصدیق کی ہے کہ بلاد مکران۔ خارجیوں کا وطن و مسکن تھا۔ جب غیاث الدین غوری نے ۱۱۸۳ء میں غزنہ پر قبضہ کیا۔ اور غزنوی خاندان کا خاتمہ ہوا۔ تو اُس نے قرب و جوار کے تمام نیم آزاد مملکتوں پر قبضہ کیا۔ جس میں مکران بھی تھا۔ ۱۱۸۳ء میں سلطان غیاث الدین نے مکران پر حملہ کیا۔ خاندان معدانیہ خارجی حکمران

---

[1] ۔ پنجگور کا نام قدیم نام

جو عجمی لفظ ہے۔ کثرت استعمال سے مکران ہوگیا۔ مگر بعض مورخین کا خیال ہے
کہ اس کا نام حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں مکران بن نارک بن سام بن نوح
کے نام پر ہے۔ جو بابل سے نکل کر اس علاقہ میں آباد[1] ہوگیا تھا۔ یہ رائے غالباً
درست ہے، مکران کسی خاص شہر یا مقام کا نام نہیں۔ بلکہ پورے ساحلی اور
ملحقہ علاقے کا نام ہے۔

خطہ مکران کے شہر و قصبات

اصطخری (۹۵۱ء) اور مقدسی (۹۸۵ء) ان دونوں مورخ اور جغرافیہ
نویسوں نے۔ خطہ مکران کے شہروں اور قصبات کے اسما کو اس ترتیب سے
اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔

فنزبور

عرب مورخین کے کتابوں میں اس شہر کا نام فنزبور۔ فنزبور،
قنزبور۔ بنجبور وغیرہ شکلوں میں لکھا ہوا ملتا ہے۔ مگر روایت یہ ہے
کہ اصل لفظ فنزبور ہے۔ جو قدیم مکران کا پایہ تخت تھا۔ مقدسی کہتا ہے
کہ یہاں مٹی کا قلعہ ہے۔ جسکے چاروں طرف خندق ہے۔ اور کھجور کے نخلستان
ہیں۔ اس کے دو صدر دروازے ہیں۔ جنکو باب توران اور باب تیز کہتے ہیں،

---

[1] = معجم البلدان ص ۱۳۰

یہاں کے لوگوں کی زبان بلوچی ہے۔

تیز

مقدسی لکھتا ہے۔ کہ تیز ساحلی شہر ہے خطہ مکران کی نواحی بندرگاہ ہے اس شہر کے نام کو مکران کے ساتھ ملا کر۔ تیز مکران بھی بولتے ہیں۔ اس کی آبادی اور امارت ملتان سے نصف تھی۔ یہاں ہرے بھرے باغات تھے۔ اس کے سامنے مغرب میں عمان واقع ہے۔ مقدسی نے یہاں کی دینی علمی کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کی ہیں۔ "یہاں پر اچھی اچھی رباطیں ہیں۔ جامع مسجد خوبصورت ہے۔ لوگ متوسط درجے کے ہیں۔

کیچ

یاقوت حموی نے لکھا ہے۔ کہ کیچ کو بعض لوگ کیز بھی کہتے ہیں۔ یہ مکران کے مشہور شہروں میں سے ہے۔ پہلے اسی میں مکران کا حاکم رہتا تھا۔

خاشک

اس شہر کے نام کو۔ یاقوت نے خاشک اور مقدسی نے خواش لکھا ہے۔ یہ بھی مکران کے مشہور شہروں میں سے تھا۔ اس میں ایک مسجد تھی، جس کے متعلق لوگوں کا خیال تھا۔ کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی تعمیر کردہ مسجد ہے[1]

[1] معجم البلدان۔ ج۔ س۔ ص۔ ۳۸۸

کِس

یہ علاقہ مکران میں ایک شہر ہے۔ علامہ ذہبی نے المشتبہ[1] میں اس کا تذکرہ کیا ہے

دِزّک

یہ اصل لفظ دِزّک ہے۔ جو بنجبور یا فنزبور سے تین مرحلے کے فاصلے پر تھا۔

راسک

کرمان کی طرف حدود مکران کا ایک وسیع وعریض علاقہ تھا۔ جسے مدینۃ الخروج کہتے تھے۔ یہ پورا علاقہ گرم تھا۔ یہاں خوارج کی بہت زیادہ آبادی تھی۔

جدران

مکران کا یہ علاقہ جدران کے نام سے مشہور تھا۔ یہاں باغات اور گنے کے کھیت بہت زیادہ تھے۔ اور یہاں کی بنی ہوئی فانیز دنیابھر میں بھیجی جاتی تھی۔ یہ پورا علاقہ بھی خارجیوں سے آباد تھا۔

---

[1] = المشتبہ الرجال ج ۔ ۲ ص ۔ ۵۵۴

خرزان

مقدسی نے لکھا ہے۔ کہ یہ علاقہ مشکے سے متصل ہے اور اس کا نام خرزان ہے۔ یہاں سرد اور گرم دونوں موسموں کے پھلدار درخت پائے جاتے ہیں۔

راہوق و کلوان

مقدسی لکھتا ہے۔ کہ راہوق اور کلوان[1] دو علاقے ہیں۔ جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ اور ان دونوں کا تعلق مکران سے ہے۔

شہر جنکے صرف نام لکھے ہیں

عرب مورخین اور جغرافیہ دانوں نے مکران کے مندرجہ ذیل شہروں کے نام تو لکھے ہیں۔ مگر ان کی تفصیلات بیان نہیں کی ہیں۔ اُن شہروں اور مقامات کا اسما اس طرح ہیں۔ ۱۔ اصفقہ، ۲۔ فلہفرہ، ۳۔ بند، ۴۔ قصر قند ۵۔ عندان۔ ۶۔ جابک، ۷۔ دشت علی، ۸۔ سرائے شہر، ۹۔ بہ، ۱۰۔ ایزلور

خطہ مکران کی طبعی حالات اور پیداوار

عرب مورخ اور جغرافیہ نویسوں اصطخری۔ مسعودی۔ مقدسی

---

[1] = وادی کولواہ کا قدیم نام ہے۔

یاقوت حموی نے مکران کے طبعی حالات اور پیداوار کے متعلق یوں تذکرہ کیا ہے
مکران کا پورا علاقہ مجموعی اعتبار سے گرم اور ریگستانی ہے علاقے پر قحط اور معاشی
تنگی غالب رہتی ہے۔ کیونکہ زمین کا اکثر حصہ صحرا ہے نالے ندیاں بہت کم
ہیں۔ البتہ کلوان میں بڑی بڑی چراگاہیں پائی جاتی ہیں۔ مویشیوں کی کثرت
بھی ہے۔ تیز میں باغات اور درخت ہیں۔ جدران میں گنے کی پیداوار
بہت ہوتی ہے۔ پنجبور اور کیز میں باغ زیادہ ہیں۔

باشندوں کی دینی، واخلاقی حالات زبان و لباس

مکران کے باشندے عموماً گندمی رنگ کے ہیں۔ عام مسلمان خارجی عقیدے
کے تھے۔ قدیم زمانہ سے مکران خوارج کا مرکزی مقام رہا تھا۔ ان کی زبان بلوچی
اور فارسی تھی۔ ہندوؤں کی طرح لوگوں میں کان چھدوانے کا رواج عام تھا۔ لوگوں
کا عام لباس کرتہ تھا۔ البتہ تاجروں کا لباس ان سے الگ تھا۔ لوگ بالوں کو
بڑھا کر لٹکاتے ہیں۔

مکران کی صنعت وحرفت

علاقہ مکران میں فانیز سازی کی صنعت عروج پر تھا۔ علاقہ جدران میں
گنّے کی کھیتی بہت زیادہ ہوتی تھی۔ تیز کے بندرگاہ سے بحری تجارت
ہوتی تھی۔

مکران کے علماء

یہاں کے قدیم علمائے اسلام میں صرف ایک عالم کا تذکرہ علامہ سمعانی نے کتاب الانساب میں کیا ہے۔ جن کا نام ابو حفص عمرُ بن محمد بن سلیمان مکرانی ہے۔ انہوں نے عراق کا علمی سفر کیا ہے۔ پھر وہاں سے حجاز جاکر ابوالحسن محمد بن احمد بزار سے حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ اور ان سے ابوالقاسم شیرازی نے روایت کی ہے۔

چارٹ

نام ہمعصر حکمرانان خوارج مکران۔ واُمرائے اکراد بلوچ توران ومکران وخلفائے خاندان بنی عباس وسلاطین غزنہ

نمبر شمار	نام خوارج حکمران مکران	نام امرائے اکراد بلوچ توران ومکران	نام خلفائے خاندان بنی عباس	نام سلاطین غزنوی
۱۔	عیسیٰ بن معدان سنہ ۹۵۱ء تا سنہ ۹۸۶ء	۱۔ امیر حارث براخوئی، ۲۔ امیر جابر زنگنہ ۳۔ امیر تلحان ادرگانی ۴۔ امیر سورچی مالی ۵۔ امیر سنجار کرمانی	مطیع اللہ سنہ ۹۴۵ء تا سنہ ۹۷۴ء	

نمبر شمار	نام خوارج حکمران مکران	نام امرائے اکراد بلوچ توران و مکران	نام خلفائے خاندانِ بنی عباس	نام سلاطین غزنوی
۲	معدان بن عیسیٰ سنہ ۹۸۶ء تا سنہ ۱۰۲۴ء	۱۔ امیر بہرام براخوئی ۲۔ امیر برسان زنگنہ ۳۔ امیر رستم اردگانی ۴۔ امیر مہراب مالی ۵۔ امیر فرھاد کرمانی (آخری دور) ۱۔ امیر رستم براخوئی ۲۔ امیر سراج زنگنہ ۳۔ امیر زیلان اردگانی ۴۔ امیر ولیاں مالی ۵۔ امیر شتیاب کرمانی	طایع اللہ سنہ ۹۷۴ء تا سنہ ۹۹۱ء قادر باللہ سنہ ۹۹۱ء تا سنہ ۱۰۳۱ء	۱۔ امیر سُبکتگین سنہ ۹۷۶ء تا سنہ ۹۹۷ء ۲۔ محمود بن سبکتگین سنہ ۹۹۷ء تا سنہ ۱۰۳۰ء
۳	عیسیٰ ثانی بن معدان سنہ ۱۰۲۴ء تا سنہ ۱۰۵۲ء	۱۔ امیر مالک براخوئی ۲۔ امیر حارث زنگنہ ۳۔ امیر غالب اردگانی ۴۔ امیر تغان مالی ۵۔ امیر براک کرمانی	قائم بامر اللہ سنہ ۱۰۳۱ء تا سنہ ۱۰۷۴ء	۳۔ محمد بن محمود سنہ ۱۰۳۰ء ۴۔ مسعود بن محمود سنہ ۱۰۳۰ء تا سنہ ۱۰۴۰ء

نمبر شمار	نام خوارج حکمران مکران	نام امرائے اکراد بلوچ توران و مکران	نام خلیفہ خاندان بنی عباس	نام سلاطین غزنوی
۴	ابوالعساکر حسین بن عیسیٰ ثانی سنہ ۱۰۵۲ء تا سنہ ۱۰۷۸ء	۱۔ امیر ہارون براخوئی ۲۔ امیر سنان زنگنہ ۳۔ امیر موسیٰ ادرگانی ۴۔ امیر زین ماملی ۵۔ امیر جرگس کرمانی	قائم بامر اللہ سنہ ۱۰۳۱ء تا سنہ ۱۰۷۴ء	۵۔ مودود بن مسعود سنہ ۱۰۴۰ء تا سنہ ۱۰۴۹ء ۶۔ عبدالرشید بن محمود سنہ ۱۰۴۹ء تا سنہ ۱۰۵۱ء ۷۔ فرخ زاد بن مسعود سنہ ۱۰۵۱ء تا سنہ ۱۰۵۹ء ۸۔ ابراہیم بن مسعود سنہ ۱۰۵۹ء تا سنہ ۱۰۹۸ء
۵	یوسف بن ابوالعساکر حسین سنہ ۱۰۷۸ء تا سنہ ۱۱۰۸ء	۱۔ امیر اسماعیل براخوئی ۲۔ امیر احمد زنگنہ ۳۔ امیر بابہر ادرگانی ۴۔ امیر توکل ماملی ۵۔ امیر آمر کرمانی	مقتدی بامر اللہ سنہ ۱۰۷۴ء تا سنہ ۱۰۹۴ء	۸۔ ابراہیم بن مسعود سنہ ۱۰۵۹ء تا سنہ ۱۰۹۸ء
۶	جارد بن یوسف سنہ ۱۱۰۸ء تا سنہ ۱۱۳۷ء	۱۔ امیر عیسیٰ براخوئی ۲۔ امیر یل بیگ زنگنہ	مستظہر باللہ سنہ ۱۰۹۴ء تا سنہ ۱۱۱۸ء	۹۔ علاؤالدین بن مسعود سنہ ۱۰۹۸ء تا سنہ ۱۱۱۵ء

نمبر شمار	نام خوارج حکمران مکران	نام امرائے اکراد بلوچ توران و مکران	نام خلیفہ خاندان بنی عباس	نام سلاطین غزنوی
		۳۔ امیر حسن ادرگانی ۴۔ امیر سنجر ماملی ۵۔ امیر گراب کرمانی	مسترشد باللہ ۱۱۱۸ء تا ۱۱۳۴ء	۱۰۔ ارسلان بن محمود ۱۱۱۵ء تا ۱۱۱۷ء
۷	عزیز بن جارود ۱۱۳۷ء تا ۱۱۶۳ء	۱۔ امیر سلگر براخوئی ۲۔ امیر ئیل بیگ زنگر ۳۔ امیر اشرف ادرگانی ۴۔ امیر ہویدا ماملی ۵۔ امیر زید کرمانی	راشد باللہ ۱۱۳۴ء تا ۱۱۳۵ء مقتفی بامراللہ ۱۱۳۵ء تا ۱۱۶۰ء	۱۱۔ خسرو شاہ بن بہرام شاہ ۱۱۵۷ء تا ۱۱۶۴ء
۸۔	حسین بن جارود بن یوسف بن ابوالعساکر حسین ۱۱۶۳ء تا ۱۱۸۳ء	۱۔ امیر شاہ بیگ براخوئی ۲۔ امیر بہمن زنگنہ ۳۔ امیر شاہ کان ادگانی ۴۔ امیر نوذر ماملی ۵۔ امیر گورکوپ کرمانی	مستنجد باللہ ۱۱۶۰ء تا ۱۱۷۰ء مستضی بامراللہ ۱۱۷۰ء تا ۱۱۷۹ء ناصر الدین اللہ ۱۱۷۹ء تا ۱۲۲۵ء	۱۲۔ خسرو ملک بن خسرو شاہ۔ خسرو ملک کو معزالدین سام غوری نے گرفتار کرکے۔ قتل کردیا

نمبر شمار	نام خوارج حکمران مکران	نام امرائے اکراد بلوچ توران و مکران	نام خلیفہ خاندان بنی عباس	نام سلاطین غزنوی
		۱۔ آمیر یمان براخوئی ۲۔ آمیر ملک زنگنہ ۳۔ امیر گل بیگ ادرگانی ۴۔ امیر جان بیگ مالی ۵۔ آمیر خدران کرمانی		

باب چہاردہم

اکراد بلوچ توران ومکران

خاندان بنی عباس کے خلیفہ مطیع اللہ (۹۴۵ء تا ۹۷۴ء) جو اس خاندان کا تئیسواں خلیفہ تھا۔ ان کے دور خلافت میں۔ اکراد بلوچ توران ومکران کی قبائیلی کونسل بنجگانہ کہ یہ اُمرا تھے۔ ۱۔ امیر حارث براخوئی۔ ۲۔ امیر جابر ذنگنہ، ۳۔ امیر تمان ادرگانی ۴۔ امیر سورچی مالمی۔ ۵۔ امیر سنجار مالمی۔

خلیفہ مطیع اللہ کے دورِ حکمرانی میں بنی بویہ خلافت کے دربار میں غلبہ حاصل کر چکے تھے۔ اس دور میں بویہ امیروں اور بلوچوں کے درمیان تین جنگیں ہوئیں جس کی تفصیلات۔ اسی باب میں بیان کی جائینگی۔

اہلِ بویہ کی بلوچوں سے نفرت کی وجوہات

بویہ حکمران کی بلوچوں سے نفرت کے بارے میں کور دگال نامک یوں تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ بویہ حکمران کٹر شیعہ تھے۔ اور وہ بنی عباس کو غاصب اور آل بیت کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کا اصلی مستحق سمجھتے تھے اُن کا ارادہ علوی خلافت قائم کرنے کا تھا۔ اس بارے میں ایک بویہ حکمران نے

اپنے مشیروں سے مشورہ طلب کیا۔ ان حضرات میں سے کچھ عاقبت اندیش تھے۔ جنکے پیش نظر عقیدت سے زیادہ سیاسی مصالح تھے۔ انہوں نے اس تجویز کی مخالفت کی اور کہا کہ بنی فاطمہ کو خلیفہ بنانے کے بعد خلافت آپکے اثر سے بالکل نکل جائیگی بنی عباس کو آپکی جماعت غاصب سمجھتی ہے۔ اُن کے ساتھ ان کو کسی قسم کی مذہبی عقیدت نہیں ہے۔ اس لئے آپ جب اور جس وقت چاہیں۔ عباسی خلفاء کو عوام کی مدد سے معزول اور قتل کر سکتے ہیں۔ یہ مشورہ سیاسی طور پر بہت معقول تھا۔ چنانچہ امیر احمد بویہ ملقب بہ معزالدولہ نے فوراً اس مشورہ کو قبول کیا۔ اور علوی حکومت قائم کرنے کا خیال ترک کر دیا۔ اور بویہ حکمران بلوچوں کو عقیدہ کے لحاظ سے خوارج تصور کرتے تھے۔ کیوں کہ ان دور دست مشرقی صوبوں میں بنی اُمیہ کے دور سے خوارج کا عمل دخل رہا تھا۔ لعبد میں بنی عباس کے دور خلافت میں خوارج نے اچھی طرح سے۔ کرمان۔ سیستان۔ توران اور مکران میں اپنے قدم جمائے۔ بلکہ اپنی حکومتیں بھی قائم کیں۔ دویم یہ کہ بویہ حکمران عجمی تھے۔ اکراد بلوچ اگرچہ ایک صورت میں اُن کی طرح عجمی تھے۔ مگر بہت زیادہ عرب نواز تھے۔ اور عرب خاندانوں سے اُنکی رشتہ داریاں تھیں۔ جو بویہ حکمرانوں کو ناپسند تھا۔

بلوچوں کی ہر جگہ قبائیلی تنظیم اس قدر مضبوط اور مربوط تھی کہ کوئی دشمن اُن کو آسانی سے شکست نہیں دے سکتا تھا۔ لہٰذا۔ اس وجہ سے بھی وہ۔ بویہ حکمرانوں کی نظروں میں کھٹکتے تھے۔ اور اُن کے ذہن پر اکراد بلوچ کا

کا مسئلہ ہر وقت سوار رہتا تھا۔ انہوں نے اپنے اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہر حربہ کو استعمال کیا مگر جیسا کہ اُنکی خواہش تھی۔ اسمیں وہ بالکل کامیاب نہ ہو سکے اور ان کو ہر جگہ ناکامی سے دوچار ہوتا پڑا۔ لہٰذا اب ہم اکراد بلوچ اور بویہ حکمرانوں کی جنگوں کے کچھ حالات بیان کریں گے۔

علی بن بویہ ملقب بہ عماد الدولہ کی بلوچوں سے پہلی جنگ

۹۴۶ء میں علی بن بویہ ملقب بہ عماد الدولہ نے اپنے چھوٹے بھائی احمد بن بویہ کو ایک بہت بڑا لشکر دے کر کرمان[1] کی مہم پر روانہ کیا۔ جونہی بویہ اس صوبہ کے دارالحکومت جیرفت کے قریب پہنچا۔ تو امیر علی کرد[2] بلوچ کا سفیر۔ حملہ آور سے تبادلہ خیال کرنے کیلئے شہر سے باہر آیا۔ اور بتایا کہ اکراد بلوچ جنگ و جدل نہیں چاہتے۔ لہٰذا نمائندہ نے احمد بن بویہ کو سالانہ دس لاکھ درہم دینے کا وعدہ کر کے راضی کر لیا۔ اپنے امیر کے نام کے ساتھ اُس کے نام کو بھی خطبہ میں شامل کیا۔ چنانچہ احمد بن بویہ بھی خوش ہو گیا۔ اور بغیر خونریزی کے مقصد بھی حاصل ہو گیا۔

---

[1] = تاریخ ابن مسکا دہی ترجمہ۔ مسٹر ڈی۔ ایس۔ مارگو لوئیتھ۔

[2] = تاریخ کوردگال نامک امیر علی بن محمد اردگانی بلوچ کو اکراد بلوچ کی قبائیلی کونسل بیگانہ کے ایک امیر امیر تمان بن محمد اردگانی بلوچ کا بھائی بتلاتا ہے مگر "بلوچ قوم اور اُسکی تاریخ" کے مصنف اُسے امیر علی زنجلی لکھتا ہے۔ بہر حال دونوں مصنف اُسے اپنے علاقے کا حکمران تصور کرتے ہیں۔

احمد بن بویہ کے وزیر کی بدعہدی

چونکہ احمد بن بویہ کا وزیر اکراد بلوچ کے سخت خلاف تھا۔ وہ ہر قیمت پر ان کو نیست ونابود کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا اُس نے بدعہدی کر کے۔ احمد بویہ کو ورغلایا۔ کہ جیرفت پر رات کو شب خون مار کر بلوچوں کو تہس نہس کی جائے چنانچہ اُس نے بھی وزیر کے مشورے کو قبول کیا۔ جنگی تیاریاں کرنے لگا۔

بلوچوں پر شب خون اُسکا نتیجہ

چونکہ اکراد بلوچ اپنے پرانے تجربات کے بنا پر۔ ہر وقت اپنے دفاع کے لئے پوری طرح مستعد رہتے تھے۔ رات اچانک حملہ ہوا۔ ایک خوفناک جنگ کے بعد بویہ زخمی ہوا۔ اس کا دایاں ہاتھ کٹ گیا۔ بعد میں وہ احمد الاقطع کے نام سے مشہور ہوا۔ پہلی جنگ ۹۴۶ء میں ہوئی۔

احمد بویہ کی بلوچوں سے دوسری جنگ

دو سال بعد۔ ۹۴۸ء میں احمد بویہ دوبارہ اکراد بلوچ کے خلاف جنگی تیاریاں کرنے لگا۔ اور ایک جرار لشکر کے ساتھ۔ جیرفت پر حملہ آور یہ لڑائی جیرفت کے شہر کے مغرب کی طرف لڑی گئی۔ اور اس بار بھی احمد بویہ کے لشکر کو اکراد بلوچ نے زبردست شکست دی۔ وہ اپنے بچے کچھ لشکر کے ساتھ اصفہان کی طرف بھاگ نکلا۔

احمد بویہ کی بلوچوں کیساتھ تیسری لڑائی

تین سال بعد ۹۵۱ء میں۔ احمد بویہ نے پھر بلوچوں کو زیر کرنے کیلئے تیاریاں شروع کیں۔ اس بار وہ بڑے سازوسامان اور تیاری کے ساتھ حملہ کے لیئے نکلا۔ اب کی دفعہ اس کا پلّا بھاری رہا۔ یہ لڑائی۔ جیرفت سے آگے مغرب کی طرف۔ اسفنکا پہاڑی سلسلوں میں لڑائی گئی۔ اس لڑائی میں احمد بویہ نے بلوچوں کو شکست فاش دی۔ کہتے ہیں۔ کہ اس لڑائی میں پانچ ہزار اکراد بلوچ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ اس لڑائی میں علی بن محمد ادرگانی کے ساتھ اکراد بلوچ توران و مکران کی قبائیلی کونسل پنجگانہ کے تمام اُمیر ا۔ امیر حارث براخوئی ۲۔ امیر جابر زنگنہ ۳۔ امیر تلحان بن محمد ادرگانی امیر علی کا بڑا بھائی ۴۔ امیر سورجی مالی۔ ۵۔ امیر سنجار کرمانی۔ کام آئے۔ اگرچہ احمد بویہ کو فتح نصیب ہوئی۔ مگر وہ اکراد بلوچ سے اس قدر خائف تھا۔ کہ وہ جیرف کے شہر میں داخل ہونیکی بجائے واپس ہوا۔ اس دوران بارش ہوئی اکراد بلوچ نے بارش کا فائدہ اٹھاتے ہوتے۔ احمد بویہ کی فتح یاب فوج کا تعاقب کیا۔ رات کو اُن کے پڑاؤ پر شب خون مارا۔ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ دوست دشمن میں تمیز نہیں ہوسکتی تھی۔ صرف اپنی اپنی زبانوں سے وہ اپنے اور پرائے کو پہچان سکتے تھے۔ اکراد بلوچ کے حملے آوروں نے احمد بویہ کی فوج کے غالب حصے کو تہ تیغ کیا۔ مال غنیمت اور لوٹے ہوئے مال پر تصرف کر کے واپس چلے آئے۔

علی بن الیاس حاکم کرمان کو بلوچوں کی کمک

فناخسرو ملقب بہ عضد الدولہ ۔ جب اپنے باپ حسن بویہ کی وفات کے
بعد اصفہان کی حکومت کی مسند پر بیٹھا۔ تو اُس نے بغداد کی مرکزی حکومت
کی تولیت ۔ اپنے چچازاد بھائی بختیار بویہ ملقب بہ عزالدولہ سے حاصل کی
چونکہ وہ حکومت کرنیکا اہل نہ تھا۔ بالآخر قید میں اُسے عضد الدولہ نے قتل
کر دیا۔ مگر عضد الدولہ اپنے خاندان کے دیگر افراد کی طرح انتہائی طور پر اکراد بلوچ
کا مخالف تھا۔ انکی دور حکمرانی میں کرمان کا حاکم علی بن الیاس تھا۔ جو عرب
نژاد تھا۔ اور اکراد بلوچ سب اس کے طرفدار اور ہمنوا تھے ۔ اور جب کبھی
کرمان کے حاکم علی بن الیاس کی عضد الدولہ سے لڑائی ہوئی تھی۔ تو اکراد بلوچ
کرمان ۔ سیستان ۔ توران ۔ مکران سب اُس کی طرفداری میں عضد الدولہ بویہ
سے لڑتے تھے ۔ چنانچہ ۹۶۸ء میں عضد الدولہ کرمان پر حملہ آور ہوا۔ اور
(بردسیر) کے شہر پر قبضہ کیا ۔ مگر علی بن الیاس نے اکراد بلوچ کی مدد سے بعد
میں اسے شکست دے کر ۔ کرمان سے نکال دیا۔ چنانچہ اکراد بلوچ نے دل
سے کبھی بھی عضد الدولہ کی اطاعت قبول نہ کی ۔ اسلامی سلطنت کی تمام
ادوار میں اسلامی حکمرانوں کا سلوک اکراد بلوچ سے نہایت مشفقانہ رہا ہے
ماسوائے خاندان بویہ کے حکمرانوں کی جنکو بلوچوں سے انتہائی طور پر نفرت
تھی۔ جس کی وجوہات اس باب کے شروع میں تفصیل سے بیان کی جاچکی
ہیں ۔ اس بلوچ دشمن خاندان کا تاریخی پس منظر برائے دلچسپی قارئین گرامی

بیان کرنا بہت ضروری ہے کہ اس خاندان نے کس طرح اسلامی سلطنت میں اقتدار حاصل کر کے۔ خلفائے بنی عباس کے دربار میں رسائی اور اقتدار حاصل کیا۔

دیلمی خاندان بویہ کا پس منظر

خلیفہ قاہر باللہ (۹۳۲ء تا ۹۲۲ء) جو خاندان بنی عباس کا انیسواں خلیفہ تھا۔ کے عہد کا ایک اہم واقعہ فارس میں خاندان بویہ دیلمی حکومت کا قیام ہے۔ جس نے آگے چل کر اس قدر اقتدار حاصل کیا۔ کہ خلافت بغداد کی متولی بنی۔ اس خاندان کے مورث اعلیٰ ابوشجاع بویہ بن فناخسرو تھے۔

ابوشجاع مورث اعلیٰ خاندان بویہ

بویہ خاندان کا مورث اعلیٰ۔ ابوشجاع بویہ بن فناخسرو تھا۔ ابن ماکولا نے اس کو بہرام گور کی اولاد بتایا ہے۔ ابتداء میں یہ خاندان غربت اور افلاس میں مبتلا تھا۔ ابوشجاع ماہی گیری کر کے۔ اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتا تھا دیلم کے شہر میں مچھلیاں لاکر فروخت کرتا تھا۔ ماوراالنہر کی سامانیہ حکومت اور طبرستان کی علویہ حکومت کی فوج میں۔ بہت سے دیلمی تھے۔ سامانی فوج کا افسر اسفار بن شیرویہ۔ دیلمی تھا۔ اور علوی فوج کا افسر ماکان بن کاکی بھی دیلمی تھا۔ چنانچہ ابوشجاع بویہ کے تینوں بیٹے۔ علی۔ حسن۔ احمد، معمولی سپاہی کی حیثیت سے علوی فوج کے افسر اعلیٰ ماکان بن کاکی کے ساتھ آئے تھے۔

سپہ سالار سامانی حکومت اسفار دیلمی کی بغاوت

سامانی حکومت کے افسر اعلیٰ اسفار بن شیرویہ دیلمی نے جب طاقت حاصل کرلی۔ تو وہ سامانیوں کی چھوڑکر۔ علویوں کے ساتھ ہوگیا پھر اُس نے ابوعلی اطروش علوی کی حکومت پر قبضہ کرلیا لیکن ماکان بن کاکی دیلمی نے جو علوی حکومت کا سپہ سالار تھا۔ اُسے طبرستان سے نکال دیا۔ ماکان بہت حوصلہ مند تھا۔ اُس کے دماغ میں اپنی حکومت کا سودا تھا۔ اس لئے چند دن بعد ایک دیلمی افسر مرداویج بن وشمگیر کی مدد سے ماکان بن کاکی نے دوبارہ طبرستان پر قبضہ کرلیا اُس نے اپنی قوت کے گھمنڈ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ بدسلوکی کی اور رعایا پر مظالم شروع کیا۔ اس لئے سب اُس کے خلاف ہوگئے۔ جب اُس نے دیکھا کہ سارا ملک اُس کے خلاف ہے تو وہ خراسان بھاگ گیا۔ علی۔ حسن۔ احمد تینوں بھائی اُس کے ساتھ تھے۔ انہوں نے ماکان بن کاکی دیلمی سے کہا۔ کہ اس وقت تمہاری حالت خود زبون ہے۔ ہمارے اخراجات آپکے اُوپر اور زیادہ بار ہوں گے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس وقت ہم لوگ چلے جاتے ہیں۔ جب تمہاری حالت درست ہوجائیگی۔ تو ہم پھر واپس آجائینگے۔ ماکان نے ان کو اجازت دیدی۔ اور یہ تینوں بھائی اس کو چھوڑکر۔ مرداویج کے پاس چلے گئے۔ ان کے کارناموں کی کافی شہرت ہوچکی تھی۔ مرداویج نے اُن کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اور ان کی مدد سے ماکان بن کاکی کا خاتمہ کرکے اُس کے مقبوضات طبرستان اور جرجان پر قبضہ کرلیا۔ سلطان مرداویج نے۔ ابوشجاع بویہ کے

سب سے بڑے لڑکے علی بن بویہ کو کرخ کی حکومت عطا کی۔ علی اپنے بھائیوں کو بھی ہمراہ لے گیا۔ اُس نے کرخ پہنچ کر۔ تھوڑے ہی دنوں میں اپنے طرزِ عمل سے رعایا کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ مرداویج کے بہت بڑے افسر اُس کے ہوا خواہ بن گئے۔ اس کے ہر دلعزیز ہونے سے مرداویج بہت گبھرایا۔ اس نے اُس کو واپس بلانا چاہا۔ علی نے بہانہ کر کے ٹال دیا۔ اور دوسرے افسروں کو بھی مرداویج کی سخت گیری کا یقین دلا کر جانے سے روک لیا۔

علی اور مرداویج میں مخالفت

علی کے اس حکم عدولی پر مرداویج اور اُس کے درمیان مخالفت شروع ہو گئی۔

اسی دوران۔ اتفاق سے ایک دیلمی افسر شیرزاد۔ اپنی مختصر جماعت کے ساتھ علی کے ساتھ ہو گیا۔ اس سے علی کو بڑی تقویت حاصل ہوئی۔ چنانچہ وہ کرخ سے اصفہان پہنچا۔

امیر منظفر بن یاقوت حاکم اصفہان اور علی کے درمیان لڑائی

اس دور میں قاہر باللہ (۹۳۲ء تا ۹۳۳ء) جو خاندان بنی عباس کے خاندان کا انیسواں خلیفہ تھا۔ مسند خلافت بغداد پر متمکن تھا۔ اور اُس کی طرف سے امیر منظفر بن یاقوت۔ اصفہان کا حاکم تھا۔ اصفہان کے قریب پہنچ کر علی نے منظفر بن یاقوت کو لکھا۔ کہ میں خلیفہ کا مطیع بن کر تمہارے پاس آیا ہوں

ابن یاقوت نے اس کی تحریر پہ کوئی توجہ نہ دی۔ علی کے مقابلے کو نکلا۔ اس کی فوج میں دیلمیوں کی کافی تعداد تھی۔ اس لئے چھ سو دیلمی ابن یاقوت کا ساتھ چھوڑ کر علی سے مل گئے۔ اور پہلے ہی مقابلے میں ابن یاقوت نے شکست کھائی۔ اس طرح اصفہان پر علی کا قبضہ ہو گیا۔ ہر طرف علی کی دھاک بیٹھ گئی۔

مرداویج حاکم طبرستان کا ردِعمل

مرداویج نے دھوکہ سے علی کو زیر کرنے کی کوشش کی۔ اُسے لکھا۔ کہ اگر وہ مرداویج کی اطاعت قبول کرے تو وہ علی کی حکومت کی توسیع میں مدد کریگا۔ اور دوسری طرف مرداویج نے اُس پر حملہ کی زبردست تیاری کی۔ مگر علی کو اس کے فریب کا علم ہو گیا تھا۔ چونکہ علی میں جنگ کی طاقت نہیں تھی۔ وہ اصفہان چھوڑ کر ارجان چلا گیا۔ ارجان کے حاکم نے گھبرا کر ارجان خالی کر دیا۔ علی نے اُس پر قبضہ کیا۔ یہاں اس کو بڑی دولت ہاتھ آئی اُس سے اُس کو بڑی تقویت حاصل ہو گئی،

یاقوت حاکم شیراز اور مرداویج کا اتحاد

علی کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر شیراز کا حاکم یاقوت اور مرداویج متحد ہو گئے۔ ان کا مقابلہ علی کے بس میں نہ تھا۔ علی نے نوبندجان چھوڑ دیا

۱۔ = ابن اثیر = ج ۸۔ ص۔ ۸۴۔

با قوت نے اُس کا تعاقب کیا۔ کرمان کے راستے میں دونوں کا مقابلہ علی کی فوج ہوا۔ علی کے کچھ فوجی مرداویج سے مل گئے۔ اس نے غلطی کر کے ان کے سر قلم کئے اس کا نتیجا علی کے لئے اچھا نکلا علی کی باقی فوج نے مرداویج کی فوج سے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ مرداویج کو فاش شکست ہوئی۔ علی نے قیدیوں کے ساتھ شریفانہ سلوک کیا۔ اس نے مرداویج کے سپاہیوں کو اختیار دیا کہ اگر وہ مرداویج کے پاس جانا چاہیں۔ جا سکتے ہیں لیکن انہوں نے علی کے حسن سلوک کی وجہ سے اُس کے پاس رہنا پسند کیا علی نے شیراز پہنچ کر سب کو امان دیا۔

علی بن بویہ کا خلیفہ سے فارس کی سند حاصل کرنا۔

چنانچہ علی بن بویہ نے خلیفہ راضی باللہ (۹۳۳ء تا ۹۴۰ء) جو خاندان بنی عباس کا بیسواں خلیفہ تھا۔ کی خدمت میں درخواست کی۔ کہ مجھے فارس کی حکومت عطا کی جائے۔ تو میں ایک کروڑ اسی لاکھ درہم سالانہ خراج دربار خلافت میں بھیجا کروں گا۔ خلیفہ نے علی بن بویہ کی استدعا منظور کی۔ فارس کی حکومت کی سند۔ خلعت اور سیاہ پرچم بھیج دیئے علی کو عماد الدولہ۔ اُس کے بھائیوں حسن کو رکن الدولہ اور احمد کو معز الدولہ کے خطابات سے نوازا۔

بویہ برادران کی حکومتیں

اس دور میں مرداویج جو بویہ خاندان کا حریف تھا۔ وہ مر چکا تھا۔ اس کا بھائی۔ بشمگیر تاب مقاومت نہ لا کر آذربائی جان منتقل ہو گیا چنانچہ

بویہ برادران کے لئے اب سیاسی میدان بالکل صاف تھا۔ حسن بویہ (رکن الدولہ) اصفہان۔ احمد بویہ (معزالدولہ) اہواز۔ اور علی بویہ (عماد الدولہ) فارس پر حکومت کرنے لگے۔ اس طرح بہ یک وقت۔ فارس اصفہان۔ اہواز پر آل بویہ کی حکومتیں قائم ہوگئیں۔

احمد بویہ کا (معزالدولہ) بغداد پر قبضہ

خلیفہ مکتفی باللہ (۹۴۴ء تا ۹۴۵ء) جو خاندان بنی عباس کا بائیسواں خلیفہ تھا۔ اور وہ برائے نام خلیفہ تھا۔ تمام صوبے کے صوبہ دار خودمختار ہو گئے۔ ان حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے۔ احمد بویہ (معزالدولہ) نے بغداد پر قبضہ کیا۔ خلیفہ نے اُسے ملک کا خطاب دیا۔ اور اپنا وزیر اعظم مقرر کیا۔
احمد بویہ (معزالدولہ) نے اپنے نام سے سکے جاری کرلئے۔ اور امور خلافت کے سیاہ و سفید کا مالک بن بیٹھا۔ جب مکتفی باللہ نے اُس کے جال سے نجات پانے کی کوشش کی تو احمد بویہ (معزالدولہ) نے اس کی آنکھیں نکلوا کر اُسے قید کردیا اور اس کی جگہ مطیع اللہ (۹۴۵ء تا ۹۷۴ء) کو خلیفہ بنایا۔ جو خاندان بنی عباس کا تیسواں خلیفہ تھا۔ بعد میں احمد بویہ (معزالدولہ) اس خلیفہ کے لئے سو دینار روزانہ تنخواہ مقرر کی تھی۔

احمد بویہ (معزالدولہ) کا فرقہ قرامطہ پر حملہ

احمد بویہ (معزالدولہ) نے عمان پر لشکرکشی کر کے قرامطہ کو شکست

دی۔ کیونکہ عمان قرامطہ کا گڑھ تھا۔ چنانچہ ہزاروں قرامطہ قتل کئے گئے اور انکی اناسی (۹) کشتیاں جو سمندر میں لنگر انداز تھیں۔ جلا کر غرق کر دی گئیں،

احمد بویہ (معزالدولہ) کا انتقال

احمد بن بویہ (معزالدولہ) بغداد پر بائیس سال حکومت کرنے کے بعد ۹۶۶ء میں فوت ہوا۔ مرنے سے پہلے اپنے بیٹے بختیار کو ولی عہد مقرر کیا۔

فناخسرو بن حسن بویہ (رکن الدولہ) کی تخت نشینی

جب ۹۷۶ء میں حسن بویہ (رکن الدولہ) کا اصفہاں میں انتقال ہو گیا۔ تو اصفہاں کی حکومت کی مسند پر اس کا بیٹا۔ فناخسرو (عضدالدولہ) تخت نشین ہوا۔

فناخسرو (عضدالدولہ) کا بغداد کا قبضہ

چونکہ فناخسرو (عضدالدولہ) کا چچازاد بھائی۔ بختیار بویہ ہمیشہ لہو و لعب میں ڈوبا رہتا تھا۔ اور فرمانروائی کے معاملات سنبھالنے کی اس میں صلاحیت نہیں تھی۔ اس لئے فناخسرو (عضدالدولہ) ترکوں کو شکست دینے کے بعد بغداد پہنچا۔ بختیار بویہ کو گرفتار کر کے قتل کر دیا

فناخسرو (عضدالدولہ) کی وفات

فناخسرو (عضدالدولہ) عرصہ سے صرع[1] کے مرض میں مبتلا تھا۔ ۹۸۲ء سنہ
اُن کا انتقال ہوگیا۔ چونکہ بویہ خاندان کٹر شیعہ تھے لہٰذا میت کو بغداد سے
نجف لے کر حضرت علی کے جوار میں سپُردِ خاک کیا گیا۔ وفات کے وقت اُن کی
عمر سینتالیس سال ۴۷ تھی۔

ابوکالیجار مرزبان بویہ۔ صمصام الدولہ کی تخت نشینی

فناخسرو (عضدالدولہ) کی وفات کے بعد دیلمی اُمرانے اُس کے بیٹے
ابوکالیجار مرزبان (صمصام الدولہ) کو اس کا جانشین بنایا۔ خلیفہ طایع اللہ (سنہ ۹۷۴ تا
سنہ ۹۹۱ء) جو خاندان بنی عباس کا چوبیواں خلیفہ تھا۔ اُس کی تصدیق کر دی۔ خلیفہ
نے اُس کو اپنی جانب سے شمس الدولہ کا لقب عطا لیا۔ ابوکالیجار مرزبان
(صمصام الدولہ) کے کئی ایک بھائی تھے، جنکے نام یہ ہیں، ۱۔ ابوالحسین احمد، ۲۔ ابوطاہر
احمد شاہ ۳۔ شرف الدولہ، ۴، بہاء اللہ ، ان بھائیوں میں سے ابوالحسین احمد
ابوطاہر احمد شاہ ، ابوکالیجار مرزبان (صمصام الدولہ) کے حامی تھے۔ البتہ شرف
الدولہ اُس کا مخالف تھا۔ اس لئے اُس کی جانب سے اُس کو ہر وقت مخالفت کا
خطرہ رہتا تھا۔

---

[1] : مرگی کی بیماری :

صمصام الدولہ اور اس کے بھائی شرف الدولہ کے مابین مخالفت

ابو کالیجار مرزبان (صمصام الدولہ) تخت نشینی کے بعد اپنے بھائی ابوالحسین احمد اور ابوطاہر احمد شاہ دونوں کو فارس کا حاکم بنایا۔ لیکن ان سے بیشتر اس کے مخالف بھائی شرف الدولہ نے فارس پر قبضہ کرلیا۔ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا۔ تاج الملت کا لقب اختیار کیا۔

صمصام الدولہ کے سپہ سالار کی گرفتاری

جب شرف الدولہ نے فارس پر قبضہ کیا تو ابوکالیجار مرزبان (صمصام الدولہ) نے اپنے سپہ سالار ابوالحسن کو فوجیں دیکر۔ شرف الدولہ کے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ شرف الدولہ نے ابوالحسن کو جنگ میں شکست دے کر گرفتار کرلیا۔

صمصام الدولہ کی گرفتاری

۹۸۵ء میں شرف الدولہ آ ہواز اور ۹۸۶ء میں واسط پر قبضہ کر کے عراق کی سرحد تک پہنچ گیا۔ اس دوران ابوکالیجار مرزبان (صمصام الدولہ) کی فوج میں بغاوت ہوگئی۔ اس لئے اس نے بہ امر مجبوری شرف الدولہ کی اطاعت قبول کی شرف الدولہ نے اُسے گرفتار کر کے بغداد کی تولیت اپنے ہاتھ میں لی۔ ابوکالیجار مرزبان (صمصام الدولہ) کو بغداد سے دور ایک قلعہ میں منتقل کر کے اس کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروادیں۔

شرف الدولہ کی وفات

دو سال بعد ۹۸۹ء میں شرف الدولہ کا انتقال ہوا۔ اس کی میت کو بھی نجف اشرف لے جا کر دفن کر دیا گیا۔ فناخسرو (عضد الدولہ) کی اولاد میں کوئی اُس کے درجہ کو نہ پہنچ سکا۔ لیکن شرف الدولہ بڑا مدبر اور لائق آدمی تھا اپنے دور میں اچھے کام کئے۔ علمی مذاق رکھتا تھا۔

بہاء الدولہ کی جانشینی

شرف الدولہ کی وفات کے بعد اُس کا بھائی بہاؤ الدولہ (ابونصر) اُس کا جانشین بنا۔ خلیفہ طایع اللہ (۹۷۴ء تا ۹۹۱ء) نے اُسے خلعت دی۔ بہاالدولہ اور ضیاالدولہ کے القابات سے ملقب کیا۔

ابو علی بن شرف الدولہ کا قتل

ابو علی کو اپنے باپ شرف الدولہ کی وفات کی خبر دوراں سفر ملی۔ جب وہ عیال و اطفال کے ساتھ ارجان جا رہا تھا۔ اور شیراز پہنچا اور اپنے چچا بہا الدولہ کی مخالفت شروع کی۔ مگر اُسے کامیابی نہ ہوئی بہا والدولہ اُسے اپنے راستے کا کانٹا سمجھتا تھا۔ لہٰذا بہا الدولہ نے اُسے دھوکہ سے اپنے پاس بلایا۔ چند دنوں بعد قتل کر دیا۔

شجرہ خاندان بویہ دیلمی
ابو شجاع بویہ
۱
۲
۳
علی عماد الدولہ
بلوچوں سے پہلی جنگ اس نے کی
احمد۔ معز الدولہ
بلوچوں سے دوسری جنگ اور تیسری جنگ اس نے کی
بختیار عز الدولہ
حسن رکن الدولہ
فخر الدولہ
فنا خسرو عضد الدولہ
۱ ابو کالیجار مرزبان صمصام الدولہ
۲ ابو حسین احمد
۳ ابو طاہر احمد شام
۴ شرف الدولہ
۵ بہاؤ الدولہ
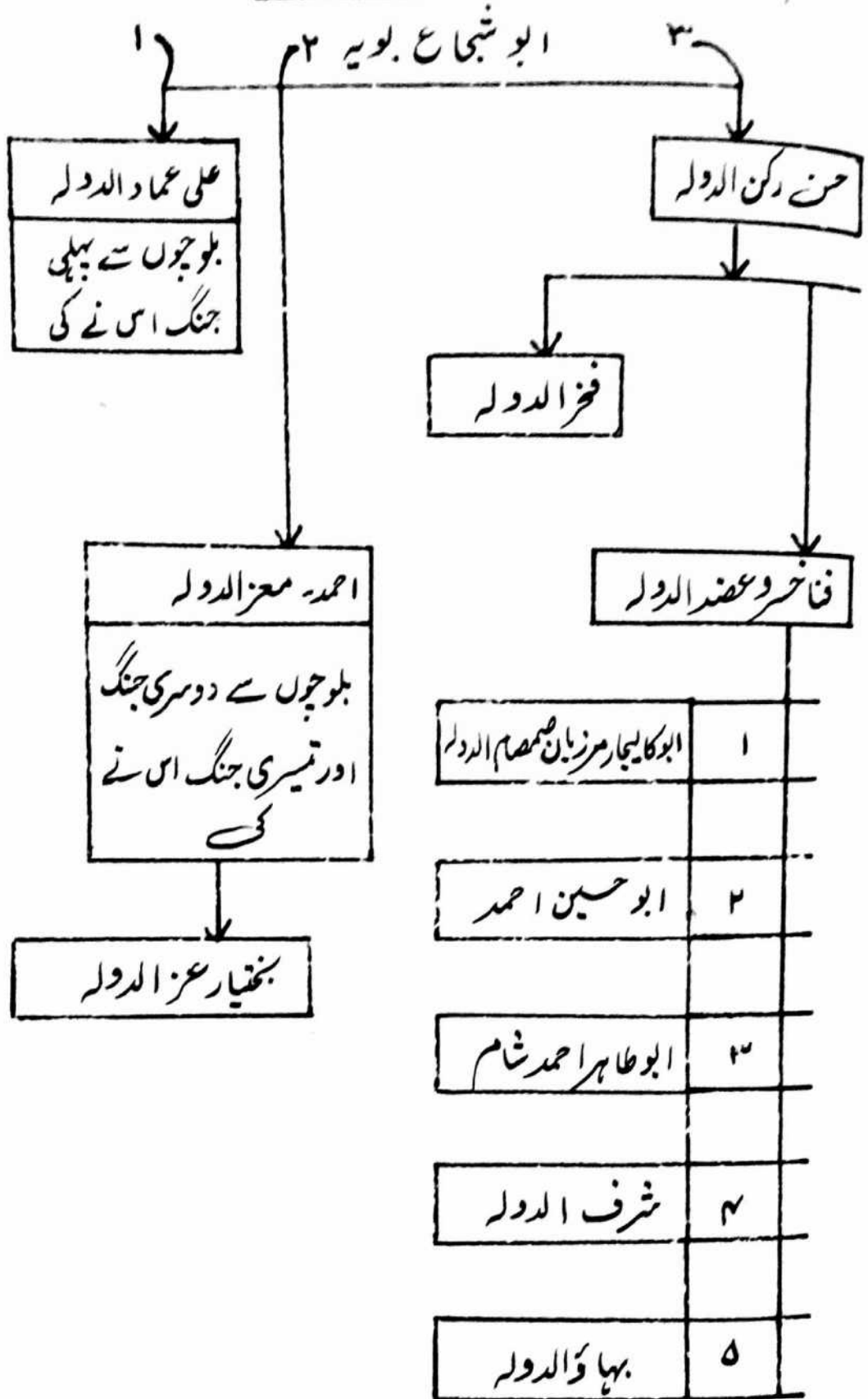
باب پانزدہم

رباط[1] دیزکچین کا واقعہ

بہ حوالہ تاریخی دستاویزات کتاب در بلوچ قوم اور اسکی تاریخ ،، کے مصنف مولانا نور احمد فریدی ۔ جس نے اس تاریخی واقعہ کا تذکرہ نہایت شرح اور لبط کے ساتھ اپنے اسی کتاب میں کیاہے ۔ دیزکچیں کرمان کی سرحد پہ مکران کے علاقے میں ایک شہر تھا ۔ جو بلوچوں کے علاقوں میں واقع تھا ۔ خراسان اور دیگر مشرقی صوبہ جات پر محمود غزنوی قبضہ کر چکا تھا ۔ اور ۹۹۸ء میں خلیفہ قادر باللہ (۹۹۱ء تا ۱۰۳۱ء) نے محمود کی حکومت تسلیم کرلی تھی ۔ اُس کو خراسان و دیگر مشرقی صوبہ جات کی حکومت کا پروانہ لوا ۔ اور خلعت ۔ یمین الدولہ ۔ اور امین الملت نیز دلی امیر المومنین کے القابات سے بھی نوازا تھا ۔ محمود نے پینتیس سال[۲۵] تک بڑے جاہ و جلال سے حکمرانی کی ۔ فتح وظفر ہمیشہ اُس کے ہم رکاب رہی ۔ کبھی

---

[1] ۔ کردی اور فارسی زبانوں میں قافلوں کی ٹھہرنے کی جگہ کو کہتے ہیں ۔ جسے آجکل کے اصطلاح میں کاروان سرائے کہتے ہیں ۔

کسی مہم میں ناکام نہیں ہوا۔ ترکستان سے لے کر شمال مغربی ہند تک نہایت طاقتور حکومت قائم کردی۔

چنانچہ اسی دور میں بلوچوں کے علاقے میں ایک قافلے کو بلوچوں نے لوٹا۔ جسکی تفصیلات اس طرح ہیں۔

قافلہ کو لوٹنے کی وجوہات

ہر دور خلافت اسلامی میں۔ اکراد بلوچ۔ اپنے تمام علاقوں۔ کرمان سیستان۔ توران[۱]۔ مکران کے نظم و نسق کے چلانے میں آزاد اور خود مختار رہے ہیں۔ ان کا ہر شعبہ زندگی میں ایک نظام رائج تھا۔ علاقے کے امن وامان کی ذمہ داری بھی اُن پر تھی۔ قافلوں کے گذرنے کے بارے میں دستور رائج تھا۔ کہ وہ سُنگ[۲] دیکر بلوچوں کی حفاظت میں اُن کے علاقے سے گذرتے تھے۔ چنانچہ اتفاق سے ایسا ہوا۔ کہ ایک قافلہ بلوچوں کے علاقہ میں پہنچا۔ اس قافلے کے ساتھ دس ہزار شاہی فوج کے جوان بھی تھے۔ قافلے والے فوج کو اپنے ساتھ دیکھ کر گھمنڈ میں آگئے۔ کہ بے ضابطگی پر اُتر آئے۔ کہ۔ بغیر سنگ اور بدرقعہ[۳] کا معاوضہ ادا کئے گذر جائیں۔ اور اُن کے ذہن میں یہ خیال آیا۔ کہ اتنی بڑی سلطانی فوج کو دیکھ کر۔ بلوچ گھبرا کر۔ سُنگ کی ادائیگی پر

---

۱ : مرکزی بلوچستان۔ سطح مرتفع قلات کا قدیم تاریخی نام جسے موجودہ دور میں۔ سراوان جھالاوان۔ بیلہ کے ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ ۲ : محصول تجارتی سامان
۳ : حفاظت سے قافلوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کی فیس

اصرار نہیں کریں گے مگر بلوچوں کی سرحدی افسروں نے شُنگ کی ادائیگی پر اصرار کیا۔ اور بلوچوں کے ضابطے کے مطابق جب کوئی قافلہ۔ ادائیگی۔ شُنگ ، بدرقہ سے انکار کرتا ہے۔ تو بلوچ اس کے ساتھ نبرد آزما ہوکر اُس کے مال و اسباب کو چھین لیتے تھے۔ بہرحال اس قافلے نے اپنی خودسری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بلوچی علاقے سے گذرکر۔ دیرگچین کے علاقے میں پڑاؤ ڈالا۔ جو بلوچی علاقہ تھا۔

بلوچی امراء کا ردِعمل

قافلہ والوں کی اس بے ضابطگی اور سرزوری کا ردعمل۔ بلوچ اُمرا پر یہ ہوا۔ کہ بلوچ اُمرا کی کونسل نے اتفاق رائے سے یہ فیصلہ کیا کہ سزا کے طور پر قافلہ والوں پر حملہ کرکے اُن کے تجارتی مال کو ضبط کیا بلوچوں کے رباط دیرگچین پر حملہ آور ہونے سے شاہی فوج کو شکست ہوئی قافلے کے تمام مال پر بلوچوں کا قبضہ ہوا۔ اس قافلے میں ایک بوڑھی عورت کا جوان بیٹا بھی سفر کررہا تھا۔ جو اپنے مال کو عراق لے جارہا تھا۔ اور جنگ کے دوران مارا گیا۔

بڑھیا کی فریاد محمود کے دربار میں

جب اس واقعے کی اطلاع بڑھیا کو ملی کہ جنگ میں اُس کا بیٹا مارا گیا۔ تو وہ کوسوں سفر طے کرکے۔ سلطان محمود کے دربار پہنچی۔ فریاد کی۔ محمود

نے اسے امداد دے کر رخصت کیا۔ اور اُسے یقین دلایا۔ کہ اسکا کا مال حاصل کر کے اُسے واپس کر دیا جائیگا۔ مقتول کے قتل کا بدلہ بلوچوں سے لیا جائیگا

واقعہ دیرِ گچین کا اصلی ماخذ

اس سے پیشتر۔ کہ ہم رباط دیرِ گچین کے واقعہ کے بعد۔ بلوچوں کے خلاف سلطان محمود کے انتقامی کاروائیوں کے تفصیلات بیان کریں۔ ہم رباط دیرِ گچین کے واقعہ کے ماخذ کتاب کے بارے میں اپنے قارئین گرامی کے دلچسپی اور مزید معلومات کے لئے کچھ بتائیں گے۔ اصل میں یہ قصہ کتاب سیاست نامہ میں مرقوم ہے۔

کتاب سیاست نامہ کا تعارف

خواجہ نظام الملک طوسی۔ جو سلجوق بادشاہ۔ الپ ارسلان اور اُس کے بیٹے۔ ملک شاہ کا وزیر اعظم تھا۔ اس نے یہ مایہ ناز کتاب تصنیف کی ہے۔ جس کی صدیوں پہلے لکھی ہوئی کتاب۔ آج بھی مشرق سے لے کر مغرب تک سیاست دانوں کے لئے مشعل راہ کا کام دے رہی ہے۔ یہ کتاب جہاں بانی اور جہاں بینی کا نادر مرقع ہے۔

خواجہ نظام الملک طوسی کا تاریخی پس منظر

خواجہ نظام الملک اپنے دور کے ایک جید عالم تھے۔ اور ملک طوس

کے رہنے والے تھے۔ جب ۱۰۵۹ء میں جعفر بیگ داؤد سلجوق خراسان کا
بادشاہ فوت ہوا۔ تو اس کا بیٹا الپ ارسلان اُس کا جانشین بنا۔ اس نے خراسان
کے علاوہ۔ عجم۔ عراق، خوارزم۔ طبرستان۔ کرمان۔ فارس۔ سیستان۔ توران
مکران پر بھی قبضہ کیا۔ تو اس دوران خواجہ نظام الملک۔ طوسی علوم معارف کا
بہت بڑا قدردان تھا۔ انہوں نے مدارس نظامیہ کا ایک سلسلہ قائم کیا تھا۔ اور ملک
میں علم و فضل کی نشر و اشاعت کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ خود بھی بڑے پائے
کے صاحب علم و دانش تھے۔ خواجہ نے کئی کتابیں فارسی میں لکھی ہیں۔ تواریخی
دستاویزات اُن کے تصنیفات تین بتاتی ہیں۔ - ۱۔ سفرنامہ،
۲۔ دستورالوزرا، - ۳۔ سیاست نامہ

۱۔ سفرنامہ :- انہوں نے جب طوس سے ماوراالنہر اور کابل تک
سفر کیا۔ اس کتاب میں اپنے سفر کے حالات بیان کئے ہیں۔ اس کتاب کا اب
تک نسخہ دستیاب نہیں ہو سکا ہے۔

۲۔ دستورالوزرا، اس کتاب کا دوسرا نام وصایائے نظام الملک بھی ہے
یہ ایک نصیحت نامہ ہے۔ جس میں خواجہ نے اپنے فرزند فخرالملک کو انداز جہاں
بانی اور آدابِ وزارت سکھائے ہیں۔ اور عہدہ کی خطرناک ذمہ داریوں
سے آگاہ بھی کیا ہے۔

۳۔ سیاست نامہ۔ اس کتاب کا دوسرا نام سیرالملوک ہے۔ ملک شاہ
سلجوق نے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ ترکوں کی بادشاہی اور طریقہ جہاں بانی پر ایک
مکمل کتاب لکھی جائے۔ متعدد درباریوں نے مسودات پیش کئے۔ لیکن خواجہ

نظام الملک کا یہ مسودہ ملک شاہ سلجوق کو پسند آیا۔

سیاست نامہ کی تفصیلات

کتاب سیاست نامہ ۔ خواجہ نظام الملک طوسی نے ۱۰۹۱ء میں لکھی ہے اسکی اکیاون ۵۱ فصلیں ہیں ۔ اور ہر فصل میں ایک جداگانہ مضمون بیان کیا گیا ہے ۔ لیکن ان ساری فصلوں میں جو مضمون قدر مشترک طور پر موجود ہے ۔ وہ یہ ہے کہ ایک وزیر کی ذمہ داریاں کیا ہیں ۔ اور بادشاہوں کا مزاج کیا ہوتا ہے ۔ اس کتاب کو مدت دراز سے بڑی اہمیت حاصل رہی ہے ۔ یہ سیاسات پر ایک بہترین کتاب ہے ۔ یہ عملی سیاست کو بتاتی ہے ۔ کتاب میں آیاتِ قرآنی ۔ احادیثِ نبویؐ اور بزرگانِ دین اور حکمرانانِ عالم کے مختلف قصوں سے احکام ۔ ہدایات اور نمونے دے کر باتوں کو سمجھایا گیا ہے ۔ کہ مطالعہ کرنے والوں کو بات سمجھنے میں کسی ابہام[1] و ایہام[2] سے کوئی واسطہ نہیں پڑتا۔ اس کتاب کی عظمت اور شان میں یہ ادنیٰ دلیل ہے ۔ کہ متحدہ ہندوستان میں انگریزی حکومت کے دوران یہ کتاب سول سروس کے کورس میں داخل رہی ہے یہ کتاب سیاست نامہ کی مختصر تفصیلات تھیں ۔ جو ہم نے اپنے قارئین گرامی کے دلچسپی اور معلومات کے لئے بیان کیا ۔ اب ہم اپنے اصل موضوع کی طرف

---

۱ ۔ گول مول بات کرنا ۔ صاف بیان نہ کرنا۔

۲ ۔ شک میں ڈالنا ۔ ایسی بات جو شک میں ڈالے ۔

رجوع کرتے ہیں۔ کہ دیرگچیں کے واقعہ کے بعد سلطان محمود نے بلوچوں کے خلاف کیا۔ انتقامی کاروائی کی۔

سلطان محمود کا خط بنام والی کرمان

سلطان محمود بہت سوچ و بچار کے بعد یہی مناسب سمجھا۔ کہ پہلے وہ والی کرمان سے رابطہ قائم کرکے انہیں اس بارے میں خط لکھیں۔ اور ہدایت دیں۔ کہ اکراد بلوچ کو سزا دے۔ چنانچہ انہوں نے ایک خط امیر کرمان ابوعلی الیاس کو لکھا۔

خط کا متن

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان دنوں بلوچوں نے رباط دیرگچین پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ تم اُن کو گرفتار کرو۔ اور ڈکیتی کا مال اُن سے برآمد کرلو اور بعد میں ان قزاقوں کو پھانسی دے دو۔ یا ان سب کو قید کرکے ہمارے پاس بہ مقام رے[1] بھیج دو۔ تاکہ ان کے حوصلے آئندہ کے لئے پست ہوجائیں۔ اور کرمان سے چل کر میرے ملک میں لوٹ مار نہ کریں۔ اگر تم نے میرے حکم کی تعمیل نہ کی تو یاد رکھو۔ کہ کرمان بہ نسبت سومناتھ زیادہ قریب ہے۔"

---

[1] : رے۔ اصفہان کا قدیم نام ہے

امیر کرمان ابو علی الیاس کا جوابی خط لکھنا

جب یہ خط امیر کرمان ابو علی الیاس کو ملا۔ وہ بہت گھبرا گئے۔ قاصد کے ہمراہ سلطان کے لئے قسم قسم کے قیمتی جواہرات اور سونے چاندی کی تھیلیاں ارسال کیں اور خط لکھا۔

امیر کرمان کے خط کا متن

"میں سلطان کا فرمانبردار ہوں مگر کرمان کی کیفیت اور میری حالت سلطان کو معلوم نہیں۔ میری طرف سے لٹیروں کو کسی قسم کا ایما نہیں ہے اور کرمان کی رعایا سنی المذہب ہے۔ کوچ و بلوچ کی پہاڑیاں کرمان سے علیحدہ ہیں اور ان کا راستہ بھی پہاڑوں اور دریاؤں کے سبب بہت دشوار گذار ہے۔ ان ڈاکوؤں سے میں بھی عاجز ہوں کیوں کہ یہ چور اور مفسد ہیں۔ اور ان کی وجہ سے چھ سو میل کا راستہ پُر خطر ہے وہ دن رات لوٹ مار کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ بڑا جتھہ ہے۔ میں ان کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس کی تدبیر سوائے سلطان کے اور کوئی نہیں کرسکتا۔ بہرحال میں فرمان بردار ہوں جو حکم ہوگا اس کی تعمیل ہوگی۔

سلطان محمود کے تدابیر

جب سلطان محمود کو ابو علی الیاس والی کرمان کا خط ملا۔ اس نے

خط پڑھ کر۔ سمجھ لیا۔ کہ امیر نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ سچ ہے اور اسی قاصد کے ساتھ امیر کرمان کے نام کچھ ہدایات لکھ کر روانہ کیا۔ کہ کرمان کی فوجیں سرحد پر جابجا پر پہنچ جائیں اور جس طرف کوچ و بلوچ رہتے ہیں۔ اسی جگہ پر قیام کریں۔ جس وقت ہمارا قاصد مع فلاں نشان کے تمہیں ملے اسی وقت کوچ کر دینا۔ بعد میں سلطان نے منا کرادی۔ دو کہ جو سوداگر یزد۔ اور کرمان کو جانا چاہتے ہیں۔ وہ تیاری کریں۔ میں اُن کے ہمراہ حفاظتی فوج روانہ کر دوں گا۔ اور یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ جس کا مال۔ کوچ و بلوچ غارت کریں گے اس کا تاوان شاہی خزانہ سے دیا جائیگا۔

قافلہ کے میر کاروان کو ہدایات

سلطان نے میر کاروان کو طلب کر کے فوج کا ایک دستہ بطور بدرقہ دیا اور فرمایا۔ کہ میں تمہارے پیچھے بہت بڑا لشکر روانہ کر رہا ہوں۔ اور یہ رہبر قبائل کی نشاندہی لو۔ جب تم اصفہان پہنچ جاؤ۔ تو وہاں سے اندازاً دس خروار اصفہانی سیب خریدو اور کسی تیز آلے سے ان سیبوں میں زہر بھر دینا پھر ان سیبوں کو خرجینوں میں اس طرح بند کرنا۔ کہ وہ دُور سے نظر آسکیں جب تم کوچ و بلوچ کے علاقے میں داخل ہو جاؤ۔ اور دیکھو کہ بلوچ حملہ کرنے آرہے ہیں۔ تو تم پیچھے بھاگ آنا اور اُن اونٹوں کو جن پر سیب لدے ہوئے ہیں۔ آگے بڑھا دو۔ فوج کوچ و بلوچ سے ڈیڑھ میل دور رہے جب وہ سیب کھانے لگیں گے تو تم ان پر لوٹ پڑو۔ اس طرح کچھ سیب

کہ کر مر جائیں گے۔ باقیوں کو فوج تباہ کر دیگی۔ یہ لو انگوٹھی اسے حاکم کرمان کے پاس بھیج دینا۔ وہ بھی فوج لے کر وہاں پہنچ جائیگا۔

سلطان کے تدابیر پر عمل

چنانچہ سلطان کی ہدایات کے مطابق اصفہان میں سیب خریدے گئے اُن میں زہر بھر دیا گیا۔ جب قافلہ وہاں سے کرمان پہنچا۔ ابھی ایک منزل باقی تھی۔ بلوچوں کو اطلاع ہوگئی۔ وہ متحد ہوکر دشمن کا انتظار کرتے رہے۔ ادھر امیر کاروان نے شتربانوں کو ھدایت کردی۔ کہ جب بلوچ تمہارے اونٹوں پر لپکیں۔ تو تم اونٹ چھوڑ کر پیچھے بھاگ آنا اتنے میں فوج حملہ کردے گی۔ پھر میر کاروان نے حاکم کرمان کو سلطان کی انگوٹھی۔ بھجوائی۔ وہاں سے فوج بھی آگئی۔ کوچ و بلوچ کا شدت سے محاصرہ کرلیا گیا۔ چنانچہ بلوچ سورما۔ سلطانی لشکر پر جھپٹ پڑے پروگرام کے تحت فوجی دستے نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ اور سیبوں کے لدے ہوئے اونٹوں کو آگے کردیا۔ بلوچ سرداروں نے جب دیکھا کہ اونٹوں پر سیب ہی سیب ہیں، دوسرا تجارتی مال ان میں شامل نہیں۔ انہیں شُبہ گذرا۔ اور انہوں نے اپنے لوگوں کو سیب کھانے سے منع کیا۔ جیسے کہ سلطان کو توقع تھی۔ اتنے لوگ سیب کھانے سے نہیں مرے۔ بلکہ سلطانی فوجوں سے مقابلہ کرتے ہوئے جان دی اتنے میں امیر کرمان ابوعلی الیاس لشکر جرار کے ساتھ، میدان کارزار میں آپڑا۔ عقب سے غزنوی فوجوں نے حملہ کیا۔ جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ ہزاروں بلوچ جانباز کٹ مرے۔ مولانا عبدالرزاق مصنف آل برامکہ لکھتے

ہیں ۔ اس جنگ میں دس ہزار بلوچ مارے گئے۔ اور بلوچوں کے علاقے سے جو مال ہاتھ آیا۔ وہ اکٹھا کر کے غزنی بھجوایا گیا۔ اس واقعہ کے یہ اقتباسات تھے ۔ جو ہم نے کتاب " بلوچ اور اُسکی تاریخ " سے نقل کئے ہیں

سیاست نامہ میں اس واقع کا تذکرہ ایسا ہے

سیاست نامہ کے دسویں باب میں " مخبریں کے فرائض انتظامی" کے عنوان کے تحت ۔ اس واقعے کا خواجہ نظام الملک طوسی اس طرح بیان کرتا ہے راشارات ۔ یعنی تمہید میں مصنف اپنے تحریر کا اس طرح آغاز کرتا ہے کہ بادشاہ کا فرض ہے کہ رعایا اور لشکر ۔ یعنی عوام اور فوج اور اُن تمام علاقوں کے متعلق جو پائے تخت سے دور ہوں یا قریب ، استفسار کرتا رہے ۔ معمولی ہوں یا اہم ۔ جس قسم کے بھی واقعات رونما ہوں ۔ ان سے واقفیت حاصل کرے اگر بادشاہ ایسا نہ کرے یا نہ کرنا چاہے ۔ یا نہ کر سکے تو یہ بڑی معیوب بات ہو گی ۔ اس تمہید کے بعد ۔ مصنف حکایت کے عنوان کے تحت ۔ دیر گچیں کے واقعہ کا تذکرہ یوں کرتا ہے ۔

حکایت

جس وقت سلطان محمود نے عراق کے علاقے پر قبضہ کیا تھا ۔ ایک عورت دیر گچیں کی سرائے میں ایک قافلہ کے ساتھ ٹھہری ہوئی تھی ۔ سلطان سے فریاد کی ۔ کہ چوروں نے اُس کا مال واسباب سب لوٹ لیا ہے ۔ اور یہ چور

کوچ اور بلوچ تھے۔ ان کا علاقہ کرمان سے ملا ہوا ہے۔ بادشاہ نے بڑھیا سے کہا۔ کہ میں اب ایسی صورت کرتا ہوں کہ تیرا مال تجھے واپس مل جائے۔ سلطان نے حکم دیا کہ شاہی خزانہ سے بڑھیا کو رقم دیدی جائے۔ اس کے بعد امیر کرمان ابو علی الیاس کو ایک خط لکھا۔

سلطان کی طرف سے امیر کرمان کے خط کا متن

میں نے عراق فتح کیا ہے۔ اس سے عراق پر حکومت کرنا میرا مقصود نہیں تھا میں تو مہمات ہندوستان میں مصروف تھا۔ مگر مجھے پے در پے اطلاعات موصول ہوتی رہیں۔ کہ عراق میں دیلمیوں نے بدامنی پھیلا رکھی ہے۔ اور اُن کی وجہ سے عراق کے حالات خراب ہو رہے ہیں۔ راستوں کو ان لوگوں نے غیر محفوظ کر دیا ہے۔ عورتوں اور بچوں کو اُٹھا کر لے جاتے ہیں جب تک چاہتے ہیں رکھتے ہیں۔ اور پھر چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ لوگ حضرت عائشہ کی عفت کے قائل نہیں ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک) اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم، کے صحابہ کرام کا احترام نہیں کرتے۔ یہی حال اس علاقے کا سرکاری عاملوں کا ہے۔ کہ سال میں دو تین بار حکومت کے طرف سے خراج وصول کر لیتے ہیں اور بے شمار دوسری من مانی کاروائیاں کرتی ہیں۔ مجد الدولہ نے اپنے کو شہنشاہ کہنا شروع کر دیا ہے۔ اس شخص کے گھر میں عورتیں بغیر نکاح کے داخل ہیں اُس کے علاوہ ملحدوں اور باطنیوں کا مذہب ہر جگہ رواج پا رہا ہے۔ جب ان حالات سے مجھے واقفیت ہوئی۔ تو میں نے ہندوستان میں

جہاد کی مہم کو ترک کر کے عراق کا رُخ کیا۔ غرض میں نے تھوڑے ہی عرصے میں عراق سے الحاد اور بے دینی کا قلع قمع کیا۔ یہ سب اللہ کا فضل ہے۔ کہ میں کامیاب ہوا۔ اللہ نے مجھے اسی غرض سے پیدا کیا ہے۔ کہ میں اہل فساد کو تباہ کروں مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ کوچ و بلوچ کے شر پسندوں نے دیر گچیں کی ایک کاروان سرائے کو لوٹ لیا ہے۔ اور مال و اسباب لے گئے ہیں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ تم اُنہیں گرفتار کر لو۔ اور اُن کا مال و اسباب واپس لوٹا دو۔ اور ان شر پسندوں کو سولی پر لٹکا دو۔ اور اس تمام واپس شدہ مال کے ساتھ۔ ان لوگوں کو قید کر کے شہر رے[۱] بھجوا دو۔ تا کہ کسی کو اس بات کی جرأت نہ ہو۔ کہ کرمان سے آ کر میرے قلمرو اور علاقہ میں قدم رکھیں۔ اگر تم نے اس پر عمل نہ کیا۔ تو یاد رکھنا۔ کرمان۔ سومنات سے زیادہ دور نہیں اگر میں سومنات پہنچ سکتا ہوں۔ تو کرمان پر بھی فوج کشی کر سکتا ہوں" جب ابو علی الیاس نے سلطان کے خط کے جواب میں کوچ و بلوچ کو سزا دینے سے اپنی بے بسی کا اظہار کیا۔ اور اُن کو جواباً خط لکھا۔ چنانچہ اُس خط کا متن کتاب "بلوچ قوم اور اُسکی تاریخ"۔ اور سیاست نامہ میں ایک جیسا ہے۔ لہٰذا اس کا یہاں دوبارہ دہرانا بے معنی اور وقت کا ضیاع ہو گا۔ آخیر میں سیاست نامہ کے مصنف بیان کرتا ہے کہ کوچ اور بلوچ کے خلاف۔ سلطان کی اس تادیبی کاروائی کے بعد کوئی پچاس سال کے عرصہ میں جو اس واقع کے بعد گزرے پھر کوچ و بلوچ نے کسی قسم کی ہنگامہ آرائی کر کے بدامنی نہ پھیلائی

---

[۱]: اصفہان کا قدیم نام (رے) تھا۔

اس واقعہ کے بعد سلطان محمود نے اپنے قلمرو میں ہر جگہ منجر اور جاسوس مقرر کئے۔ چنانچہ اگر کوئی کسی کے یہاں سے ایک مُرغ تک زبردستی لے جاتا۔ یا کسی کو بلا قصور قتل کر دیتا تھا۔ تو اس صورت میں بھی محمود کو اُس کی اطلاع مل جاتی۔ اور اُس کی تلافی کر دی جاتی۔ گویا قدیم زمانہ سے منجروں اور جاسوں کا نظام قائم چلا آرہا ہے۔

اکراد بلوچ توران و مکران

اس دور میں اکراد بلوچ توران اور مکران کی قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا یہ تھے۔ ۱۔ امیر رستم براخوئی ۲۔ امیر سراج زنگنہ ۳۔ امیر زیلان ادرگانی ۴۔ امیر ولیاں مالمی۔ ۵۔ امیر شیاب کرمانی۔ کوردگال نامک کے مُصنف دیر گچین کے واقعہ کے بارے میں کوئی تفصیل بیان نہیں کرتا ہے۔ بلکہ صرف یہ واقع بیان کرتا ہے۔ جیرفت کے علاقے میں۔ جبکہ سلطان محمود کا دور حکمرانی تھا۔ تجاروں کا ایک قافلہ محصول ادا کئے ہوئے بغیر بلوچوں کے علاقے سے گذرا۔ تو اُنکی اور اکراد بلوچ کی آپس میں شدید جنگ ہوئی۔ جس میں طرفین کے کافی آدمی مارے گئے۔ بعد میں سلطان نے اکراد بلوچوں پر غلبہ حاصل کرکے بلوچوں کے علاقوں سے قافلوں کے گذرنے کی اُجرت بدرقہ کے نرخ مقرر کئے۔ تاکہ بلوچ اپنے علاقوں سے قافلوں کو صحیح وسلامت کرمان کے علاقے میں۔ بعد وصولی اُجرت بدرقہ پہنچا دیا کریں۔ جیرفت[۱] بلوچوں کے علاقے

۱ = جیرفت ایرانی بلوچستان کا ایک اہم شہر ہے۔ اور وادی کا نام بھی جیرفت ہے

یں ایک اہم مرکزی شہر تھا۔ جو تمام تجارتی راستوں کے جنکشن پر واقع تھا۔ چونکہ یہ شہر چاروں طرف کے راستوں کے مقام اتصال پر واقع تھا۔ اسلئے تجارتی لحاظ سے اس کی اہمیت بہت زیادہ تھی۔

لفظ دِیرہ کجبین کی تشریح

لفظ دیرہ کجبین ، دو لفظوں کا مرکب ہے۔ دیرہ اور کجبین۔ قاری اس لفظ کو غلط پڑھتے ہیں اور تلفظ کرتے ہیں۔ اس لفظ کو (دیرہ کجبیں) پڑھتے ہیں اصل میں یہ لفظ (دیرہ کجبُیں) ہے کوردگالی[1] زبان کا لفظ ہے جسکے معنی ہیں "دو سالہ لیلوں کی پانی پلانے کی جگہ"۔ کوردگالی زبان میں (دیرہ) پانی کو کہتے ہیں۔ اور (کجبُیں) بکری کے اس لیلے کو کہتے ہیں۔ جس کی عمر دو سال کی ہو۔ چنانچہ معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ اس مقام پر کوئی چشمہ یا کنواں ہوگا۔ جہاں چرواہے اپنے ریوڑوں کو لاکر پانی پلاتے ہوں گے۔ ریوڑ بڑی عمر کی بکریوں کے بھی ہو سکتے ہیں۔ اور لیلوں (چھوٹے عمر کی بکری) یا (بکری کے بچے) کے بھی ہو سکتے ہیں۔ ممکن ہے (کجبُیں) کے نام کے مناسبت

---

[1] = اصل میں براہوئی زبان کا اصل نام کوردگالی یا کردگالی ہے۔ چونکہ بلوچوں کے براہوئی گروہ قبائیل کی اکثریت اسی زبان میں تکلم کرتی ہے۔ اس واسطے شمالی بلوچستان میں انہی کے نام کی مناسبت کی وجہ سے یہ زبان = بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

سے جگہ (دیر گجیں) کے نام سے موسوم ہوا ہو گا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:

براہوئی زبان کہلاتی ہے۔ ورنہ جنوبی بلوچستان میں اس وقت بھی یہ زبان کورد گالی یا کردی کہلاتی ہے۔

پیٹر ہرمٹ شہر کلرمول فرانس میں صلیبی جنگوں کے لئے عیسائی بھرتی کر رہا ہے

باب شانزدہم

صلیبی جنگوں کا آغاز

خلیفہ مستظہر باللہ (۱۰۹۴ء تا ۱۱۱۸ء) کے دورِ خلافت کا اہم واقعہ صلیبی جنگ کا آغاز ہے۔ جو اُس زمانے میں مشرق اور مغرب کا نہایت اہم واقعہ ہے۔ جس کا سلسلہ دو صدیوں تک قائم رہا۔ ساری دنیائے اسلام اس سے متاثر ہوئی۔ اور اس کا آغاز سلجوق بادشاہوں کی مخالفت سے ہوا۔ اور اس کے دفاع میں اُن کا بڑا حصّہ رہا ہے۔

مشرقی یورپ کی سرحدوں پر مُسلم حکومتیں

مشرقی یورپ کی سرحد پر مسلمانوں کی قوت روز افزوں ترقی پر تھی سلجوقیوں نے قیصر ارمانوس کو شکست دے کر خراج وصول کیا[1] تھا۔ طغرل بیگ

---

[1] اس حکومت کا بانی قتلمش بن اسرائیل تھا۔ اس خاندان نے ۱۰۶۳ء سے لے کر ۱۳۱۸ء تک حکومت کی۔ اس خاندان کے سترہ حکمران گذرے ہیں۔ ان کی حکومت کو عثمانی ترکوں نے ختم کیا۔

کے جانشین مغرب میں برابر اپنے فتوحات بڑھانے لگے۔ یہاں تک کہ تمام ایشیائے کوچک کو انہوں نے شہنشاہِ الیکزس کے ہاتھ سے نکال لیا سب سے زیادہ خطرہ مشرقی یورپ میں تھا۔ جہاں سلجوقی قسطنطنیہ کے قریب پہنچ گئے تھے۔ صلیبی جنگوں کی ایک سیاسی وجہ یہی سیاسی تبدیلی بھی تھی۔

مشرقی کلیسا اور مغربی کلیسا کا اتحاد

قیصر الیکزس نے سلجوق بادشاہوں کے لئے۔ یورپ کی حکومتوں سے مدد طلب کی۔ اور اس کے حصول کے لئے قسطنطنیہ کا مشرقی کلیسا۔ رُوم کے مغربی کلیسا کے سامنے جھکنے کو تیار ہوا۔

عیسائی زاہرین پر پابندیاں عاید کرنا۔

شام اور فلسطین کی سلجوق حکومتوں نے بیت المقدس کے مسیحی زاہرین کی بدعنوانیوں کی وجہ سے ان پر کچھ پابندیاں عائد کردیں کیونکہ یادریوں نے مجرموں کیلئے بیت المقدس کا زیارت کو سزا قرار دیا تھا۔ لہٰذا زاہرین میں زیادہ تر لوگ مجرموں کی ہوتی تھی۔ اور ہرسال اُن کی تعداد بڑھتی جارہی تھی۔ اور اُن کے عادات اور اطوار بتدریج اس قدر بگڑتی گئی۔ کہ سلجوق حاکم شام نے ان بدعنوانیوں کو روکنے کی کوشش کی۔ اور اصرار کیا۔ کہ بلا اجازت یہ عیسائی زاہرین۔ اسلامی ملک میں زیارت کے لئے نہ آئیں۔

—

فرانس کا راہب پیٹر کا ورود بیت المقدس میں

اتفاق سے اسی زمانے میں۔ فرانس کا راہب جسکا نام پیٹر تھا بیت المقدس کی زیارت کو آیا۔ وہ بیت المقدس کو مسلمانوں کے قبضہ میں دیکھ کر بہت رنجیدہ ہوا۔ اس بات سے اس کے جذبات اور بھی بھڑکے۔ کہ مدفن مسیح پر مسلمانوں کا قبضہ ہے۔ اور مسلم عیسائیوں پر برتری رکھتے ہیں اس نے بیت المقدس کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے چھڑانے کا مصمم ارادہ کیا۔ اس سلسلہ میں لبطریق سمعان نے پیٹر کو فرضی داستانیں سُنا کر اس کے جذبات کو اور زیادہ بھڑکایا۔

راہب پیٹر کی واپسی

بیت المقدس سے واپسی پر۔ پیٹر سیدھا روم پہنچکر۔ پوپ اربن دویم سے مل کر اُس سے حالات بیان کئے اور تمام یورپ کے حکمرانوں کے نام سفارشی خط پوپ سے لئے اور مقدس جہاد کی منادی کر دی

شہر کلرمونٹ میں عیسائیوں کا اجتماع

۱۰۹۵ء میں۔ فرانس کے شہر کلرمون میں عیسائی دنیا کے زعما جمع ہو گئے۔ پوپ نے اس مجمع کو مخاطب کر کے مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی۔ چنانچہ پوپ کی اس تقریب سے حاضرین میں ایک مجنونانہ جوش پیدا ہو گیا۔

عیسائی مجاہدین کے سماجی طبقے

عیسائی مجاہدین میں ایک گروہ ایسا تھا جنکو جنت ملنے کی خواہش تھی۔ دوسرا گروہ کاشتکاروں کا تھا۔ جو غلام تھے۔ آزادی حاصل کرنے کے لئے جہاد میں شامل ہو گئے تھے۔ تیسرا گروہ یورپین خاندانوں کے اولادِ اصغر تھے۔ جو حقِ وراثت سے محروم تھے۔ وہ اسی جہاد کے ذریعے مال و دولت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس قسم کے لوگ اس جہاد میں شامل ہو گئے۔ اور اس میں جوش و خروش پیدا ہوا۔

عیسائی مجاہدین کی روانگی

صلیبی مجاہدین کا یہ غیر منظم انبوہ۔ جس کی تعداد تیرہ لاکھ تھی۔ پیٹر راہب اور اس کے مفلس سردار گوتیر کی قیادت میں قسطنطنیہ روانہ ہوا۔ راستے میں جا بجا۔ ان مجاہدین کی آؤ بھگت ہوئی لیکن بلغاریہ والوں نے مفت سامان دینے سے انکار کر دیا۔ اس انکار پر عیسائی مجاہدین نے دیہاتوں کو لوٹنا اور ان کے باشندوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ بلغاریوں نے مجاہدین سے پورا بدلہ لیا۔ ان کے ہزاروں نفوس کو مار کر۔ دریا میں غرق کر دیئے۔ باقی جو کس طرح بچ گئے۔ قسطنطنیہ پہنچے ان سب نے قسطنطنیہ پہنچ کر قتل و غارت شروع کر دیا۔ قیصر الیکزیس نے مجبوراً ان کو باسفورس پار۔ ایشیائے کوچک روانہ کر دیا۔ قلیج ارسلان والی قونیہ نے انکی وحشت کا پورا انتقام لیا

ور جانوروں کی طرح ان کا قتل عام کیا۔ اور قریب قریب پوری فوج برباد ہوگئی۔

یورپی حکومتوں کی فوجوں کی روانگی

اس درمیان میں یورپ کی حکومتوں کی فوجیں بھی تیار ہوگئیں۔ یورپ کے فرمانرواؤں نے اپنے اعزہ اور امرا کی قیادت میں ان کو روانہ کیا۔ شمالی فرانس کے حکمران فلپ اول کے بھائی (ہیگو) شاہ انگلینڈ کے بھائی رابرٹ۔ جرمن حکمران کے عزیز گارڈ فری۔ جنوبی اٹلی اور سسلی کی بوئینڈ اس جتھے کی راہنمائی کر رہے تھے۔

یورپی حکومتوں کی افواج کے سماجی طبقے

یورپی حکومتوں کی افواج میں ذیل طبقے کے لوگ شامل تھے۔ پہلا وہ گروہ تھا۔ جو ادائیگی قرض سے بچنا چاہتے تھے۔ دوسرا گروہ اُن لوگوں کا تھا جو اپنے خاندانوں کی بے انصافیوں سے بھاگ آئے تھے۔ تیسرا گروہ مجرموں کا تھا۔ جو جہاد میں شامل ہوکر سزا سے بچنا چاہتے تھے۔ اس طرح عیسائی صلیبی جنگوں کا سلسلہ انہی لوگوں کے بل بوتے پر کوئی دو صدیوں تک جاری رہا۔

صلیبی جنگوں کے عالم اسلام پر اثرات

ان صلیبی جنگوں کا سلسلہ کوئی دو صدیوں تک جاری رہا۔ گو کہ مسلمان حکمرانوں نے، جو سلجوق خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اپنے طور پر اسلامی سلطنت کا دفاع کرتے رہے مگر انہوں نے اس جنگ میں سلطنت اسلامی میں ایک باقاعدہ پروپیگنڈہ۔ مشن اور جمع آوری لشکر کا کوئی طریقہ نہیں رائج کیا۔ جیسے کے عیسائیوں نے یورپ میں رائج کیا تھا۔ گو کہ یہ ایک اہم بین الاقوامی واقعہ تھا۔ ان مذہبی جنگوں کی خبریں تمام سلطنت اسلامی میں پھیل چکی تھیں۔ لہٰذا سلطنت اسلامی کے تمام خطوں میں حکمرانوں کی بجائے۔ خانقاہوں۔ زیارت گاہوں کے متولی اپنے طور سے اسلامی سلطنت کے دور دراز علاقوں میں سفر کر کے مسلمانوں کو اس جہاد میں حصہ لینے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ رضاکاروں کی ٹولیاں جمع کر کے اپنے اخراجات پر محاذ جنگ پر بھیجا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک ایرانی زاہد۔ علی بن کیخسرو۔ جو مشہد مقدس کا باشندہ تھا۔ اسلامی جذبے کے تحت ایران کے مختلف علاقوں میں دورہ کر کے مسلمانوں کو جہاد پر جانے کی تلقین شروع کی۔ وہ سیستان۔ توران مکران بھی آیا۔ اس دور میں اکراد بلوچ کی قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا یہ تھے۔ ۱۔ اَمیر عیسیٰ براخوئی ۲ اَمیر ریلی بیگ زنگنہ ۳ امیر حسن ادرگانی۔ ۴ اَمیر سنجر مالمی۔ ۵ امیر گراب کرمانی۔ دیگر مسلمان اُمراء کی طرح انہوں نے بھی اس زاہد کے ساتھ جانی مالی امداد کی ہوگی۔ یہ بہرحال کوردگال نامک کے

کے مصنف اس بارے میں مزید تفصیلات نہیں بتلاتا ہے۔

سلجوقی پایہ تخت کا محاصرہ

۱۰۹۷ء میں صلیبی جنگوں میں صلیبی فوجیں گاڈفری کی قیادت میں باسفورس کو عبور کر کے۔ ایشیائے کوچک میں اُتریں۔ اور سلجوقیوں کے پایہ تخت قونیہ کا محاصرہ کیا۔ قلیج ارسلان سلجوق نے بڑی شجاعت سے مدافعت کی دونوں کی قوت میں کوئی تناسب نہ تھا۔ آخر میں سلجوق حکمران کو شکست ہوئی۔
اس واقعہ سے صلیبی فوجوں کی ہمت بڑھ گئی ۱۰۹۹ء میں انہوں نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا۔ مسجد اقصیٰ کو صلیبیوں نے لوٹا۔

مسلمانوں کی حالت زار

بیت المقدس پر عیسائیوں کے قبضہ سے ساری دنیائے اسلام میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ شام۔ مصر دیار بکر۔ دیار ربیعہ موصل۔ کے مسلمانوں فرمان رواؤں سے جہاں تک ہو سکا۔ فرنگیوں کے مقابلہ کی کوشش کی۔ اور صلیبی جنگوں کا غیر مختتم سلسلہ شروع ہو گیا۔ ان لڑائیوں میں کبھی کبھی مسلمان فرمانروا بھی کامیاب ہوتے رہے۔ مگر صلیبیوں کو یورپ کی حکومتوں کی پشت پناہی حاصل تھی۔ اور وہاں سے امداد کا سلسلہ برابر جاری تھا۔ اس لئے چند برسوں کے اندر انہوں نے قریب قریب شام اور فلسطین پر قبضہ کیا۔ اور باقی اسلامی خطوں کا مسلمان فرمان رواؤں کے ہاتھ سے نکل

جانے کا خطرہ بھی پیدا ہو گیا۔

خلیفہ مستظہر باللہ کے دربار میں مسلمانوں کے وفود

چنانچہ یہ صورتحال دیکھ کر اہل حلب کا ایک وفد فریاد لے کر بغداد پہنچا اور خلیفہ کو صلیبی جنگوں کی صورت حال سے آگاہ کیا۔ اور وفد اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔

خلیفہ کی مسلم بچاؤ پالیسی پر عمل درآمد

جب خلیفہ مستظہر باللہ اس صورت حال سے باخبر ہوا۔ تو اُس نے خلافت بغداد کے زیر اثر تمام فرمان رواؤں کو اپنی اپنی فوجیں لے کر شام جانے کا حکم دیا۔ ان حکمرانوں کی افواج نے شام پہنچ کر صلیبیوں کے کئی مقبوضہ قلعے فتح کئے۔

سُلطان مُحمد سلجوق ۱۱۰۴ءتا ۱۱۱۷ء

سلطان محمد سلجوق کے دورِ حکمرانی میں سیستان۔ توران۔ مکران کے یہ تین والی یکے بعد دیگرے منصب ولایت پر آئے۔ اور گئے۔

۱۔ بہاالدولہ طاہر بن نصر ۲ خلف ابوالفضل ۳ امیر موید تاج الدین

ان والیاں کے حکمرانی میں صلیبی جنگوں کا سلسلہ جاری تھا۔ لہٰذا خلیفہ مستظہر باللہ (۱۰۹۴ء تا ۱۱۱۸ء) کے فرمان کے مطابق۔ یہ والیاں سیستان۔ توران

مکران ۔ مرکزی حکومت بغداد کی پالیسی کے مطابق ۔ سیستان ۔ توران ۔ مکران سے باقاعدہ رضاکار۔ صلیبی جنگوں میں بھیجتے رہے ۔ جن میں اکراد بلوچ سیستان ۔توران ۔ ومکران شامل تھے ۔

دُوسری صلیبی جنگ

خلیفہ مقتفی بامراللہ (۱۱۳۵ء تا ۱۱۶۰ء) کے دورِ خلافت میں دوسری صلیبی جنگ ہوئی ۔ موصل کے حکمران عمادالدین زنگی نے عیسائیوں کے مستحکم قلعہ اور اہم فوجی مرکز حِصنِ بارین کو فتح کیا اور عیسائیوں کا سب سے بڑا مرکز (رسا) کی حکومت کو بھی اپنے زیر نگین لایا۔ اس دور میں اکراد بلوچ توران ومکران کی قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا یہ تھے ۔ ا امیر سنگر براخوئی ۲ امیر میر بیگ زنگنہ ۔ ۳ امیر اشرف ادرگانی ۴۔ امیر ہویدا مالی ۔۵ امیر زید کرمانی ۔ انہی کے دور میں جب دوسری صلیبی جنگ ہوئی ۔ تو بہ حوالہ کورد گال نامک ۔ توران اور مکران سے اکراد بلوچ کی ایک بڑا گروہ مجاہدین کے امیر وشں دِل برادر ،امیر سنگر براخوئی ۔ امیر کیحاں برادر امیر۔ میر بیگ زنگنہ ۔ امیر رائیں برادر زادہ امیر اشرف ادرگانی ۔ امیر ضامن بھانجا۔ امیر ہویدا مالی ۔ امیر موودانک بھائی امیر زید کرمانی کی سرکردگی میں دوسری صلیبی جنگ میں حصہ لینے کے لئے موصل کے حکمران ۔ عمادالدین زنگی کے پاس پہنچے ۔

تیسری صلیبی جنگ

خلیفہ ناصرالدین اللہ (۱۱۷۹ء تا ۱۲۲۵ء) کے دورِ خلافت میں تیسری صلیبی جنگ کا سلسلہ شروع ہوا۔ مگر ہر جگہ عیسائیوں کو ناکامی ہوئی۔

سلطان صلاح الدین ایوبی کے کارنامے

سلطان صلاح الدین کا باپ۔ امیر نجم الدین امیر عماد الدین زنگی حکمران موصل کے پاس ملازم تھا۔ اسی ملازمت کے سلسلے میں صلاح الدین امیر موصل کے دربار میں۔ عہدہ سپہ سالاری پر فائز تھے۔ جب عماد الدین زنگی فوت ہوا۔ اور اُس کا بیٹا نورالدین زنگی مسندِ امارت موصل پر بیٹھا تو اسی دوران خلیفہ بغداد نے امیر صلاح الدین جو کرد بلوچ تھا۔ شام کا حکمران بنا دیا۔ چنانچہ سلطان صلاح الدین کرد بلوچ نے جب مسند حکمرانی شام پر جلوس کیا۔ تو تیسری صلیبی جنگ زوروں پر تھی۔ اور یورپ سے یورپی حکومتوں کی فوجیں دھڑا دھڑ آ رہی تھیں سلطان صلاح الدین کرد نے اپنی فوجوں کی ترتیب بندی اس طرح سے کی کہ انہیں ہر محاذ جنگ میں عیسائیوں کے مقابلے میں فتح و کامرانی حاصل ہوتی رہی۔ اور عیسائی فوجیں پے در پے کئی جنگوں میں شکست کھاتی رہیں۔ اور ۱۱۸۷ء میں بیت المقدس کا محاصرہ کر کے اسے فتح کیا۔ اس طرح یہ مقدس مقام دوبارہ مسلمانوں کے قبضے میں آگیا۔ اگرچہ بعد میں تمام عیسائی قوموں کے بادشاہ اس کوشش میں مصروف

ہوئے ۔ کہ بیت المقدس پر اپنا قبضہ جمالیں ۔ اور یروشلم کی مسیحی سلطنت جو مٹنے کی قریب تھی ۔ پھر سر سبز ہو جائے ۔ لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود یروشلم صلاح الدین کرد کے قبضے میں رہا ۔ تیسری صلیبی جنگ میں تمام مسیحی دنیا کی مجموعی طاقت مقابلہ کرنے آئی مگر صلاح الدین کرد کی قوت کو غیر مستحکم نہ کرسکی اکراد بلوچ توران ومکران کو اس بات پر انتہائی فخر ہے کہ سلطان صلاح الدین ۔ان کا ہم نسل تھا ۔ اس نے دنیائے اسلام کی صلیبی جنگوں میں ۔ عیسائیوں کو ہر محاذ پر شکست دے کر مسلمانوں کا لاج رکھا ۔ جسکی وجہ سے بین الاقوامی سیاست میں مسلمانوں کا بول بالا ہوا ۔

اکراد بلوچ توران ومکران

خلیفہ ناصر الدین اللہ (۱۱۷۹ء تا ۱۲۲۵ء) نے لمبے عرصے تک حکمرانی کی ۔ یعنی چھیالیس سال ۴۶ ۔ لہٰذا اُن کے ابتدائی دور کے اکراد بلوچ توران ومکران کی قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمراء یہ تھے ۔

۱ ۔ اَمیر یمان براخوئی ۲ ۔ اَمیر مَلک زنگنہ ۳ اَمیر گل بیگ ادرگانی ۔
۴ ۔ امیر خدران مالی ۵ امیر جان بیگ کرمانی ۔

اور اسی خلیفہ کے آخری دور کے اکراد بلوچ توران ومکران کی قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمراء یہ تھے ۔ امیر محمد براخوئی ۔ ۲ امیر دینار زنگنہ ، ۳ اَمیر اَسد ادرگانی ۴ ۔ اَمیر عمر مالی ۵ ۔ امیر الیان کرمانی ۔

باب ہفدہم

غوری خاندان کا تاریخی پس منظر

ہرات کے مشرقی کوہستان میں۔ غور ایک وسیع خطے کا نام ہے۔ محمود غزنوی (۹۹۸ء تا ۱۰۳۰ء) نے اس علاقے کو فتح کر کے۔ سلطنت غزنوی کا ایک صوبہ بنایا۔ اور غوریوں میں ایک کو اس علاقے کا صوبہ دار بنایا تھا بعد میں یہ صوبہ داری کا منصب اس خاندان میں نسلاً بعد نسلاً چلی آرہی تھی۔

یہاں تک کہ بہرام شاہ غزنوی (۱۱۵۲ء تا ۱۱۱۸ء) جو غزنوی خاندان کا بیسواں حکمران تھا۔ اُس کے دور تک غور کی صوبہ داری اسی خاندان میں۔ نسلاً بعد نسلاً چلی آرہی تھی۔ اور بہرام شاہ غزنوی کے دور میں اسی خاندان کا ایک فرد قطب الدین غوری صوبہ دار غور تھا۔

سلطان بہرام شاہ غزنوی کے ہاتھوں قطبُ الدین غوری کا قتل

بہرام شاہ کی حکمرانی کے دور میں کسی حکومتی مسئلہ پر بہرام شاہ اور قطبُ الدین غوری

کے درمیان اختلاف پیدا ہوا۔ نوبت لڑائی تک پہنچی۔ لڑائی میں قطب الدین غوری
مارا گیا۔ اُس کے بھائی سیف الدین غوری نے اپنے بھائی کے انتقام لینے کا مصمم
ارادہ کیا۔

سیف الدین کا غزنی پر حملہ

سیف الدین نے غزنہ پر حملہ کیا۔ بہرام شاہ غزنوی کو نکال کر خود
قابض ہو گیا۔ کچھ دنوں بعد بہرام شاہ نے فوجیں جمع کر کے۔ غزنی پر حملہ کیا
سیف الدین غوری گرفتار ہوا۔ جسے بہرام شاہ نے قتل کر دیا۔ اس کے تیسرے بھائی
علاالدین غوری نے دوبارہ غزنی پر حملہ کیا۔ جب اُس نے غزنہ فتح کیا۔ تو بہرام
شاہ جان بچا کر۔ ہندوستان بھاگ گیا۔ علاؤالدین نے۔ ایک ہفتہ تک غزنی میں
قتل عام کرا دیا۔ مکانوں کو آگ لگا دی۔ اس واسطے علاؤالدین۔ جہاں سوز کے
نام سے مشہور ہوا۔ جب اُس نے ۱۱۴۲ء میں غزنی فتح کی۔ تو اپنا ایک نائب
مقرر کر کے خود غور کے علاقے میں اپنے دارالخلافہ فیروز کوہ چلا گیا۔ عزالدین
حسین غوری کے سات بیٹے تھے۔

۱۔ قطب الدین محمد ۲۔ سیف الدین غوری ۳۔ علاؤالدین حسین ۴۔ بہاؤالدین
سام۔ ۵۔ شہاب الدین محمد ۶۔ شجاع الدین علی۔ ۷۔ فخرالدین مسعود۔
ان بھائیوں میں سے دو بھائی قطب الدین محمد۔ اور سیف الدین غوری
بہرام شاہ غزنوی کے ہاتھوں مارے گئے۔

اکراد بلوچ توران و مکران کے اُمرا

جب علاؤالدین غوری نے ۱۱۴۲ء میں غزنہ کے شہر کو فتح کیا۔ اور غزنوی حکمران بہرام شاہ غزنوی ہندوستان کی طرف بھاگ گیا۔ تو اس دور میں اکراد بلوچ توران و مکران کی قبائلی کونسل پنجگانہ کے یہ اُمراء تھے۔

۱۔ امیر سُلگر براخوئی ۲۔ امیر میر بیگ زنگنہ ۳۔ امیر اشرف ادرگانی۔
۴۔ امیر ہویدا مالی ۵۔ امیر زیاد کرمانی۔

سلطان سنجر سلجوق کا غزنی پر حملہ

۱۱۴۳ء میں سلطان سنجر سلجوق نے غور اور غزنی دونوں علاقوں کو فتح کرکے بہرام شاہ غزنوی کو اپنی طرف سے ان علاقوں کا والی مقرر کیا۔ اسی جنگ میں علاؤالدین جہاں سوز گرفتار ہوا۔ سلطان سنجر اُسے اپنے ساتھ لے گیا۔ چند دنوں بعد اُسنے علاؤالدین جہاں سوز کی قابلیتوں اور صلاحیتوں سے متاثر ہوکر۔ نہ صرف اُس رہا کر دیا۔ بلکہ اُسے غور کا حاکم بناکر۔ غور بھیجا۔

علاؤالدین جہاں سوز کا بادشاہ ہونا ۱۱۴۴ء تا ۱۱۵۶ء

غز ترکوں نے جب سلطان سنجر سلجوق کو قید کرلیا۔ تو علاؤالدین حسین جہاں سوز نے غزنی پر قبضہ کرلیا۔ اور ۱۱۴۰ء میں مستقل طور پر غور کا خود مختار بادشاہ ہوگیا۔ جو ۱۶ سال حکمرانی کرنے کے بعد ۱۱۵۶ء میں فوت ہوا۔

سیف الدین ثانی غوری کا بادشاہ ہونا ۱۱۵۶ء تا ۱۱۶۱ء

علاؤالدین جہاں سوز غوری کے بعد اُس کا بیٹا سیف الدین ثانی غوری ۔
تخت پر بیٹھا۔ ڈیڑھ سال حکومت کرنے کے بعد غز ترکوں کے ہاتھوں لڑائی
میں مارا گیا۔

غیاث الدین غوری کا بادشاہ ہونا ۱۱۶۱ء تا ۱۲۰۲ء

جب سیف الدین ثانی غوری غزوں کی لڑائی میں مارا گیا تو علاؤالدین جہاں سوز غوری کا بھتیجا شمس الدین
غوری ملقب بہ غیاث الدین غوری تخت نشین ہوا اور انکا بھائی شہاب الدین غوری بامیان

سے غور کے دارالخلافہ فیروزکوہ پہنچ گیا۔ دونوں بھائیوں میں بڑی محبت تھی
دونوں نے اپنی حکومت کو مستحکم بنایا۔ غیاث الدین غوری نے جب ۱۱۷۳ء
میں غزنی فتح کی۔ تو اپنے بھائی شہاب الدین کو غزنی کے تخت پر بٹھا کر اُسے
معزالدین کا لقب دیا۔ اس طرح دونوں بھائی علیحدہ ۔ علیحدہ مستقل فرمانروا
ہو گئے ۔ مگر اس کے باوجود شہاب الدین ملقب (بہ معزالدین) اپنے بھائی کا
ادب و احترام کرتا تھا۔

سلطان غیاث الدین غوری کا مکران فتح کرنا ۱۱۸۳ء میں ،

سلطان شمس الدین غوری ملقب بہ (غیاث الدین) غوری نے جب ۱۱۵۸ء
میں سلطنت غزنہ کا حکمران بنا۔ اور اُس نے اپنی حکومت کو جب استوار بنیا دوں

پر قائم کیا۔ تو اس نے مکران کے خارجی حکمران۔ حسین بن جارود بن یوسف بن ابوالعساکر حسین پر حملہ کر کے مکران کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر دیا۔ کیچ کی لڑائی میں خارجی امیر مکران۔ حسین بن جارود بن یوسف بن ابوالعساکر۔ میدان کارزار میں کام آیا۔ اور مکران کی حکومت پر سلطان شمس الدین غوری ملقب بہ غیاث الدین غوری قابض ہو کر۔ اپنے ایک امیر کو وہاں کا والی مقرر کیا۔

کیچ کی لڑائی

جب سلطان غیاث الدین غوری ۱۱۸۳ء میں مکران کے شہر کیچ پر حملہ آور ہوا۔ تو مکران کے خارجی امیر حسین بن جارود بن یوسف بن ابولعساکر حسین مع امرائے اکراد بلوچ مکران۔ امیر گل بیگ ادرگانی۔ امیر جان بیگ مالمی۔ امیر خدرانی کرمانی کے ساتھ میدان جنگ میں دشمن کے مقابلے کے لئے نکلے۔ ایک سخت لڑائی کے بعد امیر مکران حسین بن جارود بن یوسف بن الوالعساکر حسین خارجی اپنے بلوچ امرا۔ امیر جان بیگ مالمی اور امیر خدران کرمانی میدان جنگ میں کام آئے اور مکران پر سلطان غیاث الدین غوری کا قبضہ ہو گیا۔ اس لڑائی میں اکراد بلوچ مکران نے خوارج کے ساتھ جنگ میں بھرپور حصہ لیا۔ اور امیر گل بیگ ادرگانی زخمی حالت میں روپوش ہو گیا۔

سلطان غیاث الدین غوری کا فتح توران ۱۱۸۷ء میں

چار سال بعد۔ سلطان شمس الدین غوری ملقب بہ غیاث الدین غوری

توران کے خارجی حکمران صالح بن شبیب بن حبیب بن مسرح بن صالح پر حملہ آور ہوا۔ اور قزدار کے مقام پر لڑائی ہوئی۔ جہاں شبیب بن حبیب خارجی حکمران مردانہ وار اپنی حکومت کا دفاع کرتے ہوئے۔ میدان جنگ میں کام آیا۔ اور خطہ توران پر سلطان غیاث الدین کا قبضہ ہوگیا۔ سلطان کو ایک ساتھ توران اور مکران کے خوارج حکمرانوں پر حملہ کرنا چاہیئے تھا۔ مگر معلوم ایسا ہوتا ہے۔ کہ دیگر حکومتی مصروفیات کی وجہ سے انہوں نے پہلے مکران اور پھر چار سال بعد توران پر حملہ کر کے ان کے خوارج حکمرانوں کو شکست دے کر ان علاقوں کو اپنی قلمرو میں شامل کرلیا۔

کیکان کی لڑائی

سلطان غیاث الدین غوری نے جب ۱۱۸۷ء میں توران پر حملہ کیا۔ تو اُس نے پہلے کیکان[1] کے قلعے کا محاصرہ کیا۔ توران کے حکمرانوں صالح بن شبیب خارجی کے طرف سے اکراد بلوچ کے اُمراء ملک امیر زنگنہ اس قلعہ کا دفاع کر رہے تھے۔ محاصرہ پندرہ دن جاری رہا۔ اور اس کے بعد اکراد بلوچ کے اُمراء قلعہ سے نکل کر دشمن پر ہلہ بول دیا۔ اس جنگ میں امیر یمان براخوئی اور امیر ملک زنگنہ دونوں میدان کار زار میں کام آئے۔ کیکان کے قلعہ کی فتح کے بعد سلطان غیاث الدین قزدار پر حملہ آور ہوا۔ جہاں خارجی حکمران۔ صالح بن شبیب بن حبیب اپنے حکومت کے دارالخلافہ کا دفاع کر رہا تھا۔ ایک شدید لڑائی کے بعد صالح بن شبیب جنگ میں کام آیا۔ اور اس طرح توران کا خطہ مکمل طور پر سلطان

[1] ۔ موجودہ شہر قلات کا قدیم نام

غیاث الدین غوری کے زیرِ نگین آ گیا۔

سلطان غیاث الدین غوری کا انتقال

سلطان غیاث الدین غوری پینتالیس سال ۴۵ حکمرانی کرنے کے بعد ۱۲۰۲ء میں رحلت فرمایا۔

سُلطان شہاب الدین ملقب بہ معز الدین کا بادشاہ ہونا ۱۲۰۲ء تا ۱۲۰۵ء

جب سلطان غیاث الدین غوری ۱۲۰۲ء میں فوت ہوئے۔ تو غور کے دار الخلافہ فیروزہ کوہ میں اُس کا بھائی شہاب الدین غوری ملقب بہ معز الدین غوری بادشاہ ہوا۔ انہوں نے اپنی شہزادگی کے دوران اُچ اور ملتان کو فتح کیا تھا اور اپنے سپہ سالار علی کرمانخ کو ان علاقوں کا گورنر مقرر کیا تھا۔ اور پھر غزنی لوٹ آیا۔ بادشاہ ہونے کے بعد انہوں نے معز الدین کا لقب اختیار کیا۔

سلطان معز الدین کے آخری دس سال

قنوج کے فتح کے بعد۔ سلطان معز الدین نے برصغیر کو خیرباد کہا اس کے بقایا دس سال کی زندگی زیادہ تر وسطِ ایشیا میں گذری۔ اس کی وجہ غوریوں اور خوارزم شاہیوں کی آپس میں کشمکش تھی۔ ان کے درمیان کئی ایک لڑائیاں ہوئیں۔ زبردست لڑائی ہزار اسپ کے مقام پر ہوئی جہاں خوارزم شاہیوں نے غوریوں کو شکست فاش دی، معز الدین غوری نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست کی،

انکو بڑی تعداد میں ۔ ہاتھی ۔ گھوڑے اور دیگر جنگی سازوسامان فاتحین نے
اور
کو دینا پڑی۔

سلطان معزالدین کی سلطنت میں بغاوتیں اور ان کا قتل

خوارزم شاہیوں کی شکست نے سلطان معزالدین کی سلطنت کے وقار کی بنیادیں ہلا دیں ۔ سب سے زیادہ خطرناک بغاوت کھوکھروں کی تھی ۔ انہوں نے جودی کی پہاڑیوں میں لوٹ مار شروع کردی ۔ ملتان اور لاہور کو بھی تاراج کیا۔ چنانچہ ۱۲۰۵ء میں سلطان معزالدین غزنہ سے روانہ ہوا تاکہ کھوکھروں اور قبائیلی باغیوں کی سرکوبی کرے ۔ چنانچہ اسی دوران دریائے سندھ ۔ دمیک کے مقام پر ایک قرامطی فدائی نے اُس وقت سلطان کو قتل کیا ۔ جبکہ وہ نماز پڑھ رہا تھا۔

اکراد بلوچ توران و مکران

سلطان غیاث الدین غوری کے دور حکمرانی کے اکراد بلوچ کے اُمرا کا تذکرہ نہیں ہوا ہے لہٰذا پہلے ان کے دور کے امُرا کا تذکرہ کیا جائیگا۔ چونکہ سلطان نے موصوف نے کل اکتالیس سال حکمرانی کی ۔ لہٰذا اس طویل دور حکمرانی میں ۔ ان کے ابتدائی دور کے حکمرانی میں اکراد بلوچ توران و مکران کی قبائیلی کونسل بنجگانہ کے اُمرا یہ تھے ۔ ۱۔ امیر شاہ بیگ براخوئی ۔ ۲۔ اُمیر بہمن زنگنہ ۳۔ امیر شاہ کان اورگانی ۴۔ امیر نوذر ماملی، ۵۔ امیر گورکوپ کرمانی تھے ۔

اور اُن کے آخری دورِ حکمرانی میں اکراد بلوچ توران و مکران کی قبائیلی کونسل

پنجگانہ کے اُمرا یہ تھے۔ ۱۔ امیر ہمیان براخوئی ۲۔ امیر ملک زنگنہ ۳۔ امیر گل بیگ اورگانی ۴۔ امیر جان بیگ مالی ۵۔ امیر خدران کرمانی۔ یہ امرائے اکراد بلوچ توران اور مکران سلطان غیاث الدین غوری کے فتح توران اور مکران کے دوران جنگوں میں کام آئے۔

سُلطان شہاب الدین ملقب بہ معز الدین کے دور کے اکراد بلوچ کے اُمرا۔

سلطان شہاب الدین ملقب بہ معز الدین غوری کے دور کے اُمرائے اکراد بلوچ توران اور مکران یہ تھے۔ ۱۔ امیر محمد براخوئی ۲۔ امیر ملک زنگنہ ۳۔ امیر اسد اورگانی۔ ۴۔ امیر عمر مالی۔ ۵۔ امیر الیان کرمانی

غوری دور کے اہم سیاسی واقعات

غوری دور کے اہم واقعات میں سے ایک واقع خطہ توران اور مکران کے خوارج خاندان کے حکمرانوں کا خاتمہ ہے۔ جن کے ساتھ غزنوی حکمرانوں نے اپنے دورِ حکومت میں سمجھوتہ کیا تھا۔ اور اُن سے باقاعدہ سالانہ خراج لیکر ان کے حکومتوں کو تحفظ دیا تھا۔ اور یہ خوارج خاندان کے حکمران باقاعدگی سے اپنے حکومت کے نظام کو چلا رہے تھے۔ سلطان غیاث الدین غوری نے جیسے ملتان کے قرامطی حکمرانی کو ختم کیا۔ اسی طرح توران اور مکران میں خارجیوں کی بادشاہت کو بھی نیست و نابود کر دیا۔ وہ شاید کٹر سنی تھے۔ کہ دیگر فرقوں کی حکمرانی کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

غوری دور میں دوسرا اہم واقعہ۔ سلطنت ہندوستان کے مرکزی شہر اور دارالخلافہ دہلی میں اسلامی حکومت کا قیام ہے۔ جب سلطان شہاب الدین ملقب بہ معزالدین غوری۔ دمیک کے مقام پر ایک قرامطی فدائی کے ہاتھوں مارا گیا۔ تو اس کی شہادت کی بعد اُس کے تین نائب۔ جو اعلیٰ تربیت پا چکے تھے۔ ۱ قطب الدین ایبک، ۲ تاج الدین یلدوز ۳ ناصر الدین قباچہ، زندہ تھے۔ معزالدین غوری کی جانشین سلطان محمد غوری جو اُس کا بھتیجا تھا۔ ایک فرمان کی رُو سے ہندوستان میں دہلی کی حکومت قطب الدین ایبک کو مستقلاً سپرد کردی۔ اسی طرح ہندوستان میں پہلی بار اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی گئی۔ اور سلطان قطب الدین ایبک ۱۲۰۷ء میں دہلی میں اسلامی سلطنت کے تخت پر جلوس کیا۔ خاندان غلامان کے نام سے ان کا حکمران خاندان مشہور ہوا۔ اور خاندان غلامان نے کئی پُشتوں تک حکومت کی۔ اور ان کے زوال کے بعد۔ یک بعد دیگرے ہندوستان کی سلطنت پر مسلمان خاندان حکمرانی کرتے رہے۔ یہ حکمرانی مسلمان خاندانوں میں منتقل ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ جب ۱۸۵۷ء کے جنگِ آزادی کے بعد ہندوستان کی حکومت انگریزوں نے مغل خاندان کے مسلمان بادشاہوں سے چھین لی۔

سُلطان محمود غوری کا بادشاہ ہونا

جب شہاب الدین ملقب بہ معزالدین غوری شہید ہوا۔ تو اُس کا بھتیجا سلطان محمود۔ غور کے دارالخلافہ فیروزکوہ

میں تخت نشین ہوا۔ اس نے ۱۲۰۷ء میں ایک فرمان روانہ کر کے قطب الدین ایبک کو ہندوستان میں دہلی کی حکومت مستقلاً سپرد کی۔ انہی کے دور حکمرانی میں غوریوں پر خوارزمی حکمران غالب آ گئے اور غوریوں کی حکمرانی کا سلسلہ انجام کو پہنچا۔

شجرہ حکمرانانِ خاندانِ غوری
عزیز الدین حسین غوری
۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷
قطب الدین محمد
بہرام شاہ غزنوی حکمران نے قتل کیا
سیف الدین شوری
بہرام شاہ غزنوی حکمران سے لڑتا ہوا مارا گیا
علاؤ الدین حسین جہاں سوز
غزنی فتح کیا
سنہ ۱۱۴۴ء تا سنہ ۱۱۵۶ء
سیف الدین ثانی غوری
غزوں سے لڑتا ہوا مارا گیا
سنہ ۱۱۵۶ء تا سنہ ۱۱۶۱ء
بہا الدین سام کی اولاد ہے
شہاب الدین محمد
شجاع الدین علی
فخر الدین مسعود
شمس الدین غوری ملقب بہ غیاث الدین
سنہ ۱۱۶۱ء تا سنہ ۱۲۰۲ء
سلطان محمود غوری سنہ ۱۲۱۲ء
شہاب الدین غوری ملقب معز الدین غوری
سنہ ۱۲۰۲ء تا سنہ ۱۲۱۲ء
قطب الدین ایبک کو دہلی ہندوستان کی حکومت سپرد کردی
نوٹ: سنہ ۱۲۱۲ء میں خوارزم شاہ حکمرانوں نے غزنہ اور غور پر قبضہ کیا۔

سلجوقیوں کا تاریخی پس منظر

غزنویوں کے زوال کے بعد غوری خاندان کے سلطان عروج پر آئے۔ اور غزنوی خاندان کا خاتمہ غوریوں کے ہاتھوں ہوا۔ ان دونوں خاندانوں کا سیاسی تعلق۔ ایران۔ عراق کے علاوہ ہندوستان۔ افغانستان۔ اور بلوچستان سے بھی قائم رہا ہے۔ ان کے بعد سلجوق ترکوں کا ظہور خلیفہ قائم بامراللہ (۱۰۳۱ء تا ۱۰۷۵ء) کے دورِ خلافت میں ہوا۔ اس خاندان کے حکمرانوں نے دنیا میں بڑا نام پیدا کیا۔ اور اسلامی سلطنت میں کئی ایک علاقوں میں اپنے خاندانی حکمرانیاں قائم کیں۔ ان کا سیاسی عمل دخل ایران۔ عراق۔ اُردن فلسطین۔ کرمان۔ شام۔ ایشیائے کوچک کے علاقوں میں رہا ہے، سلجوقیوں کے مرکزی خاندان نے خراسان پر قبضہ کر کے سارے ایران پر حکومت کی۔ پھر سلجوق خاندان شاخوں میں بٹ کر۔ ایشیائے کوچک۔ عراق۔ کردستان۔ کرمان اور شام میں اپنی مستقل حکومتیں قائم کیں بہرحال ان کا سیاسی رابطہ ہندوستان میں قائم نہ ہوسکا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ وہ اس قدر اپنے سیاسی مسائل میں الجھے ہوئے تھے۔ کہ ہندوستان میں ان کو سیاسی روابط قائم کرنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ بہرحال قارئین گرامی کے معلومات کیلئے سلجوقیوں کا مختصر تاریخی پس منظر بیان کرنا ضروری ہے۔

سلجوقیوں کا ظہور

درحقیقت سلجوقیوں کا ظہور خلیفہ قادر باللہ کے دور (۹۹۱ء تا ۱۰۳۰ء) میں ہوا۔

تھا۔ مگر اس وقت انکی حیثیت۔ خانہ بدوش قبائل کی سی تھی۔

تاہم قائم بامراللہ۔ (۱۰۳۰ء۔ ۱۰۷۴ء) کے دورِ خلافت میں ان کی حیثیت ایک منظم طاقت کی ہوگئی۔ انہوں نے ایک عظیم الشان حکومت کی بنیاد رکھی۔ جس نے آگے چل کر۔ بغداد میں دیالمہ کی جگہ لے لی۔ سلجوق نسلاً ترک تھے۔ ان کا آبائی وطن ترکستان اور چین کا درمیانی علاقہ تھا۔ سلجوق قبائل کی تعداد ہزاروں نفوس پر مشتمل تھی۔

ترکستان کا غیر مسلم حکمران

بیغو ترکستان کا غیر مسلم حکمران تھا۔ وہ دقاق کو بہت مانتا تھا۔ دقاق کو امیر بیغو اپنے فوجوں کا سپاہی۔ یعنی سپہ سالار مقرر کیا۔ اسی دوران دقاق کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام سلجوق رکھا گیا۔

سلجوق کا ترک وطن

سلجوق جب بڑا ہوا۔ تو اُس نے اتنا اثر پیدا کیا۔ کہ سارے ترک اس کے مطیع ہو گئے۔ فرمان روا۔ بیغو کی ملکہ کو خطرہ پیدا ہوا۔ اس نے اپنے شوہر کو سلجوق کے قتل پر آمادہ کیا۔ ملکہ کی مخالفت کو دیکھ کر۔ سلجوق نے اپنے زیر اثر قبائل کو لے کر ترکستان سے ترک وطن کیا۔ اور اسلامی قلمرو میں چلا آیا۔ جہاں ماورا النہر کے علاقہ جُند میں قیام پذیر ہوا۔

سلجوق کا مسلمان ہونا

سلجوق ترک وطن کے بعد اپنے تمام زیر اثر قبائل کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

سلجوق کا ماورا النہر کے سرحدی علاقوں پر قبضہ

سلجوق نے ماورالنہر کے اِن تمام سرحدی علاقوں پر۔ جن میں مُسلمان رہتے تھے۔ اور ترکستان کے اُمیر بیغو کو خراج دیتے تھے۔ قبضہ کرلیا۔ اور اپنی حکومت قائم کرلی۔

سلجوق کی اولاد

سلجوق کے چار بیٹے تھے۔ ۱۔ اسرائیل ۲۔ میکائیل ۳۔ یونس ،۴۔ موسیٰ ، ان سب اولادوں سے نسل چلی۔ میکائل کی اولاد بہت پھولی پھلی اور بڑی عظمت و ناموری حاصل کی۔ ان میں بڑے بڑے نامور سلاطین پیدا ہوئے ایران اور عراق کے فرمان روا۔ اس کی نسل سے تھے۔ ۔ اسرائیل یا ارسلان کی اولاد نے بھی ترقی کی۔ انہوں نے ایشیائے کوچک میں اپنی حکومتیں قائم کیں۔ ترکان عثمان انہی کے اولاد سے تھے۔ یونس اور موسیٰ کی اولاد نے تاریخ میں اپنی کوئی یادگار نہیں چھوڑی۔

ارسلان کا بخارا کے قرب و جوار میں قیام

ارسلان اپنے قبائل کے ساتھ بخارا کے قریب مقیم ہوا۔ اور ایلک خان اور غزنوی حکومت کی سرحدوں پر تاخت شروع کردی۔

ارسلان کا گرفتار ہونا

چنانچہ ارسلان کی تاخت و تاز کی وجہ سے۔ ایلک خانی حکمران اور محمود غزنوی اُس کے خلاف ہو گئے۔ محمود نے ارسلان کو عہد نامہ کرنے کے بہانہ بلایا احترام سے رکھا۔ چند دنوں بعد قید کرکے ہندوستان بھیج دیا۔ ارسلان محمود کے قید میں ہی رہا اور وہیں ہندوستان میں فوت ہوا۔ پھر محمود نے ارسلان کی موت کے بعد سلجوقیوں کو خراسان کی حدود میں قیام کی اجازت دیدی۔ اسلئے سلجوق اُس کے زندگی میں خاموش رہے۔ غزنوی حکومت سے اُنکی کوئی آویزش نہیں ہوئی۔

میکائل کا احوال

میکائل نے غیر مسلم ترکوں کے مقابلہ میں شہادت پائی۔ اُس کے تین بیٹے تھے۔ ۱ طغرل بک محمد ۲۔ جغری بک داؤد، ۳ بیغو۔ باپ کی موت کے بعد یہ تینوں بھائی جُند سے نور بخارا منتقل ہوئے۔

علی تگین امیر بخارا کا ردعمل

امیر بخارا۔ ان سلجوق ترکوں کی قربت کو ناپسند کرتا تھا۔ ان کے درپے ہوگیا۔ لہٰذا یہ تینوں بھائی۔ نور بخارا۔ بغرا خان کی حدود سلطنت میں چلے گئے۔

بغرا خان کا ردعمل

بغرا خان نے بھی۔ ان کو اپنے قلمرو میں ٹکنے نہیں دیا۔ طغرل بک محمد کو گرفتار کر کے داؤد کو بھی پکڑنے کی کوشش کی۔ لیکن سلجوقیوں نے اُسے شکست دیکر۔ طغرل بک محمد کو چھڑا لیا اور جُند واپس چلے گئے۔

علی تگین امیر بخارا کی حکمت عملی

علی تگین امیر بخارا نے بجائے لڑنے کی طغرل بک محمد کے چچازاد بھائی یوسف بن موسیٰ کو توڑنے کی کوشش اُسے بخارا بلا کر بخاری ترکوں کا سردار بنایا اور ینانج بیغو کا لقب دیا۔ جاگیر عطا کی۔ لیکن یوسف اُس کے پھندے میں نہیں آیا۔ اس لئے علی تگین نے اُسے قتل کیا۔ لڑائی ہوئی۔ سلجوقیوں کو علی تگین نے جُند بخارا سے منتشر کر دیا

فرماں روائے خوارزم کی دعوت

ہارون بن (نون تاش)۔ حکمران خوارزم نے سلجوقیوں کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی ۱۰۳۴ء میں یہ خوارزم جاکر مقیم ہوئے۔ کچھ دنوں بعد ہارون نے غداری کی۔ اور سلجوقیوں کو قتل اور قید کیا۔ سلجوق

مرو چلے گئے۔

سلطان مسعود غزنوی سے درخواست

سلطان مسعود غزنوی کے دور حکمرانی میں سلجوقیوں نے اُس کے دامن حمایت میں پناہ لینی چاہی۔ اُس کے پاس کہلا بھیجا۔ کہ خراسان میں قیام کی اجازت دی جائے۔ یہ لوگ ہمیشہ اُس کے دشمنوں کے مقابلہ میں سینہ سپر رہیں گے مگر مسعود نے ان کو خراسان سے نکلنے کے لئے فوج بھیج دی۔ لڑائی ہوئی سلجوقیوں نے غزنوی فوج کو شکست فاش دی۔ اس شکست سے غزنوی فوجوں پر سلجوقیوں کی اتنی ہیبت طاری ہوگئی کہ دوبارہ مسعود نے اُن پر فوج کشی کی ہمت نہ کی۔

سلجوقیوں کا خراسان پر قبضہ

سلجوقیوں کو قابو میں لانے کے لئے مسعود نے تینوں بھائیوں ۱۔ طغرل بک محمد ۲۔ جغری بک داؤد، ۳۔ بیغو کو خلعتیں بھیجیں۔ دھستان نسا۔ اور فراوہ کے علاقے پیش کئے۔ مگر انہوں نے سلطان کے خلعت کو قبول نہ کیا۔ دونوں فریقوں میں پھر سے مخالفت ہوگئی۔ مسعود نے سباشی حاجب کو تیس ہزار فوج کے ساتھ خراسان روانہ کیا۔ وہ مرو پہنچا۔ جہاں سلجوق رہتے تھے۔ وہ جنگ کے لئے تیار نہ تھے۔ شباشی حاجب نے ان کو شکست دی پھر والی جوزجان نے سلجوقیوں پر حملہ کیا جغری بک داؤد نے اُس کو شکست دی۔

اور قتل کر دیا اس واقعہ سے ساشی حاجب پر خوف طاری ہوا ہمت پست ہو گئی وہ جنگ کو ٹالتا رہا حتیٰ کہ اسکا سامان رسد ختم ہو گیا ۱۰۳۶ء میں جفری بک داؤد نے اسے شکست دیکر خراسان پر قبضہ کر لیا اور اپنے نام خطبہ جاری کر دیا اور یہاں کے سابق انتظامات کو بدستور قائم رکھا۔

سجلوقیوں اور غزنویوں کی فیصلہ کن جنگ

جب مسعود کو غزنوی فوج کی شکست کی اطلاع ملی وہ خراسان پہنچا سلجوقیوں نے کھل کر مقابلہ کرنے کی بجائے جگہ جگہ تھکانے کا طریقہ جنگ اختیار کیا جس کی وجہ سے غزنوی فوج گھبرا گئی آخر کار غزنوی فوجوں کو ہر جگہ پسپا ہونا پڑا مسعود مجبور ہو کر لوٹ آیا اس معرکہ نے غزنوی اور سلجوقی کشمکش کا قطعی فیصلہ کر دیا اور سلجوقیوں نے مستقل طور پر خراسان پر قبضہ کی وجہ سے سیستان توران و مکران کے علاقے ان کی سیاسی سیادت میں آگئے۔

اکراد بلوچ توران و مکران کے اُمرا

جب سلجوقیوں نے مستقل طور پر خراسان پر قبضہ کیا تو اس دور میں خطہ توران و مکران کی قبائلی کونسل پنجگانہ اکراد بلوچ کے یہ اُمرا تھے۔ ۱۔ امیر مالک براخوئی ۲۔ امیر حارث زنگنہ ۳۔ امیر غالب ادرگانی ۴۔ امیر تفان مالی ۵۔ امیر براک کرمانی

سلجوقیوں کا ہر طرف پھیلنا

خراسان پر قبضہ کے بعد سلجوقی ملک گیری کے لئے مختلف علاقوں میں پھیل گئے۔ انہوں نے ہرات، بلخ، جرجان، طبرستان خوارزم قزوین فتح کیا۔ والی اصفہان والی ہمدان نے

۔ والی کرمان شاہ کو مطیع بنایا۔ دینور۔ عراق عجم کردستان فتح کئے۔

خلافتِ بغداد سے سلجوقی حکومت کی تصدیق

سلجوقی حکومت کا رقبہ خراسان سے لے کر ایران۔ عراق۔ تک پھیل چکا تھا۔ لیکن اب تک خلافت بغداد نے اُس کی تصدیق نہیں کی تھی۔ چنانچہ ۱۰۵۱ء میں طغرل بک محمد نے خلیفہ قائم بامراللہ (۱۰۳۱ء تا ۱۰۷۴ء) سے فرمان حکومت کی استدعا کی۔ خلیفہ قائم بامراللہ نے فرمان حکومت عطا کیا۔ رکنُ الدولہ کے لقب سے سرفراز کیا۔ طغرل بک محمد کو بغداد آنے کی دعوت دی۔ اس طرح خلافت بغداد کی طرف سے خاندان سلجوق کی حکمرانی کو آشیرباد حاصل ہو گئی۔ اور اُنکی سیاسی تعلقات۔ خلافت بغداد کے ساتھ منسلک ہو گئے

۱۔ سلجوق خاندان کے بادشاہ (طغرل بک محمد (۱۰۳۷ء تا ۱۰۶۳ء)

سلجوق خاندان کا پہلا حکمران۔ طغرل بک محمد ہے۔ جس نے ۱۰۳۷ء سے لیکر ۱۰۶۳ء تک حکمرانی کی۔ اسی سلجوق حکمران نے۔ سلجوقی حکومت کی تصدیق نامہ خلیفہ بغداد سے حاصل کی۔ تاکہ اسکی حکومت مستند مانا جائے۔

۲۔ الپ ارسلان سلجوق، ۱۰۶۳ء تا ۱۰۷۲ء

سلجوق خاندان کا دوسرا بادشاہ۔ الپ ارسلان تھا۔ جس نے ۱۰۶۳ء سے لے کر ۱۰۷۳ء تک حکمرانی کی۔ اس نے خلیفہ قائم بامراللہ (۱۰۳۱ء تا ۱۰۷۴ء)

کے اجازت سے اپنے بیٹے ملک شاہ کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔

۳۔ ملک شاہ سلجوق ۱۰۷۲ء تا ۱۰۹۲ء

الپ ارسلان کی وفات کے بعد۔ اُس کا بیٹا ملک شاہ سلجوق تخت حکمرانی پر بیٹھا۔ انہوں نے ۱۰۷۲ء سے لیکر ۱۰۹۲ء تک حکمرانی کی۔ ان کے دورِ حکمرانی میں۔ خلیفہ قائم باللہ فوت ہوا۔ اسی دور میں سلجوقیوں نے سارے شام پر قبضہ کیا۔ مقتدی بامراللہ جو خلیفہ قائم کا پوتا تھا۔ خلیفہ ہوا۔

۴۔ برکیارق سلجوق ۱۰۷۴ء تا ۱۰۹۴ء

ملک شاہ سلجوق کی وفات کے بعد۔ برکیارق جو خاندان سلجوقی کا چوتھا بادشاہ تھا۔ تخت امارت پر بیٹھا۔ اُس نے ۱۰۹۲ء سے لیکر ۱۱۰۴ء تک حکمرانی کی۔ انہی کی حکمرانی میں خلیفہ مقتدی بامراللہ (۱۰۷۴ء تا ۱۰۹۴ء) فوت ہوا۔ اور اُس کی جگہ اُس کا بیٹا مستظہر باللہ۔ تخت خلافت پر بیٹھا۔

۵۔ محمد بن ملک شاہ سلجوق ۱۱۰۴ء تا ۱۱۱۷ء

برکیارق سلجوق کے بعد محمد بن ملک شاہ سلجوق تخت پر بیٹھا۔ یہ خاندانِ سلجوق کا پانچواں بادشاہ تھا۔ جس نے ۱۰۹۴ء سے لے کر ۱۱۱۸ء تک حکمرانی کی۔ انہی کی دورِ حکمرانی میں خلیفہ مستظہر باللہ (۱۰۹۴ء تا ۱۱۱۸ء) فوت ہوا۔ اور اسی جگہ مسترشد باللہ جو مستظہر باللہ کا بیٹا تھا۔ مسندِ خلافت

پر بیٹھا۔

۶ سلطان سنجر سلجوق ۱۱۱۷ء تا ۱۱۵۷ء

سلطان سنجر بن ملک شاہ سلجوق۔ برکیارق کی وفات کے بعد مسند امارت پر بیٹھا۔ یہ خاندان سلجوق کا چھٹا بادشاہ تھا۔ جو ۱۱۱۷ء سے لیکر ۱۱۵۷ء تک حکمرانی کی اس کی وفات کے بعد سلجوق خاندان کی اس مرکزی شاخ کی حکومت ختم ہوگئی۔

سلطان سنجر سلجوق کے مختصر حالات

سلجوق خاندان کے حکمرانوں میں سب سے زیادہ عرصے تک سلطان سنجر نے حکومت کی۔ انہوں نے چالیس سال تک حکمرانی کی۔ لہٰذا۔ ان کے دورِ حکمرانی کی حالات مختصر بیان کئے جائیں گے۔ جب سلطان سنجر تخت پر بیٹھا۔ تو بغداد میں سنجر کے نام پر کئی محل تعمیر ہوئے۔ سنجر نے ہر ملک میں اپنے خاص غلام انتظامات کے لئے مقرر کئے۔ جب غزنوی سلاطین اور غوری رئیسوں میں دشمنی کی آگ بھڑک اُٹھی۔ تو غوری رئیسوں کو کامیابی ہوئی سلطان علاؤالدین حُسین غور کا سلطان ہوا۔ اس نے سنجر کے خلاف بغاوت کی۔ شکست کھائی۔ سنجر نے اُسے گرفتار کیا۔ چند مدت کے بعد اُسے رہا کر دیا۔ اور وہ سلطان سنجر کا ندیم بن گیا سلطان سنجر کے دو دارالخلافے تھے سرمائی و گرمائی سلطان گرمیوں میں بخارا اور سردیوں میں مرو شاہجہاں میں بسر کرتا تھا۔ سلطان سنجر نے قراخطائیوں

کو چراگاہیں دیں۔ کچھ عرصہ بعد یہ لوگ آمادہ جنگ ہوئے۔ سلطان سنجر کو شکست دی۔ یہ سلطان سنجر کی پہلی شکست تھی۔ اس کے بعد اُس نے قراخطائیوں سے صلح کر لی۔ پھر غز ترکوں نے ختلان کے علاقے سے خروج کیا۔ لڑائی ہوئی۔ سلطان سنجر کو شکست ہوئی۔ وہ ایک سال غزوں کے قید میں رہا۔ سلطان کے غلام بکھر گئے۔ ملک کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ حکمرانی کا رشتہ ٹوٹ گیا۔ افسروں میں سے ایک سلطان کے پاس پہنچ گیا۔ شکار کی غرض سے اُسے لے گیا۔ اس طرح باہر نکال کر سلطان کو رہا کر دیا۔ اور مرد میں تخت پر بٹھا دیا۔ بکھرے ہوئے غلام دوبارہ جمع ہو گئے۔ سلطان ۱۱۵۷ء میں وفات پا گئے۔ چونکہ مرو میں فوت ہوئے لہٰذا وہیں پر دفنایا گیا۔ یہ سلجوق خاندان کی مرکزی شاخ کے آخری حکمران تھے۔

باطنی تحریک

خلیفہ مقتدی بامراللہ (۱۰۷۴ء تا ۱۰۹۴ء) کے زمانے میں عجم میں اس تحریک نے اتنی قوت حاصل کی کہ حکومت کے مقابلے میں آ گئی۔ اسماعیلی باطنی فرقہ شیعی فرقہ کی ایک شاخ ہے۔ اور امام جعفر صادق و امام اسماعیل کی طرف منسوب ہے۔ امام جعفر تک اثنا عشری اور اسماعیلی دونوں متحد ہیں ان کے بعد دو شاخیں الگ ہو جاتی ہیں۔ امام جعفر صادق کے دو بیٹے تھے۔ بڑا اسماعیل اور چھوٹا موسیٰ کاظم تھا۔ اسماعیل باپ کا جانشین تھا۔ لیکن اِن کا انتقال جعفر صادق کی زندگی میں ہو گیا۔ شیعوں کے نزدیک چونکہ امامت من

جانب اللہ ہے۔ اس لئے فرقہ اسماعیلی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی امام کی نامزدگی کے بعد اُس کا اخراج نہیں ہوسکتا ہے۔ اس لئے وہ اسماعیل کو امام مانتے ہیں لیکن اثنا عشری کے نزدیک متوفی امام نہیں ہوسکتا ہے۔ اس لئے وہ جعفر صادق کے بعد موسیٰ کاظم کو امام مانتے ہیں۔ اسماعیلی فرقہ کے نزدیک اماموں کی دو قسمیں ہیں۔ ظاہر اور مستور۔ ان میں ہر ایک کا سات سات ائمہ کا دور ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اسماعیل ساتویں امام ہیں۔ یعنی اس طرح (علی۔ حسن۔ حسین۔ زین العابدین، باقر، صادق۔ اسماعیل) اس فرقہ کے نزدیک ہر ظاہر کا ایک باطن ہے۔ اس لئے اس فرقہ کو باطنی کہتے ہیں۔

باطنی تحریک کا پھیلنا

خلیفہ مقتدی بامر اللہ (۱۰۷۴ء تا ۱۰۹۴ء) جو خاندان بنی عباس کا ۲۷واں خلیفہ تھا کے دور خلافت میں عجم میں دعوت باطنی زور و شور کے ساتھ پھیل گئی انہوں نے اتنی قوت حاصل کی کہ اصفہان میں ایک قلعہ پر قبضہ کر کے اسے اپنا مستقل مرکز بنایا اور اس قلعہ کی تسخیر کے بعد مسلمانوں پر دست درازی شروع کر دی

حسن بن صباح کا باطنی تحریک میں شامل ہونا

حسن بن صباح (رے) کا باشندہ تھا امام موفق کے حلقہ درس میں تعلیم حاصل کی تھی ہندسہ نجوم رضیایہ علوم میں مہارت رکھتا تھا وہ ایک فاطمی داعی احمد بن عکاش کے اثر سے فاطمی تحریک میں شامل ہوا نظام الملک کے مخبر ابو مسلم (رے) کے رئیس تھے اسکی گرفت کی خوف سے حسن بن صباح بھاگ گیا پھرتا پھراتا ہوا مصر پہنچا

علوی خلیفہ مصر مستنصر باللہ کا حسن بن صباح کو داعی مقرر کرنا

جب حسن بن صباح مصر پہنچا۔ تو علوی خلیفہ مصر مستنصر باللہ نے اُس کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اور مشرق میں اُسے فاطمی دعوت کی تبلیغ پر مامور کیا۔ مصر سے

واپس آنے کے بعد اُس نے شام۔ جزیرہ۔ دیار بکر۔ خراسان ماوراالنہر کاشغر کا دورہ کیا۔ اور نہایت مستعدی سے باطنی تحریک کو پھیلایا۔ اُس کے بعد اُس نے ایک مقام پر قیام کیا۔

قلعہ الموت میں حسن بن صباح کا قیام

قزدین کے قریب دیالمہ کا بنایا ہوا۔ ایک سنگین قلعہ (الموت) جو ایک علوی کی ملکیت تھی۔ حسن بن صباح نے اُسی میں قیام کیا۔ اپنے ظاہری زہد و وراع سے چند دنوں میں اس نواح میں کافی اثر پیدا کیا۔ ایک جماعت اس کی دعوت میں شامل ہوگئی۔ الموت کے قلعہ کا مالک بھی اُس کے ظاہری زہد سے متاثر ہوا۔ جب حسن بن صباح کی قوت مضبوط ہوگئی۔ تو اس نے قلعہ کے علوی مالک کو نکال باہر کردیا۔ خود قلعہ الموت پر قابض ہوگیا۔

حسن بن صباح کی قتل و غارت گری

جب تک حسن بن صباح نے قلعہ الموت پر قبضہ نہیں کیا تھا۔ اسکی سرگرمیاں پوشیدہ تھیں۔ قلعہ پر قبضہ کے بعد وہ کھل کر سامنے آگیا۔ اور دلیرانہ قتل و غارت گری۔ شروع کردی اس کے داعیوں کے لئے کسی کی جان لینا اور اپنی جان دینا۔ معمولی بات تھی۔ جس کو قتل کرنا مقصود ہوتا۔ اس کو مار کر خود قتل ہوجاتے بڑے بڑے لوگ دن دہاڑے قتل کئے جانے لگے۔ ان کے ہاتھوں بادشاہوں تک کی جان محفوظ نہ تھی۔

وزیر نظام الملک کا قتل باطنی کے ہاتھوں سے

جب باطنیوں کے مظالم حد سے بڑھ گئے۔ تو اس وقت ملک شاہ سلجوق (۱۰۷۲ء تا ۱۰۹۲ء) بادشاہ تھا۔ اس کو باطنیوں کی طرف توجہ کرنا پڑی، اُس کے وزیر نظام الملک نے پہلے حسن بن صباح کے پاس سفارت بھیج کر افہام و تفہیم کے ذریعے اُسے روکنے کی کوشش کی لیکن جب وہ باز نہ آیا۔ تو پھر قلعہ الموت پر فوج کشی کی گئی۔ اور اس کا محاصرہ کیا گیا۔ حسن بن صباح نے دیکھا۔ کہ اس کی مخلصی کی کوئی صورت باقی نہیں ہے تو ایک فدائی کو بھیج کر نظام الملک کو قتل کرا دیا۔ نظام الملک بادشاہ کیساتھ تھا۔ نہاوند کے مقام پر فدائی فریادی کی صورت میں اُس کے پاس آیا۔ اور خنجر سے وار کر کے نظام الملک کو قتل کر دیا۔

باطنیوں کی قوت کا بڑھنا

ملک شاہ سلجوق کی وفات کے بعد اُس کے جانشینوں کی خانہ جنگی کے زمانے میں باطنیوں کی قوت پھر بہت بڑھ گئی۔ انھوں نے بہت سے قلعوں اور قہستان کے پورے علاقے پر قبضہ کرلیا۔ اگر باہر جانے والے مقررہ وقت پر گھر واپس نہ آتے تو گھر والوں کو ان کی موت کا یقین ہو جاتا۔ اور وہ عزاداری کے مراسم ادا کرنا شروع کر دیتے۔

اصفہان کا واقعہ

ایک باطنی رئیس احمد بن عطاش نے اصفہان کے قریب۔

(قلعہ سیاہ در) پر قبضہ کر لیا تھا۔ ایک اندھا باطنی روزانہ ایک تاریک گلی کے سرے پر کھڑا ہو جاتا تھا۔ اور جو راہ گیر نکلتا اُس سے کہتا۔ کہ خدا کے واسطے اندھے کو اس کے گھر تک پہنچا دو۔ لوگ رحم کھا کر ساتھ ہو جاتے جیسے ہی باطنیوں کی کمین گاہ تک پہنچتے باطنی اسکو پکڑ لے جاتے اس طریقہ سے چار پانچ مہینوں کے اندر سینکڑوں آدمی لاپتہ ہو گئے۔ اور ان کی گمشدگی کا کوئی راز نہ کھلتا۔ اتفاق سے ایک دن ایک بھکارن مانگتے مانگتے کمین گاہ تک کے دروازے تک پہنچ گئی، اندر سے نالہ و فریاد کی آوازیں سُن کر بھاگ گئی۔ اور اطلاع لوگوں تک پہنچائی اتنا سُراغ پاکر ہزاروں آدمی اُس گھر میں گھس گئے۔ وہاں پورا مقتل نظر آیا۔ زمین دوز تہ خانوں میں کئی سو آدمی سزا بھگت رہے تھے۔ بہت سے مر چکے تھے خود سلطان کی فوج میں سپاہی کے بھیس میں ہزاروں باطنی اپنی تبلیغ اور اشاعت کر رہے تھے۔ مخالفین کو قتل کی دھمکی دے کر خاموش کرتے تھے۔

راز افشا ہونے کے بعد حکومت کی کاروائی

بھکارن کے اس انکشاف پر سلطان محمد سلجوق نے قلعہ (سیاہ در) کا محاصرہ کیا۔ احمد بن عطاش کا سامان رسد ختم ہوا۔ سلطان محمد سلجوق بادشاہ کا وزیر سعد الملک اوجی نے جو در پردہ باطنی تھا۔ سلطان محمد کو جان سے مارنے کی سازش کی۔ مگر راز فاش ہوا۔ اور وزیر کو قتل کر دیا گیا۔ بعد میں احمد بن عطاش نے قلعہ حوالہ کر دیا بادشاہ نے اُسے گرفتار کر کے اذیتوں کے بعد قتل کر دیا۔ اور قلعہ کو مسمار کیا۔

قلعہ المَوت کا محاصرہ

۱۱۰۹ء میں سلجوق بادشاہ سلطان محمد کے وزیر۔ نظام الملک بن احمد نے دوبارہ قلعہ المَوت کا محاصرہ کیا۔ مگر وزیر کو گرمی کی شدت سے محاصرہ اٹھانا پڑا۔ اسی دوران ایک باطنی نے حملہ کیا۔ وزیر زخمی ہوا۔ زخم ادھچا لگا تھا۔ چند دنوں بعد وہ شفایاب ہو گیا۔

امیر انوشتگین کی مہمات باطنیوں کے خلاف

پھر سلطان محمد نے امیر انوشتگین شیرگو کو۔ باطنیوں کے خلاف مہمات کا انچارج بنایا۔ اس نے باطنیوں کے کئی ایک قلعے فتح کیے انہوں نے قلعہ المَوت کا محاصرہ بڑے اہتمام سے کیا۔ یہاں مکانات بنا کر مستقل قیام کر دیا۔ سلطان رسدا ور فوجیں بھیجتا رہا۔ اور محاصرہ جاری رہا۔ جب حسن بن صباح کی رسد ختم ہو گئی تو وہ اس شرط پر قلعہ حوالہ کرنے کے لئے آمادہ ہو گیا۔ کہ اسے بیوی بچوں سمیت نکل جانے دیا جائے۔ امیر انوشتگین نے اس شرط کو قبول نہیں کیا۔ عین اسی وقت سلجوق بادشاہ سلطان محمد کی موت کی خبر آ گئی۔ اس لئے انوشتگین محاصرہ اٹھا کر لوٹ گیا۔

خراسان پر غزوں کی یورش

جب خطائیوں نے ماورا النہر پر قبضہ کیا۔ تو انہوں نے غز ترکوں

کو وہاں سے نکال دیا۔ وہ بلخ آکر سلطان سنجر کے زیرِ سایہ آباد ہو گئے۔ اور اُس کے معاوضے میں شاہی مطبخ کے لئے چار ہزار بکریاں سالانہ خراج دیتے تھے۔ سلطانی اہل کاران کو بہت ستاتے ان کی بڑی تذلیل کرتے تھے۔ انہوں نے ایک اہلکار کو مار ڈالا۔ بلخ کے سلجوقی حاکم نے سلطان سے شکایت کی کہ ان کا انتظام میرے متعلق کر دیا جائے۔ سلطان نے غزوں کا انتظام اُس کے متعلق کر دیا۔ بلخ کا حاکم قماج نے غزوں سے مقتول اہلکاروں کا خون بہا طلب کیا۔ انہوں نے خون بہا دینے سے انکار کر دیا۔ حاکم قماج نے اُن پر حملہ کیا۔ غزوں نے اُسے شکست دی۔ اور اس کے دونوں لڑکوں کو قتل کر دیا۔ غزنوں نے بلخ کی آبادی کو بے دریغ قتل و گرفتار کیا۔ بہت سے علماء و فقہا قتل ہوئے۔ سلطان سنجر خود ان کی سرزنش کے لئے نکلا غزوں کو ندامت ہوئی۔ انہوں نے سلطان کو راضی کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے تاوان میں بڑی مقدار میں تاوان پیش کرنے کا وعدہ کیا۔ سلطان معذرت پر آمادہ ہوا۔ لیکن اُمراء نے اُسکو مجبور کیا کہ غزوں کی سرزنش کی جائے۔ چنانچہ خونریز جنگ ہوئی سلطان کو بڑی شکست دی گئی غزوں نے سارے اُمراء کو اسی وقت قتل کر دیا۔ سلطان کو نام کے لئے تخت پر بٹھایا باقی حکومتی اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لئے۔ اس شکست کے بعد غزوں نے تمام بڑے شہروں کو لوٹ کر ویران کر دیا۔ مدرسے کتاب خانے تباہ کر دیئے۔ سلطان سنجر کے ایک بہادر غلام (المویّد) نے غزوں کا نہایت پر زور مقابلہ کیا۔ انہیں شکست دے کر۔ نیشاپور، طوس۔ ابیورد۔ اور بہت سے شہرستان سے اُن کو نکال دیا۔ خراسان کا نظام از سرِ نو قائم کیا۔ المویّد نے خراسان محمود کے

حوالہ کرنا چاہا۔ مگر اس نے خراج مقرر کر کے نظام حکومت اُس کے ہاتھوں میں رہنے دیا۔ ۱۱۵۷ء میں سلطان سنجر غزوں کی قید سے چھوٹ کر مرو آگیا۔ مگر چند ہی دنوں بعد اُس کا انتقال ہو گیا۔

غز توران۔ مکران۔ سیستان میں بھی وارد ہو گئے۔ اور یہاں کے مقامی لوگوں اکراد بلوچ کے ساتھ گھل مل گئے۔ اس لئے بعد کے بعض مورخین اکراد بلوچ نسل کے گروہ قبائیل براخوئی کو غز نسل شمار کرتے ہیں۔ جو صحیح نہیں ہے۔

چارٹ ہم عصر سلاطین سلجوق و نام خلفائے ہم عصر خاندان بنی عباس و نام اُمرائے ہم عصر اکراد بلوچ توران و مکران۔

نمبر شمار	نام سلطان سلجوق	نام خلیفہ خاندان بنی عباس	نام اُمرائے اکراد بلوچ توران و مکران
۱	طغرل بک محمد سلجوق سنہ ۱۰۳۷ء تا سنہ ۱۰۶۲ء	خلیفہ قائم بامراللہ سنہ ۱۰۳۱ء تا سنہ ۱۰۷۴ء	۱۔ اَمیر مالک براخوئی ۲۔ اَمیر حارث زنگند ۳۔ اَمیر غالب ادرگانی ۴۔ امیر تفان مالی ۵۔ اَمیر براک کرمانی
۲	الپ ارسلان سلجوق سنہ ۱۰۶۳ء تا سنہ ۱۰۷۲	ایضاً	۱۔ اَمیر ہارون براخوئی ۲۔ اَمیر سنان زنگند ۳۔ اَمیر موسیٰ ادرگانی ۴۔ اَمیر زین مالی ۵۔ اَمیر حرکس کرمانی
۳	ملک شاہ سلجوق سنہ ۱۰۷۲ء تا سنہ ۱۰۹۲ء	مقتدی بامراللہ سنہ ۱۰۷۴ء تا سنہ ۱۰۹۴ء	ایضاً

۴	برکیارق سلجوق سنہ ۱۰۹۲ء تا سنہ ۱۱۰۴ء	مستظہر باللہ سنہ ۱۰۹۴ء تا سنہ ۱۱۱۸ء	۱۔ امیر اسماعیل براخوئی ۲۔ امیر احمد زنگنہ ۳۔ امیر باہر ادرگانی ۴۔ امیر توکل مالی۔ ۵۔ امیر آمر کرمانی۔
۵	محمد بن ملک شاہ سلجوق سنہ ۱۱۰۴ء تا سنہ ۱۱۱۷ء	مستظہر باللہ سنہ ۱۰۹۴ء تا سنہ ۱۱۱۸ء	۱۔ امیر عیسیٰ براخوئی ۲۔ امیر یل بیگ زنگند ۳۔ امیر حسن ادرگانی ۴۔ امیر سنجر مالی ۵۔ امیر گراب کرمانی
۶	سلطان سنجر سلجوق سنہ ۱۱۱۷ء تا سنہ ۱۱۵۷ء	مسترشد باللہ سنہ ۱۱۱۹ء تا سنہ ۱۱۳۴ رشد باللہ سنہ ۱۱۳۴ء تا سنہ ۱۱۳۵ مکتفی باللہ سنہ ۱۱۳۵ء تا سنہ ۱۱۶۰ء	۱۔ امیر سنگر براخوئی ۲۔ امیر میر بیگ زنگند ۳۔ امیر اشرف ادرگانی ۴۔ امیر ہویدا مالی ۵۔ امیر زرید کرمانی

باب ہشتدہم

خوارزمی حکومت کا قیام

خوارزمی حکومت صوبہ خوارزم میں قائم ہوئی اس کا بانی آتسز بن محمد ملقب بہ خوارزم شاہ ہے۔ آتسز کا دادا انوشتگین غراجہ امیر بلکاتگین کا غلام تھا۔ عاقل و فہیم تھا بلکاتگین کی موت کے بعد سلجوق بادشاہ ملک شاہ نے انوشتگین غراجہ کو خوارزم کا شحنہ[1] بنایا تھا انوشتگین غراجہ کی موت کے بعد سلطان برکیارق سلجوق بادشاہ بنا۔ تو اس نے ۱۰۹۸ء میں اس کے فرزند محمد کو جو بہت لائق تھا۔ اسی منصب پر مامور کیا اور خوارزم شاہ لقب دیا اس نے تیس سال تک سلجوق سلاطین کی خدمت وفاداری سے کی جب سلطان سنجر تخت پر بیٹھا تو محمد نے اپنی کارگزاری کی وجہ سے سلطان سنجر کے مزاج میں بڑا رسوخ پیدا کیا جب وہ ۱۱۲۷ء میں فوت ہوا تو محمد کی وفاداری اور حسن خدمات کی بنا پہ سلطان سنجر نے اس کے بیٹے آتسز کو خوارزم کی حکومت عطا کی۔

---

[1] محافظ شہر کے منصب کا نام

آتسز کی سلطان سنجر کے خلاف بغاوت ۱۱۳۶ء تا ۱۱۵۶ء

آتسز کو سلطان کے دربار میں اتنا اعزاز حاصل تھا جو کسی دوسرے امیر کو نہ تھا چنانچہ آتسز کو حاسدوں نے آمادہ بغاوت کیا اس نے سلطان کے خلاف بغاوت کی۔ سلطان سنجر نے اسے خوارزم سے نکال دیا لیکن دو سال بعد ۱۱۴۰ء میں اُس نے دوبارہ خوارزم پر قبضہ کیا آتسز اور سلطان سنجر کی جنگ میں آتسز کا ایک بیٹا مارا گیا۔ اس کا انتقام لینے کے لئے اُس نے ترکستان کے غیر مسلم خطائیوں کو سلطان سنجر کے خلاف کھڑا کر دیا۔

ماوراالنہر پر خطائیوں کا حملہ

۱۱۴۱ء میں خطائی ماوراالنہر کے علاقے پر ٹوٹ پڑے سلطان سنجر کو فاش شکست ہوئی بے شمار آدمی مارے گئے سلطان کی حرم آسیر ہوئیں۔ بہت سے علمائ مارے گئے۔

سلطان سنجر کے آتسز پہ حملے

سلطان سنجر نے ۱۱۴۳ء میں پھر ۱۱۴۷ء میں آتسز پر فوج کشی کی۔ مگر اسے کامیابی نہیں ہوئی۔ ۱۱۵۳ء میں جب غزوں کا سخت حملہ خراسان پر ہوا اور علاقہ خراسان زیر و زبر ہو گیا آتسز کو اپنی حکومت مضبوط کرنے کا موقع مل گیا۔ اور وہ ۱۱۵۶ء میں اُنیس سال حکومت کرنے

کے بعد انتقال کر گیا۔

اکراد بلوچ توران و مکران کے اُمرا

آتسز کے دورِ حکمرانی میں اکراد بلوچ توران و مکران کی قبائیلی کونسل پنجگانہ کے یہ اُمرا تھے۔

اُمیر سُنگر براہوئی، ۲۔ اُمیر میر بیگ زنگنہ، ۳۔ اُمیر اشرف ادرگانی، ۴۔ اُمیر ہویدا امالی، ۵۔ اُمیر زبید کرمانی۔

ایل ارسلان خوارزم شاہ کا حکمران ہونا ۱۱۵۶ء تا ۱۱۷۲ء

آتسز کے انتقال کے بعد ۱۱۵۶ء میں اس کا بیٹا۔ ایل ارسلان تخت پر بیٹھا۔ اس کے دور میں سلطان سنجر کا انتقال ہو گیا تھا وہ اطمینان سے حکومت کرتا رہا اور اُس کی سلطنت کا بعد میں تاتاریوں کے ہاتھوں خاتمہ ہو گیا۔ ایل ارسلان نے ۱۱۵۶ء سے لیکر ۱۱۷۳ء تک یعنی سترہ سال نہایت کامیابی سے حکومت کی اس کے دو بیٹے تھے علاؤالدین تکش اور شاہ محمود

اکراد بلوچ توران و مکران کے اُمرا

ایل ارسلان خوارزم شاہ کے دورِ حکومت میں اکراد بلوچ توران و مکران کی قبائیلی کونسل پنجگانہ کے وہی اُمرا تھے۔ جو ان کے والد آتسز

کے دور میں تھے۔ جن کے نام اس طرح ہیں۔
۱۔ امیر سنگر براخوئی، ۲۔ امیر میر بیگ زنگنہ ۳۔ امیر اشرف ادرگانی
۴۔ امیر ہویدا ماملی، ۵۔ امیر زید کرمانی۔

علاؤالدین تکش کا حکمران ہونا ۱۱۷۲ء تا ۱۲۰۰ء

ایل ارسلان خوارزم شاہ کی وفات کے بعد اس کا چھوٹا بیٹا شاہ محمود تخت نشین ہوا کیونکہ ایل ارسلان کا بڑا بیٹا علاؤالدین تکش اس وقت خوارزم میں موجود نہ تھا اپنے مقبوضہ صوبہ میں تھا اُس کو چھوٹے بھائی کی حکومت ناگوار گزری۔ خطا کے بادشاہ سے امداد طلب کی اُس کے امدادی لشکر کے توسط سے خوارزم کی حکومت پر قبضہ کیا سلطان تکش کی جب خلافت بغداد کے ساتھ مخالفت ہوئی تو اسی دوران خلیفہ بغداد کی طرف سے مصالحت کے لئے ابن ربیع بغداد سے غور اور غزنہ پہنچا جب مصالحت ہوئی ابن ربیع بغداد واپس جارہا تھا۔ تو کتاب طبقات ناصری کا مصنف منہاج سراج کا باپ مولانا سراج بھی ابن ربیع کے ساتھ تھا جو علاقہ مکران میں فوت ہوا جسے وہیں پر دفنایا گیا۔

وفات علاؤالدین تکش

علاؤالدین تکش خوارزم شاہ نشیاپور جارہا تھا کہ راستہ میں بیمار پڑ گیا اور ۱۲۰۰ء میں فوت ہوا اس نے ۱۱۷۲ء سے لے کر ۱۲۰۰ء تک

حکمرانی کی مدت حکمرانی ۲۷ سال رہی۔

اکراد بلوچ توران و مکران کے اُمرا

علاؤالدین تکش خوارزم شاہ کے دورِ حکمرانی میں اکراد بلوچ توران و مکران کی قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا یہ تھے۔
۱۔ امیر شاہ بیگ براخوئی، ۲۔ امیر بہمن زنگنہ، ۳۔ امیر شاہ کان ادرگانی ۴۔ امیر نوذر مالی، ۵۔ امیر گور کوپ کرمانی۔

علاؤالدین محمد کا حکمران ہونا ۱۲۰۰ء تا ۱۲۲۰ء

علاؤالدین تکش کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا۔ علاؤالدین محمد خوارزم شاہ تخت نشین ہوا ان کے دور کا اہم واقعہ ان کا اور چنگز خان تاتاری حکمران کا اختلاف تھا۔ اس کی تخت نشینی ۱۲۰۰ء میں ہوئی علاؤالدین محمد نے قطب الدین محمد کا لقب اختیار کیا تاتاری حکمران چنگیز خان کی مخالفت اُس کے زوال کا باعث بنا۔

خوارزم کے تاجروں کا ملک تاتار میں جانا

چنگیز خان تاتاری حکمران مشرقی ملکوں کے اعلیٰ ملبوسات کا شائق تھا اُسے اپنے عمال کو ہدایت کر دی تھی کہ دوسرے ملکوں کے اعلیٰ قسم کے ملبوسات کے جو تاجر تاتار آئیں انہیں ان کے پاس حاضر کر دیا جائے

اتفاق سے اسی زمانہ میں خوارزم کے چند مسلمان تاجر تاتار گئے ہوئے تھے عمال نے انہیں چنگیز خان کے پاس پہنچا دیا۔ اُس نے کپڑے خریدے اور ان تاجروں کی واپسی کے وقت خوارزم شاہ کے ملک کی عمدہ مصنوعات کی خریداری کے لئے اپنے یہاں سے کئی سو آدمی ان کے ساتھ کر دیئے اور خوارزم شاہ کے پاس، کہلا بھیجا کہ تمہارے ملک میں ایک جماعت تمہارے یہاں کی منصوعات کی خریداری کے لئے بھیج رہا ہوں۔

چنگیز خان کے تاجروں کے قتل کا واقع

جب چنگیز خان کے تاجروں کا قافلہ خوارزمی حکومت کی سرحد اُترار کے شہر پہنچا تو یہاں کے حاکم نے ایک ہندو تاجر جس کو وہ جانتا تھا بلا بھیجا۔ مگر وہ حاکم کے پاس نہ گیا اس وجہ سے اُترار کا حاکم (اینال حق) بگڑ گیا اور خوارزم شاہ علاؤ الدین محمد کو ان کے خلاف لکھا علاؤ الدین محمد نے انجام پر غور کئے بغیر ان کا سامان ضبط کرنے اور تاجروں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ اور حاکم اُترار۔ اینال حق۔ بلا تامل اس حکم کی تعمیل کی اُن میں سے ایک شخص جان بچا کر بھاگ گیا اور چنگیز خاں کو اس واقعہ کی خبر دی۔

چنگیز خان کے قاصد کا قتل

چنگیز خان نے پہلے خوارزم شاہ علاؤ الدین محمد کے پاس کہلا بھیجا

کر دہ حاکم اُترار اینال حق کو قصاص کے لئے اس کے حوالے کر دے۔ خوارزم شاہ علاؤالدین محمد اس پر آمادہ نہ ہوا بلکہ اس کی بجائے چنگیز خان کے قاصد کو قتل کر ڈالا۔

علاؤالدین محمد خوارزم شاہ کی پہلی جھڑپ چنگیزی فوجوں سے

اِن زمانے میں تاتاریوں کی ایک فوج ایک ترک فرمانروا توق خان کے مقابلہ کے لئے گئی ہوئی تھی خوارزم شاہ کو خبر ہوئی تو وہ اُس کے مقابلے کے لئے نکل کھڑا ہوا راستہ میں ان کا آمنا سامنا ہوگیا تاتاریوں نے اُس کو سمجھایا کہ ہم ایک دوسری مہم کے لئے نکلے ہیں تمہارے مقابلے کے لئے نہیں بھیجے گئے۔ اس لئے ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے۔

لیکن علاؤالدین محمد خوارزم شاہ نے کوئی بات نہ مانی دونوں میں جنگ ہوگئی۔ ایک معرکہ کے بعد دونوں نے اپنی اپنی راہ لی۔

تاتاری سرحد پر فوج کشی

علاؤالدین محمد خوارزم شاہ نے تاتاری سرحد پہ فوج کشی کی یہاں کے سب مرد چنگیز خان کے بیٹے کے ساتھ ترک فرمانروا کشلو کے مقابلے میں چلے گئے تھے۔ صرف عورتیں اور بچے رہ گئے تھے۔ علاؤالدین محمد نے ان سب کو گرفتار کر لیا۔ اس دوران چنگیز خان کا بیٹا کشلو خان کی مہم سے فارغ ہوکر لوٹ چکا تھا۔ اُس کو علاؤالدین محمد خوارزم شاہ کا حال

معلوم ہوا وہ فوراً اس کی تلاش میں نکلا علاؤالدین محمد کو پایا بڑی خونریز جنگ ہوئی۔ تین دن بعد علاؤالدین محمد خوارزم شاہ لوٹ گیا۔

چنگیز خان کا اُترار پہنچنا

چنگیز خان ایک جرار لشکر کے ساتھ اُترار پہنچا خوارزمی حکومت کے مختلف حصّوں پر حملوں کے لئے علیحدہ علیحدہ اُمرا مامور کئے اپنے بیٹے چغتے اور اوکتائی خان کو اُترار کے محاصرہ پر متعین کیا دوسرے لڑکے توشی اور تاتاری اُمرا کو ترکستان کے مختلف علاقوں کی جانب روانہ کیا۔

اترار کا فتح ہونا

چنگیز خان کے بیٹے چغتے اور اوکتائی خان نے پانچ ماہ کے محاصرہ کے بعد اُترار کو فتح کر لیا۔ حاکم اینال حق کو گرفتار کر کے قتل کر دیا

شہروں کا فتح کرنا اور ویران کرنا

چنگیز خان کے تیسرے بیٹے توشی اور الش ایدی امیر نے جُند، بارچیلغ کنت اور اشناس کے شہروں کو فتح کیا۔ شہروں کو لوٹا آبادیوں کو قتل عام کیا۔ علی خواجہ کو یہاں کا حاکم بنا کر قراقرم لوٹ گئے اس کے دیگر اُمرا بھی علاقوں کو فتح کرتے ہوئے شہروں کو لوٹتے ہوئے آبادیوں کا قتل عام کرتے ہوئے قراقرم لوٹتے گئے۔

چنگیز خان کی بخارا آمد

چنگیز خان، زرنوق، نور بخارا فتح کرتا ہوا ۱۲۲۰ء میں بخارا پہنچا۔ دو چار دن بعد بخارا کا شہر فتح ہوا۔ چنگیز خان دستور کے مطابق سارے شہروں کو لوٹا۔ شہر میں آگ لگا دی سارا شہر جل کر خاک ہو گیا۔

چنگیز خان کی سمرقند آمد

بخارا کو تباہ کرنے کے بعد چنگیز خان نے سمرقند کا رخ کیا خوارزم شاہ نے اس کی حفاظت کا پورا انتظام کیا تھا اہل سمرقند نے بڑی پامردی سے مدافعت کی لیکن تاتاری سیلاب کو روک نہ سکے تاتاریوں نے سمرقند پر قبضہ کیا بخارا کی طرح اُس کی بھی کل دولت کو لوٹ لیا سمرقند کے ان باشندوں کو جو لونڈی اور غلام بنانے کے لائق تھے قید کر لیا باقیوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔

تاتاریوں کا علاؤالدین محمد خوارزم شاہ کا تعاقب

تاتاریوں کو مخبروں نے اطلاع دی کہ علاؤالدین محمد خوارزم شاہ نیشاپور میں ہے انہوں نے اُدھر کا رخ کیا ۱۲۲۰ء میں علاؤالدین محمد خوارزم شاہ عراق روانہ ہو گیا رے پہنچکر معلوم ہوا تاتاری تعاقب میں آ رہے ہیں وہ قزوین ہوتا ہوا ماژندران نکل گیا تاتاری باقاعدہ تعاقب کرتے رہے۔

تو وہ جزیرہ آبسکون میں چلا گیا پھر قریبی ہی ایک دوسرے جزیرہ میں منتقل ہوا، جب تاتاری آبسکون پہنچے تو خوارزم شاہ وہاں سے نکل چکا تھا اس کے عیال و اطفال کو قید کر لیا حوادث اور مصائب مسلسل سفر گرم و سرد آب و ہوا کے اثر سے علاؤالدین محمد خوارزم شاہ ذات الجنب کی بیماری میں مبتلا ہوا چند دنوں بعد ۱۲۲۰ء میں اس کا انتقال ہوا اس غربت میں کفن تک میسر نہ ہوا جو کپڑے جسم پر تھے انہی میں دفن کیا گیا۔

اکراد بلوچ توران و مکران کے اُمرا

علاؤالدین محمد خوارزم شاہ کے دور حکمرانی میں اکراد بلوچ توران و مکران کی قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا یہ تھے۔

۱۔ اُمیر یمان براخوئی ۲۔ اُمیر ملک زنگنہ ۳۔ امیر گل بیگ ادرگانی ۴۔ اُمیر جان بیگ مالی ۵۔ اُمیر خدران کرمانی۔ اس دور میں چنگیز خان تاتاری کا ہر طرف خوف و ہراس پھیلا ہوا تھا ہر جگہ اور ہر علاقے میں بے یقینی کی سی کیفیت تھی زیادہ آباد علاقے چنگیز خان کے حملوں کی زد میں تھے۔ چونکہ توران اور مکران دیگر علاقوں کے مقابلے میں ریگستانی تھے چنگیز خان کا خوف و ہراس لوگوں کے دلوں میں ضرور تھا لیکن اُس کی افواج کے پائمالی سے یہ علاقے بچے رہے۔

جلال الدین منکبرتی کا حکمران ہونا ۱۲۲۰ء تا ۱۲۲۸ء

علاؤالدین محمد خوارزم شاہ کے چار بیٹے تھے۔ ۱۔ قطب الدین ازلاق ۲۔ غیاث الدین تیز شاہ ۳۔ رکن الدین غور شاہ ۴۔ جلال الدین منکبراتی، علاؤالدین محمد نے اپنی زندگی میں ان چاروں بھائیوں میں ملک تقسیم کر دیا تھا جلال الدین منکبرتی باپ کی وفات کے وقت ولی عہد تھا لہذا وہ تخت نشین ہوا چنانچہ اس نے باپ کی وفات کے بعد تاتاریوں کے مقابلے کا ارادہ کیا مخالفین نے اُسے ہلاک کر دینے کا ارادہ کیا۔

وہ خوارزم چھوڑ کر نسا چلا گیا۔ راستہ میں تاتاریوں کا سامنا ہوا لیکن جلال الدین لڑتا ہوا غزنین نکل گیا۔

چنگیز خان کی مزید فتوحات

سمرقند کے بعد چنگیز خان کے بیٹے چغتے اور اوکتے خوارزم پہنچے علاؤالدین کی یہاں کوئی اولاد نہ تھی خمارتر کی علاقے کا حاکم تھا تاتاریوں سے لڑائی میں ایک لاکھ خوارزمی مارے گئے تاتاریوں نے تمام شہر کو ویران کر دیا چنگیز خان ترمذ، بدخشان، بلخ، خراسان، طالقان، بامیان کو فتح کیا ان تمام علاقوں کی انسانی آبادیوں کو تہ تیغ کیا۔

چنگیز خان کا جلال الدین منکبرتی کا تعاقب کرنا

جلال الدین منکبرتی اس دوران غزنین میں تھا چنگیز غزنین پہنچا معلوم

ہوا جلا الدین منکبرتی ہندوستان چلا گیا ہے۔ اتفاق سے جلاالدین دریائے سندھ کے ساحل پر موجود تھا اس کو گھیر لیا اس نے اپنے مختصر سپاہ کے ساتھ تاتاریوں کا مقابلہ کر کے۔ جب دیکھا بچنا مشکل ہے گھوڑے کو دریا میں ڈال کر تیزی سے تیرتا ہوا نکل گیا چنگیز خان نے جلاالدین منکبرتی کے اہل و عیال کو گرفتار کر کے سب کو قتل کر دیا۔

چنگیز خان کا جلاالدین منکبرتی کے تعاقب میں ہندوستان فوج بھیجنا

چنگیز خان نے جلاالدین منکبرتی کے تعاقب میں ایک فوج ہندوستان بھیجی اس نے پنجاب تک پیچھا کیا لیکن جلاالدین منکبرتی ہاتھ نہیں آیا تاتاری پنجاب کے علاقہ کو تاخت و تاراج کرتے ہوئے لوٹ گئے۔

چنگیز خان کا سارے وسطی ایشیا پر پھیل جانا

ماوراالنہر کے قبضہ کے بعد تاتاری سارے وسط ایشیا میں پھیل گئے۔ خراسان، فارس، آذربائیجان، ارمنستان، آران، کرج، قفنجان کے علاقوں کو زیر و زبر کرتے ہوئے روس تک پہنچ گئے تاتاریوں نے کسی ملک میں مستقل قیام نہیں کیا بلکہ طوفان کی طرح علاقوں کو اُجاڑ کر نکل گئے تاتاریوں کے بعد جن فرمان رواؤں میں دم باقی رہ گیا تھا انہوں نے اپنے ملکوں کی آبادی کی طرف توجہ دی اس سلسلے میں جلا الدین منکبرتی بھی واپس آیا۔

جلال الدین منکبرتی کی واپسی

علاؤ الدین محمد خوارزم شاہ نے عراق اپنے لڑکے رکن الدین غور شاہ کو دیا تھا۔ وہ تاتاریوں کی یورش میں کام آیا اُس کے دوسرے بھائی غیاث الدین تیز شاہ والی کرمان و نگران تھا اُس نے آتابک سعد والی فارس کے بعض مقبوضات پر قبضہ کر لیا تھا اس لئے جب جلال الدین منکبرتی ۱۲۲۴ء میں کرمان آیا اُس نے عراق اور فارس غیاث الدین تیز شاہ کے ہاتھوں سے چھڑا کر آتابک سعد کے علاقے اُس کے حوالے کئے اور غیاث الدین تیز شاہ کو اپنے ماتحت کی حیثیت سے عراق کی حکومت پر بحال رہنے دیا۔

جلال الدین منکبرتی کے صوبجات پر قبضہ

عراق کے بعد جلال الدین منکبرتی نے خوزستان پر فوج کشی کی علاقے کو تاراج کرنے کے بعد آذربائیجان پر حملہ کر کے اُس پر قبضہ کیا آذربائیجان کے قبضہ کے بعد جلال الدین منکبرتی کی قوت بہت بڑھ گئی اُس نے گرجستان پر قبضہ کر لیا۔

خلیفہ ناصر الدین اللہ کی وفات

خلیفہ ناصر الدین باللہ ۱۲۲۵ء میں ستر سال کی عمر میں فوت ہوا انہوں نے ۴۷ سال حکمرانی کی خاندان بنی عباس کے خلفائیں اتنی طویل عرصہ

حکمرانی کسی خلیفہ نے نہیں کی ۔

خلیفہ ظاہر بامر اللہ کا خلیفہ ہونا ۱۲۲۵ء تا ۱۲۲۶ء

ناصر الدین اللہ کی وفات کے بعد اُسکا بیٹا ابونصر محمد تخت خلافت پر بیٹھا جس نے ظاہر بامر اللہ کا لقب اختیار کیا وہ اپنی دین داری اور مذہبی کارناموں کے لحاظ سے صحیح معنوں میں اسلامی خلیفہ تھا لیکن موت نے مہلت نہ دی کل نو مہینے زندہ رہا۔

اکراد بلوچ توران و مکران کے اُمرا

خلیفہ ظاہر بامر اللہ عباسی خاندان کا ۳۵ واں خلیفہ تھا یہ صرف نو مہینے خلیفہ رہا اور بیمار ہو کر فوت ہوا ان کے دور میں اکراد بلوچ توران و مکران کی قبائلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا یہ تھے۔

۱۔ امیر محمد براخوئی ۲۔ امیر دینار زنگنہ، ۳۔ امیر اسد ادرگانی، ۴۔ امیر عمر مالی، ۵۔ امیر الیاس کرمانی۔ اس دور میں ذرا کچھ امن وامان دوبارہ اسلامی سلطنت کے مشرقی صوبہ جات میں بحال ہوا تھا تاتاری بعداز خرابی بسیار واپس اپنے وطن لوٹ گئے تھے اکراد بلوچ توران و مکران خطہ توران اور خطہ مکران میں اپنی قبائلی زندگی خیر و عافیت سے گزار رہے تھے۔

مستنصر باللہ کا خلیفہ ہونا ۱۲۲۶ء تا ۱۲۴۳ء

خلیفہ ظاہر بامر اللہ کی وفات کے بعد اس بیٹا منصور تخت نشین ہوا

اور مستنصر باللہ لقب اختیار کیا یہ ایک ترکی لونڈی کے بطن سے تھا اس دور میں دو خاص اہم واقعے ہوئے بیت المقدس پر دوبارہ صلیبیوں کا قبضہ ہو گیا مشرق میں تاتاریوں کی دوسری یورش شروع ہوئی۔

بیت المقدس پر صلیبیوں کا قبضہ

صلاح الدین کرد کے بعد اس کے بیٹے جہاں کہیں حاکم تھے اپنی حکومتیں قائم کر لیں ایک حکومت کی بجائے تین حکومتیں قائم ہو گئیں ان میں اتفاق کے بجائے خانہ جنگی شروع ہو گئی اس صورت حال سے عیسائی فائدہ اٹھاتے ہوئے بیت المقدس پر دوبارہ قابض ہو گئے۔

چنگیز خان کا انتقال

۱۲۲۷ء میں چنگیز خان کا انتقال ہوا اس کی جگہ اس کا لڑکا اوکتے تخت نشین ہوا۔

تاتاریوں کی دوسری یورش کی ابتدا

جب جلال الدین منکبرتی ہندوستان سے آیا کئی علاقوں کو فتح کر کے سیاسی طور پر طاقتور ہو گیا اس نے جب عراق، فارس، گرجستان پر قبضہ کیا جب اس صورت حال سے اوکتے تاتاری کو خبر ہوئی تو اس نے جلال الدین منکبرتی کے انسداد کی طرف توجہ کی امیر جورماغون کو اسی ہزار فوج کے ساتھ

جلال الدین منکبرتی کے مقابلے کے لئے روانہ کیا وہ دیگر فرمانروائوں سے مدد لینے کے لئے خلاط چلا گیا تا تاری خلاط میں ہی پہنچے جلال الدین منکبرتی یہاں سے نکل کر مقام (آمد) میں منزل کی اس کی قیام گاہ پر تا تاریوں نے حملہ کر دیا اس کے اُمیر اور خان نے اسے (آمد) سے نکال دیا۔ اس نے میافارقین کے ایک گاؤں میں پناہ لی تا تاری ایک دستہ یہاں بھی پہنچا وہ کوہستانی علاقے کی جانب نکلا یہاں اسے کردوں نے پکڑ لیا

جلال الدین منکبرتی کا قتل

جلال الدین منکبرتی کردوں کی پناہ میں تھا جب کہ ایک دوسرے کرد جس کا بھائی جلال الدین منکبرتی کے ہاتھوں قتل ہوا تھا اسے پتہ چلا وہ امان دینے والے کرد کے ہاں پہنچا اور اس کی بیوی سے کہا کہ تم لوگوں نے اس کو کیوں قتل نہیں کیا ہے اُس نے جواب دیا کہ میرے شوہر نے اسے پناہ دی ہے کرد بولا یہ سلطان وہی ہے جو خلاط میں میرے بھائی کو قتل کر چکا ہے۔ لہٰذا اس نے نیزہ سے حملہ کر کے جلال الدین منکبرتی کا کام تمام کر دیا یہ واقعہ ۱۲۲۸ء میں پیش آیا اور اس طرح خاندان خوارزمی کی حکومت ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی۔

اکراد بلوچ توران و مکران کے اُمرا

خلیفہ مستنصر باللہ (۱۲۲۶ء تا ۱۲۴۳ء) کی ابتدائی دور خلافت میں

اکراد بلوچ توران و مکران کی قبائیلی کونسل پنجگانہ کے یہ اُمرا تھے ۔

ا، اُمیر محمد براخوئی ' ۲، اَمیر دینار زنگنہ ' ۳، اَمیر اسداد رگانی' ۴، امیر عمر مالی

۵، اُمیر الیسان کرسانی خلیفہ مستنصر باللہ کے دور میں دوبارہ ہر طرف تاتاریوں کا زور ہونے لگا اور خلافت عباسی کے آس پاس کی تمام حکومتوں پر ان کا قبضہ ہو چکا تھا توران اور مکران میں بھی ان کا عمل اور دخل بڑھ رہا تھا چونکہ تاتاریوں کو خوارزمیوں سے انتہائی نفرت تھی لہذا ہر جگہ ان کا اور انکے طرفداروں کا استیصال کرنا چاہتے تھے بہر حال بلوچوں سے ان کے تعلقات اس دور میں خوشگوار معلوم ہوتے ہیں ۔ ویسے بھی توران اور مکران کے علاقے نسبتاً دوسرے علاقوں کے مقابلے میں اتنے سرسبز اور شاداب نہ تھے جو تاتاریوں کے لئے باعث دلچسپی بنتے لہذا خلیفہ مستنصر باللہ کے آخری دور کے اکراد بلوچ ۔ توران و مکران کی قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا یہ تھے۔

ا، اُمیر ارسلان براخوئی' ۲، اَمیر شاہ بیگ زنگنہ' ۳، اُمیر دینور آدرگانی ۴، اُمیر ابوبکر مالی' ۵، امیر عثمان کرسانی ۔

خلیفہ مستنصر باللہ کا انتقال

۱۲۴۳ء میں مستنصر باللہ کا انتقال ہوگیا اس نے اپنے زمانے میں بڑے بڑے کام کیے اور اپنی بڑی یادگاریں چھوڑ گئے۔

مستعصم باللہ کا خلیفہ ہونا ۱۲۴۳ء تا ۱۲۵۸ء

اراکین دولت خلافت عباسیہ نے مستنصر باللہ کے بیٹے ابواحمد عبداللہ

کو خلیفہ بنایا۔ اور اُس نے مستعصم باللہ کا لقب اختیار کیا۔ یہ ایک لونڈی ہاجرہ کے بطن سے تھا۔

برکہ کا شیخ شمس الدین باخوری کے ہاتھوں مسلمان ہونا

جب چنگیز خان فوت ہوا تو اس کا بیٹا اوکتے تخت نشین ہوا اوکتے کے بعد اُس کا بیٹا کیوک ۱۲۴۵ء میں تخت نشین ہوا کیوک کے بعد اس کا چچیرا بھائی منکو قاآن ۱۲۵۰ء میں اس کا جانشین بنا اُس کا ایک بھائی برکہ شیخ شمس الدین باخوری کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہوا۔ جب تک (برکہ) زندہ رہا۔ تاتاریوں نے خلافت بغداد کی طرف آنکھ نہ اُٹھائی۔

عراق عجم میں اسماعیلیوں کا دوبارہ فتنہ اُٹھنا

جب منکو قاآن تاتاریوں کا بادشاہ تھا تو اس کے زمانہ میں اسماعیلیوں نے بہت ظلم و فساد مچایا۔ چونکہ عراق عجم کا علاقہ تاتاریوں کے زیر نگیں آچکا تھا چنانچہ قاضی شمس الدین قزوینی کی فریاد پر اس نے اپنے بھائی ہلاکو خان کو ایران کا حاکم مقرر کر کے اس کو اسماعیلیوں کے استیصال پر مامور کیا۔ ہلاکو خان نے ان کے قلعے فتح کئے ان کے بادشاہ خورشاہ کو گرفتار کر کے منکو قاآن کے پاس بھجوایا۔ مگر اسے راستے میں قتل کر دیا گیا۔

تاتاریوں کی بغداد پر حملہ کرنے کے اسباب

خلیفہ مستعصم باللہ ایک تو نااہل تھا دوسرا اس کا وزیر اعظم ابن علقمی شیعہ تھا شیعہ اور سینوں کے اختلافات، جنگ و جدل اور فتنہ پرست لوگوں کی وجہ سے حکومت کا سارا نظام بگڑ گیا ابن علقمی خلافت بغداد سے تعصب رکھتا تھا اس نے تاتاریوں کو بغداد پر حملہ کرنے کی دعوت دی اس کی وجہ یہ تھی کہ خلیفہ نے شیعہ سنی جھگڑے میں بغداد میں کرخ کے شیعی محلے کو اپنے بیٹے ابوبکر کے ذریعہ لٹوایا تھا۔ یہ بات علقمی کو بہت ناگوار گزری تھی۔

ہلاکو خان کو خواجہ نصیر الدین طوسی کا مشورہ

ہلاکو خان جب ایران میں حاکم بن کر آیا تو شیعہ فلسفی اور عالم ریاضی خواجہ نصیر الدین طوسی کو ہلاکو خان کے دربار میں بڑا رسوخ حاصل تھا اس نے ہلاکو خان کو بغداد پر حملہ کرنے کا مشورہ دیا۔

ہلاکو خان کا بغداد پر حملہ

چنانچہ ۱۲۵۸ء میں ہلاکو خان نے بغداد پر فوج کشی کی فوج کی اکثریت کو ابن علقمی الگ کرا چکا تھا تاہم باقی فوج جتنی رہ گئی تھی اس کو لے کر امیر دلیو وار نے بڑی پر زور مدافعت کی اور اس کی ساری فوج کو

شکست کے بعد تاتاریوں نے تہ تیغ کر دیا۔

خلیفہ مستعصم باللہ کا انجام

ابن علقمی خلیفہ مستعصم باللہ اور اُس کے تمام علمائے فقہا و مدرسین و اکابر و اعیان کو یہ یقین دلا کر ہلاکو خان کے پاس لے گیا کہ ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ ہلاکو خان مستعصم باللہ کو منصب خلافت پر برقرار رکھے گا۔ مگر ہلاکو خان نے ان سب کو ایک ساتھ قتل کر دیا یہ واقع ۱۲۵۸ء میں پیش آیا بغداد پر ہلاکو خان کے قبضہ کے بعد عراق تاتاریوں کے زیر نگیں آگیا سوا پانچ صدی بعد یعنی ۷۴۹ء سے لے کر ۱۲۵۸ء تک خاندان۔ بنی عباس کی خلافت ختم ہوگئی اور اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کی سیاسی مرکزیت کا بھی خاتمہ ہوگیا۔

اکراد بلوچ توران و مکران کے اُمرا

خلیفہ مستعصم باللہ کے (۱۲۴۳ء تا ۱۲۵۷ء) دور خلافت میں جو اس کے قتل کا سانحہ واقع ہوا۔ اور ہلاکو خان نے سارے عراق پر قبضہ کیا اس دور میں اکراد بلوچ توران و مکران کی قبائلی کونسل پنجگانہ کے اُمراد یہ تھے ۱۔ امیر ملک دینار براخوئی ۲۔ امیر عثمان زنگنہ، ۳۔ امیر زیاد اور گانی ۴۔ امیر حارث مالی ۵۔ امیر کورت کرمانی۔

چارٹ:۔ نام ہم عصر حکمرانان خوارزم شاہ و خلفائے خاندان بنی عباس و حکمرانان تاتاری و اُمرائے اکراد بلوچ توران و مکران۔

نام خوارزمی حکمران	نام اُمرائے اکراد بلوچ توران و مکران	نام حکمران تاتاری	نام خلیفہ خاندان بنی عباس
۱۔ آتسز ۱۱۳۷ء تا ۱۱۵۶ء	۱۔ امیر سنگر براخوئی ۲۔ امیر میر بیگ زنگنہ ۳۔ امیر اشرف ادرگانی ۴۔ امیر ہویدا مالی ۵۔ امیر زید کرمانی		مقتفی الامراللہ ۱۱۳۳ء تا ۱۱۶۰ء
۲۔ ایل ارسلان ۱۱۵۶ء تا ۱۱۷۲ء	ایضاً		مستنجد باللہ ۱۱۶۰ء تا ۱۱۷۰ء
۳۔ علاؤالدین تکش ۱۱۷۲ء تا ۱۲۰۰ء	امیر شاہ بیگ براخوئی ۲۔ امیر بہمن زنگنہ ۳۔ امیر شاہ کان ادرگانی ۴۔ امیر نوذر مالی ۵۔ امیر گورکوب کرمانی		مستفی بامراللہ ۱۱۷۰ء تا ۱۱۷۹ء ناصرالدین اللہ ۱۱۷۹ء تا ۱۲۲۵ء
۴۔ علاؤالدین محمد ۱۲۰۰ء تا ۱۲۲۰ء	۱۔ امیر میان براخوئی ۲۔ امیر ملک زنگنہ	چنگیز خان ۱۱۷۵ء تا ۱۲۰۶ء	ناصرالدین اللہ ۱۱۷۹ء تا ۱۲۲۵ء

	۳ر امیر گل بیگ ادرگانی ۴ر امیر جان بیگ مالی ۵ر امیر خدران کرمانی		
۵ر جلال الدین منکبرتی سنہ ۱۲۲۰ء تا سنہ ۱۲۲۸ء	۱ر امیر محمد براخوئی ۲ر امیر دینار زنگنہ ۳ر امیر اسد ادرگانی ۴ر امیر عمر مالی ۵ر امیر الیاس کرمانی دور آخر ۱ر امیر ارسلان برخوائی ۲ر شاہ بیگ زنگنہ ۳ر امیر دینور ادرگانی ۴ر امیر ابوبکر مالی ۵ر امیر عثمان کرمانی	اوکتے سنہ ۱۲۲۷ء تا سنہ ۱۲۴۵ء	ظاہر بامر اللہ سنہ ۱۲۲۵ء تا سنہ ۱۲۲۶ء مستنصر باللہ سنہ ۱۲۲۶ء تا سنہ ۱۲۴۳ء
	۱ر امیر ملک دینا البراخوئی ۲ر امیر عثمان زنگنہ ۳ر امیر زیاد ادرگانی ۴ر امیر حارث مالی ۵ر امیر کورت کرمانی	کیوک سنہ ۱۲۴۵ء تا ۱۲۵۰ منکو قاآن	مستعصم باللہ سنہ ۱۲۴۳ء تا سنہ ۱۲۵۷ء

منکو قاآن نے اپنے بھائی ہلاکو خان کو بغداد' دار الخلافہ سلطنت اسلامی خاندان بنی عباس اور دوسرے بھائی قبلائی خان کو چین پر حملہ کرنے کا حکم دیا
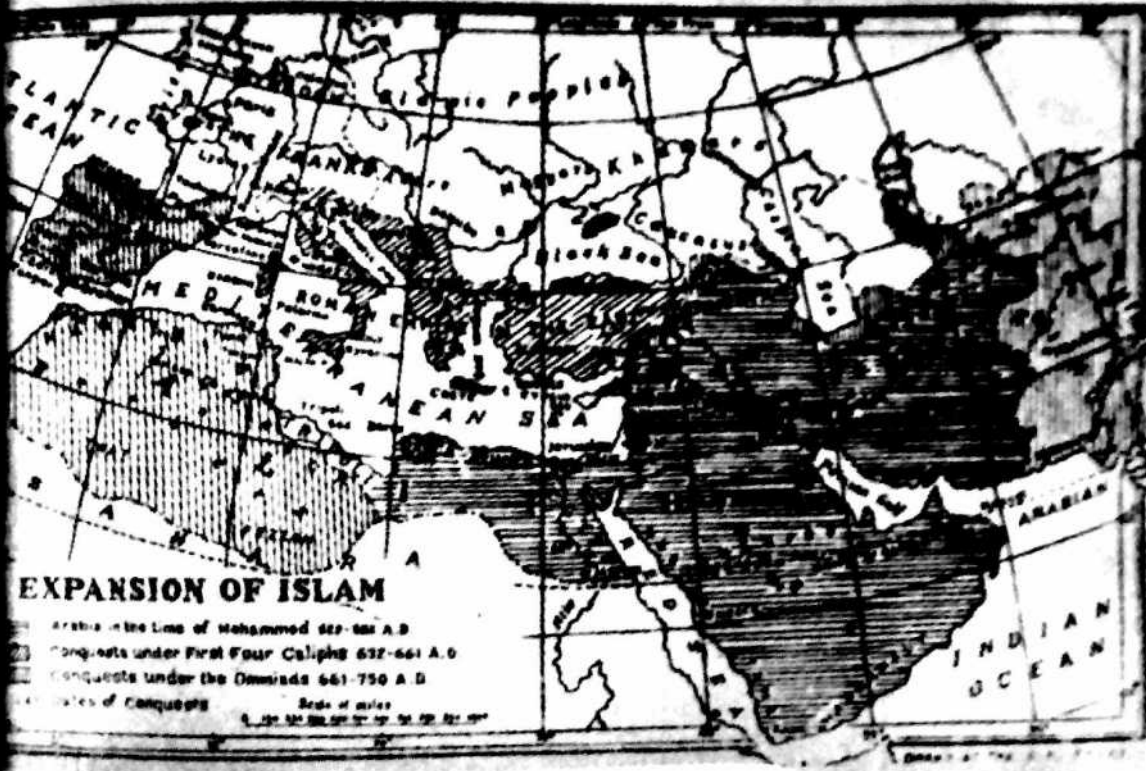
اسلامی سلطنت بدور خلفائے بنی عباس

باب نوزدہم

خلافت عباسیہ کے خاتمہ کے بعد

ہلاکو خان تاتاری حکمران نے ۱۲۵۸ء میں بغداد پر حملہ کر کے خلافت عباسیہ کا چراغ ہمیشہ کے گل کر دیا۔ اس فتح کے بعد پورا عراق تاتاریوں کے زیر نگیں آگیا سوا پانچ صدیوں کے بعد خلافت عباسیہ کی حکمرانی کا خاتمہ ہوا جب کہ ۷۴۹ء میں پہلے عباسی خلیفہ سفاح کی بیعت ہوئی تھی اور ۱۲۵۸ء میں آخری عباسی خلیفہ مستعصم باللہ تاتاری حکمران ہلاکو خان کے ہاتھوں قتل ہوا خلیفہ کے قتل کے بعد دنیائے اسلام میں مسلمانوں کی سیاسی مرکزیت ختم ہوگئی تاریخ اسلام میں یہ ایک بہت بڑا حادثہ ہے جس نے حضرت محمدؐ کے دور ہجرت ۶۲۲ء سے اسلامی نظام کے قائم شدہ ڈھانچے کو تہ و بالا کر دیا

بغداد کی فتح کے بعد ہلاکو خان نے ایران میں اپنی حکومت قائم کر لی اور سات سال تک نہایت مطلق العنانی سے حکومت کرتا رہا اسی دوران میں ۱۲۶۰ء کو اس نے شام کے علاقہ پر حملہ کر کے حلب کے علاقہ پر قبضہ کر لیا

...ed schools. He defeated the Danes and converted thousands of them to Christianity.

After Alfred's death in 899, succeeding Saxon kings were too weak to stem the tide of renewed Danish attacks. One Danish invader,

What is now France had been part of Charlemagne's Empire. Not long after his death, various lords carved the kingdom up into many provinces. Normandy, the home of William the Conqueror, was one of these.

سلطنت چنگیز خان تاتار کا نقشہ

اور واپس ایران چلا گیا اُس کی واپسی کے بعد مصر کے مملوک حکمرانوں نے تاتاریوں کو شکست فاش دی۔ اس طرح مصر اور شام کو تاتاریوں کے قبضہ سے نجات دی ہلاکو خان ۱۲۶۵ء میں فوت ہوا۔ اُس کی جگہ اُس کا بیٹا آباگا تخت نشین ہوا

اکراد بلوچ توران و مکران کے اُمرا

اس دور میں اکراد بلوچ توران و مکران کی قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا یہ تھے۔ ۱۔ امیر سنجر براخوائی ۲۔ امیر بہادر رزنگنہ ۳۔ امیر حسن ادرگانی ۴۔ امیر اُزن مالی ۵۔ امیر خلیفہ کرمانی۔

آباگا کا حکمران ہونا ۱۲۶۵ء تا ۱۲۸۱ء

آباگا اپنے باپ ہلاکو خان کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا سولہ سال حکومت کی۔ اس کے دور حکمرانی میں اُس کی کئی ایک لڑائیاں مصر کے حکمران اور بورک تاتاری سے جو چغتے کا پوتا تھا ہوئیں۔

مارکوپولو کا سفر ایران

آباگا کے دور حکمرانی میں ۱۲۷۱ء میں یورپ کا مشہور سیاح مارکوپولو مملکت ایران کے علاقے سے گزر کر چین میں داخل ہوا جس کا تاریخی پس منظر اسطرح ہے مارکوپولو ۱۲۲۴ء تا ۱۲۴۲ء) کا تاریخی پس منظر اس طرح ہے کہ وہ اٹلی کا باشندہ تھا شہر وینس میں پیدا ہوا اسے سیاحی کا بہت شوق تھا

اپنے باپ اور بھائیوں کی کاروباری مہمات میں شریک ہوکر مشرقی ممالک میں طویل سفر کیا حتیٰ کہ چین تک پہنچ گیا پیکنگ میں اُسے منگول فاتح قبلائی خان نے مدت تک اپنے دربار میں رکھا ۱۲۶۹ء میں وہ واپس وینس آیا دو سال بعد دوبارہ چین گیا قبلائی خان کی وفات سے صرف دو سال قبل ۱۲۹۲ء میں واپس وینس آگیا جب وینس پہنچا تو اسے گرفتار کر لیا گیا اس نے زندان میں ایک قیدی کو فرانسیسی زبان میں سفر کے حالات لکھوائے بعد میں اس کا یہ سفرنامہ بے حد مقبول ہوا اور کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوا صدیوں تک مشرق کی معلومات کے لئے اہل یورپ کے پاس یہ واحد خزینہ بنا رہا اس زمانہ میں اکثر لوگ مارکو پولو کے تجربات کو من گھڑت کہانی سمجھتے تھے لیکن جوں جوں دنیا ترقی کرتی گئی اُس کے تجربات کی صداقت ثابت ہوگئی۔ مارکو پولو مشرقی علاقوں میں اپنے دوران سفر بلوچستان کے خطوں میں سے صرف کیچ مکران کا تذکرہ کرتا ہے وہ لکھتا ہے کہ "کیچ مکران ایک علیحدہ مملکت ہے اس کا اپنا بادشاہ ہے اور اس علاقے کی اپنی ایک زبان ہے کچھ لوگ بت پرست ہیں مگر لوگوں کی اکثریت مسلمان ہے مارکو پولو بلوچستان کے خطہ مکران کے متعلق یوں تذکرہ کرتا ہے جس کی تفصیل اوپر بیان کی گئی ہے

اَحمد کا حکمران ہونا ۱۲۸۱ء تا ۱۲۸۴ء

آباگا۔ کی وفات کے بعد اُمرا نے تگدور او غلو۔ آباگا کا بھائی تھا کو تخت پر

بٹھایا۔ وہ عیسائی ہو چکا تھا مگر تخت کے لالچ میں مسلمان ہو کر احمد کے نام سے تخت نشین ہوا۔ آباگا کے بیٹے ارغون نے بغاوت کی ۱۲۸۴ء میں فوج نے اُس کی طرف داری میں احمد کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اس طرح ارغون تخت نشین ہوا۔

ارغون کا بادشاہ ہونا ۱۲۸۴ء تا ۱۲۹۱ء

احمد کے قتل کے بعد ارغون ولد آباگا تخت نشین ہوا وہ سات سال تک حکمران رہا اس دوران میں اس نے یہی کوشش کی کہ یورپ کے عیسائی حکمران مل کر بیت المقدس پر حملہ کریں۔ اسے مسلمانوں سے آزاد کرائیں مگر اسے کامیابی نہیں ہوئی اور وہ اسی تمنا کو ساتھ لئے ہوئے فوت ہوا۔

گیختو کا بادشاہ ہونا ۱۲۹۱ء تا ۱۲۹۵ء

ارغون کی وفات کے بعد اس کے درباری اُمرا کے سامنے مسئلہ جانشینی اٹھ کھڑا ہوا کیونکہ خاندان میں تین امیدوار تھے۔ ا۔ غزن ولد ارغون ۲۔ گیختو برادر ارغون ۳۔ بیدو ارغون کا چچازاد بھائی بہر حال اُمرا نے گیختو برادر ارغون کو تخت پر بٹھایا مگر چند دن بعد پشیمان ہوئے اور چاہا کہ بیدو کو تخت پر بٹھائیں جو ارغون کا چچازاد بھائی تھا مگر وہ اتنا ہوشیار تھا کہ اس نے اس دعوت کو قبول نہیں کیا چونکہ گیختو بڑا عیاش اور فضول خرچ تھا۔ اس کے فوجی اُمرا اُس کے خلاف ہو گئے اور اسے

گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

بیدو کا بادشاہ ہونا ۱۲۹۵ء

گیختو کے بعد بیدو تخت نشین ہوا مگر وہ حکومت کو ایک سال سے زیادہ نہ چلا سکا بیدو کا رجحان عیسائیت کی طرف تھا لہٰذا اس کے تاتاری سپہ سالاروں نے جو مسلمان تھے اسے قتل کر کے غزن کو تخت پر بٹھایا۔

اکراد بلوچ توران و مکران کے اُمرا

ہلاکو خان (۱۲۵۱ء تا ۱۲۶۵ء) کے دور حکمرانی سے لے کر ان کے جانشینوں آباگا (۱۲۶۵ء تا ۱۲۸۱ء) احمد (۱۲۸۱ء تا ۱۲۸۴ء) ارغون (۱۲۸۴ء تا ۱۲۹۱ء) گیختو (۱۲۹۱ء تا ۱۲۹۵ء) اور بیدو ۱۲۹۵ء کے دور حکومت تک جو ۴۴ سال کے عرصہ پر محیط رہا ہے۔ اکراد بلوچ توران و مکران کی قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا یہ تھے

۱۔ اُمیر سنجر براخوئی، ۲۔ امیر بہادر زنگنہ، ۳۔ اُمیر حسن ادرگانی، ۴۔ اُمیر اُزن مالی، ۵۔ اُمیر خلیفہ کربانی۔

غزن کا بادشاہ ہونا ۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء

غزن نے بادشاہ ہوتے ہی اپنے مسلمان ہونے کا دوبارہ اقرار کر کے چین کے لا مذہب خاقان کی بالا دستی سے باہر نکل کر آزاد ہو گیا اور نو

سال تک شان و شوکت سے حکمرانی کی اور حکومت کے ہر شعبے میں اصلاح کرکے حکومت کو کافی ترقی دی ملک کی آمدن کو بڑھایا نظم و ضبط میں باقاعدگی پیدا کی۔

اکراد بلوچ توران و مکران کے اُمرا

غزن کے دور حکمرانی میں خطہ توران و مکران میں اکراد بلوچ کی قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا یہ تھے۔

۱۔ امیر میرواول براخوئی ۲۔ اَمیر عثمان زنگنہ ۳۔ اَمیر حبیان ادرگانی
۴۔ اَمیر رحیب مالی ۵۔ اَمیر مندر کرمانی۔

اسی دور میں اکراد بلوچ توران و مکران کی قبائیلی کونسل پنجگانہ میں زبردست سماجی تغیر و تبدل رونما ہوئے بہت سے قبائل اور طایفوں کے نام بدل گئے اور اسی دور سے اکراد بلوچ صرف بلوچ کہلانے لگے اور اکراد کا لفظ حذف ہوا۔ اکراد بلوچ کی قبائیلی کونسل پنجگانہ کی شکل۔ بلوچ قبائیل کی اتحاد یا بلوچ قبائیل کی کنفیڈریسی کی شکل اختیار کی جس کی تفصیل ہم اسی باب میں شرح و بسط کے ساتھ بیان کریں گے۔ جب ہلاکو خان تاتاری نے ایران میں اپنی خاندانی حکومت کی بنیاد رکھی تو یہ خاندان بہ نام (ال خان) خاندان مشہور رہا نیچے (ال خان) خاندان کے نام اور ان کے ہم عصر اکراد بلوچ توران و مکران کی قبائیلی کونسل پنجگانہ کے اُمرا کے نام کے چارٹ برائے معلومات قارئین گرامی پیش کیا جائے گا۔

نام حکمران خاندان ال خانی	نام اُمرائے اکراد بلوچ توران و مکران
۱۔ ہلاکو خان ۱۲۵۱ء تا ۱۲۶۵ء	۱۔ امیر سنجر براخوئی
۲۔ آباگا ۱۲۶۵ء تا ۱۲۸۱ء	۲۔ امیر بہادر زنگنہ
۳۔ احمد ۱۲۸۱ء تا ۱۲۸۴ء	۳۔ امیر حسن ادرگانی
۴۔ ارغون ۱۲۸۴ء تا ۱۲۹۱ء	۴۔ امیر اُزنُ مالی
۵۔ گنیجتو ۱۲۹۱ء تا ۱۲۹۵ء	۵۔ امیر خلیفہ کرمانی
۶۔ بیدو ۱۲۹۵ء	
۷۔ غزن ۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء	۱۔ امیر میرداول براخوئی
	۲۔ امیر عثمان زنگنہ
	۳۔ امیر جیان ادرگانی
	۴۔ امیر رجب مالی
	۵۔ امیر منذر کرمانی

اکراد بلوچ توران ومکران کی قبائلی تغیر و تبدل کی تفصیل

اس باب میں ہم اکراد بلوچ توران ومکران کی قبائلی کونسل پنجگانہ کے پانچ قبائل۔ ۱۔ براخوئی کرد بلوچ ۲۔ زنگنہ کرد بلوچ ۳۔ اورگانی کرد بلوچ ۴۔ ہامی کرد بلوچ ۵۔ کرمانی کرد بلوچ۔ میں افزائش نسل کی وجہ سے جو نئے طایفے وجود میں آئے ہیں انکی تفصیل سے حالات بیان کرینگے۔

اکراد بلوچ قوم کے لئے صرف لفظ بلوچ کا استعمال کا آغاز

چونکہ پرانے تاریخی حوالوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسی (ال خان) خاندان کے دور حکمرانی میں۔ اکراد بلوچ یا کرد بلوچ۔ قوم توران ومکران کے لئے صرف لفظ بلوچ کے استعمال کا آغاز ہوتا ہے۔ اور تحریرات میں کردیا اکراد کا لفظ حذف کیا جاتا ہے لہذا اسی وجہ سے تاریخ بلوچ وبلوچستان کی جلد سوئم کے آئندہ آنے والے ابواب میں اور اسی تاریخ کی دیگر لکھے جانے والے جلدوں میں اس قوم کے لئے صرف لفظ بلوچ کا استعمال تحریروں میں کیا جائے گا۔

گروہ براخوئی بلوچ کے طایفے خطہ توران

گروہ براخوئی بلوچ کے ابتدائی آٹھ طایفے اور ان کے اُمرا کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ امیر میرو اول کیکانی براخوئی بلوچ ۲۔ امیر مزار سیم

گورانی براخوئی بلوچ ۳۔ امیر حبیب سارونی براخوئی بلوچ ۴۔ امیر بلال غزداری براخوئی بلوچ ۵۔ امیر اسمائیل مشکانی براخوئی بلوچ ۶۔ امیر احمد ارمیلی براخوئی بلوچ ۷۔ امیر جلال بولانی براخوئی بلوچ۔ ان کی تفصیل اس واسطے دی جارہی ہے کہ ان امرا کے بیٹوں کی ولادت سے آئندہ مزید قبیلے وجود میں آگئے۔ اس سلسلے میں ہم پہلے امیر میرواول کیکانی براخوئی بلوچ۔ جو گروہ براخوئی بلوچ کا امیر کبیر تھا۔ اور کیکانی براخوئی بلوچ طائفہ کا سردار بھی تھا۔ اُن کی اولادوں کا تفصیل سے تذکرہ کریں گے کہ آئندہ ادوار میں اُن میں سے کون سے قبائل برآمد ہوئے۔

قبیلہ کیکانی براخوئی بلوچ

قبیلہ کیکانی کے امیر۔ امیر میرواول کے گیارہ فرزند تولد ہوئے جن کے نام اس طرح ہیں ۱۔ حمزہ ۲۔ ادمر ۳۔ گرام ۴۔ جام ۵۔ جنید ۶۔ پیروز ۷۔ سماہل ۸۔ موسیٰ ۹۔ نوذان ۱۰۔ صلاوند ۱۱۔ رستم۔ ان گیارہ بیٹوں میں سے رستم لاولد فوت ہوا۔ باقی دیگر دس بیٹوں کی نسل سے دس طائفے وجود میں آئے یہ طائفے بجائے کیکانی براخوئی بلوچ کہلانے کے امیر میرواول کے نام کی مناسبت میروانی بلوچ کہلانے لگے۔ جن کی طائفوں کے ناموں کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۔ حمزہ زئی میروانی بلوچ ۲۔ ادماری میروانی بلوچ ۳۔ گرام زئی میروانی بلوچ ۴۔ جام زئی میروانی بلوچ ۵۔ جنید زئی میروانی بلوچ ۶۔ پیروز

زئی میروانی بلوچ ۷، سماہل زئی میروانی بلوچ ۸، موسیٰ زئی میروانی بلوچ ۹، نوذانی میروانی بلوچ ۱۰، صلاوندی میروانی بلوچ (۱) اُمیر میرواول کے بڑے فرزند حمزہ کے چار بیٹے تولد ہوئے۔ ۱، براھم ۲، گورگنِد ۳، سماہل ۴، رودین۔

براھم کی اولاد = حمزہ زئی میروانی بلوچ۔
گورکنِد کی اولاد = گورگنِدانی میروانی بلوچ۔
سماہل کی اولاد = سمالانی میروانی بلوچ۔
رودین کی اولاد = رودینی میروانی بلوچ۔

اا، امیر ابراھم کے تین بیٹے تولد ہوئے۔ ۱، بہرام ۲، کلندر ۳، حالا
بہرام کی اولاد = حمزہ زئی میروانی بلوچ
کلندر کی اولاد = کلندرانی میروانی بلوچ
حالا کی اولاد = حالا زئی میروانی بلوچ کہلانے لگی۔

ااا، اَمیر بہرام ولد اَمیر براھم کا ایک بیٹا تولد ہوا۔ جسکا نام سعد تھا۔ سعد کے دو بیٹے تولد ہوئے۔ ۱، اَمیر میرو ثانی ۲، اَمیر کمبر
اَمیر میرو ثانی کی اولاد حمزہ زئی میروانی بلوچ اور کمبر کی اولاد کمبرانی بلوچ کہلانے لگی۔

۱۷، اَمیر کمبر کے چار بیٹے تولد ہوئے ۱، زہرو ۲، محراب ۳، آحمد ۴، مینگل
زہرو کی اولاد کمبرانی مینگل کی اولاد مینگل کہلانے لگی محراب اور احمد لاولد فوت ہوئے۔

نقشہ ابتدائی بلوچ طایفے۔ جو قبیلہ کیکانی براخوئی بلوچ سے برآمد ہوئے ہیں۔

قبیلہ کیکانی براخوئی بلوچ سے برآمد شدہ ابتدائی طایفوں کے نقشے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ابتدا میں قبیلہ کیکانی سے کل سترہ طایفے برآمد ہوئے ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۔ حمزہ زئی ۲۔ کمبرانی ۳۔ مینگل ۴۔ کلندرانی ۵۔ حالازئی ۶۔ گورگندانی ۷۔ سمالانی ۸۔ رودینی ۹۔ اوماری ۱۰۔ اگرام زئی ۱۱۔ جام زئی ۱۲۔ جنید زئی ۱۳۔ پیروز زئی ۱۴۔ سماہل زئی ۱۵۔ موسیٰ زئی ۱۶۔ نودانی ۱۷۔ صلاوندی۔ ان سترہ طایفوں میں سے دس طایفے میروانی قبیلہ کے طایفے شمار ہوتے ہیں جن کے اسمائ یہ ہیں۔

۱۔ حمزہ زئی ۲۔ اوماری ۳۔ گہرام زئی ۴۔ جام زئی ۵۔ جنید زئی ۶۔ پیروز زئی ۷۔ سماہل زئی ۸۔ موسیٰ زئی ۹۔ نودانی ۱۰۔ صلاوندی۔

لہٰذا یہ قبیلہ میروانی کے ابتدائی دس طایفے ہیں۔ باقی یہ سات طایفے بطور جدا قبیلے کے شمار ہوتے ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۔ کمبرانی ۲۔ مینگل ۳۔ کلندرانی ۴۔ حالازئی ۵۔ گورگندائی ۶۔ سمالائی ۷۔ رودینی۔

ان مندرجہ بالا قبیلوں کے ہر ایک کی کئی طایفے ہیں لہٰذا اس تفصیلی تحقیق کے بعد کیکانی قبیلہ سے دیگر آٹھ قبیلے برآمد ہوکر وجود میں آئے ہیں جن کے نام اس طرح ہیں۔

۱۔ میروانی ۲۔ کمبرانی ۳۔ کلندرانی ۴۔ سمالانی ۵۔ گورگندانی (غلط العام نام گرگ ناڑی) ۶۔ رودینی ۷۔ حالازئی ۸۔ مینگل۔

۲۔ قبیلہ گورانی براخوئی بلوچ

قبیلہ کیکانی براخوئی بلوچ سے برآمد شدہ طایفوں کی تفصیل کے بعد اب ہم قبیلہ گورانی براخوئی بلوچ کو لیتے ہیں اس قبیلے کے اَمیر مزار ہیم تھا۔ جو اَمیر میر داول۔ کیکانی براخوئی بلوچ کے دور میں ان کا ہم عصر تھا اَمیر مزار ہیم کے چھ بیٹے تولد ہوئے ا۔ شاہو ۲۔ بنگل ۳۔ رستم ۴۔ سراپڑیں ۵۔ محمد شاہ ۶۔ رئیسان۔ لہذا بعد میں مرورِ زمانہ کے ساتھ ان کی نسلوں کی افزائش سے ذیل کے قبائل اپنے جدالاجداد کے ناموں سے موسوم ہو کر بطور جدا قبیلوں کے وجود میں آئے۔ یعنی ا۔ شاہو کی نسل شاہوانی ۲۔ بنگل کی نسل بنگل زئی ۳ رستم کی نسل رستم زئی ۴۔ سراپڑیں کی نسل سرپڑہ ۵۔ محمد شاہ کی نسل محمد شاہی ۶۔ رئیسان کی رئیسانی یہ چھ قبیلے ا۔ شاہوانی ۲۔ بنگل زئی ۳۔ رستم زئی ۴۔ سرپڑہ ۵۔ محمد شاہی ۶۔ رئیسانی۔ قبیلہ گورانی براخوئی بلوچ سے برآمد ہوئے ہیں
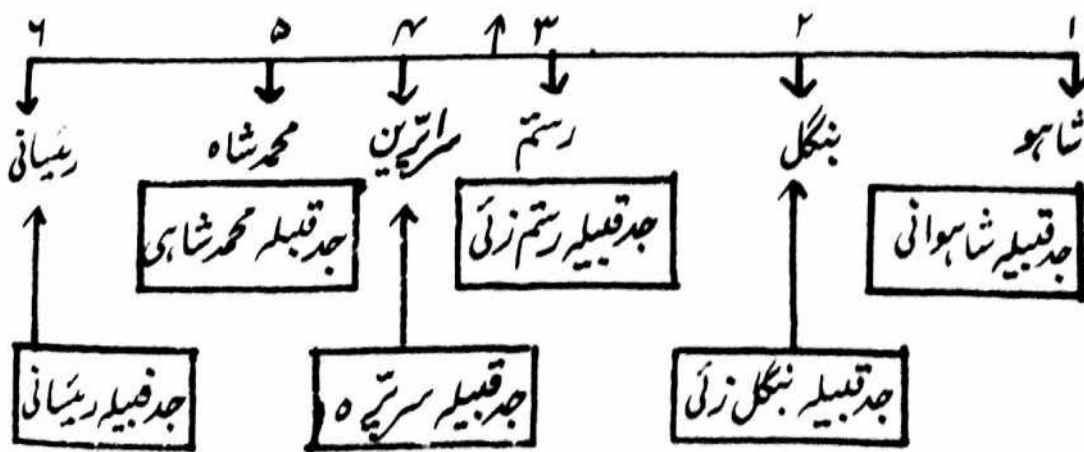
۳۔ قبیلہ ساردنی براہوئی بلوچ

علی ہذا القیاس اسی طرح قبیلہ ساردنی براہوئی بلوچ۔ جو براخم کے تیسرے بیٹے ساروں کی نسل ہے۔ جو بعد میں ساردنی قبیلہ کے نام سے موسوم ہوا اس قبیلہ کا امیر امیر حبیب امیر میرواول کے ہم عصر تھے ان کے تین بیٹے تولد ہوئے جن کے نام موسیٰ، ساسول، لانگان تھے ان کی اولادیں میں مرور زمانہ کے ساتھ جب تعداد میں بڑھ گئیں۔ تو اپنے جدالاجداد کے ناموں سے موسوم ہوکر بطور جدا قبیلوں کے موسیانی، ساسولی لانگو کے وجود میں آئے۔
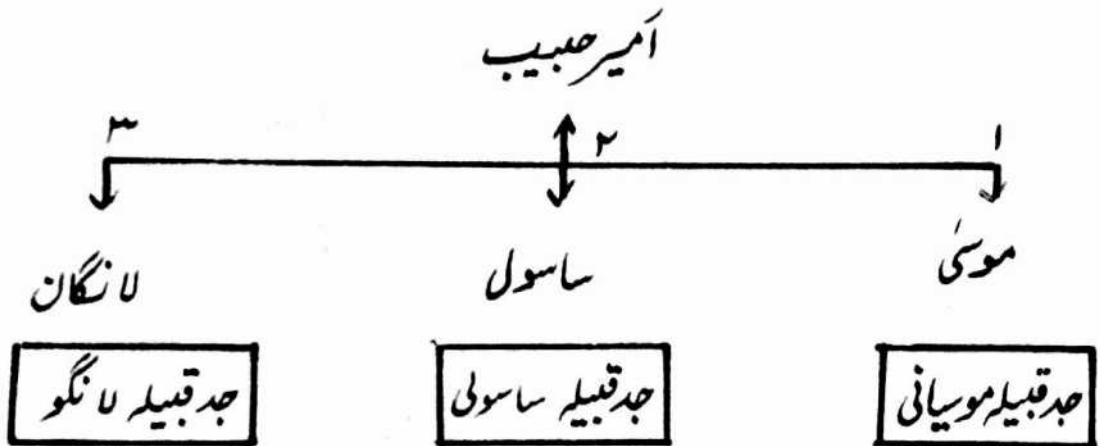
۴۔ قبیلہ غزداری براہوئی بلوچ

قبیلہ غزداری۔ امیر براخم کے چوتھے بیٹے غز کی نسل ہے جو اُس کے نام سے موسوم ہوکر غزداری کہنے لگا امیر میرواول کے دور میں اس قبیلے کا امیر امیر بلال تھا۔ انکے تین بیٹے تولد ہوئے جنکے نام اس طرح ہیں ا۔ بہادر ۲۔ مراد

۴۔ ادمر۔ مرور زمانہ کے ساتھ جب ان کی اولادوں کی تعداد بڑھ گئی تو ان سے ذیل قبائل وجود میں آئے۔

ا۔ بہادر کی نسل۔ وادی نیچارہ میں سکونت کی وجہ سے قبیلہ نیچاری موسوم ہوئی

اا۔ مراد کی اولاد۔ پندران میں سکونت کی وجہ سے قبیلہ پندرانی موسوم ہوئی۔

صرف امیر بلال غزداری براخوئی بلوچ کے تیسرے بیٹے ادمر کی اولاد ادمرانی قبیلہ کے نام سے مشہور ہوئی
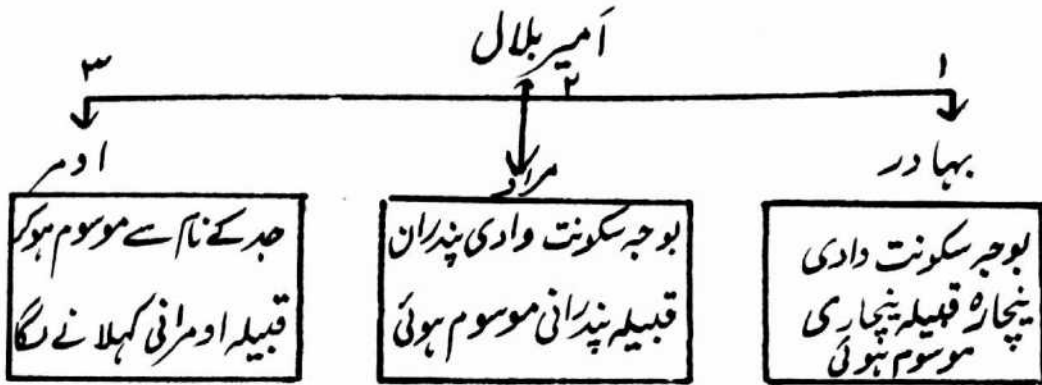
۵۔ قبیلہ مشکانی براخوئی بلوچ

قبیلہ مشکانی۔ اَمیر براخم کے پانچواں بیٹا مِشک کی اولاد ہے اَمیر میرد اول کے دور میں اس قبیلے کا اَمیر اَمیر اسماعیل تھا جنکے تین بیٹے تولد ہوئے اُن کے نام اس طرح ہیں ا۔ زہری ۲۔ نفار ۳۔ پرکان۔ جب ان بیٹوں کی اولادوں کی تعداد بڑھ گئی تو زہری کی اولاد زہری قبیلہ۔ نِفار کی اولاد نِفاری پرکان کی اولاد پرکانی۔ اپنے جدالاجداد کے ناموں سے موسوم ہوکر زہری۔ نِفاری۔ پرکانی قبیلہ کہلانے لگے۔
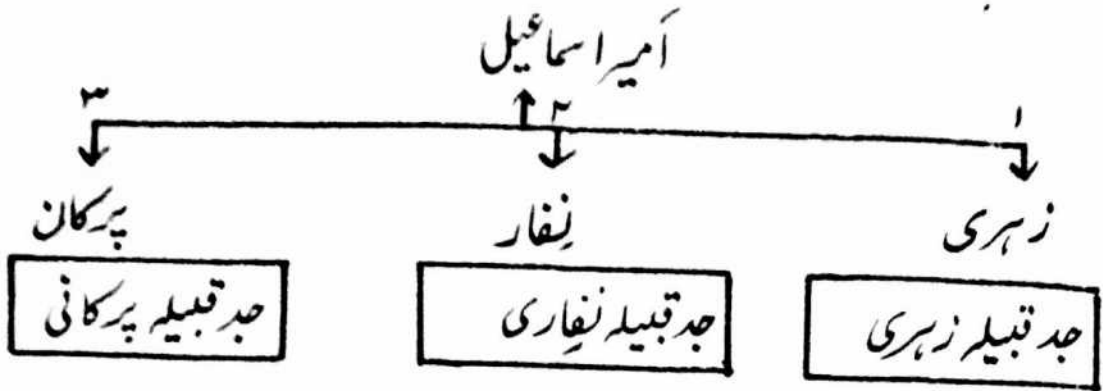
۶۔ قبیلہ ارمیلی براخوئی بلوچ

امیر براہم کے چھٹے بیٹے کا نام ارمیل تھا قبیلہ ارمیلی اسی بیٹے کی اولاد ہے امیر میرواول کے دور میں ارمیلی قبیلے کا امیر امیر احمد تھا ان کے چار بیٹے تولد ہوئے۔ ا۔ محمد حسن ۲۔ خواجہ ۳۔ ہارون ۴۔ رستم۔ رستم لاولد فوت ہوا دیگر تین بیٹوں کی اولاد مرورزمانہ کے ساتھ تعداد میں بڑھ گئیں محمد حسن کی اولاد محمد حسنی ہارون کی اولاد ہارونی خواجہ کی اولاد خواجہ خیل قبائل کے ناموں سے شہرت پاگئیں اور اس طرح یہ قبیلے وجود میں آگئے۔
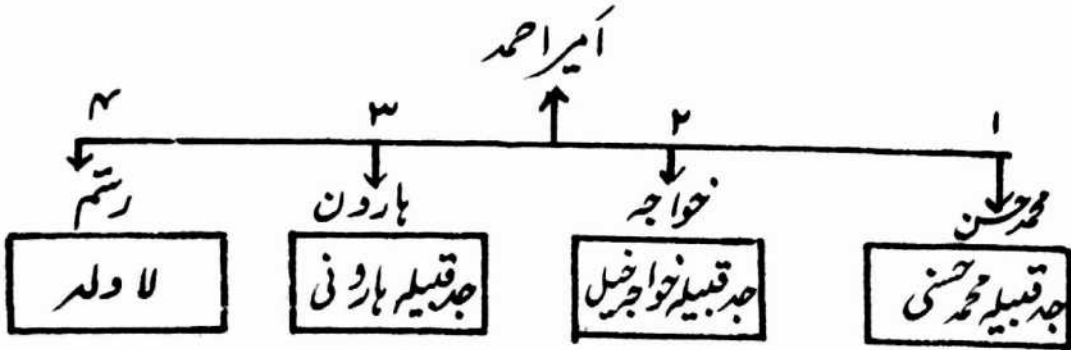
۷۔ قبیلہ بولانی براخوئی بلوچ

امیر براہم کا ساتواں بیٹا امیر بولان تھا لہذا بولان کی نسل اس کے نام

سے منسوب ہو کر بولانی کہلانے لگے۔ امیر میرواول کے دور میں اس قبیلے کا امیر امیر جلال تھا۔ امیر جلال کے چار بیٹے تولد ہوئے ا کرد ۲ ساتک ۳ سنجار ۴ صلاح۔ سنجار اور صلاح لاولد فوت ہوئے کرد اور ساتک کی اولاد وں میں اس قدر افزائش نسل ہوئی کہ ان دونوں کی اولاد قبیلوں کی صورت اختیار کر گئی کرد کی اولاد کرد اور ساتک کی اولاد ساتک زئی قبیلوں کے ناموں سے شہرت پاگئیں۔
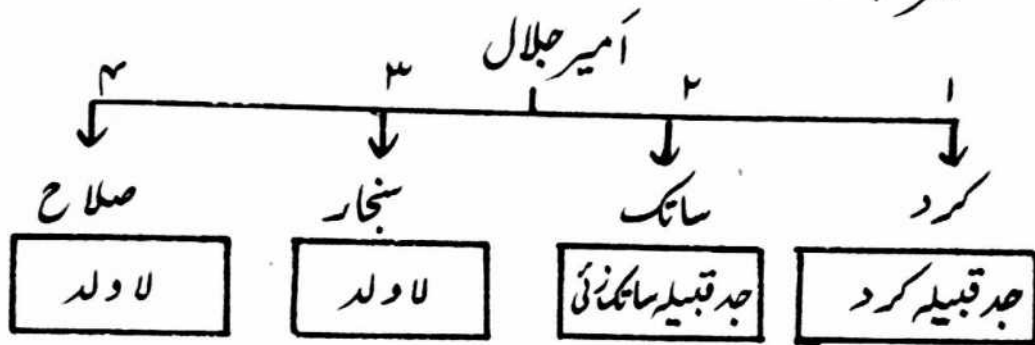
۸۔ قبیلہ گریشکانی براخوئی بلوچ

امیر براخم کا آٹھواں فرزند امیر گریشکان تھا۔ ان کی اولاد انہی کے نام کی مناسبت سے گریشکانی کہلانے لگے امیر میرواول کے دور میں گریشکانی قبیلے کے امیر کا نام امیر توکل تھا ان کے تین بیٹے بنام ا۔ بیزن ۲۔ بلفت ۳۔ میران تولد ہوئے۔ بیزن کی اولاد بیزنجو۔ بلفت کی اولاد بلفت کہلانے لگے میراں کی اولاد چونکہ کالے موزے پہنتے تھے سیاہ پاد کے نام سے مشہور ہوئے ویسے بلوچی قومی دستور کے مطابق انہیں اپنے جد میران کے نام کی مناسبت سے میرانی یا میران زئی موسوم ہونا چاہیئے تھا مگر حسن اتفاق

سے ایسا نہیں ہوا۔

۹۔ قبیلہ ساجدی براخوئی بلوچ

جہاں تک قبیلہ ساجدی (قدیم نام ساگدی) کا تعلق ہے یہ قبیلہ بعد میں براخوئی بلوچ میں شامل کر دیا گیا ہے جس کی تاریخ پس منظر اس طرح ہے کہ قدیم ایران میں جب کہ خاندان آشکانی کی حکمرانی تھی (اورود دوئم) (۵۵ ق م تا ۳۶ ق م) جو خاندان آشکانی کا پندرہواں حکمران تھا اس کے دور میں زابلستان میں کچھ ایسے سیاسی حالات رونما ہوئے جن کی بنا پر (ساجدی) قبیلہ جو ساکا نسل سے تھا کو توران کے خطے میں نقل مکانی کرنی پڑی اور اس وقت کے آمیر اکراد براخوئی بلوچ آمیر بہمن نے قبیلہ ساجدی ساکا کو علاقہ گرنشیکان (موجودہ گرلیشہ) میں مستقلاً بسا کر اسے براخوئی کرد بلوچ میں بحیثیت ایک قبیلہ کے مدغم کر دیا۔ آمیر میرو اول کے دور میں اس قبیلے کے آمیر کا نام آمیر مراد علی تھا اور یہ قبیلہ موجودہ دور میں بھی براخوئی بلوچ گروہ قبائیل کا ایک قبیلہ شمار ہوتا ہے۔

۱۰۔ قبیلہ سنگر براخوئی بلوچ

جہاں تک قبیلہ سنگر (قدیم نام سگر) کا تعلق ہے یہ بھی ساجدی

قبیلے کی طرح سا کا نسل سے تعلق رکھتا ہے اس قبیلے کی نقل مکانی کرنے کے وہی سیاسی حالات تھے جو ساجدی قبیلے کے تھے اس دور (۵۵ ق م تا ۳۶ ق م) کے امیر اکراد براخوئی بلوچ امیر بہمن نے اس قبیلے کو وادی پیلار (موجودہ جنوبی جھالاوان کے علاقہ) میں مستقلاً بسا کر اُسے براخوئی کرد بلوچ گروہ قبائل میں بحیثیت ایک قبیلے کے مدغم کر دیا جو آج تک براخوئی بلوچ گروہ قبائل کا ایک قبیلہ شمار ہوتا ہے امیر میرو اول کے دور میں اس قبیلے کے امیر کا نام امیر ناکام تھا۔

۱۱۔ قبیلہ لہڑی براخوئی بلوچ

قبیلہ لہڑی جو اس وقت براخوئی گروہ قبائل کا ایک قبیلہ تصور ہوتا ہے یہ امیر جیسان اور گائی کرد بلوچ کی اولاد ہے جو امیر میرواول کیکانی براخوئی کرد بلوچ کا ہم عصر تھا یہ اپنے رہائشی علاقہ لہڑی (خطہ کچھی) کی مناسبت سے بنام لہڑی قبیلہ مشہور ہوا اور بعد میں گروہ براخوئی بلوچ میں بطور ایک قبیلے کا مدغم کیا گیا جو براخوئی بلوچ گروہ قبائل کا آج تک ایک طایفہ تصور ہوتا ہے۔

۱۲۔ قبیلہ ریکی زئی براخوئی بلوچ

قبیلہ ریکی زئی امیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ کی اولاد ہیں جو امیر میرد اول کیکانی کرد بلوچ کے ہم عصر تھے بعد کے ادوار میں زابلستان سے

نکل کر سوراب کے علاقے میں سکونت پذیر ہو کر قبائیل گروہ براخوئی بلوچ میں بطور ایک قبیلے کے مدغم ہو کر براخوئی بلوچ کا ایک قبیلہ شمار ہونے لگا۔

زنگنہ کرد بلوچ کا تاریخی منظر

زنگنہ کرد بلوچ کی بلوچستان میں آمد کا تاریخی پس منظر اس طرح ہے۔ قدیم ایران میں جب کہ خاندان آشکانی کی حکمرانی تھی۔ ارود۔ دوئم (۵۵ ق م تا ۳۶ ق م) جو خاندان آشکانی کا پندرھواں حکمران تھا اس کے دور میں زابلستان میں کچھ ایسے سیاسی حالات رونما ہوئے جن کی بنا پر قبیلہ زنگنہ کرد بلوچ کو توران کے خطے میں نقل مکانی کرنی پڑی اس دور میں اکراد براخوئی بلوچ کے آمیر امیر بہمن نے اس قبیلے کو توران (سطح مرتفع قلات) سے متصل علاقہ خاران میں مستقلاً بسایا جہاں بعد کے ادوار میں جو نئے طایفے افزائش نسل کی وجہ سے قبیلہ زنگنہ کرد بلوچ برآمد ہوئے تو وہ خاران، چاغی مغربی بلوچستان (ایرانی بلوچستان) کے مختلف علاقوں میں پھیل کر سکونت اختیار کی۔ یہ تو زنگنہ کرد بلوچ کی قدیم بلوچستان کے خطہ توران میں آمد کا تاریخی پس منظر تھا جو ہم نے تفصیل سے بیان کیا۔ اب ہم ان تمام قبیلوں کا تذکرہ کریں گے جو اس قبیلے سے برآمد ہو کر نئے قبیلوں کی صورت اختیار کی۔

قبیلہ زنگنہ کرد بلوچ

اب میں زنگنہ کرد بلوچ نسل سے برآمد شدہ قبائل کی تفصیل بیان

کروں گا۔ امیر میرواول کیکانی براہوئی کرد بلوچ کے ہم عصر امیر زنگنہ کرد بلوچ امیر سلیمان تھے۔ امیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ کے دو بیٹے ۱۔ ناران ۲۔ گہرام تولد ہوئے پھران دو بیٹوں کے اور بہت سے بیٹے پیدا ہوئے لہذا سب سے پہلے میں ناران کی اولاد کی تفصیل بیان کروں گا۔

۱۔ امیر ناران کے بارہ بیٹے تولد ہوئے۔ ۱۔ بادین ۲۔ جمال دین ۳۔ دگر ۴۔ دُرّک ۵۔ تگین ۶۔ کوہی ۷۔ حاجی ۸۔ نوشیروان ۹۔ دیہان ۱۰۔ کبدان ۱۱۔ سنجر ۱۲۔ تمبک۔

تمبک کے علاوہ باقی دیگر گیارہ بیٹوں کی اولاد مرور زمانہ کے ساتھ جب تعداد میں افزائش نسل کی وجہ سے بڑھ گئے تو سب اپنے جد اعلیٰ کے ناموں سے موسوم ہوکر ۱۔ بادینی ۲۔ جمالدینی ۳۔ دگرزئی ۴۔ درّک زئی ۵۔ تگین زئی ۶۔ کوہی زئی ۷۔ حاجی زئی ۸۔ نوشیروانی ۹۔ دیہانی ۱۰۔ کبدانی ۱۱۔ سنجرانی قبائل کی صورت میں وجود میں آئے۔

۱۔ تمبک ولد امیر ناران کے چھ بیٹے تولد ہوئے ۱۔ احمد ۲۔ دلدار ۳۔ سوپک ۴۔ توکی ۵۔ میران ۶۔ مراد۔ ۱۔ احمد کی اولاد نے جب قبیلے کی شکل اختیار کی تو یہ لوگ وادی بانسر میں سکونت پذیر ہوچکے تھے لہذا سکونت کی مناسبت کی وجہ سے قبیلہ نے بالنسری کا نام اختیار کرکے قبیلہ بالنسری کے نام سے مشہور ہوا۔

۲۔ دلدار کی اولاد ریگستان مغربی بلوچستان میں آباد ہونے کی وجہ سے ریکی قبیلہ کے نام سے شہرت پائی۔

۳۔ سوپک کی اولاد۔ اپنے جد سوپک کے نام سے موسوم ہوکر سوپکی یا سوپک قبیلہ کہلانے لگی۔

۴۔ توکی کی اولاد۔ اپنے جد کے نام سے توکی موسوم ہوکر توکی قبیلہ مشہور ہوا۔

۵۔ میران کی اولاد۔ وادی واشک میں سکونت کی وجہ سے قبیلہ داشکی کے نام سے موسوم ہوئی۔

۶۔ مراد کی اولاد۔ اپنے دادا تمبک کے نام سے موسوم ہوکر تمبکی قبیلہ کہلانے لگی۔

امیر ناران ولد امیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ کی نسل سے برآمد شدہ تمام قبائیل اکثر و بیشتر علاقہ چاغی اور خاران میں منتشر ہوکر آباد ہو گئے جو قدیم زابلستان کے حصّہ تھے۔ ان میں سے چند ایک قبائل نے مغربی بلوچستان (ایرانی بلوچستان) میں بھی سکونت اختیار کی ہے

۱۱۱۔ اب ہم امیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ کے دوسرے بیٹے گرام کی نسل سے برآمد شدہ قبائل کی تفصیل بیان کرینگے۔

امیر گرام کے آٹھ بیٹے تولد ہوئے۔ ۱۔ یار احمد ۲۔ گمشاد ۳۔ برہان ۴۔ عبداللہ ۵۔ سیاہ حان ۶۔ سوران ۷۔ احمد ۸۔ بادین۔

۱۔ یار احمد کی اولاد نے جب قبیلے کی صورت اختیار کی تو اپنے جد یار احمد کے نام سے موسوم ہوکر یار احمد زئی کہلانے لگی۔

۲۔ اسی طرح گمشاد کی اولاد گمشاد زئی ۳۔ برہان کی اولاد برہان زئی

۴۔ عبداللہ کی اولاد عبداللہ زئی ۵۔ سیاہ خان کی اولاد سیاھان زئی ۶۔ سوران کی اولاد سوران زئی۔ قبیلوں کے نام سے موسوم ہوکر وجود میں آئیں۔

۱۷۔ امیر گرام ولد امیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ کے ساتواں بیٹا احمد کے ہاں چھ بیٹے تولد ہوئے ۱۔ اسماعیل ۲۔ برانسر ۳۔ میر بلوچ ۴۔ گورگیج ۵۔ شاہ ولی ۶۔ ہیتواج۔ ان سب کی اولادیں مرور زمانہ کے ساتھ جب تعداد میں بڑھ گئیں تو اپنے جدالاجداد کے ناموں سے منسوب ہوکر ۱۔ اسماعیل زئی ۲۔ برانسر زئی ۳۔ میر بلوچ زئی ۴۔ گورگیج ۵۔ شاہ ولی بر ۶۔ ہیتواجی قبیلوں کے ناموں سے مشہور ہوئیں۔ بعض تاریخی حوالوں کے مطابق جب ۱۔ اسماعیل زئی قبیلے کے کچھ طائفے علاقہ سیب منتقل ہوئے اور وہاں رہائش کی مناسبت سے ایک نئے قبیلہ سیبی کو جنم دیا۔ ۲۔ برانسر زئی کے کچھ طائفوں نے ہمپوشت میں سکونت اختیار کی اور جائے سکونت کی مناسبت سے ایک جدا قبیلہ ہمپوشی کو جنم دیا۔ ۳۔ میر بلوچ زئی قبیلے کے کچھ طائفوں نے دامان کوہ بود و باش اختیار کی جس کی وجہ سے دامنی قبیلہ کے نام سے منسوب ہوئے ۴۔ گورگیج قبیلے کے کچھ طائفے مقام قصر قند گئے اور وہیں پر اقامت اختیار کی بعد میں بنام قصر قندی قبیلہ مشہور ہوا ۵۔ قبیلہ شاہ ولی بر کے بعض طائفوں نے وادی دشتیاری میں سکونت اختیار کی جس کی وجہ سے بعد میں قبیلہ دشتیاری کے نام سے مشہور ہوئے۔

۱۸۔ بادین ولد گرام ولد امیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ کے آٹھویں بیٹے بادین کی نسل سے برآمد شدہ قبائل کی تفصیل اس طرح ہے۔

بادین کے نو بیٹے تولد ہوئے ۱۔ احمد ۲۔ محمد ۳۔ براھم ۴۔ سراج
۵۔ ہیبت ۶۔ عثمان ۷۔ خلیفہ ۸۔ مراد ۹۔ دلوش۔

یہ عجیب تاریخی اتفاق ہے کہ بادین کے سب بیٹوں کی نسل سے جو قبائل برآمد ہوئے۔ اپنے جدالاجداد کے ناموں کی بجائے اپنے مقام سکونت کے ناموں سے قبیلوں کی صورت میں وجود میں آئے۔

۱۔ احمد کی اولاد بجائے احمدی۔ یا احمدزئی کہلانے کے مقام سکونت باہوقلات کے نام کی مناسبت سے قبیلہ باہوکلاتی مشہور ہوا۔

۲۔ اسی طرح محمد کی اولاد بوجہ سکونت علاقہ گنج گنجی قبیلہ کے نام سے مشہور ہوا۔

۴۔ سراج کی اولاد بوجہ سکونت وادی بنت۔ بنتی قبیلہ کہلانے لگی۔

۵۔ ہیبت کی اولاد مقام بیابان میں آباد ہونے کی وجہ سے بیابانی قبیلہ کے نام سے منسوب ہوا۔

۶۔ عثمان کی اولاد جاسک میں سکونت کی اس وجہ سے اس کی اولاد قبیلہ جاسکی کے نام سے موسوم ہوئی۔

۷۔ خلیفہ کی نسل مقام گواتر میں رہنے کی وجہ سے قبیلہ گواتری کے نام سے موسوم ہوا۔

۸۔ مراد کی اولاد علاقہ ہیت میں سکنی ہونے کی وجہ سے قبیلہ ہیتی کے نام سے موسوم ہوا۔

۹۔ دلوش کی اولاد علاقہ فانوج میں رہنے کی وجہ سے فانوجی قبیلہ

کھونے لگی۔

یہ مندرجہ بالا تمام مقامات و وادیاں مغربی بلوچستان (ایرانی بلوچستان) میں واقع ہیں۔

تواریخی شواہد سے یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ امیر گرام امیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ کے دوسرے بیٹے ہیں ان کی نسل سے جتنے بھی قبیلے برآمد ہوئے ہیں وہ سب کے سب مغربی بلوچستان (ایرانی بلوچستان) میں منتشر ہو کر مستقلاً سکونت پذیر ہوئے اور اسی طرح بادین جو امیر گرام کا آٹھواں بیٹا تھا اس کی نسل سے برآمد شدہ تمام قبائل مغربی بلوچستان (ایرانی بلوچستان) میں سکنی ہوئے۔

گروہ نارد ہی قبائلی بلوچ

امیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ کے دو بیٹوں امیر ناران و امیر گرام کے نسلوں سے برآمد شدہ تمام قبائل امیر ناران کے نام کی مناسبت سے موجودہ دور میں گروہ نارد ہی قبائل بلوچ کہلاتے ہیں۔

امیر ناران کی نسل سے برآمد شدہ قبائل

۱۔ بادینی ۲۔ جمال دینی ۳۔ دِگرزئی ۴۔ درّک زئی ۵۔ بنگین زئی ۶۔ کوہی زئی ۷۔ حاجی زئی ۸۔ نوشیروانی ۹۔ دیہائی ۱۰۔ اکبدانی ۱۱۔ سنجرانی ۱۲۔ بانسری ۱۳۔ ریگی ۱۴۔ سوپک ۱۵۔ توکی ۱۶۔ داشکی ۱۷۔ تمبکی۔

امیر گہرام کی نسل سے برآمد شدہ قبائل

۱۸, یار احمد زئی ۱۹, گمشاد زئی ۲۰, برہان زئی ۲۱, عبداللہ ہی ۲۲, سیاہان زئی
۲۳, سوران زئی ۲۴, اسماعیل زئی ۲۵, بہانسر زئی ۲۶, میر بلوچ زئی ۲۷,
گورگیج ۲۸, شاہ ولی بر ۲۹, ہیتواجی ۳۰, یبی ۳۱, بمپوشتی ۳۲, دامنی
۳۳, قصرقندی ۳۴, دشتیاری ۳۵, باہو کلاتی ۳۶, گینجی ۳۷, کوجی
۳۸, بنتی ۲۹, بیابانی ۴۰, جاسکی ۴۱, گواتری ۴۲, ہیتی ۴۳, فالوجی۔

نقشہ بلوچ طائفے اگلے صفحہ پر دیکھیں

نقشہ بلوچ طایفے جو قبیلہ زنگنہ کرد بلوچ سے برآمد ہوئے ہیں

۱۔ جدی نام
۲۔ سکنی نام
۳۔ پیشہ وارانہ نام
۴۔ منصی نام

امیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ

ناران

۱۔ بادین — جد قبیلہ [illegible]
۲۔ جمال دین — جد قبیلہ جمالدزئی
۳۔ ردگر — جد قبیلہ دگرزئی
۴۔ درک — جد قبیلہ درک زئی
۵۔ جگین — جد قبیلہ جگین زئی
۶۔ کوہی — جد قبیلہ کوہی زئی
۷۔ حاجی — جد قبیلہ حاجی زئی
۸۔ نوشیروان — جد قبیلہ نوشیروانی
۹۔ دیہان — جد قبیلہ دیہان زئی
۱۰۔ کبدانی — جد قبیلہ کبدانی
۱۱۔ بجر — جد قبیلہ بجرانی
۱۲۔ تمبک

تمبک

۱۔ احمد — جد قبیلہ بالتری
۲۔ دلاور — جد قبیلہ [illegible]
۳۔ سوبک — جد قبیلہ سوبک
۴۔ توکی — جد قبیلہ توکی
۵۔ میران — جد قبیلہ [illegible]
۶۔ مراد — جد قبیلہ [illegible]

گرام
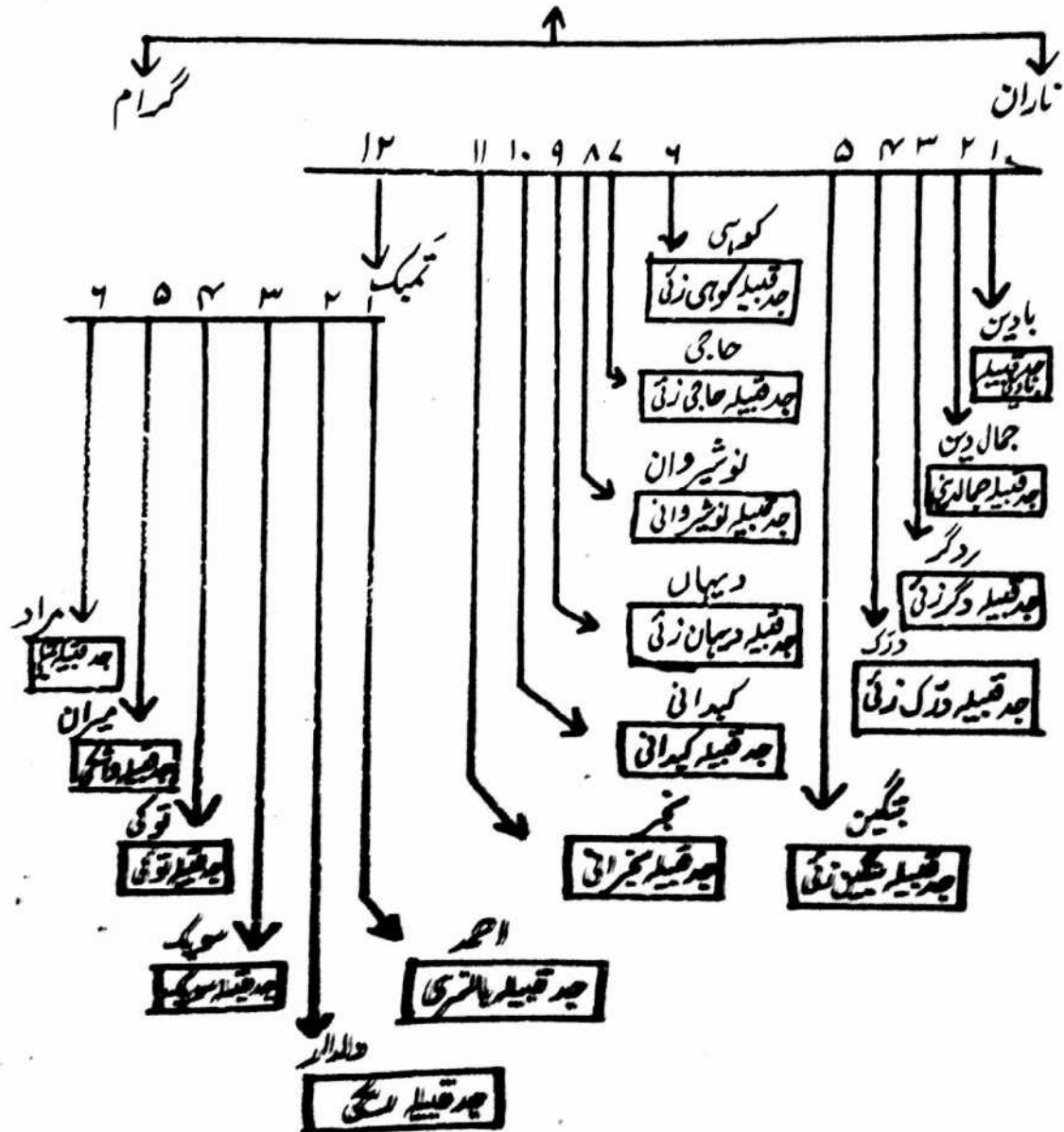
= جدی نام
= سکنی نام
= پیشہ وارانہ نام
= منصبی نام
اَمیر سلیمان زنگند کرد بلوچ
گہرام
انار آن
یار احمد
جد قبیلہ یار احمد زئی
گمشاد
جد قبیلہ گمشاد زئی
برہان
جد قبیلہ برہان زئی
عبداللہ
جد قبیلہ عبداللہی
سیاہان
جد قبیلہ سیاہان زئی
سوران
جد قبیلہ سوران زئی
احمد
اسمٰعیل
قبیلہ سیبی
ق اسمٰعیل زئی
برانز
ق برانز زئی
میر بلوچ
قبیلہ دامنی
ق میر بلوچ زئی
گورگیج
قبیلہ قلندری
ق گورگیج
شاہ ولی بر
قبیلہ دشتیاری
شاہ ولی بر
ہیتواج
ہیتواج
بادین
احمد
جد قبیلہ باہو کلاتی
محمد
براھم
جد قبیلہ کوچ
سراج
ہیبت
عثمان
جد قبیلہ جاسکی
خلیفہ
مراد
درویش
جد قبیلہ فانوج

گروہ ادرگانی کرد بلوچ کی طایفے خطہ مکران کے

اب ہم اکراد بلوچ خطہ مکران کے تین بڑے قبیلے ادرگانی کرد بلوچ، مالی کرد بلوچ، کرمانی کرد بلوچ سے مختلف ادوار میں جو مزید بلوچ طایفے برآمد ہوئے اُن کی تفصیل سے حالات بیان کریں گے۔ قبیلہ ادرگانی و مالی و کرمانی تین کرد بلوچ بھائی ادرگان، مال، کرمان کی اولاد ہیں ان کی نسلوں سے برآمد شدہ بلوچ قبائیل کی علی الترتیب تفصیل اس طرح ہے۔

ا۔ ادرگانی کرد بلوچ سے برآمد شدہ طایفے

اُمیر جیسان ادرگانی کرد بلوچ اُمیر میرواول کیکانی براخوئی کرد بلوچ کے ہم عصر تھے امیر جیسان کے تیرہ بیٹے تولد ہوئے جن کی تفصیل اس طرح ہے

۱۔ ہوت ۲۔ صالح ۳۔ مری ۴۔ شاہ بیگ ۵۔ المش ۶۔ بہرام ۷۔ بیگ محمد ۸۔ مید ۹۔ چاندا ۱۰۔ مزار ۱۱۔ قیصر ۱۲۔ کورا ۱۳۔ نتکان۔

i۔ ہوت کی اولاد اپنے جد کے نام کی مناسبت سے ہوت قبیلہ کے نام سے مشہور ہوئی۔

ii۔ صالح کے دو بیٹے تولد ہوئے ۱۔ حسن ۲۔ اور بہرام و۔ ۱۔ حسن کی اولاد علاقہ بگ (ایرانی بلوچستان) میں سکونت کی وجہ سے بگیتی کہلانے لگے ۲۔ بہرام کی اولاد علاقہ ڈومیک (ایرانی بلوچستان) میں سکونت کی وجہ سے ڈومبکی قبیلہ کے نام سے شہرت پاگئی لہٰذا صالح کے دو بیٹوں کی اولاد حسن کی اولاد

بگٹی اور بہرام کی اولاد ڈومبکی قبیلوں کے ناموں سے وجود میں آئے۔

۷ مری کی اولاد مرورِ زمانہ کے ساتھ مری قبیلہ کے نام سے مشہور ہوا۔ ۸ شاہ بیگ کی اولاد وادی بلیدہ مکران میں سکونت کی وجہ سے بلیدی قبیلے کے نام سے مشہور ہوئی۔ ۹ المش کے دو بیٹے تولد ہوئے ا۔ رند اور ۲۔ جاتو رند کی اولاد رند کے نام سے موسوم ہوکر رند کہلانے لگی اور جاتو کی اولاد جاتو کے نام کے مناسبت سے قبیلہ جاتوئی (جتوئی) مشہور ہوا یعنی المش کی اولاد رند اور جاتو سے دو قبیلے رند اور جاتوئی (جتوئی) برآمد ہوئے

۱۰ بہرام کی اولاد مقام لاشار مغربی بلوچستان (ایرانی بلوچستان) میں سکونت کی وجہ سے قبیلہ لاشاری مشہور ہوئی ۱۱۔ بیگ محمد کی اولاد علاقہ لہڑی (کچھی) میں سکونت کی وجہ سے لہڑی قبیلہ کے نام سے موسوم ہوگئی۔ ۱۲۔ مید کی اولاد مید کہلانے لگی اور بلوچستان کے تمام ساحلی علاقوں میں پھیل گئی اور یہیں پر مستقلاً سکونت اختیار کی اور ماہی گیری کا پیشہ اختیار کیا ۱۳۔ چاندا کے تین بیٹے تولد ہوئے۔ ۱۔ مبارک ۲۔ کمال ۳۔ میدار ۱۔ مبارک بچپن میں میلا کچیلا رہتا تھا والدین اسے لیگار یعنی میلا کہا لہذا یہ لقب اُس کے نام کے ساتھ چپک گیا لہذا اُس کی اولاد اسی لقب کی مناسبت سے لیگاری قبیلہ مشہور ہوئی ۲۔ کمال کی اولاد ایرانی بلوچستان میں بہ مقام گیش کور سکونت اختیار کی اس سکونت کی وجہ سے گیشکوری قبیلہ کے نام سے موسوم ہوئی ۳۔ میدار کی اولاد مرورِ زمانہ کے ساتھ اپنے دادا (چاندا) کے نام سے منسوب ہوکر چاندیہ قبیلہ کے نام سے مشہور ہوئی۔

۱۰۔ مزار کی اولاد اپنے جد کے نام کی مناسبت سے مزاری قبیلہ کے نام سے شہرت پا گئی ۱۱۔ قیصر کی اولاد قیصرانی کہلانے لگی ۱۲۔ کورا کی اولاد کورائی مشہور ہوئی ۱۳۔ نتکان کی اولاد نتکانی کہلانے لگی۔

گویا امیر جیسان ادرگانی کرد بلوچ کی اولاد سے مندرجہ بالا تیرہ بلوچ قبائیل وجود میں آئے۔

۲۔ مالی کرد بلوچ سے برآمد شدہ طایفے

امیر رحیب مالی کرد بلوچ، امیر میرو اول کیکانی براخوئی کرد بلوچ کا ہمعصر تھا۔ امیر رحیب مالی کرد بلوچ کے سات بیٹے تولد ہوئے جنکے اسما اسطرح ہیں۔

۱۔ کھوسہ ۲۔ جمال ۳۔ میرک ۴۔ مراد ۵۔ دلدار ۶۔ علی داد ۷۔ ددستین

۱۔ کھوسہ کی اولاد مرور زمانہ کے ساتھ اپنے جد کے نام کھوسہ سے منسوب ہوکر کھوسہ قبیلہ کہلانے لگے۔ ۲۔ جمال کی اولاد جمال کے نام کی مناسبت سے جمالی قبیلہ مشہور ہوئی ۳۔ میرک کی اولاد دشت مکران میں سکونت کی وجہ سے دشتی قبیلہ کے نام سے منسوب ہوئی ۴۔ مراد کی اولاد پنجگور مکران میں وادی گچک میں سکونت کی وجہ سے قبیلہ گچکی مشہور ہوئی ۵۔ دلدار کی اولاد کو رئیس کی منصبداری ملی جس کی وجہ سے بعد میں اس کی ساری نسل قبیلہ رئیس کے نام سے شہرت پا گئی ۶۔ علی داد کی اولاد کو ابتدائیں عہدہ کہدائی ملا بعد میں ساری نسل کے لوگ کہدائی کہلانے لگی گویا یہ قبیلہ اپنے جد کے عہدہ کے مناسبت سے کہدائی یا کودائی قبیلہ کہلانے لگا۔

۷۔ اُمیر دوستیں کے آٹھ بیٹے تولد ہوئے جن کے نام اس طرح ہیں۔
۱۔ کیتران ۲۔ پے تاپ ۳۔ درلیشک ۴۔ گورچان ۵۔ توکل ۶۔ مہرداد
۷۔ میر علی ۸۔ رستم

۱۔ کیتران کی اولاد اپنے جد کے نام کی مناسبت سے کیتران قبیلہ مشہور ہوا
۲۔ پے تاپ کی نسل جد کے نام کی مناسبت سے پے تاپی قبیلہ موسوم ہوا۔
۳۔ درلیشک کی اولاد۔ درلیشک کے نام سے موسوم ہوکر درلیشک قبیلہ سے
مشہور ہوئی ۴۔ گورچان کی اولاد گورچانی کہلانے لگی ۵۔ توکل کی اولادیں اکثر
بیشتر بکریاں پالتی تھی پیشہ کی مناسبت سے بزُ دار قبیلہ کے نام سے بزُدار مشہور
ہوئے ۶۔ مہرداد کی اولاد بہ مقام لُنڈ سکونت اختیار کی جس کی وجہ سے قبیلہ
لُنڈ کے نام سے مشہور ہوا ۷۔ میر علی کی اولاد میر علی (میر عالی) کے نام سے
منسوب ہوکر قبیلہ میر علی کہلانے لگا جو ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقہ کولاچی
میں رہتے ہیں ۸۔ رستم کی اولاد ڈیرہ اسماعیل خان کے مقام کولاچی میں
سکونت اختیار کی جس کی وجہ سے کولاچی قبیلہ مشہور ہوا گویا اُمیر رحبب مالی
کرد بلوچ کی نسل سے کل چودہ قبیلے برآمد ہوئے یہ اَمر تاریخ کے لحاظ سے
بہت عجیب ہے کہ اُمیر رحبب مالی کرد بلوچ کی نسل سے برآمد شدہ کچھ قبائل
جنوبی بلوچستان کے خطہ مکران اور کچھ قبائل شمال مشرقی بلوچستان کے خطہ
ڈیرہ غازی خان میں سکونت پذیر ہوئے مثلاً اُمیر رحبب مالی کرد بلوچ کے
مندرجہ ذیل بیٹوں کی اولاد ۱۔ میرک ۲۔ مراد ۳۔ دلداد ۴۔ علی داد
مکران بلوچستان میں سکونت اختیار کی۔ ۱۔ میرک کی اولاد دشتی۔ دشت

مکران میں ۔۲۔ مراد کی اولاد گچکی۔ گچک پنجگور میں ۳۔ دالدار کی اولاد رئیس کیچ مکران میں ۴۔ علی داد کی اولاد کہدائی کیچ مکران میں مستقلاً سکنی ہوئے کھوسہ اور جمال کی اولادیں یعنی کھوسہ قبیلہ اور جمالی قبیلہ علاقہ کچھی سندھ پنجاب کے اطراف میں منتشر ہوکر سکونت اختیار کیں۔ دوستین ولد امیر رجب مالی کرد بلوچ کی اولادوں میں سے برآمد شدہ قبائیل ۱۔ کیتران ۲۔ بے تالی ۳۔ دریشک ۴۔ گورچانی ۵۔ بزدار ۶۔ لنڈان سب نے شمال مشرقی بلوچستان کے خطہ ڈیرہ غازی خان میں سکونت اختیار کیں۔

۳۔ کرمانی کرد بلوچ سے برآمد شدہ طایفے

امیر منذر کرمانی کرد بلوچ امیر میر وادل کیکانی براہوئی کرد بلوچ کا ہم عصر تھا۔ امیر منذر کرمانی کرد بلوچ کے چھ بیٹے تولد ہوئے ۱۔ پولات ۲۔ گوران ۳۔ حاجی ۴۔ گوہرام ۵۔ دودا ۶۔ راہیں۔

i۔ پولات کا ایک بیٹا تولد ہوا جس کا نام بیل تھا بیل کی نسل اپنے جد بیل کے نام سے موسوم ہوکر قبیلہ بیل مشہور ہوا۔

ii۔ گوران کے تین بیٹے تولد ہوئے ۱۔ بلیّن ۲۔ گولہ ۳۔ گوپانگ ۱۔ بلیّن کی نسل اس کے نام کی مناسبت سے بعد میں بلّی قبیلہ مشہور ہوا ۲۔ گولہ کی اولاد گولہ کے نام سے منسوب ہوکر قبیلہ گولہ کہلانے لگی ۳۔ گوپانگ کی اولاد گوپانگ کے نام کی مناسبت سے گوپانگ قبیلہ مشہور ہوا۔

iii۔ حاجی کی اولاد حاجی کے بیٹے بریّں کے نام سے منسوب ہوکر بری

قبیلہ کہلانے لگی۔

۱۷۔ گوہرام کی اولاد علاقہ مگس (ایرانی بلوچستان) میں سکونت کی وجہ سے مگسی قبیلہ کے نام سے مشہور ہوئی۔

۱۸۔ دودا کی اولاد دودا کے نام کی مناسبت سے قبیلہ دودائی مشہور ہوا

اُمیر مَندر کرمانی کرد بلوچ کے ان دو بیٹوں گہرام اور دودا کے قبیلے گہرام کا قبیلہ مگسی جو مگس (ایرانی بلوچستان میں سکونت کی وجہ سے مگسی قبیلہ مشہور ہوا اور دودا کے نام سے منسوب اُس کا قبیلہ دودائی بلوچی تاریخ میں بہت اہم قبیلے شمار ہوتے رہے ہیں ان کے اُمرا نے تاریخ میں بڑا نام پیدا کیا اَمیر مَندر کرمانی کرد بلوچ کی نسل سے کل سات قبیلے برآمد ہوئے جن کی تفصیل اوپر بیان کی جا چکی ہے۔

۱۹۔ رائیں کی اولاد ریوڑ پالتے تھے۔ مال چرائی کے وقت درختوں کے پتے توڑ کر ریوڑ کو گھاس مہیا کرتے تھے اس واسطے اُس کی اولاد (ٹال بر) کے نام سے مشہور ہوئی۔ بلوچی زبان میں (ٹال بر) کے معنی ہیں (ٹہنی توڑنے والا) لہذا قبیلہ اس پیشے کی وجہ سے (ٹال بر) کے نام سے موسوم ہوا۔ اس قبیلے نے سندھ میں بلوچوں کی حکومت قائم کی۔

نقشہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

نقشہ بلوچ طایفے جو قبیلہ مالی کرد بلوچ سے برآمد ہوئے ہیں
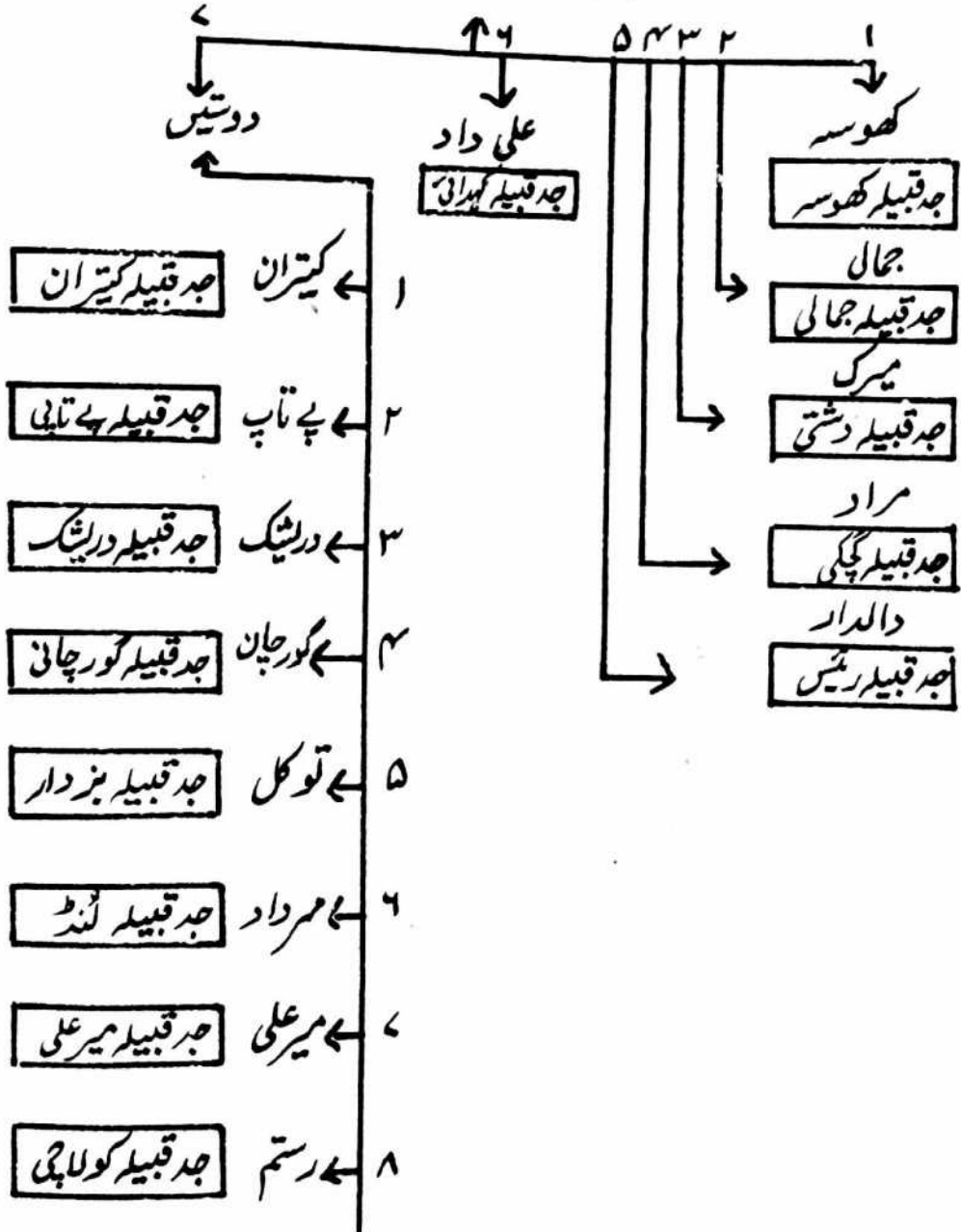
۱۔ جدی نام
۲۔ سکنی نام
۳۔ پیشہ وارانہ نام
۴۔ منصبی نام

نقشہ بلوچ طایفے جو قبیلہ
کرانی کرد بلوچ سے
برآمد ہوئے ہیں
۱۔ جدی نام
۲۔ سکنی نام
۳۔ پیشہ وارانہ نام
۴۔ منصبی نام
امیر منذر کرانی کرد بلوچ
۱
۲
۳
۴
۵
۶
پولاٹ
بیل
جد قبیلہ بیل
حاجی
بسرتن
جد قبیلہ بسی
گرام
جد قبیلہ گگسی
دودا
جد قبیلہ دودائی
رائین
جد قبیلہ ٹال بر
گوران
بگیتی
جد قبیلہ بگتی
گولہ
جد قبیلہ گولہ
گوپانگ
جد قبیلہ گوپانگ
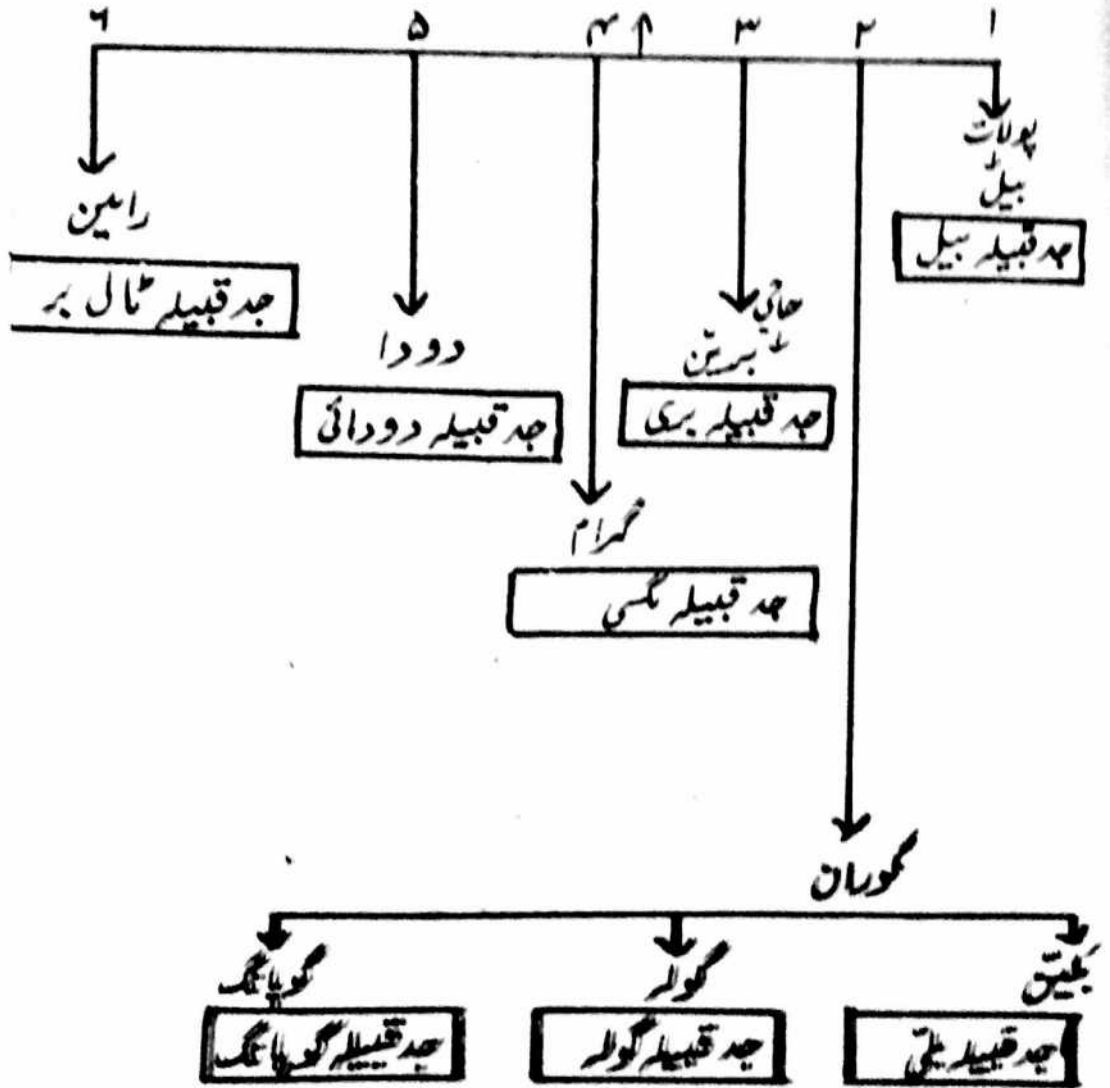
باب بلستیم

بلوچ ملت کی نشاۃ ثانیہ

بلوچ ملت کی نشاۃ ثانیہ کی ابتدا اٰمیر میرو اول کیکانی براخوئی کرد بلوچ کے دور میں ہوتی ہے جس کی تفصیلات اس طرح ہیں جو قارئین کی دلچسپی کے لئے نہایت وضاحت سے بیان کی جاتی ہیں۔

اٰمیر میرو اول کیکانی براخوئی کرد بلوچ اٰمیر توران

جب اٰمیر میرو اول کیکانی براخوئی کرد بلوچ توران میں اکراد بلوچ کی قبائلی کونسل پنجگانہ کا اٰمیر تھا تو اس دور میں سلطنت ایران پر (ال خان) خاندان تاتاری کی حکومت تھی ہلاکو خان کے بعد گزن (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) جو اس خاندان کا ساتواں بادشاہ تھا حکمرانی کررہا تھا اور اس دور میں اکراد بلوچ توران اور مکران کی کونسل پنجگانہ کے کل اُمرا کی تفصیل اس طرح ہے

اُمرائے کونسل توران

۱۔ اٰمیر میرو اول کیکانی براخوئی کرد بلوچ ۲۔ اٰمیر مزار ہیم گورانی

براخوئی کرد بلوچ ۳۔ امیر حبیب ساردنی براخوئی کرد بلوچ ۴۔ امیر بلال غزداری براخوئی کرد بلوچ ۵۔ امیر اسماعیل مشکانی براخوئی کرد بلوچ ۶۔ امیر احمد آرمیلی براخوئی کرد بلوچ ۷۔ امیر جلال بولانی براخوئی کرد بلوچ ۸۔ امیر توکل گرگیشکانی براخوئی کرد بلوچ ۹۔ امیر مراد علی ساجدی براخوئی کرد بلوچ ۱۰۔ امیر ناکام سنگر براخوئی کرد بلوچ ۱۱۔ امیر سلیمان زنگنہ کرد بلوچ

اُمرائے کونسل مکران

۱۔ امیر جیسان آدرگانی کرد بلوچ ۲۔ امیر رحیب مالی کرد بلوچ ۳۔ امیر مُنذر کرمانی کرد بلوچ

اسلامی سلطنت پر تاتاریوں کی حکومت

ہلاکو خان نے جب ۱۲۵۸ء میں بغداد فتح کیا آخری عباسی خلیفہ مستعصم باللہ کا خاتمہ کرنے کے بعد بغداد سے ایران تک تمام سلطنت پر قابض ہوگیا اس طرح ساری اسلامی سلطنت بے دین تاتاریوں کی زیر نگیں آگئی کیونکہ ہلاکو خان (۱۲۵۸ء تا ۱۲۶۵ء) کے بعد آباگا (۱۲۶۵ء تا ۱۲۸۱ء) آباگا کے بعد احمد (۱۲۸۱ء تا ۱۲۸۴ء) احمد کے بعد ارغون (۱۲۸۴ء تا ۱۲۹۱ء) ارغون کے بعد گیختو (۱۲۹۱ء تا ۱۲۹۵ء) گیختو کے بعد بیدو ۱۲۹۵ء یہ سارے حکمران مسلمان نہ تھے

اگر ان میں سے کوئی مسلمان بھی تھا۔ تو وہ بھی برائے نام چنانچہ بیدو کے بعد گزن (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) نے جلوس کیا۔ بادشاہ ہونے سے

پہلے اس نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا اور مسلمان حکمران کی حیثیت
سے بت پرست خاقان چین کی بالادستی سے انحراف کر کے اپنی آزادی کا باقاعدہ
اعلان کیا۔ گزن کی تخت نشینی کے بعد تمام اسلامی مملکت میں ایک نیا دور
شروع ہوا۔ اسی دور میں اکراد بلوچ توران و مکران کی قبائلی کونسل پنجگانہ
کے اُمرا یہ تھے۔ ا۔ اَمیر میر وادل کیکانی براہوئی کرد بلوچ ۲۔ اَمیر سلیمان
زنگنہ کرد بلوچ ۳۔ اَمیر جیبان ادرگانی کرد بلوچ ۴۔ اَمیر رجب مالی کرد
بلوچ ۵۔ اَمیر مَنذر کرمانی کرد بلوچ اسی دور میں ان میں سے ہر ایک اَمیر
کے کئی بیٹے تولد ہوئے اور بعد میں ان کی نسل سے مختلف بلوچ قبائل وجود
میں آئے جن کی تفصیل انیسویں باب میں شرح و بسط کے ساتھ رقم کی جا چکی ہے
گزن (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) تاتاری مسلمان کا دور اکراد بلوچ کے لئے
نشاۃ ثانیہ کی ابتدا ثابت ہوئی۔ کیونکہ بلوچ سوسائٹی میں زندگی کے ہر پہلو میں
تغیر و تبدل واقع ہوا سیاسی، سماجی، اقتصادی، قبائلی تبدیلیاں رونما ہوئیں

I۔ سیاسی تبدیلی

بلوچوں کا نظام قوم داری جو دنیا میں قبائلی نظام حیات کے نام سے
معروف ہے۔ اپنی تفصیلات میں ایک ایسا مکمل نظام حیات ہے جو بلوچ
سماج کی عسکری مجلس اور جمہوری معاشی اور معاشرتی ضرورتوں کی کما حقہ
پذیرائی کرتا ہے۔ بلوچ تاریخ کے ارتقا کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بلوچوں
کے اس قبائلی نظام میں حالات اور وقت کے ساتھ ہم آہنگ ہونے کی

جملہ صلاحیتیں موجود ہیں اور تاریخ اس امر پر کما حقہ، روشنی ڈالتی ہے کہ اس نظام حیات نے قومی ضرورتوں کے تحت وقت کے کسی بھی تقاضے سے بغاوت نہیں کی بلکہ اس کے مقابلے میں خود کو حالات کے سانچے میں ڈھالنے میں کسی مرحلہ پر تامل سے کام نہیں لیا۔ چنانچہ اکراد بلوچ توران و مکران نے گزن کی دور حکومت میں اندازہ لگایا کہ کونسل پنجگانہ کی جگہ بلوچوں کا ایک جامع اور وسیع اتحاد ہونا چاہیئے جسے انگریزی زبان میں کنفیڈریشن کہتے ہیں لہذا اس دور کے اکراد بلوچ کے اُمرا نے بلوچ کنفیڈریسی کی تشکیل کی جس نے بڑھتے بڑھتے بلوچستان کے تمام خطوں کو اپنے میں سمو لیا اور اور کنفیڈریسی کی ہائی کمان نے بلوچستان کے متحدہ خطوں کو انتظامی لحاظ سے چھ بڑے خطوں میں تقسیم کر دیا

۱۔ چاغی ۲۔ خاران ۳۔ مکران ۴۔ سراوان ۵۔ جھالاوان ۶۔ لس بیلہ
ان خطوں کے رکن امیر اندرونی طور پر اپنے قبائلی نظام کو قبائلی دستور کے مطابق خود آزادانہ طور پر چلاتے تھے قومی مسائل کے بارے میں صدر مجلس اتحاد (کنفیڈریسی کی اسمبلی) کے تمام قبائل اُمرا۔ جو مجلس اتحاد (کنفیڈریسی)

نمبر۱۔ خطہ توران کا شمالی حصہ کیکانان نمبر۲۔ خطہ توران کا وسطی حصہ غزدار نمبر۳۔ خطہ توران کا جنوبی حصہ آرمابیل۔ اسی دور میں توران کے علاقائی نام تبدیل ہوتے شمالی توران، سراوان، وسطی توران جھالاوان، جنوبی توران لس بیلہ موسوم ہوئے۔

کے رکن بھی ہوتے تھے۔ اُن سے صلاح و مشورہ کے بعد صدر فیصلے صادر کرتا تھا۔

II بلوچ قومی فوج کی تشکیل

اسی دور میں بلوچ قبائلی اتحاد کی تشکیل کے بعد اتحاد کے تمام ارکان نے اپنے اپنے قبیلوں کی مردم شماری کرا کے بلوچستان کے دفاع کے لئے ایک قومی فوج تشکیل دی جو بلوچستان میں امیر بلوچستان نصیر خان ثانی (۱۸۴۱ء تا ۱۸۵۷ء) کے دور حکومت تک اسی طرح بلوچستان کے دفاع کے لئے سینہ سپر رہتی تھی اور ملک کا دفاع کرتی تھی۔

III بلوچ خطے کا بلوچستان کے نام سے موسوم ہونا

تاریخی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسی دور میں یعنی گزن تاتاری کے دور حکومت (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) میں بلوچستان کا خطہ بلوچوں کی تقریباً تین ہزار سالہ مدت سکونت کی مناسبت سے بلوچستان کے نام سے موسوم ہوا چونکہ یہ تاتاریوں کا دور حکومت تھا ہلاکو خان جو تاتاری حکومت کا بنیاد گزار تھا اس نے تمام اسلامی سلطنت میں اس قدر تباہی و بربادی مچائی تھی کہ اس کے دور میں اور اُس کے بعد کے ادوار میں علمی شاہکار تخلیق نہ ہو سکا جس سے کہ کہیں کسی کتاب میں خطہ بلوچستان کا تذکرہ ہوتا۔

ہماری اس دلیل کی تائید میں جب ظہیر الدین بابر مغل (۱۵۲۶ء تا ۱۵۳۰ء)

برسر اقتدار آیا تو اس نے پہلی بار تزک بابری میں بلوچستان کے خطہ کو بلوچستان کے نام سے یاد کر کے اس کا تذکرہ تزک بابری میں کیا ہے اس کی تفصیلات اس طرح ہیں۔

اِنہی دنوں بلوچستان سے مہدی کوکلتاش کا مراسلہ موصول ہوا اس نے اطلاع دی تھی کہ بلوچوں نے کچھ جگہوں پر لوٹ مار مچا رکھی ہے اور ہنگامے برپا کر رہے ہیں یہ اطلاع پاتے ہی میں نے بلوچوں کی تنبیہ کے لئے چین تیمور سلطان کا انتخاب کیا اور اُس کے ہمراہ اُمرا مثلاً عادل سلطان محمود سلطان دولدئی خسرو کوکلتاش، محمد علی جنگ جنگ، دلاور خان، احمد یوسف شاہ منصور برلاس اور حسن علی کے نام فرمان لکھوائے کہ یہ سب لوگ چھ چھ مہینے کی ضروریات کا بندوبست کر کے چین تیمور سلطان کے ہر حکم کی اطاعت لازم جانیں یہ فرمان میں نے عبدالغفار قورچی کے سپرد کئے اور اسے ہدایت کی سب سے پہلے چین تیمور سلطان کے پاس پہنچے اور اس سے مل کر اس سے اجتماع کی جگہ معلوم کرے باقی سرداروں اور اُمرا کے ہاں جائے۔

تزک بابری اردو ترجمہ رشید اختر ندوی صفحہ ۲۶۸۔

جب ظہیر الدین بابر مغل (۱۵۲۶ء تا ۱۵۳۰ء) کے بعد ان کا پوتا جلال الدین اکبر (۱۵۵۶ء تا ۱۶۰۵ء) تخت ہندوستان پر جلوس کیا تو ان کے وزراء کی کونسل میں ایک وزیر علامہ ابوالفضل نے اکبر کے دور کے تمام تاریخی واقعات کو کتاب آئین اکبری میں قلمبند کیا تو اس کتاب کی جلدی سوئم میں ہندوستان کی سلطنت میں مختلف زبانوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"تمام ہندوستان میں بے شمار زبانیں بولی جاتی ہیں اور وہ زبانیں جو ایک دوسرے سے ملی جلی ہیں شمار سے باہر ہیں اور وہ جو مختلف ہیں دہلی بنگالہ، ملتانی، مارواڑ، گجرات، تلنگانہ، مرہٹہ، کرناٹک، سندھ، افغان، شمال (جو سندھ اور کابل اور قندھار کے درمیان ہے) بلوچستان، کشمیر میں رائج ہیں۔

یہ تھی آئین اکبری جلد سوئم (اردو ترجمہ مولوی محمد فدا علی صاحب طالب) کی تحریر جسے ہم نے حرف بہ حرف تحریر کر دیا کتاب ہذا کے صفحہ ۹۴ پر میں یہ تحریر درج ہے۔

لہٰذا مغل بادشاہ بابر اور علامہ ابوالفضل کا بیان اس بات کی دلیل ہے کہ خطہ بلوچستان بہت پہلے بلوچستان کے نام سے موسوم ہو چکا تھا جو دونوں مصنفوں نے اپنی کتاب میں بلا تردد بلوچستان لکھ دیا اگر ایسا نہ ہوتا تو مصنف خطے کا کوئی اور نام جو مروج تھا وہی لکھتا بلوچستان نہ لکھتا۔

IV سماجی تبدیلیاں

بلوچوں کا سماجی نظام گوناگون اقدار سے ممیز ہے اُس میں قبائیلی نظام کو اساس و بنیاد کی حیثیت حاصل ہے قبائیلی نظام کے مطابق ہر قبیلہ کا اپنا سردار ہوتا ہے اور سردار کے تحت قبیلے میں شامل ہر طایفے کا اپنا الگ معتبر ہوتا ہے جسے قبائیلی اصطلاح میں مختلف علاقوں میں معتبر، یا مقدم، یا ٹکری یا وڈیرہ یا کیدہ کے نام سے یاد کرتے ہیں قبیلے کی ہر گوت یا طایفے کے افراد کے لئے جس طرح معتبر، یا مقدم، یا ٹکری، یا

وڈیرہ یا کبدہ کے لئے کی اطاعت لازمی ہوتی ہے اسی طرح قبیلے کے افراد اور معتبرین یا مقدمیں یا ٹکڑی یا وڈیرہ کبدہ کے لئے قبیلے کے سردار کا احترام بھی از بس ضروری ہوتا ہے
پھر مختلف قبائیل باہمی مشورہ سے اپنے بین القبائیلی اتحاد کو مستحکم و مضبوط و مربوط بنانے کے لئے صدر یا سربراہ یا امیر کا چناؤ عمل میں لاتے ہیں اسی طرح تمام قبیلوں کے سرداروں معتبروں یا مقدموں یا ٹکڑیوں یا وڈیروں یا کبداہوں پر امیر کا احترام لازم ہوتا ہے۔

جو قبائیلی اتحاد یا کنفیڈریسی کا سربراہ ملقب یہ امیر ہوتا ہے۔ لہذا بلوچ سماج میں قبائیلی اتحاد یا (قبائیلی کنفیڈریسی) کے سربراہ کو امیر یا میر میران کہتے ہیں۔ امیر کے انتخاب کے بعد بلوچوں کا روائتی قبائیلی نظام اپنے اساسی تقاضوں سے ہمکنار ہو جاتا ہے اور سارے بلوچ قبائیل امیر کے جھنڈے تلے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

میرو اول کے دور اور سابقہ دور کے بلوچ قبائیل کے اسما کا تفاوت

امیر میر واول کیکانی براخوئی کرد بلوچ کے دور میں اکرا دبلوچ توران و مکران کی قبائیلی کونسل پنجگانہ کے رکن امرا کے کئی ایک بیٹے تولد ہوئے جن کی نسل سے مرور زمانہ میں نئے قبیلے نئے ناموں کے ساتھ وجود میں آگئے۔ اور وہ قبیلے آج تک انہی ناموں سے موسوم وجود رکھتے ہوئے چلے آرہے ہیں۔

قارئین گرامی کی معلومات کے لئے ہم اب یہاں امیر میر واول کیکانی براخوئی کرد بلوچ کے جدسے امیر شیراک کیکانی براخوئی کرد بلوچ جو یزید

بن معاویہ (۶۸۰ء تا ۶۸۳ء) بنی اُمیہ خاندان کے خلیفہ دویم کا ہم عصر تھا اور اسی خلیفہ کے دور حکمرانی میں حضرت حسین علیہ السلام کی شہادت (۱۰ محرم ۶۱ھ مطابق ۶۸۰ء) کا واقع وقوع پذیر ہوا اور عالم اسلام میں ایک غم و غصّہ کی لہر دوڑ گئی۔ تو اکراد بلوچ توران و مکران کے تمام قبائیل نے اپنی ناخوشی کے اظہار میں شہادت حسینؓ کا تین دن تک سوگ منایا بہ حوالہ کورد گال نامک۔ سوگ منانے والے قبائیل کی تعداد ایک سو سولہ تھی۔

اب ہم وضاحت کے ساتھ یزیدی دور کے بلوچ قبائیل کے نام اور آمیر میرواول کیکانی براخوئی کرد بلوچ (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) کے دور کے بلوچ قبائیل کے اسما کو تفصیل وار لکھینگے۔ تو قارئین کو خود اندازہ ہوگا کہ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ ایک ہی نسل کے قبائیل کے ناموں میں کتنی زبردست تبدیلی واقع ہوگئی۔ آمیر میرواول کے دور میں قدیم قبائیل بلوچ کے چند ناموں کے سوا باقی تمام قبائیلی نام تبدیل ہو چکے ہیں۔

شہادت حسینؓ پر سوگ منانے والے بلوچ قبائیل کے اسماء

اُمیر شیراک کیکانی براخوئی کرد بلوچ (۶۸۰ء تا ۶۸۳ء) کے دور کے بلوچ قبائیل کے نام جنہوں نے شہادت حسین علیہ السلام پر تین دن تک سوگ منایا۔ اُنکے اسما کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۔ براخوئی، ۲۔ ادرگانی، ۳۔ زنگنہ، ۴۔ سنجاوی، ۵۔ بالی، ۶۔ کرمانی

۷۔ سبابی، ۸۔ سفاری، ۹۔ سنجانی، ۱۰۔ بازیجانی، ۱۱۔ سوراتی، ۱۲۔ شاری،
۱۳۔ شاماری، ۱۴۔ سُریانی، ۱۵۔ بابینی، ۱۶۔ توکانی، ۱۷۔ آسکانی، ۱۸۔ حلابک
۱۹۔ صلاحی، ۲۰۔ شینوانی، ۲۱۔ جادی، ۲۲۔ گرجینی، ۲۳۔ ہوتکاری، ۲۴۔ شکانی،
۲۵۔ ندامانی، ۲۶۔ شودن، ۲۷۔ مُجارانی، ۲۸۔ مُترانی، ۲۹۔ کیشانی، ۳۰۔ شمبد،
۳۱۔ کدک، ۳۲۔ خاوری، ۳۳۔ دینوری، ۳۴۔ عبفانی، ۳۵۔ سویانی، ۳۶۔ حرانی
۳۷۔ دیگانی، ۳۸۔ گوجاری، ۳۹۔ شاہولی، ۴۰۔ شنبانی، ۴۱۔ اُنیزی، ۴۲۔ شایلی
۴۳۔ بیوانی، ۴۴۔ ساردنی، ۴۵۔ سمدینی، ۴۶۔ الزاری، ۴۷۔ حبکانی، ۴۸۔ کریانی
۴۹۔ لُوتزیری، ۵۰۔ جلوانی، ۵۱۔ سلاری، ۵۲۔ ہوتانی، ۵۳۔ ساہتک، ۵۴۔ دیلی
۵۵۔ شولانی، ۵۶۔ بوتانی، ۵۷۔ ترمانی، ۵۸۔ جیسانی، ۵۹۔ باجانی، ۶۰۔ باہتو
۶۱۔ تیفانی، ۶۲۔ شملو، ۶۳۔ رودینی، ۶۴۔ جلّاب، ۶۵۔ شنکل، ۶۶۔ شابکی،
۶۷۔ تیہو، ۶۸۔ ساوانی، ۶۹۔ بادینی، ۷۰۔ مسکانی، ۷۱۔ آدینی ۷۲۔ ہیجب
۷۳۔ ریلانی، ۷۴۔ جنیدی، ۷۵۔ درکی، ۷۶۔ شکیبانی، ۷۷۔ شامیری، ۷۸۔ تورانی
۷۹۔ جیکانی، ۸۰۔ کیکانی، ۸۱۔ بنیزن، ۸۲۔ جلائی، ۸۳۔ زرتینی ۸۴۔ سُمالی،
۸۵۔ لشکری، ۸۶۔ شاہکی، ۸۷۔ سنجری، ۸۸۔ سوجانی، ۸۹۔ شمبوانی، ۹۰۔ بجیری
۹۱۔ کودانی، ۹۲۔ توہو، ۹۳۔ زیرکی، ۹۴۔ بورکی، ۹۵۔ ہوتمانی، ۹۶۔ یمندانی،
۹۷۔ حادی، ۹۸۔ عبدانی، ۹۹۔ بجوزی، ۱۰۰۔ تیلگی، ۱۰۱۔ شورانی، ۱۰۲۔ نودو
۱۰۳۔ سنگر، ۱۰۴۔ شیفاک، ۱۰۵۔ زیدوی، ۱۰۶۔ کرتک ۱۰۷۔ کوچانی،
۱۰۸۔ زرکانی، ۱۰۹۔ جونگل، ۱۱۰۔ درّاک، ۱۱۱۔ بمبکانی، ۱۱۲۔ گورانی،
۱۱۳۔ سیوائی، ۱۱۴۔ شیک، ۱۱۵۔ مجار، ۱۱۶۔ زرنان۔

امیر میر واول کے دور کے بلوچ قبائل کے اسمأ

امیر میر واول کیکانی کرد بلوچ (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) کے دور میں اکراد بلوچ توران و مکران میں نئے اسمأ کے ساتھ وجود میں آنے والے بلوچ قبائل کی اسم وار تفصیل اس طرح ہے۔

۱۔ میروانی، ۲۔ کمبرانی، ۳۔ کلندرانی، ۴۔ سمالانی، ۵۔ گورگنندانی (گرگ ناڑی) ۶۔ ملازئی ۷۔ مینگل، ۸۔ احمدزئی، ۹۔ التازئی، ۱۰۔ رودینی، ۱۱ بنگلزئی ۱۲۔ شاہوانی، ۱۳۔ رستم زئی ۱۴۔ سرپرہ، ۱۵۔ محمد شاہی، ۱۶۔ رئیسانی ۱۷۔ موسیانی، ۱۸۔ ساسولی، ۱۹۔ لانگو، ۲۰۔ نیچاری، ۲۱۔ پندرانی، ۲۲۔ زہری ۲۳۔ نفاری، ۲۴۔ محمدحسنی، ۲۵۔ ہارونی، ۲۶۔ کرد، ۲۷۔ ساتک زئی ۲۸۔ بزنجو، ۲۹۔ بلفت، ۳۰۔ ساجدی، ۳۱۔ سنگر، ۳۲۔ لٹری، ۳۳۔ ریکی زئی ۳۴۔ باجوئی، ۳۵۔ بُوبک، ۳۶۔ بلک، ۳۷۔ گارساسولی، ۳۸۔ خدرانی، ۳۹۔ لوٹیانی، ۴۰ جتک، ۴۱۔ ڈابر، ۴۲۔ پرکانی ۴۳۔ بادینی ۴۴۔ جمالدینی، ۴۵۔ بالسری، ۴۶۔ تنگیین زئی ۴۷۔ دگرزئی ۴۸۔ دیہانی ۴۹۔ درک زئی ۵۰۔ حاجی زئی ۵۱۔ کوہی زئی ۵۲۔ گیدانی ۵۳۔ نوشیروانی ۵۴۔ ریکی، ۵۵۔ سوپک ۵۶۔ توکی، ۵۷۔ تمبکی، ۵۸۔ واشکی، ۵۹ ناروہی، ۶۰۔ ہیتواجی، ۶۱۔ سیبی ۶۲۔ سورانی، ۶۳ بمپوشتی ۶۴۔ سیاہانی، ۶۵۔ عبداللہی ۶۶۔ دامنی، ۶۷۔ قصرقندی ۶۸۔ دشتیاری، ۶۹۔ باہوکلاتی ۷۰۔ گیچکی، ۷۱۔ کوچی، ۷۲۔ بنتی، ۷۳۔ بیابانی ۷۴۔ جاسکی، ۷۵۔ گواتری، ۷۶۔ ہیتی، ۷۷۔ یاراحمدزئی، ۷۸۔ گشادزئی

۷۹، برہان زئی، ۸۰، اسماعیل زئی، ۸۱، براننرزئی ۸۲، میر بلوچ زئی ۸۳، نگھمی، ۸۴، ڈومبکی، ۸۵، مری، ۸۶، بلیدی، ۸۷، رند، ۸۸، لاشاری ۸۹، ہوت، ۹۰، میدہ، ۹۱، ٹال بر، ۹۲، دودائی، ۹۳، چانڈیو، ۹۴، جتوئی ۹۵، مزاری، ۹۶، لغاری، ۹۷، نتکانی، ۹۸، قیصرانی، ۹۹، کورائی، ۱۰۰، گشکوری ۱۰۱، کیتران، ۱۰۲، نگسی، ۱۰۳، کھوسہ، ۱۰۴، جمالی، ۱۰۵، کودائی، ۱۰۶، رئیس ۱۰۷، گچکی، ۱۰۸، سامیگی، ۱۰۹، دشتی، ۱۱۰، پتاپی، ۱۱۱، دریشک، ۱۱۲، لُنڈ ۱۱۳، بزدار، ۱۱۴، گورچانی، ۱۱۵، میرالی، ۱۱۶، کولاچی، ۱۱۷، بیل، ۱۱۸، بلی ۱۱۹، بزتی ۱۲۰، گوپانگ، ۱۲۱، گولہ۔

لہذا۔ ان دونوں اَدوار کے بلوچ قبائل کے ناموں کے موازنہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان دونوں ادوار کے ناموں میں بہت زیادہ تفاوت ہے پہلے دور اور دوسرے دور میں تقریباً چھ سو سال کا فرق ہے یعنی ۶۸۰ء میں بلوچ قبائل کے جو نام تھے۔ وہ نام ۱۲۶۵ء میں یک لخت بدل چکے تھے اور نئے اسما کے ساتھ بلوچ قبائل وجود میں آ چکے تھے۔

وہ بلوچ طایفے جنکے نام دونوں ادوار میں یکساں رہے

البتہ کچھ بلوچ قبائل کے نام جو ۶۸۰ء میں تھے۔ اُن کے وہی نام اُمیر میرواول کیکانی براخوئی کرد بلوچ (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء) کے دور میں بھی تبدیل نہ ہوتے۔ یہ قبائل بدستور اپنے پرانے ناموں سے موسوم رہے ان کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۔ غسانی، ۲۔ کلپاری، ۳۔ پارکان، ۴۔ سمک، ۵۔ باہو، ۶۔ متک، ۷۔ جونگ ۸۔ شکیرد، ۹۔ مندگار، ۱۰۔ سندوائی ۱۱۔ ابدا، ۱۲۔ مبرکان، ۱۳۔ حادی، ۱۴۔ ہونران، ۱۵۔ جیسانی، ۱۶۔ سون من، ۱۷۔ بہ توس، ۱۸۔ تیبانی، ۱۹۔ نوتاری ۲۰۔ ساہو، ۲۱۔ لبوسان، ۲۲۔ جلابینی، ۲۳۔ مرّائی، ۲۴۔ بمبکانی، ۲۵۔ ندامانی، ۲۶۔ ہوتکاری، ۲۷۔ شاہولی، ۲۸۔ شخل، ۲۹۔ ہیرند، ۳۰۔ موندان، ۳۱۔ کودان ۳۲۔ شمبند، ۳۳۔ بوڑیری ۳۴۔ جیکانی، ۳۵۔ بوتانی۔

بہرحال ان قبائل کی ۶۸۰ھ میں حیثیت جداگانہ قبائل کی تھی جسے ہم ابتدائی دور کہتے ہیں اور آمیر میرو اول کیکانی کرد بلوچ کے دور میں ۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۴ء میں ان قبائل کے نام نئے قبائل کے ذیلی طائفوں کی حیثیت سے ملتے ہیں ہم اس تبدیلی کی یہی دلیل دے سکتے ہیں کہ دور اول کے ان جداگانہ قبیلوں کی قبائلی اُمرا کی سیاسی حیثیت اتنی کمزور ہوگئی کہ وہ نسلی لحاظ سے ان نئے ناموں سے اُبھرتے ہوئے قبائل میں بطور ذیلی شاخوں کے بغیر تبدیلی نام مدغم ہوئے ہوں گے۔

بلوچی رواج کی ابتدا

دنیا میں ہر دور میں یہ دستور رہا ہے کہ سماجی زندگی کے ارتقا کے ساتھ ساتھ سماجی زندگی کو صحیح خطوط پر چلانے کے لئے قواعد و ضوابط مرتب کئے جاتے رہے ہیں اور اب تک کئے جاتے ہیں جسے قانون کہتے ہیں۔

ظاہری انسانی افعال کا عام قاعدہ جسے کوئی اعلیٰ ملکی حاکم نافذ کرے اور جس کی پابندی تعزیراً لازم ہو۔ اس طرح پر قانون کا یہ مفہوم خلائی قانون یا فطرت یا اخلاق سے مختلف ہوتا ہے۔ اولالذکر نوع کا قانون قانون سازی کے ذریعے ظہور پذیر ہوتا ہے چنانچہ بلوچی رواج بلوچی سماجی زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط قانون ہے جن کی پابندی بلوچ سماج یا سوسائٹی کے ہر فرد پر لازم ہے۔

چنانچہ امیر میرواول کمیکانی براخوئی کرد بلوچ کے دور (۱۲۹۵ء تا ۱۳۰۵ء) میں بلوچ اتحاد کی مجلس شوریٰ نے اپنے صدر یا میر مجلس کے زیر صدارت بلوچ سماج سے متعلق زندگی کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر جدید حالات کے تحت قوانین بنانے کا عمل شروع کیا جس کی تفصیلات کچھ اس طرح ہیں۔

۱۔ بلوچی کچہری یا دیوان کے مجلسی آداب ۲۔ مہمان نوازی کے اصول ۳۔ نووارد سے حال واحوال کا طریقہ کار ۴۔ شادی بیاہ و ختنہ وموت کی رسومات ۵۔ امداد باہمی کے قوانین ۶۔ قول واقرار کی پابندی کے اصول ۷۔ تفریحی مشاغل تیراندازی، نیزہ بازی، تیغ زنی، گرز زنی، فلاخن بازی کے قواعد ۸۔ بلوچی قومی فوج کے قواعد و دیکھ بال کے قوانین ۹۔ مالی امداد، بجار پوڑی، تشر گال کے اصول اور ان کی ادائیگی کا طریق کار ۱۰۔ اخلاقی کردار کے اصول ۱۱۔ فوجداری، دیوانی، شخصی مقدمات کا تصفیہ کے قوانین اور تصفیہ کے لئے جرگہ عدالتوں کا قیام ۱۲۔ باہوٹی (پناہ

میں رکھنے) کے قوانین ۱۳ ار میٹر کے قوانین ۱۴ ار گھریلو تفریحی مشاغل کے کھیلوں کے ایجاد اور ان کے ضوابط ۱۵ ار بیر د بدلہ لینے) کے ضوابط ۱۶ ار دوران جنگ میدان کارزار کے ضابطہ اِخلاق و قوانین ۔

لہٰذا بلوچی رواج جو بلوچ ملت کا قانون ہے بلوچی سماج کی زندگی کے ان تمام پہلوؤں پر محیط ہے جن کے لئے انہوں نے قوانین وضع کئے ہیں چنانچہ بلوچ ملت کی زندگی کے ہر پہلو سے متعلق مختلف ادوار میں وضع کیے گئے قوانین بلوچ ملت کا رواجی قانون ہے جس پر آج تک بلوچ ملت عمل کر رہی ہے ۔

مصنف کے دیگر اہم مطبوعات

1. بلوچ و بلوچستان کی تاریخ
سات جلدوں میں چھپ چکی ہیں۔

2. بلوچی گرائمر انگریزی ورژن۔

3. بلوچی گرائمر اردو ورژن۔

4. کردگالی (براہوئی) گرائمر انگریزی ورژن۔

5. کردگالی (براہوئی) اردو ورژن

6. بلوچی زبان کے کارگونگ (مصادر)۔

7. مع کردگالی (براہوئی) اردو، انگریزی معنی۔

8. بلوچستان کے اہم تاریخی دستاویزات کے متعلق
تاریخی دقیقہ انگریزی میں۔

9. کتابچہ قدیم شالکوٹ (موجودہ کوئٹہ)
صوبہ بلوچستان کے دارالخلافہ کا تاریخی پس منظر۔

10. قاموس بلوچ قبائل۔

11. بلوچی / کردی (براہوئی) الفاظ کی قافیہ بندی
ساخت۔ بہ زبان انگریزی

یونائیٹڈ پریس ... کوئٹہ
TEL. # 822920 FAX. # 823933